بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

محدّث اعظم پاکستان

مولانا محمد جلال الدین قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

تذکرہ
مُحدّث اعظم پاکستان

جلدِ دوم

محمّد جلال الدّین قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔کراچی۔پاکستان

نام کتاب	تذکرہ محدث اعظم پاکستان (جلد دوم) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز
مؤلف	مولانا محمد جلال الدین قادری
زیر سرپرستی	پیر طریقت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی
کمپوزنگ	مفتی محمد محمود احمد و ایم بی سمیر و حافظ محمد شعیب
پروف ریڈنگ	مولانا قاری محمد حبیب احمد و مولانا غازی محمد مسعود احمد
باہتمام	مولانا قاضی محمد سعید احمد نقشبندی محلہ لطیف شاہ غازی کھاریاں، ضلع گجرات
تاریخ اشاعت	اگست 2005ء
کمپیوٹر کوڈ	1Z467A
قیمت	325/=

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

عرضِ مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. اَمَّا بَعْدُ!

''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ اس ایڈیشن کی اشاعت کے موقع پر حضرت مصنف مدظلہ کی صحت چونکہ علیل ہے، اس لئے اس کی ترتیب وغیرہ ان کے مشورہ سے فقیر غفرلہ القدیر نے کی ہے خبا ایں وجہ کمی کوتاہی کو فقیر کی طرف سے سمجھا جائے، اور مصنف دامت برکاتہم العالیہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا کی جائے۔ اس کتاب میں مصنف علام کی پہلی تجویز کردہ ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مکتوبات کا باب چونکہ قبل ازیں ''نوادرات محدث اعظم'' میں شائع ہو چکا ہے اس لئے اس کتاب میں شامل نہیں کیا جا رہا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے چند معاصرین کرم کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔ کرامات کے باب میں چند مزید کرامات شامل کی گئی ہیں۔ محترم محمد زبیر قادری فیصل آبادی کا مضمون اخلاف کے باب میں بعنوان ''حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی اور آپ کی خدمات'' بھی شامل اشاعت ہے۔

یہ کتاب نہایت قلیل عرصہ میں طبع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اس لئے اس میں اغلاط کا رہ جانا غیر متوقع نہیں۔ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع دیں تا کہ آئندہ طباعت میں اصلاح کی جا سکے۔

مفتی محمد محمود احمد عفی عنہ

ابن حضرت مولانا محمد جلال الدین قادری مدظلہ العالی

محلہ لطیف شاہ غازی، کھاریاں ضلع گجرات

فہرست

تذکرہ محدث اعظم پاکستان جلد دوم

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

حضرت شیخ الحدیث محدث کی حیثیت سے

حضرت مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کی زندگی کا امتیازی وصف یہ تھا کہ آپ ''شیخ الحدیث'' اور اپنے زمانہ کے ''محدث اعظم'' تھے۔ آپ کے یہ دونوں اوصاف بطور علم مشہور تھے۔ علماء و مشائخ کی محفل ہو، یا طالبان علم کی مجلس، یہاں تک کہ عامۃ المسلمین کی گفتگو میں بھی آپ کے نام کے بجائے یہ دونوں القاب مقبول و مشہور تھے۔

آپ کی سیرت کی ان حیثیات سے کوئی محدث ہی کما حقہ بحث کر سکتا ہے۔ تذکرہ نویسی میں اس حیثیت سے متعلق گفتگو کرنا مجھ ایسے قلیل البضاعۃ کے لئے انتہائی مشکل ہے تاہم اس عنوان پر چند سطور لکھے بغیر میرے لئے گذرنا مناسب نہیں۔

اولاً یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ محدث کسے کہتے ہیں واضح رہے کہ اصطلاح محدثین میں ''شیخ الحدیث'' کو ہی محدث کہتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

''وَلِمَنْ یَّشْتَغِلُ بِالسُّنَّةِ النَّبَوِیَّةِ الْمُحَدِّثُ''

اور جو سنت نبویہ کی تدریس میں مشغول ہو اسے محدث کہتے ہیں۔(۱)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۳ھ) فرماتے ہیں۔

''وَلِهٰذَا یُقَالُ لِمَنْ یَّشْتَغِلُ بِالسُّنَّةِ مُحَدِّثٌ''

اور اسی لئے جو شخص سنت نبوی کے درس و تدریس میں مشغول ہو، محدث کہلاتا ہے۔(۲)

(۱) نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ص ۶

(۲) مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علی المشکوٰۃ ص ۲

محدث عراقی فرماتے ہیں۔

''اَلْمُحَدِّثُ فِیْ عُرْفِ الْمُحَدِّثِیْنَ مَنْ یَّکُوْنُ کَتَبَ وَقَرَاءَ وَسَمِعَ وَوَعٰی اِلَی الْمَدَائِنِ وَالْقُرٰی وَحَصَلَ اُصُوْلًا مِّنْ مُّتُوْنِ الْاَحَادِیْثِ وَفُرُوْعًا مِّنْ کُتُبِ الْاَسَانِیْدِ وَالْعِلَلِ وَالتَّوَارِیْخِ الَّتِیْ تَقْرُبُ مِنْ اَلْفِ تَصْنِیْفٍ''(۳)

''محدثین کے عرف میں محدث وہ ہے جو شیخ سے حدیث لکھے، اس کے حضور حدیث پڑھے، اس سے سنے اور یاد کرے، اس کے لئے دور و نزدیک کے قصبات و دیہات کا سفر کرے، متون احادیث سے اصول اور کتب اسانید، کتب علل اور کتب تواریخ سے فروع حاصل کرے اور یہ کتابیں تقریباً ایک ہزار ہیں۔

محدث کو کن امور کی احتیاج ہے؟ اس کا جواب علامہ احمد علی محدث سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ) کے الفاظ میں سنئے۔

''وَاَمَّا اِسْتِمْدَادُهٗ فَمِنْ اَقْوَالِ الرَّسُوْلِ وَاَحْوَالِهٖ وَاَمَّا اَقْوَالُهٗ فَهُوَ الْکَلَامُ الْعَرَبِیُّ فَمَنْ لَّمْ یَعْرِفِ الْکَلَامَ الْعَرَبِیَّ بِجِهَاتِهٖ فَهُوَ بِمَعْزِلٍ عَنْ هٰذَا الْعِلْمِ وَهِیَ کَوْنُهٗ حَقِیْقَةً وَّمَجَازًا وَّکِنَایَةً وَّصَرِیْحًا وَّعَامًّا وَّخَاصًّا وَّمُطْلَقًا وَّمُقَیَّدًا وَّمَحْذُوْفًا وَّمُضْمَرًا وَّمَنْطُوْقًا وَّمَفْهُوْمًا وَّاقْتِضَاءً وَّاِشَارَةً وَّعِبَارَةً وَّدَلَالَةً وَّتَنْبِیْهًا وَّاِیْمَاءً وَّنَحْوَ ذٰلِکَ مَعَ کَوْنِهٖ عَلٰی قَانُوْنِ الْعَرَبِیَّةِ الَّذِیْ بَیَّنَهُ النُّحَاةُ بِتَفَاصِیْلِهٖ وَعَلٰی قَوَاعِدِ اسْتِعْمَالِ الْعَرَبِ وَهُوَ الْمُعَبَّرُ بِعِلْمِ اللُّغَةِ''(۴)

''محدث کو اقوال و احوال النبی ﷺ سے استمداد کرنا پڑتا ہے۔ اقوال رسول تو کلام عربی ہے۔ پس جو شخص عربی کلام سے بتمام وجوہ واقف نہیں وہ علم حدیث کی معرفت سے بے بہرہ ہے۔ نحویوں کے بیان کردہ قانون عربی کی مطابق اسے حقیقت و مجاز، کنایہ و صریح، عام و خاص، مطلق و مقید، محذوف

(۳) حاشیہ شرح نخبۃ الفکر ص ۶

(۴) مقدمہ صحیح البخاری للعلامہ احمد علی سہارنپوری۔ مطبوعہ خان بکڈپو لاہور۔ ص ۱۴۔ بحوالہ عینی شرح بخاری

مضمر، منطوق و مفہوم، اقتضاء النص، اشارۃ النص، عبارۃ النص، دلالۃ النص اور تنبیہ وایماء وغیرہ سے اس کے ساتھ نحویوں کے بیان کردہ عربی کے قواعد اور اہل عرب کے استعمال سے جسے علم لغت کہتے ہیں، واقفیت ضروری ہے۔"

گویا محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان و بیان کے تمام علوم و قواعد کا ماہر ہو۔ محدث کے مذکورہ بالا اوصاف حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں بتمامہا بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ نے بہترین اساتذہ حدیث سے حدیث پڑھی۔ علماء عرب و عجم نے آپ کو حدیث میں اشتغال کی اجازت دی۔ عربی زبان و بیان پر آپ کو پوری دسترس حاصل تھی۔ ساری عمر درس حدیث کے لئے وقف فرما رکھی تھی۔ آپ کے بے شمار تلامذہ جلیل القدر محدث بنے۔ آپ کی ذات طلباء اور علماء کا مرجع تھی۔ آپ نے امہات کتب حدیث پر تعلیقات چھوڑیں اور آپ کے تلامذہ حدیث نے کتب احادیث کی شروح لکھیں، جلیل القدر محدثین اور مقتدر علماء نے آپ کو شیخ الحدیث جانا، مانا اور لکھا۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق آپ اس دور کے محدث اعظم تھے۔

اس اجمال کو ہم درج ذیل عنوانات کے تحت مزید مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔

ا　تدریس حدیث میں تمام عمر وقف فرمادی۔

ب　جامع علوم حدیث

ج　مرجع طالبان حدیث

د　معرفت اقسام احادیث

ہ　امہات کتب احادیث پر تعلیقات وحواشی

و　مرجع معاصر علماء اعلام

ز　اعتراف معاصر علماء اعلام

ح　برصغیر کے موجود محدثین کی اکثریت آپ کے تلامذہ ہیں

ط　آپ کے تلامذہ، محدثین نے امہات کتب احادیث کی شرحیں لکھی ہیں۔

ی　آپ کے درس حدیث کی امتیازی خصوصیات

(ا) تدریس حدیث میں تمام عمر وقف

دار العلوم مظہر اسلام بریلی کے قیام (۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) سے قیام پاکستان (۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء) تک بریلی میں اور قیام پاکستان کے بعد وصال مبارک (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) تک دار العلوم مظہر اسلام جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں پچیس برس سے زائد عرصہ حدیث پاک پڑھائی۔ اس سے قبل دار العلوم منظر اسلام بریلی میں پانچ برس تک مختلف علوم عربیہ کی تدریس فرمائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد.......... آخر عمر تک طالبان علوم اسلامیہ اور طالبان درس حدیث کی بھرپور انداز میں اس طرح خدمت کی کہ شیخ الحدیث اور محدث اعظم کے پیارے لقب سے ملقب و متعارف ہوئے۔ ان کی قبولیت و شہرت کی کیفیت یہ ہے کہ آج (۱۴۰۵ھ) آپ کے وصال کے ربع صدی بعد بھی آپ اسی لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔

مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور بیان کرتے ہیں۔

"ہم بندیال شریف حضرت استاذی المکرم علامہ عطا محمد بندیالوی سے شرح تہذیب پڑھ رہے تھے۔ استاذ مکرم نے لفظ اللہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

لفظ اللہ میں اختلاف ہے علامہ تفتازانی اور علامہ بیضاوی کا۔ علامہ تفتازانی کا مذہب ہے کہ لفظ اللہ وصفی طور پر علم ہے اور وضعی طور پر جزئی حقیقی ہے اور وصفی لحاظ سے تکثر سے مانع ہے۔ اور علامہ بیضاوی کا مذہب یہ ہے کہ لفظ اللہ کی وضع تو کلی معنوں کے لئے ہے۔ لیکن غلبہ کے طور پر علم ہو گیا اور غلبہ کے طور پر جزئی حقیقی ہو گیا۔ اور غلبہ کے طور پر تکثر کو مانع ہو گیا۔ جیسے لفظ شیخ الحدیث وضع تو کلی معنی کے لئے کیا گیا ہے۔ یعنی جو حدیث پڑھائے اس کو شیخ الحدیث کہہ سکتے ہیں لیکن غلبہ کے طور پر قبلہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب کا علم ہو چکا ہے۔ جب ہم لفظ شیخ الحدیث بولیں تو فوراً ذہن

انہی کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور غلبہ کے طور پر جزئی حقیقی اور مانع تکثر ہے۔''(۵)

(ب) جامع علوم حدیث

محدثین کی تصریح کے مطابق حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان تمام علوم میں بہ کمال مہارت رکھتے تھے، جو حدیث فہمی کے لئے لازمی ہیں، کم وبیش آٹھ برس تک اجلہ اساتذہ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض فرمایا۔ عام روش سے ہٹ کر، شب وروز اساتذہ کرام سے سبق پڑھتے، ان کا تکرار کرتے۔ اس محنت کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کے اساتذہ کرام بھی آپ کے علم وفضل کے معترف نظر آتے ہیں آپ کے استاذ گرامی صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) فرمایا کرتے تھے۔

''میری زندگی میں دوہی باذوق پڑھنے والے تھے۔ ایک مولوی سردار احمد تھے اور دوسرے حافظ عبد العزیز''(۶)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ہم درس اور جامعہ اشرفیہ (عربی یونیورسٹی) اعظم گڑھ کے بانی اور شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے علماء کے ایک مجمع میں آپ کا تعارف یوں فرمایا۔

''آپ عِدل العلم یعنی علم کی گٹھڑی ہیں''(۷)

واقعی کتنی عمدہ تشبیہ ہے آپ کے گنجینہ علم ومعارف ہونے کی۔

آپ کے استاذ گرامی، مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی نوری (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) (جن کی جلالت علم

---

(۵) مکتوب مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور بنام فقیر قادری عفی عنہ، محررہ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۶ء

(۶) روایت مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری ابن حضرت صدر الشریعہ، قلمی یادداشت مولانا عبدالمبین نعمانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا)

نوٹ: یہ قلمی یادداشت مولانا محمد منشا تابش قصوری کے پاس محفوظ ہیں۔

(۷) ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۳۲

عیاں ہے اور آپ الفاظ کے استعمال میں انتہائی محتاط تھے) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگرچہ مولانا سردار احمد صاحب کو میں نے پڑھایا۔ مگر آج وہ قابل تھے کہ مجھے پڑھاتے''(۸)

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اگرچہ بندہ پروری اور کمال محبت سے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ان خیالات کا اظہار فرمایا۔ تاہم اس سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کمال علمی اور جامعیت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

(ج) مرجع طالبان حدیث

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ دورۂ حدیث کی تمام کتابیں عموماً خود پڑھاتے۔ صحاح ستہ اور مؤطا اور طحاوی کے علاوہ تفسیر اور فنون کی بعض کتابیں بھی پڑھاتے۔ آپ کا درس حدیث اس قدر مؤثر اور مبارک ہوتا کہ سب سے زیادہ طالبان حدیث آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوتے۔ محتاط اندازے کے مطابق پچیس برس میں ساڑھے چھ سو ۶۵۰ سے زائد فضلاء نے آپ سے حدیث پڑھی۔(۹)

اس طرح ہر سال اوسطاً پچیس تیس طلباء آپ سے علم حدیث پڑھ کر علماء وفضلاء کی صف میں شامل ہوئے۔(۱۰)

---

(۸) روایت مولانا مجیب الاسلام اعظمی، ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۱۳

(۹) آپ کے حلقہ درس سے فارغ ہونے والے فضلاء کا تفصیلی تذکرہ تلامذہ کے عنوان سے کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ وہ تعداد ہے جنہوں نے آپ سے باقاعدہ حدیث پڑھی اور سند حدیث حاصل کی۔ بعض فضلاء نے تبرکاً آپ سے سند حدیث حاصل کی، ان کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی، وہ فضلاء جنہوں نے آپ سے جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں فنون کی تکمیل کی وہ اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کے معاصر محدثین اساتذہ کرام سے اتنی بڑی تعداد میں فضلاء درس حدیث لے کر فارغ نہیں ہوئے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۱۰) مولانا محمد شریف الحق امجدی نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے مظہر اسلام بریلی میں دورہ حدیث پڑھا۔ وہ فرماتے ہیں۔

''میں نے ۶۲۔۱۳۶۱ھ میں دورہ حدیث پڑھا۔ میرے ساتھ بتیس طلبا اور تھے۔ ماہنامہ نوری کرن بریلی مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۸

حدیث کے ماہر علماء ومشائخ بھی اپنے شاہزادوں اور متعلقین کو آپ ہی کے درس حدیث میں حاضر کرتے۔ (۱۲)

آپ کے حلقہ درس میں وہ طلباء بھی شامل ہوتے جو دیگر مدارس سے کئی کئی مرتبہ دورہ حدیث پڑھ کر آتے۔ مدارس اہل سنت کے علاوہ دیوبند، سہارنپور، دہلی وغیرہ سے حدیث کی تعلیم مکمل کر لینے والے بعض طلباء بھی آپ کے پاس آکر حدیث پڑھتے۔ مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالافتاء بریلی فرماتے ہیں۔

''میں نے ۶۲۔۱۳۶۱ھ میں دورہ حدیث پڑھا۔ میرے ساتھ بتیس طلباء اور تھے جن میں بعض افغانی طالب علم وہ تھے جو دیوبند، سہارنپور اور دہلی وغیرہ سے دورہ حدیث پڑھ کر آئے تھے۔ انہیں میں ایک طالب علم عبدالوہاب نام کے تھے۔ یہ پانچ جگہ دورہ پڑھ کر سندیں لے کے آئے تھے۔ یہ قدرے ذہین اور سمجھ دار تھے۔ اکثر وہابیوں میں پڑھنے کی وجہ سے توہب بھی تھا۔ بہت قادر الکلام

(۱۲) مفسر قرآن، دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے شیخ الحدیث وسجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی، مولانا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب (م ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) نے اپنے خلف اکبر مولانا ریحان رضا عرف رحمانی میاں کو فیصل آباد میں آپ کے درس میں ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء دورۂ حدیث پڑھنے کے لئے روانہ فرمایا۔ ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء کو مولانا قطب الدین جھنگوی نے اپنے صاحبزادہ مولانا محمد عبدالرشید کو بریلی میں دورہ پڑھنے کے لئے روانہ کیا۔ پیر سید فقیر حسین راؤوالی ضلع گورداسپور نے اپنے صاحبزادہ مولانا نذر محی الدین کو بریلی میں ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء کو مولانا محمد سعید اور مولانا عبد القادر ساکنان مانگٹ ضلع گجرات بہ ایما مرشد خود حضرت سید نورالحسن شاہ کیلانوالہ، ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء کو مولانا سید محمد جلا الدین بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین بہ ایما مرشد خود سید نورالحسن کیلانوالہ ضلع گوجرانوالہ ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء کو مولانا محمد شریف نقشبندی بہ ایما حضرت امیر ملت محدث علی پوری، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء کو مولانا غلام نقشبند بہ ایما پیر محمد شفیع چورہ ضلع کیمبل پور (اٹک)، اسی سال مولانا محمد نقشبند بہ ایما پیر محمد اکبر علی نقشبندی پاک پتن، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء کو مولانا مختار احمد بہ ایما حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء کو مولانا سلطان باہو بہ ایما مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی، ۱۳۷۹ھ/۱۳۸۰ھ کو مولانا محمد اشرف سیالوی بہ اجازت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور مولانا مفتی عبدالشکور بہ اجازت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے حلقہ درس حدیث میں شریک ہوئے۔

جلیل القدر مشائخ عظام اور عظیم المرتبت علماء اعلام نے اپنے اخلاف اور متوسلین کو آپ کے درس حدیث میں شامل کر کے آپ کی علمی عظمت کا اعتراف فرمایا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ا رجسٹر اسماء فارغ التحصیل مظہر اسلام بریلی

ب رجسٹر اسماء فارغ التحصیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور۔ فقیر قادری عفی عنہ

تھے۔ اسباق شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد میں نے دریافت کیا۔'' آپ تو گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکے ہیں۔ بتائیے یہاں اور دوسری جگہوں میں کیا فرق ہے؟'' جواب دیا'' شروع شروع میں ہر جگہ جوش وخروش ہوتا ہے۔ وہ یہاں بھی ہے۔ لیکن دوسری جگہ خاص خاص جگہ جوش وخروش ہوتا ہے۔ اور یہاں نقطہ نقطہ پر علم کا دریا بہار ہے ہیں'' آخر میں ایسے گرویدہ ہوئے کہ ہروقت تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ کہتے تھے۔ ''میں نے دورہ حدیث کی حقیقت صرف یہی سمجھی تھی کہ برکت کے لئے پڑھا جاتا ہے مگر اب یہاں آکر معلوم ہوا کہ فن حدیث کیا ہے اور دورہ حدیث کی حقیقت کیا ہے۔'' اختلافی مسائل پر بہت کثرت سے سوالات کرتے اور ان کے معقول جوابات پر مسرور ہوتے۔ چند ہی ماہ کے بعد خود کہنے لگے۔ ''اب تک ہم اندھیرے میں تھے اب آنکھیں کھلیں'' وہابیت سے بالکل بیزار ہوگئے۔ سچے پکے سنی صحیح العقیدہ ہوگئے۔ (۱۳)

(د) معرفت اقسام احادیث

محدث کے لئے ضروری ہے کہ روایت حدیث کے ساتھ ساتھ سند اور متن پر پوری آگاہی رکھتا ہو۔ نیز اصول درایت کے مطابق مختلف احادیث کے درمیان بعض کو بعض پر ترجیح دے سکے۔ معرفت اقسام احادیث از قسم شذوذ غریب پر اس کی نظر ہو۔ تعارض کی صورت میں تطبیق کا ملکہ رکھتا ہو۔

کتب احادیث بلکہ خود صحاح ستہ میں ایسی احادیث بھی ہیں جو ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں، مگر مختلف راویوں

(۱۳) ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ واپریل ۱۹۶۳ء ص ۳۸، ۸۸

نوٹ: ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں اس قلیل البضاعۃ فقیر قادری کے ہم درس بعض طلباء وہ بھی تھے جو برصغیر کے مشہور مدرسوں سے دورہ حدیث پڑھ کر آئے تھے اور بعض افغانی طلباء ایسے بھی تھے جنہوں نے دیگر مختلف مدارس سے چار چار مرتبہ دورہ حدیث مکمل کر لیا تھا۔ لیکن جامعہ رضویہ فیصل آباد میں وہ اپنے آپ کو ایک نئی پرمسرت کیفیت میں پاتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہمیں حضرت شیخ الحدیث سے دورہ حدیث پڑھنے کا موقعہ نہ ملتا تو شاید ہم احادیث سے صاحب حدیث کی حقیقی مراد نہ سمجھ سکتے۔ فقیر قادری عفی عنہ

کے باعث ان میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے۔ مثلاً حضور نبی اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ کو ایک بار ہجرت فرمائی۔ راستہ میں قباء میں چند روز قیام فرمایا۔ ان ایام کی تعداد میں صحیح بخاری میں تین مختلف روایات آئی ہیں۔

١ "بَابُ هَلْ يَنَّشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِى الْجَاهِلِيَّةِ وَ يَتَّخِذُ مَكَانَهَا مَسَاجِدَ" میں ہے۔

"فَاَقَامَ النَّبِىُّ ﷺ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً"(١٤)

ترجمہ: اہل قبا (بنی عمرو بن عوف) میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چوبیس رات قیام فرمایا۔

٢ "بَابُ هِجْرَةِ النَّبِىِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ" میں ہے۔

"فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَنِىْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشَرَ لَيْلَةً"(١٥)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی عمرو بن عوف میں کچھ اوپر دس رات ٹھہرے۔

٣ بَابُ مَقْدَمِ النَّبِىِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ" میں ہے۔

"فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً" (١٦)

ترجمہ: آپ نے ان میں چودہ رات قیام فرمایا۔

قیام قبا میں پہلی روایت چوبیس رات، دوسری روایت کچھ اوپر دس رات اور تیسری روایت چودہ رات کے عرصہ کی ہیں۔ یہ روایات اگرچہ صحیح بخاری میں ہیں اور نقاد محدثین کی تصریح کے مطابق "صحیح" ہیں۔ مگر اہل سِیَر اور اہل مغازی کی تصریح کے مخالف ہیں۔

اسی طرح ارباب سیَر کی تصریح کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں صرف ایک بار سورج گرہن ہوا۔ آپ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ مگر مختلف روایات میں اس نماز کی کیفیت مختلف وارد ہوئی۔ رکعات کے اختلاف کے علاوہ ہر رکعت میں رکوع کی تعداد میں اختلاف مروی ہوا۔ ہر رکعت میں ایک رکوع سے چھ رکوع کی تعداد تک روایات موجود ہیں۔ صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی۔

(١٤) صحیح بخاری، مطبوعہ پرنٹنگ پریس، لاہور۔ ج ٢۔ ص ٦١ (١٥) ایضاً۔ ج ٢۔ ص ٥٥٥ (١٦) ایضا۔ ج ٢۔ ص ٥٦١

"خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَدُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ............"(١٧)

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت یوں ہے۔

"خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِىُّ ﷺ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ............"(١٨)

اس قسم کی صدہا مثالیں کتب احادیث بلکہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ان ثابت غیر وضعی احادیث کے درمیان واقعۃً تو کوئی تعارض نہیں۔ صورتِ تعارض راوی کی روایت ہے۔

ان متعارض مقامات کی تشریح وتوضیح کے دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے علمی کمالات کے جوہر کھلتے۔ جب آپ کسی حدیث پر نقد ونظر، جرح وتعدیل، شرح وبسط فرماتے تو قلب کا ایک ایک گوشہ، دماغ کا ایک ایک کونہ سراپا توجہ بن جاتا۔ راویوں کی ضروری تعدیل وترجیح، تعارض کی صورت میں تطبیق اور دل نشین تاویل، طلبہ کے مختلف سوالات کے جوابات............ انداز بیان ایسا سادہ، سلجھا ہوا اور جامع کہ پیچیدہ مسائل میں طالب علم کی ایسی تسکین کہ تمام اعتراضات خود بخود رفع ہوجاتے۔ (١٩)

(١٧) ایضاً۔ ج ١۔ ص ١٤٢

(١٨) ایضا۔ ج ١۔ ص ١٤٥

(١٩) مولانا ابوالانوار محمد اقبال، فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور، خطیب جامعہ مسجد مجددیہ سرگودہا روڈ فیصل آباد نے "مسلک اولیاء" نامی تصنیف کے آخر میں محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے بعض ملفوظات اور فوائد دورہ حدیث مرتب کر کے شائع کئے ہیں۔ یہ کتاب اسود آرٹ پریس فیصل آباد سے شائع ہوئی۔ کتاب کا حصہ فوائد دورۂ حدیث پڑھنے کی چیز ہے۔ نیز مولانا ابوالحسن محمد علی نے فوائد دورہ حدیث شریف، مطبوعہ نوری کتب خانہ اسلام گنج لاہور (١٩٦٤ء) میں آپ کی بعض تقاریر نقل کی ہیں، مزید تفصیل کے لئے اس کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۵) امہات کتب احادیث پر تعلیقات وحواشی

علماء حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ کتبِ احادیث بالخصوص صحاح ستہ کی صد ہا شرحیں اور حواشی لکھی گئی ہیں ۔شارح اور محشی کو کن مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اور اس کا پایہ علمی کیا ہوتا ہے ......؟ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔ مختصر یوں سمجھئے کہ تحقیق وتدقیق ،استنباط واستخراج مسائل علمیہ ، دلائل عقلیہ ونقلیہ اور علم وفضل کے دریائے بے کراں کی شناوری کے بغیر شرح ،حاشیہ نگاری اور تعلیقات نگاری ممکن نہیں ۔شرح ،حاشیہ نگاری اور تعلیقات نگاری میں سے تعلیقات مشکل فن ہے ۔تعلیقات سے مراد متن کے کسی نکتہ کی ایسی وضاحت مقصود ہوتی ہے جو صاحب متن نے ترک کردی ہو، یا صاحب متن کے بیان کردہ مسئلہ کی دلائل وبراہین سے مزید تائید، یا متن کے کسی مسئلہ کا استخراج ، یا کسی اختلافی دلیل کو متن کے مقابلہ میں پیش کر کے متن کا تعقب کرنا مقصود ہوتا ہے۔

کتب احادیث بالخصوص صحاح ستہ کی صد ہا شرحوں اور حواشی کی موجودگی میں محشی یا تعلقہ نگار کے لئے ضروری ہے کہ ان شروح اور حواشی پر اس کو عبور حاصل ہو۔ ورنہ وہ اپنے قول، اپنے اعتراض یا اپنی دلیل کی تائید میں حوالہ دے سکتا ہے اور نہ کسی کے قول کو دلیل بنا سکتا ہے ۔غرضیکہ محشی یا تعلقہ نگار کے لئے فنی کمال کے علاوہ مطالعہ ، قوت استخراج و استدلال ، جودت فکر وذہن ، تبحر علمی ، کمال فن ...... ایسے لوازم ہیں کہ ان کے بغیر یہ کام مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے ۔ قوت حافظہ کے ساتھ ساتھ زبان وبیان پر ایسی قدرت حاصل ہو کہ اپنے استدلال ، اعتراض یا تعقب کو مختصر سے مختصر الفاظ میں بھی بیان کرسکتا ہو۔ کیونکہ حاشیہ یا تعلقہ شرح کی طرح تفصیل کا متحمل نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے کتب احادیث پر عربی میں تعلیقات وحواشی لکھے ہیں ۔سند حدیث ، متن حدیث ، حدیث کی مختلف شروح اور حواشی پر آپ نے حواشی اور تعلیقات تحریر فرمائے ہیں ۔یہ حواشی تا حال قلمی صورت میں موجود ہیں ۔یہ حواشی وتعلیقات آپ کے تبحر علمی اور علوم احادیث پر آپ کے تعمق نظر کا واضح ثبوت ہیں ۔در حقیقت یہ تعلیقات اہل علم کے لئے سرمایہ علم اور اہل سنت کے لئے سرمایہ افتخار ہیں ۔کاش کوئی محقق اس طرف متوجہ ہو اور ان کو مرتب کر کے پیش کرے۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ دوران تدریس زیر تدریس کتب احادیث کی متداول ومشہور کے علاوہ نادر شرحوں کا مطالعہ فرماتے ۔اسی مطالعہ کے دوران علمی ، فقہی اور اختلافی مسائل میں حاصل شدہ دلائل کو زیر مطالعہ کتاب پر رقم فرما دیتے۔

طالبان وخادمان علوم حدیث پر بخوبی واضح ہے کہ آپ کا یہ علمی ورثہ کتنی قدر ومنزلت کا حامل ہے ۔ نیز یہ کہ آپ کی نگاہ علوم حدیث پر کتنی گہری ہے ۔ان تعلیقات اور حواشی کے مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس دور میں آپ کی ذات فن حدیث میں ''امتیازی حیثیت'' کی حامل تھی .... آپ کی ان نگارشات ، گو ہر ہائے آبدار کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ اصطلاح محدثین کے مطابق حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ''حافظ الحدیث'' ہیں۔

آپ کی ان تعلیقات کو کوئی محقق یا محدث ہی تفصیلی طور پر بیان کرسکتا ہے ۔اس فقیر غفرلہ القدیر میں اتنی علمی استعداد نہ اس مختصر تذکرہ میں اتنی وسعت کہ ان کو یہاں تفصیلی طور پر بیان کیا جائے ۔اختصاراً بطور تبرک چند تعلیقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بخاری ۔ج۔ا۔ص ۱۵۷

حدیث ابن عباس

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَ سَبْعًا جَمِيْعًا قُلْتُ يَا اَبَا الشَّعْثَاءِ اَظُنُّهُ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَاَنَا اَظُنُّهُ"

فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حج کے موقعہ پر عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے ماسوائے کسی نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کے قصد سے (قضاء نہیں) جمع کرنا جائز نہیں ۔جب کہ بعض ائمہ کرام بارش، سفر یا مرض کے عذر سے ادا کے قصد سے جمع بین الصلاتین کے قائل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے احناف کے مسلک کے مطابق وضاحت اس طرح فرمائی کہ وہ بے غبار نظر آتا ہے ۔آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"لَاشَكَّ اَنَّ الْمُرَادَ بِالتَّعْجِيْلِ اَدَاءُ الصَّلَاةِ فِیْ اَوَّلِ الْوَقْتِ وَ كَذٰلِكَ الْمُرَادُ بِالتَّاخِيْرِ

اَدَاءُ الصَّلاَةِ فِیْ اٰخِرِ الْوَقْتِ فَھٰذَا یَدُلُّ صَرِیْحًا عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْجَمْعِ ھُوَالْجَمْعُ الصُّوْرِیُّ وَھُوَالْحَقُّ. فَتَدَبَّرْ ۱۲. فقیر سرادار احمد غفرلہ

یعنی دونمازوں کا جمع کرنا دوطرح سے ہوسکتا ہے۔

(۱) جمع حقیقی۔یعنی ایک ہی وقت میں وقتی نماز اوراس سے بعد کے وقت کی نماز کوجمع کر کے ادا کرنا۔

(۲) جمع صوری۔یعنی ایک وقت کی نماز کواس وقت کے آخری حصہ میں ادا کرنا اوراس سے اگلی نماز کواس کے اول وقت میں ادا کرنا۔درحقیقت یہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا ہوئیں۔مگر صورۃً جمع ہوئیں کہ دیکھنے والے کو وہم ہوا کہ اس نے دونمازیں اکٹھی پڑھیں۔

حدیث مذکور میں جمع صلاتین سے مراد جمع صوری ہے نہ کہ جمع حقیقی۔یہی مسلک احناف ہے۔

بخاری۔ج۔ا۔ص۱۵۹

حدیث نافع

"اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یُصَلِّی مِنَ الضُّحٰی اِلَّا فِیْ یَوْ مَیْنِ یَوْ مَ یَقْدِمُ بِمَکَّۃَ فَاِنَّہٗ کَانَ یَقْدِمُھَا ضُحٰی فَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَ یَوْمَ یَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَاِنَّہٗ کَانَ یَاْتِیْہِ کُلَّ سَبْتٍ فَاِذَادَخَلَ الْمَسْجِدَ کَرِہَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْہُ حَتّٰی یُصَلِّیَ فِیْہِ قَالَ وَکَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَزُوْرُہٗ رَاکِبًاوَّمَاشِیًاقَالَ وَکَانَ یَقُوْلُ لَہٗ اِنَّمَا اَصْنَعُ کَمَارَاَیْتُ اَصْحَابِیْ یَصْنَعُوْنَ وَلَا اَمْنَعُ اَحَدًااَنْ صَلّٰی فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ شَاءَ مِنْ لَیْلٍ اَوْنَھَارٍ غَیْرَاَنْ یَّتَحَرَّوْاطُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَاغُرُوْبَھَا"

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے"وَلَا اَمْنَعُ اَحَدًا. الخ" سے امور مستحبہ کے لئے تعین اوقات کے اختیار کوثابت فرمایا۔آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

" فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ شَاءَ"یَدُلُّ عَلٰی اِخْتِیَارِ تَعَیُّنِ الْوَقْتِ فَاِنْ عَیَّنَ اَحَدٌ وَقْتَ النَّفْلِ مَاسِوٰی الْاَوْقَاتِ الْمَکْرُوْھَۃِ فَھٰذَاالتَّعَیُّنُ لَیْسَ بِمَمْنُوْعٍ کَمَاقَالَ"وَلَا اَمْنَعُ اَحَدًاالخ" فَالْحَاصِلُ

اِنْ تَعَیَّنَ الْوَقْتُ لِلْاَمْرِالْمُسْتَحَبِّ الْمُطْلَقِ جَائِزٌ کَتَعَیُّنِ وَقْتِ صَلَاۃِ النَّفْلِ وَ تَعَیُّنِ یَوْمِ الْفَاتِحَۃِلِاِ یْصَالِ الثَّوَابِ وَالْاَ عْرَاسِ وَ مَجَالِسِ الْمِیْلَادِ وَغَیْرِھَامِنَ الْاُمُوْرِ الْمُسْتَحْسَنَۃِ" سردار احمد غفرلہ

مخالفین اہل سنت ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ تیجہ، دسواں، چہلم، گیارھویں، میلاد وغیرہ امور کے لئے تعین اوقات کی کوئی دلیل نہیں، لہٰذا یہ امور خیر نا جائز ہیں (العیاذ باللہ) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے امور مستحسنہ کے لئے تعین اوقات کوحدیث شریف کی روشنی میں جائز ثابت کیا۔

بخاری۔ج۔ا۔ص۔۱۵۹

حدیث ابی سعیدخدری

"وَلَا صَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ الْفِطْرُوَالْاَ ضُحٰی وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلَاتَیْنِ الصُّبْحُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَالْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ. الخ

شیخ المحدثین علیہ الرحمۃ نے اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ استنباط فرمایا ہے کہ نماز فجر ادا کر چکنے کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز جائز نہیں حتی کہ اس روز کی فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو طلوع آفتاب سے پہلے ان کا ادا کرنا جائز نہیں۔حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کلمات یوں ہیں۔

"لَا صَلٰو ۃَ ھٰذَا بِعُمُوْمِہٖ یَنْفِیْ اَدَاءُ سُنَّۃِ الْفَجْرِ بَعْدَصَلَاۃِ الصُّبْحِ وَعَلَیْہِ الْحَنُفِیَّۃُ وَیَخُصُّ مِنْہُ الْقَضَاءُ بِحَدِیْثِ فَلْیُصَلِّھَا اِذَاذَکَرَھَااَوْ کَمَاقَالَ وَالْقَضَاءُ اَیْضًالَا یُقْضٰی فِی الْاَوْقَاتِ الْمَکْرُوْھَۃِوَالنَّاقِصَۃِ. فَتَدَبَّرْ ۱۲. سردار احمد غفرلہ

ایک اور حدیث "فَلْیُصَلِّھَااِذَاذَکَرَھَا" سے تو وہم ہوتا ہے کہ اداء فجر کے بعد اس روز کی سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں۔اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں دیا کہ اس حدیث میں کہ جب یاد آئے نماز پڑھو، میں اوقات مکروھہ اور ناقصہ میں نماز ادا کرنا مستثنیٰ ہے۔لہٰذا بعد اداء فجر طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں ادا کرنا جائز نہیں۔

بخاری۔ج۔ا۔ص۲۶۹

حدیث عائشہ فی صلوۃ رمضان

"فَقَالَتْ مَاكَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً. الخ"

محشی نے صلوٰۃ تراویح کی تعداد رکعت میں اختلاف کی روایات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

"وَاَمَّا مَارَوٰى اِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَغَيْرُهٗ اَنَّهٗ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ فَضَعِيْفٌ. الخ"

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے محشی پر گرفت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لٰكِنَّهٗ صَارَقَوِيًّا مَقْبُوْلًا بِاعْتِبَارِ عَمَلِ الْاُمَّةِ مِنْ لُدُنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فَصِيْرَ حَسَنًا لِغَيْرِهٖ بِلَا شُبْهَةٍ وَهُوَ كَفٰى بِالْحُجَّةِ. فَتَدَبَّرْ ۱۲ . فقیر سردار احمد غفرلہ

یعنی ابن ابی شبیہ وغیرہ کی حدیث مذکور اگر چہ باعتبار سند ضعیف ہی سہی مگر جب امت اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے آج تک بیس رکعت پر ہے تو اصول حدیث کے مطابق عمل امت سے ضعیف حدیث بھی قوی ہو کر حسن لغیرہ کے مرتبہ پر فائز ہو جاتی ہے۔ اور حسن لغیرہ احکام میں معتبر ہے۔ پس محشی کا روایت مذکورہ کو محض ضعیف کہنا درست نہیں۔

بخاری۔ج۔ا۔س۔۲۶۹

حدیث عائشہ

"قَالَ يَاعَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ. الخ"

اس حدیث پر محشی بخاری نے مجمع البحار کے حوالہ سے یوں لکھا۔

"هٰذَا لَا يُنَافِيْ نَوْمَهٗ عَنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِيْ لَيْلَةِ التَّعْرِيْسِ اِذِ الْقَلْبُ يُدْرِكُ مِثْلَ الْحَدَثِ وَلَا يُدْرِكُ طُلُوْعَ الشَّمْسِ ۱۲"

گویا محشی کے نزدیک قلب صرف معقولات کا ادراک کرسکتا ہے۔ محسوسات کا نہیں۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں مواخذہ فرمایا۔

"وَفِيْهِ نَظَرٌ لِاَنَّ الْقَلْبَ يُدْرِكُ الْمَعْقُوْلَاتِ وَالْمَحْسُوْسَاتِ. وَالْاَوْجَهُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّهٗ ﷺ كَانَ مُسْتَغْرِقًا فِيْ مُشَاهِدَةِ الْاَنْوَارِ الْمَلَكُوْتِيَّةِ وَالتَّجَلِّيَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ"

خلاصہ کلام یوں ہے کہ قلب (دل) معقولات اور محسوسات کا ادراک کر لیتا ہے۔ لہٰذا لیلۃ التعریس حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر صحابہ کی نماز فجر اس لئے قضا نہ ہوئی کہ دل طلوع شمس کا ادراک نہیں کرسکتا بلکہ وہ فجر یوں قضا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت خاص میں انوار اور تجلیات کے مشاہدہ میں آپ کے دل کو مستغرق فرما دیا تھا، تا کہ امت کو قضاء صلوۃ کی مشروعیت حاصل ہو سکے۔ لہٰذا حدیث اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ اور حدیث لیلۃ التعریس میں کوئی تضاد و تعارض نہیں۔

بخاری۔ج۔ا۔ص۔۳۳۲

حدیث ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

"......لَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ قَدْصَدَقَ وَقَضَيْتُ لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْفَلْيَتْرُكْهَا"

قَوْلُهٗ. قَضَيْتُ لَهٗ بِذٰلِكَ سے وہم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حقیقت حال کا علم نہیں ہوتا۔ اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے یوں دیا۔

"اُنْظُرْ رِوَايَةَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ صفحه نمبر ۳۶۰ وَاِنَّمَا نَاْخُذُ. اَلْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمُ الْحَدِيْثَ وَانْظُرِ الْمُصَفّٰى وَالْمُسَوّٰى وَالزُّرْقَانِيْ عَلَى الْمَوَاهِبِ ج ا وَانْظُرْ ص ۱۲۶ ،وص ۱۲۵ مِنَ الْبُخَارِيِّ الشَّرِيْفِ"

یعنی ہم تو ظاہر دلیل پر اس لئے حکم کرتے ہیں تا کہ بعد میں آنے والے قضاۃ کے لئے آسانی ہو جائے، کیونکہ اگر انہیں ظاہر دلیل کے علاوہ باطن حال کے علم کا بھی مکلف کر دیا جائے تو ان کے لئے قضا محال ہو جائے۔ ہمارا فیصلہ.....

ظاہر حال پر...... تعلیم امت کے لئے ہے۔اس کو علم مصطفیٰ ﷺ کی نفی پر دلیل بنانا کسی طرح بھی درست نہیں۔

قَوْلُہٗ. فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ ۔اس سے علم مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ عدل مصطفیٰ ﷺ پر بھی حرف آنے کا وہم ہوتا ہے۔اس کا جواب حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ یوں دیتے ہیں۔

"وَفِی التِّرْمِذِیِّ ص ۲۱۲ بَحْثُ اَحْکَامٍ، عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ فَاِنْ قَضَیْتُ لِاَحَدٍ مِّنْکُمْ بِشَیْءٍ الحدیث بِحَرْفِ الشَّرْطِ وَالتَّعْلِیْقُ لَا یَقْتَضِیْ وُقُوْعَ الشَّرْطِ وَالْجَزَاءِ بَلِ الْحُکْمُ لِوُقُوْعِ الْجَزَاءِ عَلٰی تَقْدِیْرِ وُقُوْعِ الشَّرْطِ حَاشَا اَنْ یَّقْضِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِغَیْرِ حَقٍّ. فَتَدَبَّرْ. فقیر محمد سردار احمد غفرلہ

خلاصہ یہ کہ حدیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اگر میں کسی ایک کے حق کو دوسرے کے لئے فیصلہ کردوں یعنی یہ کلام شرط و تعلیق سے مشروط ہے۔وقوع شرط کے بغیر وقوع جزاء کا تصور محال ہے۔اور یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحب عدل نبی ﷺ کسی مسلمان کے لئے وہ فیصلہ کریں جو درحقیقت دوسرے مسلمان کا حق ہو۔

بخاری ۔ج۔۱۔ص۔۳۶۵

حدیث برات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محشی بخاری نے "لا اقوم" کی وضاحت یوں کی "قَالَتْ ھٰذَا وَلَا وَعَلَیْھِمْ وَعِتَابًا لِکَوْنِھِمْ شَکُوْا فِیْ حَالِھَا. الخ" شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے "شَکُوْا فِیْ حَالِھَا" پر گرفت فرمائی۔

"مَاشَکُوْا کَیْفَ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَقَالَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ سَیِّدُنَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ وَسَیِّدُنَا عُثْمَانُ الْغَنِیُّ وَسَیِّدُنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بِبَرَاءَتِھَا بِالدَّلَائِلِ اللَّطِیْفَۃِ النَّفِیْسَۃِ کَمَا صَرَّحَ بِھَا الشَّیْخُ الْمُحَقِّقُ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْزُ فِیْ مَدَارِجِ النُّبُوَّۃِ وَالْعَلَّامَۃُ النَّسَفِیُّ فِی الْمَدَارِکِ حَتّٰی قَالَ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَا قَاطِعٌ لِکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ الرَّازِیُّ فِی التَّفْسِیْرِ الْکَبِیْرِ اِنَّ قَوْلَ الْمُنَافِقِیْنَ کَانَ مَعْلُوْمُ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْیِ وَ صَرَّحَ اِنَّ امْرَاۃَ النَّبِیِّ لَا تَجُوْزُ اَنْ تَکُوْنَ فَاجِرَۃً

فَالنَّبِیُّ ﷺ مُتَعَالٍ اَنْ یَّشُکَّ فِیْ شَانِ الْمَحْبُوْبَۃِ لَہٗ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّتِیْ نَزَلَ الْوَحْیُ فِیْ لِحَافِھَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَجَاءَ جِبْرَئِیْلُ بِصُوْرَتِھَا قَبْلَ النِّکَاحِ عَلٰی سَرَقَۃِ حَرِیْرَۃٍ مِّنَ الْجَنَّۃِ فَمَنْ کَانَتْ ھٰذِہٖ شَانُھَا کَیْفَ یَشُکُّ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالصِّدِّیْقُ فِیْ شَانِھَا فَاثْبُتْ وَلَا تَزِلْ وَکُنْ مِّنَ الْمُتَادِّبِیْنَ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُعَانِدِیْنَ الْوَھَابِیِّیْنَ الَّذِیْنَ ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ. ۱۲. فقیر محمد سراد ار احمد غفرلہ

بخاری ۔ج۔۲۔ص۔۶۲۱

حدیث عبداللہ بن مسعود

غزوہ حنین کی غنیمت کے تقسیم کے موقعہ پر ایک منافق کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض "مَا اُرِیْدَ بِھٰذِہِ الْقِسْمَۃِ وَجْہُ اللّٰہِ" پر محشی نے قسطلانی کے حوالہ سے لکھا۔

"وَلَمْ یَنْقُلْ اَنَّہٗ عَاتَبَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ فَیَحْتَمِلُ اَنَّہٗ لَمْ یَثْبُتْ عَلَیْہِ ذٰلِکَ وَاِنَّمَا نَقَلَہٗ عَنْہُ وَاحِدٌ وَبِشَھَادَۃِ وَاحِدٍ لَا یُرَاقُ الدَّمُ اَوْلِاَنَّہٗ لَمْ یَفْھَمْ مِنْہُ الطَّعْنُ فِی النُّبُوَّۃِ وَاِنَّمَا نَسَبَہٗ لِتَرْکِ الْعَدْلِ فِی الْقِسْمَۃِ"

"تَرْکُ الْعَدْلُ" کی نسبت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی جانب منصب نبوت کے منافی اور خلاف ادب ہے۔اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعاقب فرمایا۔

"اَقُوْلُ تَرْکُ الْعَدْلِ مُنَافٍ لِمَنْصَبِ النُّبُوَّۃِ وَلَا رَیْبَ اَنَّ النُّبُوَّۃَ ھِیَ الْعَدَالَۃُ الْمَحْضَۃُ فِی الْحَقِیْقَۃِ"

بخاری ۔ج۔۲۔ص۔۲۶۹

"بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ" پر محشی نے لکھا۔

"..........وَاَیْضًا قَضِیَّۃُ الْاِزَارِ فَاِنَّہٗ ﷺ قَالَ لَہٗ زَوَّجْتُکَھَا وَلَمْ یَسْئَلْ ھَلْ لَھَا وَلِیٌّ اَوْلَا"

حاشیہ پر آپ کا تعقب ملاحظہ ہو۔عظمت مصطفیٰ ﷺ کے بلند نشانات نظر آئیں گے۔

"اَقُوْلُ النَّبِیُّ ﷺ وَلِیُّھَا بَلْ وَلِیُّ الْمُسْلِمِیْنَ جُمْلَةً بِلَا رَیْبٍ وَھٰذَا مِنْ خُصُوْصِیَّاتِہٖ ﷺ فَھُوَ الْمُخْتَارُ السُّلْطَانُ الْوَلِیُّ لِمَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ حَقِیْقَةً وَھُوَ الْمُخْتَارُ عَلَی الْاِطْلَاقِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بِاِذْنِ الْمَوْلٰی تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فَلَہٗ ﷺ اَلتَّصَرُّفُ التَّامُّ فِی الْعَالَمِ کُلِّہٖ وَجَلِّہٖ وَفِیْ خَزَائِنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خُصُوْصًا فِیْ نُفُوْسِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ الایة فَیَتَصَرَّفُ کَیْفَ یَشَاءُ وَیُعْطِیْ وَ یُقْسِمُ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَیَمْنَعُ مَنْ یَّشَاءُ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی. فَتَدَبَّرْ ۱۲."

الفقیر سردار احمد غفرلہ

مسلم ۔ج۔ا۔ص۔۱۳۲

حدیث خذیفہ

حدیث خذیفہ رضی اللہ عنہ پر شارح امام نووی علیہ الرحمۃ کے قول "خُرُوْجُ الْحَدَثِ الْاٰخِرِ وَالرَّائِحَةِ الْکَرِیْھَةِ" پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعقب فرمایا۔

"اَقُوْلُ اَیْنَ لَہُ الرَّائِحَةُ الْکَرِیْھَةُ وَفُضَلَاتُہٗ ﷺ کَانَتْ طَاھِرَةً طَیِّبَةً کَمَا ھُوَ الْمُخْتَارُ صَرَّحَ بِہٖ فِیْ شَرْحِ الشَّمَائِلِ وَنَصَّ عَلَیْہِ فِی الْیَوَاقِیْتِ بَلْ کَانَ الطِّیْبُ یَفُوْحُ مِنْ مَوْضِعِ غَائِطِہٖ ﷺ وَتَبْتَلِعُہُ الْاَرْضُ کَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ فَاِطْلَاقُ لَفْظِ الرَّائِحَةِ الْکَرِیْھَةِ مِنَ الشَّارِحِ مَکْرُوْہٌ جِدًّا کَمَا لَا یَخْفٰی. فقیر محمد سردار احمد غفرلہ

مسلم ۔ج۔ا۔بَابُ قَضَاءِ الصَّلٰوةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِیْلِ قَضَائِھَا

حدیث لیلہ التعریس

روایت حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر امام نووی علیہ الرحمۃ نے بحث کرتے ہوئے لکھا۔

"لِاَنَّ الْقَلْبَ اِنَّمَا یُدْرِکُ الْحِسِّیَّاتِ الْمُتَعَلِّقَةَ بِہٖ کَالْحَدَثِ وَالْاَلَمِ وَنَحْوِھِمَا وَلَا یُدْرِکُ طُلُوْعَ الْفَجْرِ وَغَیْرَہٗ مِمَّا یَتَعَلَّقُ بِالْعَیْنِ ......"

اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں تعقب فرمایا۔

"یَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ بَلِ الْاَصَحُّ اَنَّ الْقَلْبَ یُدْرِکُ الْحِسِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ وَالْکُلِّیَّاتِ وَالْمَحْسُوْسَاتِ وَغَیْرَ الْمَحْسُوْسَاتِ وَفِی الْحَالَةِ الْمَذْکُوْرَةِ قَلْبُہٗ الْاَنْوَرُ کَانَ مَشْغُوْلًا وَ مَصْرُوْفًا فِیْ مُشَاھَدَةِ الْمَلَکُوْتِ وَالتَّجَلِّیَّاتِ الرَّبَّانِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْاِلٰھِیَّةِ لِلْمَصْلِحَةِ وَھِیَ تَشْرِیْعُ قَضَاءِ الْفَائِتَةِ عَمَلًا وَّفِعْلًا ...."

مسلم ۔ج۔ا۔ص۳۹۱

حدیث کعب

حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متن "اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ فِیْکَ الخ" سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علم مصطفیٰ ﷺ پر استدلال فرمایا۔الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"فَیُعْلَمُ مِنْہُ اَنَّ نُزُوْلَ الْوَحْیِ وَانْتِظَارَہٗ لَا یُنَافِیْ سَبَقَ عِلْمِ النَّبِیِّ ﷺ بِصِدْقِ الْحَادِثَةِ اَوْ کِذْبِھَا فَعَلِمَ النَّبِیُّ ﷺ بِصِدْقِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ حَیْثُ قَالَ "اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ صَدَقَ" یُسْتَفَادُ مِنْہُ صِدْقُ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِعِبَارَتِہٖ وَکِذْبُ الْمُنَافِقِیْنَ بِاِشَارَتِہٖ وَلٰکِنَّہٗ ﷺ سَتَرَ عَلَیْھِمْ وَقَبِلَ عُذْرَھُمْ وَعَلَانِیَّتَھُمْ ظَاھِرًا وَاسْتَغْفَرَ لَھُمْ کَمَا کَانَ خُلُقُہُ الْعَظِیْمُ لِاَنَّہٗ رَحْمَةٌ مُھْدَاةٌ لِلْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ الْوَحْیُ بِتَوْبَةِ کَعْبٍ وَصِدْقِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَبِکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ وَمَکْرِھِمْ. کَذٰلِکَ عَلِمَ النَّبِیُّ ﷺ بِبَرَاءَةِ مَحْبُوْبَتِہٖ عَائِشَةَ الصِّدِّیْقَةِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْقَاذِفِیْنَ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ بِاَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَمَعَ الْعِلْمِ اِنْتَظَرَ الْوَحْیَ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ. فَتَدَبَّرْ. وَالْحَاکِمُ الْکَبِیْرُ قَدْ یَعْلَمُ الْحَادِثَةَ یَقِیْنًا وَلٰکِنَّہٗ یَنْتَظِرُ الْحُکْمَ وَالْقَوْلَ الْفَیْصَلَ مِنَ الْحَاکِمِ الْاَکْبَرِ مِنْہُ لِلْحِکْمَةِ وَالْمَصْلِحَةِ. الفقیر محمد سردار احمد غفرلہ

مسلم ۔ج۔۲۔ص۸۶

شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمۃ نے حدیث اول نزول وحی پر بحث کرتے ہوئے لکھا۔

"ھٰذَا الْاِحْتِمَالُ الثَّانِیْ ضَعِیْفٌ لِاَنَّہٗ خِلَافُ تَصْرِیْحِ الْحَدِیْثِ ...."

اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے معارضہ پیش کیا ملاحظہ ہو۔

"اَقُوْلُ ھٰذَا الْاِحْتِمَالُ لَیْسَ بِضَعِیْفٍ وَلَیْسَ بِخِلَافِ تَصْرِیْحِ الْحَدِیْثِ مُطْلَقًا لِاَنَّہٗ رُبَمَا یَحْکِی الْحَاکِیْ حِکَایَۃً فِیْ صُوْرَۃِ الشَّکِّ مَعَ الْعِلْمِ الْیَقِیْنِیِّ لِفَائِدَۃِ اِخْتِبَارِ الْمُخَاطَبِ کَمَافِیْ بَعْضِ حَوَاشِیِّ الْبُخَارِیِّ. فقیر سردار احمد غفرلہ

مسلم ۔۲۔ص۔۲۴۳

حدیث "مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ" کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے تین احتمال بیان کر کے لکھا۔ "وَنَحْوُ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ"

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے نئے احتمال کی طرف اشارہ کر کے اس کی ترجیح ثابت کی۔ لکھا۔

"اَلرَّابِعُ اَنَّہٗ یَرَاہُ فِی الْیَقْظَۃِ قَبْلَ الْوَفَاۃِ کَرَامَۃً لَّہٗ کَمَاوَقَعَ لِسَیِّدِنَاقُطْبِ الْاَقْطَابِ فَرْدِ الْاَفْرَادِ مَرْجِعِ الْاَوْتَادِ سَیِّدِ الْاَسْیَادِ سَنَدِ الْاَوْلِیَاءِ مُسْتَنَدِ الْاَتْقِیَاءِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ الْمَعْرُوْفِ بِالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وَھٰذَا الْاِحْتِمَالُ الرَّابِعُ رَجَّحَہُ الْعَلَّامَۃُ جَلَالُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ قُدِّسَ سِرُّہٗ فِیْ رِسَالَۃِ تَنْوِیْرِ الْحَلَکِ فِی النَّبِیِّ وَالْمَلَکِ" سردار احمد غفرلہ

نسائی ۔ص۱۲۰

حدیث ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

"اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَۃِ......"

میں لفظ "اَلْخُمْرَۃُ" کا اعراب علامہ سندھی محشی نسائی نے بفتح الخاء کے ساتھ لکھا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تعقب فرمایا۔

"اُنْظُرْ ص ۵۳ صَرَّحَ الْعَلَّامَۃُ اِنَّ الْخُمْرَۃَ بِضَمِّ خَاءٍ مُعْجَمَۃٍ وَسُکُوْنِ مِیْمٍ مَایُصَلِّیْ عَلَیْہِ الرَّجُلُ مِنْ حَصِیْرٍ وَّنَحْوِہٖ فَاعْلَمْ اَنَّ التَّصْرِیْحَ بِفَتْحِ الْخَاءِ مُخَالِفٌ لِلتَّصْرِیْحِ السَّابِقِ وَ

مُخَالِفٌ لِتَصْرِیْحِ زُھْرِ الرُّبٰی اَیْضًا لَعَلَّ ھٰذَامِنْ زِلَّۃِ قَلَمِ النَّاسِخِ اَوْمَبْنٰی عَلٰی جَوَازِ الْفَتْحِ عَلٰی شُذُوْذٍ. وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہُ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ. الفقیر محمد سردار احمد غفرلہ"

نسائی ۔ص۔۱۴۷

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

"اِذَااَمَّنَ الْقَارِیُّ فَاَمِّنُوْا............" سے فقہ حنفی کے موافق فاتحہ خلف الامام کے بارے میں استدلال فرمایا۔

"فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ الْقَارِیَّ الَّذِیْ یَقْرَءُ حَقِیْقَۃً ھُوَالْاِمَامُ دُوْنَ الْمُقْتَدِیِّ لِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْمُقْتَدِیْ اِذَاقُرِءَ فَانْصِتُوْا کَمَامَرَّ فَالْمُقْتَدِیُّ ھُوَالْمُنْصِتُ مُطْلَقًافِیْ وَقْتِ قِرَاءَۃِ الْاِمَامِ فَتَدَبَّرْ"

نسائی ۔ص۔۱۷۵

"بَابُ التَّخْفِیْفِ فِی التَّشَھُّدِ الْاَوَّلِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الرَّکْعَتَیْنِ کَاَنَّہٗ عَلَی الرَّضْفِ"

سے محشی نے شوافع کے مسلک کے مطابق استدلال کیا کہ چار رکعت والی نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے بعد مختصر قعدہ سنت نبوی ہے۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا معارضہ ملاحظہ ہو۔

"اَقُوْلُ یَاْبٰی ھٰذَا التَّاْوِیْلُ رِوَایَۃُ التِّرْمِذِیِّ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاِنَّہٗ فِیْہِ اِذَاجَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فَالْمُرَادُ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ فِی الْکِتَابِ الرَّکْعَتَانِ الْاُوْلَیَانِ وَعَلٰی ھٰذَا التَّقْدِیْرِ الْمَفْھُوْمُ مِنَ الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ ﷺ کَانَ لَایَزِیْدُ عَلَی التَّشَھُّدِ شَیْأً فِی الْقَعْدَۃِ الْاُوْلٰی وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ بَعْدَ رِوَایَۃِ الْحَدِیْثِ وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ یَخْتَارُوْنَ اَنْ لَا یُطِیْلَ الرَّجُلُ الْقُعُوْدَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَلَا یَزِیْدُ عَلَی التَّشَھُّدِ شَیْأً فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فَثَبَتَ مِنْ ھٰذَا اَنَّ حَاصِلَ الْحَدِیْثِ اَلتَّخْفِیْفُ فِی الْقَعْدَۃِ الْاُوْلٰی. فَفِیْ دَلَالَۃِ الْحَدِیْثِ عَلَی التَّخْفِیْفِ فِی التَّشَھُّدِ تَامُّلٌ اِلَّا اَنْ یُّقَالَ اِنَّ التَّخْفِیْفَ فِی الْقَعْدَۃِ مُسْتَلْزِمَۃٌ

لِلتَّخْفِيْفِ فِی التَّشَهُّدِ اَوِالْمُرَادُمِنَ الْبَابِ اَلتَّخْفِيْفُ قُعُوْدُالتَّشَهُّدِالْاَوَّلِ عَلٰى حَذْفِ الْمُضَافِ اَوِالْمُرَادُمِنَ التَّخْفِيْفِ عَدْمُ الزِّيَادَةِ فِیْ الْقَعْدَةِ الْاُوْلَى التَّشَهُّدِ بَلِ الْقِيَامُ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِبَعْدَالْفَرَاغِ التَّشَهُّدِمِنْ غَيْرِتَوَقُّفٍ فَتدَبَّرْحَقَّ التَّدْبِيْرِ. وَظَهَرَ مِمَّاسَبَقَ اِنَّ الْمُحَشِّیَّ اِنَّمَااَرَادَمِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةَ لَاَنَّهٗ مَارَجَعَ اِلٰى رِوَايَةِاُخْرٰى بِاِسْنَادِآخَرَ وَلٰكِنْ اَخَذَبِظَاهِرِالْاَلْفَاظِ وَمَاقَالَ وَاِنَّ صَحِيْحًاوَعَلَيْهِ عَمَلُ الْحَنْفِيَّةِ فَغَيْرُ ظَاهِرٍ مِنْ اَلْفَاظِ الْحَدِيْثِ بِاِعْتِبَارِتَعَدُّدِطُرُقِهٖ وَاَيْضًاغَيْرُمُنَاسِبٍ لِلْبَابِ عُنْوَانُ الْبَابِ فِی الْكِتَابِ اَلتَّخْفِيْفُ فِی التَّشَهُّدِالْاَوَّلِ فَاِذَااَرَادَالْمُحَشِیُّ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةَ فَكَيْفَ الْمُطَابِقَةُ بَيْنَ الْحَدِيْثِ وَعُنْوَانِ الْبَابِ فَالْحَقُّ مَاقُلْنَاوَبِهٖ حَصَلَ الْمُطَابِقَةُ بَيْنَ الْبَابِ وَالْحَدِيْثِ فَتدَبَّرْ"

نسائی۔ص۲۴۱

حدیث "دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ بِوَقْتِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌحَقٌّ" پرعلامہ سندھی محشی نسائی کے قول "قِيْلَ هُوَمِنْ عَطْفِ الْخَاصِ عَلَى الْعَامِ تَعْظِيْمًالَهٗ وَمَقَامُ الدُّعَاءِ يَاْبٰى ذٰلِكَ" پرتعقب فرماتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ یوں معارضہ کرتے ہیں۔

"اَقُوْلُ مَقَامُ الدُّعَاءِ لَا يَاْبٰى ذٰلِكَ كَيْفَ وَاِسْمُهٗ الْمُبَارَكُ الْمُعَظَّمُ هُوَالْوَسِيْلَةُالْعُظْمٰى لِقُبُوْلِ الدُّعَاءِ وَقَدْجَاءَ فِی الْحَدِيْثِ مَوْقُوْفًااِنَّ الدُّعَاءَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَايَصْعُدُمِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰى تُصَلِّیَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ اَوْكَمَاقَالَ سَيِّدُنَاعُمَرُالْفَارُوْقُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. فَتَدَبَّرْ. الفقیرمحمدسرداراحمدغفرلہ

ابن ماجہ۔ص۸۹

حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ اَمْرٍ اَنْتَ بِهٖ عَالِمٌ وَاَنَابِهٖ جَاهِلٌ"

سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے علم مصطفیٰ ﷺ پر استدلال کیا۔

"اُذْكُرْسَوَالَ الْاَعْرَابِیِّ مَتٰى السَّاعَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اِعْتَقَدَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَالِمٌ بِوَقْتِ قِيَامِ السَّاعَةِوَلَمْ يَنْهَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَثَبَتَ التَّقْرِيْرُاَنَّ اِعْتِقَادَالسَّائِلِ حَقٌّ. فَتدَبَّرْ

بخاری۔ج۱۔ص۴۷۰

حدیث حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"قَوْلُهٗ ﷺ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَاتَرَوْنَ اِلٰى مَااَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَابَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْكُمْ آدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ ......الحديث

لفظ "بَعْضُ النَّاسِ" پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لکھا۔

"بَعْضُ النَّاسِ لِلتَّعْظِيْمِ"

دراصل اس مختصر جملہ میں ایک بہت بڑے سوال کا جواب ہے۔ محدثین کی عادت کے مطابق امام بخاری علیہ الرحمۃ جب کسی حدیث سے مسالک فقہاء کا تذکرہ کرتے ہیں تو اکثر فقہاء کا نام لکھتے ہیں مگر سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب مسلک بیان کرتے ہیں تو ان کا انداز یوں ہوتا ہے۔ "قَالَ بَعْضُ النَّاسِ"

بعض شارحین نے یوں سمجھا کہ العیاذ باللہ امام بخاری علیہ الرحمۃ حضرت امام اعظم کا نام حقارت یا نفرت کی وجہ سے نہیں لیتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس وہم کو کہ امام بخاری، امام اعظم کا تذکرہ نہایت کم تر الفاظ میں کرتے ہیں، یوں دور فرماتے ہیں کہ لفظ "بَعْضُ النَّاسِ' امام بخاری علیہ الرحمۃ کے نزدیک کلمہ تعظیم ہے۔ اس پر امام بخاری کی اپنی روایت مذکورہ بالا ہی شاہد ہے۔

یادرہے کہ صحیح بخاری میں امام اعظم علیہ الرحمہ کا تذکرہ "بَعْضُ النَّاسِ" کے لفظ سے پچیس مرتبہ آیا ہے۔

(د) مرجع علماء اعلام

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی تدریس اور خدمت اس انداز سے فرمائی کہ خود بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے قبولیت کی سند عطا ہوئی۔ اس قبولیت کا اثر تھا کہ آپ کی ذات اکابر علماء معاصرین کا مرجع و ماوی بن گئی۔ علماء

کرام اپنی علمی مشکلات آپ سے حل کرواتے۔ مشکل مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے، اور جلیل القدر علماء اپنے فتاویٰ کی تصدیق وتصویب آپ سے کراتے۔

مولانا معین الدین شافعی مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک استاذ محترم مولانا حامد بخاری علیہ الرحمۃ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

''مولانا حامد بخاری، بخارا شہر میں فاضل اور مدرس تھے۔ ان کو مشکوٰۃ شریف پڑھانے میں ایک مقام پر کچھ دقت محسوس ہوئی۔ ان کو خواب میں جناب رسول کریم ﷺ کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپ کی مجلس میں اور بھی بہت سے لوگ تشریف فرما تھے۔ مولانا سردار احمد صاحب بھی اس مجلس میں شامل تھے۔ مولانا حامد بخاری نے حدیث کی وہ مشکل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آنحضرت ﷺ نے مولانا سردار احمد صاحب کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے حدیث پاک کی وہ علمی مشکل حل فرمائی اور مجھے اطمینان نصیب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مولانا حامد بخاری نے بخارا سے بریلی کا قصد کیا اور آپ کی خدمت میں آکر فیض حاصل کیا۔'' (۲۳)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شہرت اور قبولیت صرف برصغیر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ عالم اسلام کے علماء آپ کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ غائبانہ طور پر آپ کی خدمات اور عظمت کے معترف تھے اور آپ کے وجود کو عالم اسلام کے لئے ایک نعمت عظمیٰ تصور فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء میں حج کے موقعہ پر آپ سے عالم اسلام سے آئے ہوئے علماء نے استفادہ کیا۔ مولانا معین الدین شافعی اس سفر حج میں آپ کے ہمراہ تھے۔ حرمین طیبین میں پیش آنے والے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۲۳) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، مخزونہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

نوٹ: مولانا حامد بخاری نے ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں آکر دورہ حدیث پڑھا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، رجسٹر اسمائے گرامی فارغ التحصیل علماء مظہر اسلام بریلی۔ فقیر قادری عفی عنہ

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

''حرمین شریفین میں آپ سے شام، مصر، حجاز وغیرہ سے آئے ہوئے علماء نے سند حدیث لی، طریقت کے سلاسل میں بیعت ہوئے اور اجازت حاصل کی۔'' (۲۴)

ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بہار (م ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا قدس سرھم نے جامعہ لطیفیہ کٹھیار (بہار) کے زمانہ تدریس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے فتویٰ کے لئے آپ کی طرف رجوع فرمایا۔ (۲۵)

برصغیر میں جب کسی فقہی یا علمی مسئلہ کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہوتا تو اس بارے میں حتمی اور متفقہ رائے معلوم کرنے کے لئے آپ کی طرف رجوع لازمی سمجھا جاتا۔ آپ کے بغیر کوئی رائے حتمی نہ سمجھی جاتی۔ بارہا اس کا مشاہدہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں علماء اہل سنت کے درمیان بعض مسائل پر خالص علمی وتحقیقی اختلاف واقع ہوا۔ مقتدر علماء کرام نے کوشش کر کے لاہور میں خالص علمی مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ اس اجتماع میں حضرات علماء کرام کثیر تعداد میں شریک ہوئے تاہم آپ کی شرکت کتنی ضروری سمجھی گئی......؟ اس کا اندازہ ایک مکتوب سے لگایئے۔

مولانا محمد عمر نعیمی (م ۲ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ/۲۳ فروری ۱۹۶۶ء) نے مجلس مذاکرہ میں شرکت کے لئے آپ کے نام ایک پیغام لکھا۔

واجب الاحترام حضرت صاحب الفضیلۃ مولانا الحاج سردار احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک بخیر

یہ خالص سنیوں کا اجتماع کیا گیا ہے، اس میں آپ کی شرکت اہم ضروری ہے۔ اگر آپ کی عدم

(۲۴) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۲۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ا رجسٹر نقول فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

ب کتاب ہذا کا باب ''ممتاز مفتی''

شرکت کی وجہ سے کوئی کوتاہی رہ گئی تو افسوس ہوگا، آپ تشریف لا کر اپنی رائے اور دینی و مذہبی ہدایات سے اہل سنت کی سربراہی کریں۔ انتظار شدید کے بعد مولوی حکیم محبوب رضا خاں صاحب اور مولوی اعجاز ولی خاں صاحب کو آپ کے لینے کے لئے بھیجا جارہا ہے۔

والسلام محمد عمر

اس مکتوب پر مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (م ۲۰ رشوال ۱۳۹۸ھ/ ۲۴ ردسمبر ۱۹۷۸ء) ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے تائیدی انداز میں یوں لکھا۔

''محترمی زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تشریف آوری اس وقت ضروری ہے تمام خامیاں جو متصور (ہیں) دور ہونے کی قوی امید ہے۔ پھر ایسا زریں موقعہ نہ ملے گا۔ لہٰذا آج شام تک ضرور تشریف لے آئیں۔ شدید انتظار ہے۔

والسلام فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ۔ ناظم حزب الاحناف لاہور'' (۲۶)

﴿اعتراف مقتدر علماء اعلام﴾

''معاصرت'' اکثر و بیشتر وجہ منافرت ومخاصمت بن جاتی ہے۔ باکمال حضرات کے کمالات علمی و روحانی معاصرت کی بھینٹ چڑھ کی منصۂ شہود پر نہیں آتے، اس مسلمہ امر کے باوجود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت اتنی جامع الصفات، باکمال اور باوقار تھی کہ عوام الناس سے بڑھ کر جلیل القدر علماء کرام اور مشائخ عظام بھی آپ سے تعلق اور واسطہ رکھنے میں فخر محسوس فرماتے اور آپ کے وجود مسعود کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ اسلام، عالم اسلام، علم، اور معالم علم کے لئے باعث غنیمت شمار فرماتے۔ جلیل القدر علماء و مشائخ کی یہ شہادت تاریخ کے طالب علم پر واضح کرتی ہے کہ برصغیر میں کوئی ایسا صاحب علم وفضل نظر نہیں آتا جس نے آپ کے کمالات کا اعتراف نہ کیا ہو۔

(۲۶) مکتوب بنام حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ محررہ ۱۰/ دسمبر ۱۹۵۵ء نوٹ: مکتوب کا عکس کتاب ہذا کے مکاتیب کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

اختصار کے پیش نظر، اس موقعہ پر چند جلیل القدر علماء و مشائخ کے کلمات کے صرف وہ حصے پیش خدمت ہیں جن میں آپ کی خدمت دینی، رسوخ فی العلم اور شان تدریس حدیث کا بیان ہے۔ دیگر صفات و کمالات کا بیان کسی اور موقعہ پر ہوگا، آپ کے اساتذہ کرام، ہم درس اور ہم عصر علماء و مشائخ کے یہ کلمات پڑھ کر واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ باصطلاح محدثین اپنے دور کے محدث اعظم ہیں۔

﴿۱﴾

مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان (۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) خلف اصغر و خلیفہ امام احمد رضا، آپ کے اساتذہ عظام میں شامل ہیں۔ انہوں نے آپ کے وصال (۱۹۶۲ء) کے موقعہ پر جن خیالات و احساسات کا اظہار فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

''..........حاوی فروع و اصول، محقق معقول و منقول، عزیز اولیاء، حقائق آگاہ و معارف دستگاہ، علامہ زمانہ، سعادت مآب مولوی محمد سردار احمد صاحب ذکی و محدث باکمال'' (۲۷)

نظم کی صورت میں احساسات مفتی اعظم علیہ الرحمۃ۔

وہ محدث ، وہ محقق ، وہ فقیہ
عالم علم ہدیٰ جاتا رہا
اس زمانہ کا محدث بے مثال
جس کا ثانی ہی نہ تھا ، جاتا رہا
مسند آرائے سریر علم تھا
صدر دین مصطفیٰ ، جاتا رہا (۲۸)

(۲۷) ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۷
(۲۸) ایضاً ص ۸

﴿۲﴾

مولانا مفتی تقدس علی بریلوی سابق ناظم تعلیمات منظر اسلام بریلی وحال شیخ الجامعہ مدرسہ قادریہ راشدیہ پیر گوٹھ (سندھ) نے ایک بیان میں فرمایا۔

''ان میں حدیث پڑھانے کا وہ جذبہ وکمال تھا کہ اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ انہیں محدث اعظم کہا جاتا ہے۔'' (۲۹)

﴿۳﴾

حافظ الحدیث مولانا عبدالعزیز شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) آپ کے ہم درس ہیں۔ ان کے احساسات ملاحظہ ہوں۔

''حضرت موصوف علم وفضل کے آفتاب تھے، زہد وتقویٰ کے ماہتاب تھے، امانت و دیانت کے خورشید درخشاں تھے، ہر کمال کے جامع تھے، عالم دین تھے، علامہ زماں تھے، استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین تھے، جامع معقول ومنقول تھے، ہر علم میں آپ کو کمال حاصل تھا، بالخصوص فن حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، بلا مبالغہ آپ بخاری زماں تھے۔ آپ کے درس وسیع میں درس حدیث کو امتیاز خصوصی حاصل تھا۔ عالم حدیث تھے اس کے ساتھ عامل حدیث تھے۔'' (۳۰)

﴿۴﴾

نبیرہ امام احمد رضا، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں (م ۱۱ر صفر ۱۳۸۵ھ/۱۱ر جون ۱۹۶۵ء) سجادہ

---

(۲۹) قلمی یادداشت مولانا تقدس علی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ : ''محدث اعظم'' کی ترکیب سے یہ وہم پیدا کرنا کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے پہلے کوئی محدث اعظم نہ ہوا یا آپ کے بعد کوئی محدث اعظم نہ ہوگا۔ جہالت ہے۔ کمال علمی تحقیقی انداز سے اس کا جواب مولانا محمد شریف الحق امجدی مفتی دارالافتاء بریلی نے لکھا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ماہنامہ پاسبان، الہ آباد۔ جلد ۳۱۔ شمارہ ۱

(۳۰) ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۲۷

نشین آستانہ رضویہ مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء میں دار العلوم مظہر اسلام جامعہ رضویہ فیصل آباد کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر تشریف لائے۔ آپ نے عظیم الشان جلسوں کی صدارت فرمائی اور جامعہ رضویہ کا معائنہ فرمایا۔ اس موقعہ پر آپ نے جن تاثرات کا اظہار فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

''فقیر بے بضاعت نے اس سال ۱۳۷۹ھ میں جامعہ رضویہ لائل پور کے جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کی، سُبْحٰنَ اللہِ. مَاشَاءَ اللہُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ بریلی کے ایک لعل بے بہا کو لائل پور میں درخشاں دیکھا۔ جس کی آب وتاب سے پنجاب کو چمکتا ہوا پایا اور جس شمع ہدایت کے گرداگرد ہزاروں پروانوں کو تصدق ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ عظیم الشان مجمع اہل حق کا، اہل سنت کا دیکھا جس کی مثال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف میں دیکھتا ہوں اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نظر آتی ہے۔ ویسا ہی یا اس سے بدر جہا زائد۔ علماء فضلاء، مشائخ، عوام وخواص، محبان رسول اللہ ﷺ اور فدائیان غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ حضرت حجۃ الاسلام، شمع ہدایت، فخر اہل بریلی، محدث بے مثال، فقیہہ باکمال کے گرداگرد مجتمع ہیں......'' (۳۱)

﴿۵﴾

غزالی دوراں مولانا سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان ۱۷ر دسمبر ۱۹۷۸ء کو اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں۔

''آپ کو محدث اعظم پاکستان اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم حدیث کی اشاعت میں بڑا کام کیا ہے۔ جس طرح حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگردوں نے فقہ اور حدیث کی کتابیں لکھی ہیں مگر خود امام اعظم نے کتابیں نہیں لکھیں اس طرح حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے

---

(۳۱) قلمی تاثرات، محررہ ۲۲ شعبان ۱۳۷۹ھ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا، مخزونہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

شاگردوں نے بھی قابل قدر کام کیا ہے۔علم حدیث میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔'' (۳۲)

﴿۶﴾

نبیرہ غوث الاعظم، حضرت سید طاہر علاؤ الدین قادری گیلانی مقیم کوئٹہ ایک موقعہ پر فیصل آباد تشریف لائے۔ آپ کے شاندار استقبال کی تیاری ہوئی۔آپ کی گذرگاہ میں کپڑے کے تھان بچھائے گئے، بے پناہ ہجوم میں آپ چلنے میں دقت محسوس فرمارہے تھے۔حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے انہیں سہارا دیا۔نبیرہ غوث الاعظم نے فرمایا۔

" اَنتَ عَالِمٌ کَبِیرٌ وَ شَیخٌ عَظِیمٌ وَ مُحَدِّثٌ عَظِیمٌ "(۳۳)

﴿۷﴾

فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد چشتی بندیالوی شیخ الجامعہ دار العلوم امدادیہ مظہریہ بندیال ضلع سرگودھا نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے موقعہ پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے اور اپنے احساسات بیان کرنے کے لئے ''علم وعمل کا بہترین امتزاج'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔اس کے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

''وہ عشق نبی میں ڈوب کر حدیث پڑھاتے تھے۔لوگ کہتے ہیں کہ وہ حال وقال کے بہترین جامع تھے۔پڑھنے والے ان کی زبان سے علمی موشگافیاں سنتے اور ان کے دماغوں میں حقائق ومعارف موج در موج اتر آتے۔پھر نگاہیں کام کرتیں اور سامعین کے سینوں میں عشق رسول کی بجلیاں بھر جاتیں۔جب وہ تحقیق وتدقیق کے مقام پر آتے تو اس اعتماد کے ساتھ حدیث بیان کرتے جیسے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر حدیث بیان کر رہے ہیں۔'' (۳۴)

---

(۳۲) قلمی یادداشت مولانا سید احمد سعید کاظمی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: بہت کم لوگوں کی طرح شاید حضرت مولانا موصوف کے علم میں یہ بات نہ آئی ہو کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے امہات کتب احادیث پر قابل قدر تعلیقات لکھی ہیں، اس لئے انہوں نے آپ کی علم حدیث پر تصانیف کا تذکرہ نہیں فرمایا۔فقیر قادری عفی عنہ

(۳۳) قلمی یاداشت مولانا شمس الزمان قادری لاہور، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۳۴) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔مجریہ ۱۳/۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۸

خط کشیدہ الفاظ دوبارہ پڑھئے، بارگاہ مصطفیٰ کا کرم اور حضرت شیخ الحدیث کا جذبہ عقیدت اور حدیث میں شغف اس کمال درجہ کو پہنچا جو عام محدثین سے بڑھ کر اولیاء کاملین کا حصہ ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا۔جس طرح قال مصطفیٰ آپ کے سامنے ہوتا۔حال مصطفیٰ بھی آپ پر منکشف ہوتا۔

﴿۸﴾

شیخ القرآن مولانا ابو الحقائق محمد عبد الغفور ہزاروی (م ۸ شعبان ۱۳۹۰ھ/۹/اکتوبر ۱۹۷۰ء) نے آپ کے وصال پر جن خیالات کا اظہار فرمایا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے۔

''اہل سنت میں علماء اور محدث عالم فاضل اور بھی ہیں مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شان نرالی تھی۔اور یہ شان آپ نے جلوس (جنازہ) اور نماز جنازہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھی.....'' (۳۵)

جناب سید امیر علی سابق صدر جمعیت علماء پاکستان فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد میں علماء کرام کا ایک عظیم اجتماع تھا اس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے محدث اعظم کا لقب حضرت مولانا عبد الغفور ہزاروی کی تجویز سے پیش ہوا۔تمام علماء نے متفقہ طور پر آپ کے لئے محدث اعظم کے لقب کو قبول فرمایا۔(۳۶)

﴿۹﴾

عمدۃ العلماء مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی شیخ الحدیث والتفسیر اشرف المدارس اوکاڑہ نے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری، علامہ اقبال احمد فاروقی، محترم حاجی باغ علی اور دیگر علماء کی موجودگی میں ۲۴/فروری ۱۹۷۹ء کو ایک بیان میں فرمایا۔

''مولانا سردار احمد صاحب ''محدث اعظم'' تھے۔'' (۳۷)

---

(۳۵) روزنامہ سعادت لائل پور، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن بریلی۔مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، ص ۱۰۲

(۳۶) قلمی یادداشت سید امیر علی فیصل آباد، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۳۷) قلمی یادداشت مولانا غلام علی اوکاڑوی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿۱۰﴾

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور نے ۳ر جولائی ۱۹۷۹ء کو ایک بیان میں فرمایا۔

''آپ عشق رسول میں بے مثال درد رکھتے تھے اور مسلک سنیت کے پر جوش ترجمان تھے۔ آپ کو علم حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ شاید و باید۔ آپ نے اس مسلک کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ آپ حدیث کے طلباء سے بہت شفقت اور پیار کرتے تھے اور ان کی خفیہ امداد کرتے تھے۔ (۳۸)

﴿۱۱﴾

عزیز العلماء مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی مقیم وخطیب گڑھی شاہو لاہور، جامعہ رضویہ فیصل آباد میں درجہ حدیث کے طلباء کے ممتحن تھے۔

ایک ملاقات میں مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کی موجودگی میں ۲۱ر صفر ۱۴۰۴ھ کو فرمایا۔

''حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب کو درس حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ کے تعلیم یافتہ طلباء درجہ حدیث بوقت امتحان میرے مشکل ترین سوالات کے جوابات بھی انتہائی معقولیت اور جامعیت سے دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم کہا جاتا ہے۔'' (۳۹)

﴿۱۲﴾

مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری شیخ الحدیث وناظم مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور (م ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ) نے یکم رجون ۱۹۷۸ء کو باوجود علالت طبع کے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی سوانح کے متعلق متعدد امور بتائے نیز آپ نے فرمایا۔

(۳۸) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۳۹) قلمی یادداشت مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی

''مولانا سردار احمد صاحب کو حدیث پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ اس دور کے عظیم محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔'' (۴۰)

﴿۱۳﴾

ممتاز عالم پیر سید امیر شاہ، یکہ توت (صوبہ سرحد) نے اپنے ایک بیان میں ۷ر مارچ ۱۹۷۹ء کو فرمایا۔

''مولانا سردار احمد صاحب حدیث کی کتابوں کے حافظ تھے۔ بلکہ حدیث کی شرحوں پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ نے درس کے ذریعہ حدیث کی ایسی خدمت کی کہ اس دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔'' (۴۱)

﴿۱۴﴾

فخر العلماء مولانا فیض احمد چشتی گولڑوی شیخ الجامعہ مدرسہ گولڑہ شریف، اسلام آباد نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر ایک عربی قصیدہ لکھا۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

۱ قَدْ ودّ عَنَّا شَمْسُ الْعُلَمَاءِ — بَدْرُ الْفُضَلاَ زَیْنُ الْخُطَبَاءِ

۲. اَلْجَامِعُ بَیْنَ شَرِیْعَتِنَا — وَ طَرِیْقَتِنَا وَ حَقِیْقَتِنَا

۳ قَدْ کَانَ بِمَشْرَبِهٖ بَحْراً — فِیْ مَسْلَکِه جَبَلاً صَلَبَا

۴ فِیْ مَعْقُوْلِ شَیْخاً فَخْماً — فی مَنْقُوْلِ مَطَرًا هَطِلاً (۴۲)

ترجمہ: اہل علم کے آفتاب اور اہل فضل کے ماہتاب، خطباء زمانہ کے لئے زیب و زینت ہمیں چھوڑ کر دار بقا کو تشریف لے گئے۔

(۴۰) قلمی یادداشت مولانا سید احمد قادری نیز قلمی یادداشت مولانا سید محمود احمد رضوی لاہور

(۴۱) قلمی یادداشت مولانا سید امیر شاہ، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۴۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور، مجریہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۴ء، ص ۳۰

وہ ہماری شریعت، طریقت اور حقیقت کے جامع تھے۔

وہ اپنے پاک مشرب میں معلومات کا دریا اور اپنے مسلک میں مضبوط پہاڑ تھے۔

علوم عقلیہ میں عظیم المرتبت استاذ تھے اور علوم نقلیہ میں موسلا دھار بارش۔

﴿۱۵﴾

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا سید علی اصغر زیب آستانہ علی پور نے ۲۳/ربیع الاخر ۱۴۰۴ھ/۲۸/جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک علمی مذاکرہ میں فرمایا۔

''حضرت مولانا شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حدیث اور سنیت کی جتنی خدمات سرانجام دی ہیں اس دور میں اتنی کوئی اور نہ کر سکا۔ مولانا ...... میرے استاذ ہیں اور حضرت مولانا ...... سے میں نے حدیث پڑھی ہے۔ مگر حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی بات ہی کچھ اور ہے۔ انتہائی کٹھن اور مشکل مراحل میں ...... مخالفت کے باوجود، لائل پور کے سنگلاخ مذہبی فضا میں، سنیت کے وہ چراغ روشن کئے کہ جن کی ضیاء ہمیشہ بڑھ رہی ہے۔'' (۴۳)

﴿۱۶﴾

استاذ الشعراء مولانا ضیاء القادری نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال پر مختلف مادہ ہائے تاریخ کہے۔ ان میں سے دو یہ ہیں۔

اے ضیاؔ گفت سال رحلت او   حامی دیں، محقق اعظم = (۱۳۸۲ھ)

از بہر انتقال شہ باصفا ضیاء   شیخ الحدیث نازش عالم بگفت سال (۴۴)

(۴۳) نوٹ: حضرت مولانا سید علی اصغر نقشبندی مجددی مدظلہ نے اپنے اساتذہ کرام کا نام لیا۔ فقیر نے تقابل سے بچنے کی خاطر ان کے اسمائے گرامی ظاہر نہیں کئے۔ ہم اخلاف کے لئے یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۴۴) محدث اعظم پاکستان حصہ اول از مولانا حسن علی رضوی۔ ص ۳۶

﴿۱۷﴾

ادیب شہیر جناب فدا حسین فدا مدیر ماہنامہ مہر و ماہ لاہور نے تاریخ وصال یوں کہی۔

صدمہ مرگ محدث اعظم = ۱۹۶۲ء (۴۵)

(ح) برصغیر کے موجود محدثین کی اکثریت آپ کے تلامذہ ہیں

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے تلامذہ، مستفیدین مظہر اسلام بریلی و فیصل آباد میں عالم، مدرس، مقرر، مفسر، مفتی، قاضی، مصنف، خطیب حضرات کا شمار نہیں ہوسکتا۔ یہ امر اگرچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں توجہ کا باعث ہے مگر سب سے اہم امر جس سے مورخ متاثر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں آپ کے منصب تدریس حدیث کے جانشین حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بلکہ اگر برصغیر کے موجود محدثین حضرات کے اسماء گرامی جمع کئے جائیں اور ان کا جائزہ لیا جائے تو ان کی اکثریت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلامذہ ہیں۔ یہ امر بھی اس بات کا غماز ہے کہ اس دور میں آپ واقعی شیخ الحدیث اور محدث اعظم ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں سے جو حضرات اس وقت برصغیر کے مدارس میں حدیث کی تدریس فرما رہے ہیں ان میں چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ مولانا محمد شریف الحق امجدی، شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)

☆ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد (بھارت)

☆ مولانا معین الدین اعظمی، شیخ الحدیث جامعہ عربیہ، سلطان پور (بھارت)

☆ مولانا محمد محبوب اشرفی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ احسن المدارس جدید کانپور (بھارت)

(۴۵) ایضاً۔ ص ۳۶

☆ مولانا تحسین رضاخاں بریلوی، شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی

☆ مولانا مجیب الاسلام اعظمی، شیخ الحدیث مدرسہ اعظم گڑھ

☆ مولانا محمد مظفر احمد قادری بدایونی، شیخ الحدیث جامعہ مظفریہ، قصبہ داتا گنج ضلع بدایوں، (بھارت)

☆ مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

☆ مولانا محمد شریف شیخ الحدیث دارالعلوم انوار العلوم ملتان

☆ مولانا محمد حسین قادری شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر

☆ مولانا سید محمد جلال الدین شیخ الحدیث جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین

☆ مولانا سید حسین الدین شیخ الحدیث جامعہ رضویہ سبزی منڈی راولپنڈی

☆ مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاول پور

☆ مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ مولانا سید حبیب الرحمن مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ حنفیہ رضویہ، مظفر آباد کشمیر

☆ مولانا محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس العلوم سیال شریف

☆ مولانا سید زبیر شاہ شیخ الحدیث چکوال ضلع جہلم

☆ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی

☆ مولانا وقار الدین شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی

☆ مولانا ریاض الدین شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ معینیہ اٹک

☆ مولانا محمد رمضان شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کراچی

☆ مولانا منظور احمد شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ، نواں جنڈانوالہ ضلع بھکر

(ط) بعض تلامذۂ شیخ الحدیث کی علم حدیث میں تصنیفی خدمات

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جہاں خود علوم حدیث میں قابل قدر تعلیقات لکھیں، بعض احادیث کی وضاحت میں مستقل رسائل لکھے۔ وہاں اپنے تلامذہ میں یہ ملکہ پیدا فرمایا کہ وہ خدمتِ دین، خدمتِ تدریس، تدریسِ حدیث کے ساتھ علوم حدیث میں قابل قدر مصنف بن سکیں۔ اور تدریسی خدمات، تقریری خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیفی اعتبار سے بھی خدمت دین بجالائیں۔ چنانچہ آپ کے بے شمار تلامذہ عظیم مصنف بنے۔ دور حاضر میں ان کی تصانیف ذخیرہ علم میں قابل قدر اضافہ ہے، موقعہ کی مناسبت سے یہاں آپ کے تلامذہ (بلاواسطہ اور بالواسطہ) کی ان کی تصانیف کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق علم حدیث سے ہے۔ اکثر وہ تصانیف جو ہنوز منتظر طباعت ہیں، منظر عام پر نہیں آسکیں لہٰذا ان کا علم نہ ہوسکا۔

یہ تصانیف درحقیقت آپ کے درس حدیث کا نتیجہ ہیں۔

☆ تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری۔ مصنفہ مولانا غلام رسول شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث) مطبوعہ الجدہ پرنٹرز لاہور

☆ فوائد دورہ حدیث شریف۔ مؤلفہ مولانا محمد علی (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) سابق مدرس جامعہ گنج بخش، لاہور۔ مطبوعہ پنجاب پریس لاہور (۱۹۶۴ء) ناشر نوری بک ڈپو لاہور

☆ نوادر الحدیث۔ مؤلفہ، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) مطبوعہ نیشنل آرٹ پریس الہ آباد (بھارت)

☆ تاریخ اولیاء رجال الحدیث۔ مصنفہ: مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (مطبوعہ)

☆ ترجمہ جواہر البحار۔ مولانا غلام رسول شیخ الحدیث فیصل آباد (مطبوعہ)

☆ تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمٰن۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری، سنجھورو، سانگھڑ

☆ تنویر البرہان۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری سنجھورو، سانگھڑ

☆ تنویر المصابیح فی عدد التراویح ۔ مصنفہ، مولانا حکیم محمد رمضان قادری سنجھورو، سانگھڑ

☆ شرح منتخب احادیث البخاری

(بخاری شریف کی وہ احادیث، جنہیں فقہ حنفی کے خلاف سمجھا جاتا ہے، ان احادیث کی تطبیق دیگر احادیث مویدہ مسلک احناف)

مصنفہ، مولانا حافظ احسان الحق صاحب (تلمیذ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) منتظر طباعت

☆ شرح حدیث جبرئیل ۔ مصنفہ، مولانا محمد شریف الحق امجدی (بھارت) منتظر طباعت

☆ جنت کی ضمانت ۔ ایک حدیث کی شرح

مصنفہ، مولانا محمد افضل کوٹلوی ایم اے (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۸ء

☆ ترجمہ و تحقیق حواشی ارشاد الساری شرح بخاری، الامام احمد رضا بریلوی ۔ مرتبہ، مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری (منتظر طباعت)

☆ ترجمہ سنن نسائی ۔ از مولانا محمد عبد الستار (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) (منتظر طباعت)

☆ ترجمہ حصن حصین ۔ از مولانا محمد صدیق ہزاروی (تلمیذ بالواسطہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) منتظر طباعت

☆ ترجمہ شمائل ترمذی ۔ از مولانا محمد صدیق ہزاروی (منتظر طباعت)

☆ نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ۔ از مولانا محمد شریف الحق امجدی، شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) مطبوعہ دائرۃ البرکات گھوسی، اعظم گڑھ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء

☆ اثبات ایصال ثواب ۔ از مولانا محمد شریف الحق امجدی، مطبوعہ المجمع الاسلامی، مبارک پور (انڈیا) ۱۴۰۴ھ

(ی) تدریس حدیث کی چند امتیازی خصوصیات

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تعارف تدریس حدیث کے حوالہ سے ہوتا تھا، اور اب وصال کے ایک طویل عرصہ بعد بھی اسی نسبت سے آپ کی پہچان ہوتی ہے ۔ دراں حالیکہ جبکہ اس دور میں اور بھی مقتدر علماء کرام تدریس

حدیث کے فرائض سرانجام رہے تھے ۔ پُر ظاہر ہے کہ تدریس حدیث کی حیثیت سے کچھ ایسے اوصاف ہیں جن کی بنا پر مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کو خواص و عوام میں شیخ الحدیث اور محدث اعظم کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے ۔

اس مقام پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریس حدیث کا مکمل نقشہ پیش کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی قلم و زبان میں اتنی استطاعت ہے کہ آپ کی شان تدریس حدیث کو بیان کر سکے، بلکہ بعض ان امور کی طرف اشارہ کرنا مطلوب ہے، جن کی بنا پر آپ کو شیخ الحدیث اور محدث اعظم کہا جاتا ہے ۔

سن ستاون کے جہاد آزادی کے بعد برصغیر میں دینی مدارس کی صورت میں چند ایسے اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا، جن سے بظاہر دین و علم کی خدمت لینا ظاہر کیا گیا، مگر دیکھنے میں آیا کہ انہی دینی و علمی اداروں سے تقدیس باری جل و علا اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کی مقدس مسلمہ اجماعی حیثیات سے برگشتہ کرنے کا درس دیا جانے لگا ۔ باعث کائنات، مقصود کائنات، محبوب ذات کبریا، سید الانبیاء، شفیع معظم رسول محتشم ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ کو (نعوذ باللہ) ایک عام انسان کے برابر ثابت کرنے کا درس دیا جانے لگا ۔ ان اداروں کی علمی و تحقیقی مساعی صرف اسی مذموم حرکت کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں ۔ تدریس حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ کے روپ میں صاحب حدیث ﷺ کی تشریعی حیثیت سے انکار کیا جانے لگا ۔ عطایائے باری تعالیٰ فضائل و کمالات مصطفیٰ ﷺ سے انحراف کی مذموم کوششوں کو علمی و تدریسی خدمات سے تعبیر کیا گیا ۔ اسی غرض سے اتنا پروپیگنڈا کیا گیا کہ عوام الناس کا ایک حصہ متاثر ہوا ۔ اسی غرض سے "شیخ الکل"، "شیخ الہند"، "شیخ الاسلام"، "حکیم الامت" ایسے، نہ معلوم کتنے بھاری بھرکم القابات سے عوام الناس کو مرعوب کیا گیا ۔ اپنی حقانیت کے اظہار کے لئے اولیاء کرام کی کرامات اور علماء اعلام کے علمی کارناموں کو بطور زینہ استعمال کیا گیا .... تعصب اور عقیدت سے بالاتر ہو کر اگر ان تاریخی حقائق کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ناک مناظر سامنے آتے ہیں ۔ علمی و تدریسی خدمات کے بہروپ میں اس نازک صورت کو عاشقان مصطفیٰ، جلیل القدر علماء نے شدت سے محسوس کیا اور حتی المقدور اپنے طور پر کوشش کی اس دام ہمرنگ زمین سے عوام اہل سنت کو متعارف کرایا جائے ۔ طلباء کی صحیح تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کے ایسے مراکز قائم کئے جن میں درس و تدریس کا بنیادی اور حقیقی مقصد، تقدیس و تنزیہ باری تعالیٰ، عظمت و رفعت مصطفیٰ ﷺ اور کرامت اولیاء علیہم الرضوان کا اظہار اور تحفظ تھا ۔ بحمدہ تعالیٰ علماء اہل سنت کی علمی و تدریسی بروقت

مسائی سے عوام الناس میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا شعور پیدا ہوا اور ان کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں۔

مشاہیر علماء کے ان علمی وتدریسی مراکز، مدارس دینیہ میں علمائے بریلی کا مرکز سرفہرست تھا۔ مرکز بریلی نے دہرا کردار ادا کیا۔

(ا) خالص تحقیقی انداز میں تدریسی خدمات

(ب) اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر سینوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنا اس کی ضیاء سے جہالت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا اور بغاوت مصطفیٰ ﷺ کے مکروہ منصوبوں کو طشت ازبام کرنا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اسی بریلوی مقدس سلسلہ درس وتدریس کی نمایاں کڑی ہیں۔ آپ نے ساری عمر ان مقاصد کے حصول میں صرف فرمادی، جن کے لئے آپ کے اساتذہ کرام نے اپنی زندگیاں وقف فرمادی تھیں۔ اسی اعتبار سے آپ کی تدریس حدیث بلکہ تدریس جملہ علوم وفنون میں امتیازیت اور انفرادیت پیدا ہونا فطری امر تھا۔ آپ علماء بریلی کی ''عشق رسول ﷺ کی تحریک'' کے فرد وحید تھے۔

سال ہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

مردحق آگاہ، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے حالات کی اس نزاکت کو ابتداء تدریس ہی میں محسوس کرلیا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ کی تمام توانائیاں وقف ہوگئیں۔ حالات کے ردعمل کے طور پر آپ کی تدریس حدیث، عشق مصطفیٰ ﷺ کو عام کرنے کی تحریک کی صورت اختیار کرگئی، عشق مصطفیٰ ﷺ وہ مقدس درس جو آپ نے اپنے اساتذہ کرام سے لیا اس کو عام کرنا آپ کا منتہائے مطلوب بن گیا تھا۔ اس مصلح ورہنما نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے جو کوششیں کیں، اس میں حیران کن کامیابی حاصل کی۔ بقول فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد چشتی بندیالوی مدظلہ العالی۔

''دنیا میں لوگ ہمیشہ اپنے اپنے مقاصد کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الحدیث کے تمام مقاصد خود ان کے پیچھے بھاگتے رہے ہوں، سچ ہے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر بر در گوشہءِ دامان اوست (۴۶)

تدریس حدیث ایک بڑی سعادت ہے۔ مولا کریم کی توفیق اور نبی کریم ﷺ کے فضل وکرم کے بغیر تدریس حدیث کے بلند منصب سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنا اگرچہ سعادت کی علامت ہے، مگر تدریس حدیث اور احکام حدیث پر عمل کرنے سے بڑھ کر ایک اور مقام ہے۔

ذخیرہ احادیث طیبہ میں عقائد اور احکام کی احادیث کے علاوہ کچھ وہ احادیث بھی ہیں جن کا تعلق حضور محبوب رب العالمین ﷺ پر وارد ہونے والی کیفیات سے ہے۔ عادات مصطفیٰ، حالات مصطفیٰ، واردات مصطفیٰ ﷺ کا ایک ایک جزئیہ ذخیرہ احادیث میں مروی ہے۔ بظاہر ان احادیث کا تعلق عمل یا احکام سے نہیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ایسا عاشق رسول ان واردات وحالات مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حالات مصطفیٰ ﷺ میں بارہا آیا۔

''فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ''

خشیت باری میں کہیں یوں بیان ہوا۔

''فَبَکٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ''

کہیں روایت میں آیا۔

''فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ''

کہیں مروی ہے۔

''فَحَزِنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ''

---

(۴۶) ا ہفت روزہ محبوب حق لائل پور، ۱۳/دسمبر ۱۹۶۳ء ب ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، رجب ۱۳۸۹ھ۔ ص ۶

نوٹ: عشق مصطفیٰ کو عام کرنے کی تحریک، تدریس حدیث کے مرکز جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے احوال اسی کتاب میں کسی جگہ درج ہیں۔ فقیر قادری عفی عنہ

حالات مصطفیٰ میں حضور کی صحت وعلالت اور دوران صحت، قوت وطاقت، دوران علالت آثار نقاہت ...... وغیرہ امور کا ذکر احادیث میں مروی اور موجود ہے۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ عشق مصطفیٰ میں اس قدر مستغرق تھے کہ یہ واردات اور حالات بلا تصنع از خود ان پر طاری ہو جاتے۔ تبسم مصطفیٰ کی روایت پر آپ تبسم فرما کر سنت نبوی کو ادا فرماتے اور اپنے مستفیدین سے فرماتے کہ تم بھی تبسم کرو۔ اگر تبسم نہیں کر سکتے تو تبسم کرنے والوں جیسی صورت بنالو کہ اس سے بڑھ زندگی میں تبسم کا اور کونسا موقعہ آئے گا۔ صحت وعلالت کے اثرات کی روایت کے دوران آپ ان آثار کے مظہر بن جاتے۔ گویا حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا وجود حالات اور واردات مصطفیٰ کو اس طرح قبول کرتا کہ دیکھنے سننے والا حدیث کا مفہوم سمجھنے سے بڑھ کر ذات مصطفیٰ ﷺ سے عشق ومحبت کا مفہوم بھی سمجھ جاتا۔ آپ کا حلقہ درس اس کیف کا مظہر بن جاتا۔ ایک ایک لفظ، ایک ایک حرکت اسی مظہریت کا نمونہ ہوتی .... اور اس کیفیت کا ورود ہر ایک کا حصہ نہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ.

قَالَ اللّٰہُ اور قَالَ الرَّسُوْلُ صرف ان کے منہ پر ہی جاری نہ ہوتا بلکہ قلب وروح بھی اس کے ہم نوا ہوتے .... اختصار کے پیش نظر آپ کی تدریس حدیث کے چند مناظر پیش خدمت ہیں۔

۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں دوران تدریس ایک موقعہ پر سرکار دو عالم ﷺ کی ایام المرض کی احادیث پڑھی جا رہی تھیں۔ تقریر کے دوران آپ نے حدیث پڑھی۔

"عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ مَرَضِہٖ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَ نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَاْسَہٗ بِخِرْقَۃٍ حَتّٰی اَھْوٰی نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰی عَلَیْہِ وَاتَّبَعْنَاہُ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلَی الْحَوْضِ مِنْ مَّقَامِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَیْہِ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ فَلَمْ یَفْطِنْ لَھَا اَحَدٌ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِیْکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ثُمَّ ھَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَیْہِ حَتَّی السَّاعَۃَ"

(رواہ الدارمی/مشکوۃ، ص ۵۴۸)

حدیث کے حصہ "عَاصِبًا رَاْسَہٗ بِخِرْقَۃٍ" پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔

"جب سرکار کے سرانور میں درد تھی اور آپ نے کپڑا اسے سر مبارک کو باندھا ہوا تھا، آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے۔ سرانور میں درد کی شدت کی بنا پر آپ کا کپڑے سے باندھنا جب یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہوگا تو ان کا کیا حال ہوگا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ کیا ہوگا تو ان پر کیا گذری ہوگی۔ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی یہ منظر دیکھا ہوگا تو انہوں نے کیا محسوس کیا ہوگا۔؟ ...."

اسی طرح آپ اس شدت درد میں صحابہ کرام پر وارد ہونے احوال بیان فرما رہے تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ سرکار کے سرانور میں درد کی کلفت آپ بھی محسوس فرما رہے ہیں۔ دوران بیان آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اسی عالم میں آپ نے کتاب بند فرمادی۔ سبق ختم ہو گیا اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد نہ معلوم آپ پر یہ کیفیت کتنی دیر جاری رہی۔ (۴۷)

اسی سال قصیدہ بردہ شریف کی تدریس کے دوران جب میلاد مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ آیا اور قصیدہ کا یہ شعر پڑھا جا رہا تھا۔

اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصَرِہٖ
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاءٍ مِّنْہُ وَ مُخْتَتَمٖ

ولادت باسعادت کے وقت آثار واعجاز کا بیان فرما رہے تھے۔ قصیدہ بردہ کی شرح خرپوتی کے حوالہ سے بیان جاری تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کی برکات، انوار، آثار، اعجاز کے بیان میں آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بیان جاری رہا۔ بالآخر ہچکی بندھ گئی۔ اسی رقت کے عالم میں کتاب بند فرمادی اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۴۸)

---

(۴۷) مولانا سید حسین الدین شاہ شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ رضویہ سبزی منڈی، راولپنڈی نے یہ روایت مجھ فقیر قادری عفی عنہ سے ۸/ربیع النور ۱۴۰۴ھ/۱۴/دسمبر ۱۹۸۳ء کو بیان فرمائی۔

(۴۸) یہ روایت بھی مولانا سید حسین الدین شاہ نے بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ نزول قرآن کی کیفیت کا بیان تھا۔ نزول قرآن کے وقت حامل وحی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی تلاوت کے ساتھ ہی حضور نبی اکرم ﷺ کا قرآن مجید پڑھنے والی قرآنی حقیقت ''لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ'' کا بیان ہورہا تھا۔ اتباع نبوی میں درس حدیث کے وقت آپ کے لب مبارک بھی ہل رہے تھے، گویا اس حال مصطفیٰ پر عمل ہورہا تھا۔ آپ کے ہونٹوں کی حرکت شریک درس طلباء نے دیکھی اور خوب محسوس کی۔ (۴۸۔ا)

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی میں دوران درس حدیث مشاہدہ میں آیا۔ حضور اکرم نبی معظم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی سالوں کا بیان تھا کہ ابتداء آپ کی تبلیغ خفیہ طور پر ہوتی۔ حکم خداوندی آیا کہ اپنے خاندان والوں کو جمع کر کے تبلیغ کریں۔ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر قریش، اپنے قبیلے کے افراد کو جمع کیا۔ جمع کرنے کے لئے آپ نے بلند آواز سے پکارا۔ چنانچہ ''وانذر عشیرتک الاقربین'' کی تفسیر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں شریک درس طلباء سے فرمایا۔ حدیث کا جملہ 'یا صباحاہ!'' آپ کے بلانے کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش کو بلند آواز سے بلایا جسے پنجابی محاورہ میں کوک مارنا کہتے ہیں۔ بھلا کیسے کوک مارتے۔ آپ نے بھی آواز بلند فرمائی اور طلباء سے بھی ایسا کروایا۔ (۵۴۔ب)

حلقہ درس میں عشق رسول ﷺ کی اثر انگیزی صرف درس حدیث پر ہی موقوف نہ تھی۔ بلکہ دیگر فنون کی تدریس میں جب بھی سرکار دوعالم ﷺ کا تذکرہ آجاتا، عشق و محبت کی بنا پر وہیں فضائل و محامد مصطفیٰ ﷺ کا بیان جاری ہوجاتا۔

۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء میں اولین دارالحدیث میں میراث کی مشہور کتاب سراجی کا سبق پڑھا رہے تھے۔ میراث کے ایک مسئلہ پر تقریر کے دوران سرور عالم ﷺ کا نام اقدس آیا۔ اس پر آپ حضور کے فضائل و محامد بیان فرمانے لگے اور جو مسئلہ میراث شروع تھا، اس سے توجہ ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب احساس ہوا تو فرمایا۔

(۴۸۔ا) روایت مولانا غلام رسول، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

(۵۴۔ب) روایت ایضاً

''مسئلہ تو میراث کا بیان ہورہا تھا لیکن توجہ سرکار دوعالم ﷺ کی شان اقدس کی طرف ہوگئی۔ الحمدللہ''

یہ کہنا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے، رقت طاری ہوگئی۔ اور حسب معمول طلباء سے فرمایا، پڑھو۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد

آپ کی چشمان اقدس سے آنسو جاری تھے اور دارالحدیث عارف جامی علیہ الرحمۃ کے اس نعتیہ کلام سے گونج رہا تھا۔ (۴۹)

تدریس حدیث، ذکر مصطفیٰ ﷺ کی بہترین صورت ہے۔ ذکر، مذکور اور ذاکر میں جس درجہ کی مناسبت ہوگی اس کے اثرات اسی نوعیت کے ہوں گے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریس حدیث کا حال مثال سے آپ سمجھ چکے ہیں۔ حدیث نبوی سے حد درجہ قلبی و روحانی تعلق کی بنا پر آپ کے حلقہ درس کی شان انفرادی ہوتی۔ اور آپ کے حلقہ درس میں ہونے والے فضل ربانی کی نرالی اور انوکھی شان ہوتی، انوار الٰہیہ کا نزول محسوس اور مشاہدہ کی حد تک ہوتا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی کی مستقل عمارت نہ تھی۔ مسجد بی بی جی مرحومہ میں درس و تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا۔ موسم کی شدت، بارش، آندھی، دھوپ اور سردی سے محفوظ رہنے کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ صحن مسجد میں معمولی ٹین کا ایک چھپر تھا۔ یہی چھپر دارالحدیث تھا۔ بارہا مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ ادھر صحن مسجد میں درس حدیث ہورہا ہے اور آسمان پر بغیر بادل کے دھوپ کی موجودگی میں انوار الٰہیہ کی محسوس بارش ہوتی۔ تمام حاضرین اس کو محسوس کرتے اور محظوظ ہوتے۔ (۵۰)

یہ انوار دراصل انوار الحدیث ہوتے۔ ان انوار کو آپ کے وصال کے بعد، آپ کے جنازہ مبارکہ پر، دن کے اجالے میں، سورج کی روشنی میں عقیدت مند اور بیگانے عوام و خواص سب نورانی پھوہار کی صورت میں سر کی آنکھوں سے

(۴۹) روایت شریک درس مولانا ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ، بحوالہ ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء ص ۶۴

(۵۰) قلمی یادداشت مولانا عبدالرشید جھنگوی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: مولانا موصوف نے ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء میں مظہر اسلام بریلی سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

دیکھ رہے تھے۔(۵۱)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ عالم بالحدیث ہونے کے ساتھ عامل بالحدیث بھی تھے۔عامل بالحدیث ہر صحیح العقیدہ، صحیح العمل مسلمان ہوتا ہے،مگر آپ کے عامل بالحدیث ہونے کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات استحباب کے لئے ہیں۔بعض ارشادات میں جانب فعل میں اختیار ہے۔

عزیمت ورخصت کا مفہوم سمجھنے والے پر یہ امر منکشف ہے،مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ،حضور اکرم ﷺ کے ہر حکم پر عمل فرماتے،خواہ وہ حکم اختیاری ہوتا یا اس میں رخصت کا پہلو نکلتا۔حضور اکرم ﷺ سے آپ کا تعلق اس امر کو گوارا نہ کرتا کہ اختیار یا رخصت کا سہارا لے کر اس حکم سے پہلو تہی کی جائے۔صحابہ کرام کی اتباع میں عمل کے لئے،حکم کی علت معلوم نہ فرماتے اور نہ اختیار رخصت کی وسعت سے فائدہ اٹھاتے۔

جلالۃ العلم مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری کی زبانی،ذرا غور سے سنئے۔

''ترمذی شریف کے حدیث ہے۔

طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الثَّلَاثَۃَ......الحدیث

یعنی ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور دو کا تین کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔اس حدیث پر حضرت علامہ موصوف نے پورا عمل کیا۔واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مراد آبادی کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔حضرت موصوف نے اس کو دارالعلوم مظہر اسلام میں داخل کر لیا۔مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا۔حضرت کو جو کھانا معمولاً آیا کرتا تھا اسی کھانے میں اپنے

(۵۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

ا روزنامہ سعادت لائل پور۔مجریہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء

ب روزنامہ عوام لائل پور مجریہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۲ء

ج ماہنامہ نوری کرن،بریلی۔مارچ واپریل ۱۹۶۳ء

ساتھ کھلانا شروع کر دیا۔دو چار،دس بیس روز نہیں،بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق بریلی شریف رہے۔برابر ان کو اپنے ساتھ اسی کھانے میں شریک رکھا۔ان سے فرمایا کرتے تھے۔''کھاؤ،بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ان شاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔''

حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا تھا۔حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔(۵۲)

۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں اس فقیر قادری عفی عنہ (مؤلف کتاب ہذا) کے دورہ حدیث کے سال ایک مرتبہ مسواک کی سنیت اور اس کے استحباب کا مسئلہ پڑھنے میں آیا۔اس پر فرمایا۔

''مسواک کرنا اگرچہ سنت ہے کہ بغیر اس کے وضو جائز ہے مگر حتی الامکان اس پر عمل کرنا چاہئے تاکہ مسواک کرنے کی برکات سے محرومی نہ رہے۔''

پھر شریک درس طلباء میں سے ہر ایک سے فرداً فرداً مخاطب ہوکر دریافت فرمایا۔

''کیا آپ کے پاس مسواک ہے''

جو طلباء بغیر مسواک کے وضو کرتے انہیں اتباع سنت میں مسواک کرنے کی تاکید فرمائی۔(۵۳)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا انداز تدریس حدیث چونکہ خالص محققانہ ہوتا۔اس لئے تحقیقی انداز تدریس کو آپ کا محقق تلمیذ ہی بیان کرسکتا ہے۔

اس کا بیان مجھ بے بضاعت قلیل العلم کی بساط سے باہر ہے،تاہم سطحی طور پر چند امور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۵۲) ماہنامہ نوری کرن،بریلی،مارچ واپریل ۱۹۶۳ء

(۵۳) اتباع سنت کا یہ واقعہ فقیر کے حوالہ سے مولانا محمد علیم الدین مجددی نے اپنے مضمون ہفت روزہ طوفان ملتان مطبوعہ ۷/اپریل ۱۹۶۳ء میں درج کیا۔

﴿۱﴾

حدیث پڑھانے کے لئے دارالحدیث کو روانگی سے قبل اس کے لئے بڑے اہتمام سے تیاری فرماتے۔ غسل، وضو کے بعد اعلیٰ اور اجلا لباس زیب تن فرماتے۔ عمامہ پہنتے اس اہتمام کو دیکھ کر گمان ہوتا کہ شاید آپ کسی خاص شخصیت کی ملاقات، یا خاص مجلس میں شرکت کے لئے تیاری فرما رہے ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے احوال میں کچھ ایسا ہی منقول ہے۔ شفا شریف میں ہے۔

"وَقَالَ مُصْعَبُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِذَاحَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَوَ تَهَيَّاَوَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ يُحَدِّثُ قَالَ مُصْعَبُ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهُ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْرِفُ كَانَ اِذَااَتَى النَّاسُ مَالِكًاخَرَجَتْ اِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُوْلُ لَهُمْ يَقُوْلُ لَكُمُ الشَّيْخُ تُرِيْدُوْنَ الْحَدِيْثَ اَوِ الْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوالْمَسَائِلَ خَرَجَ اِلَيْهِمْ وَاِنْ قَالُواالْحَدِيْثَ دَخَلَ مُغْتَسِلَهُ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًاجُدُدًاوَلَبِسَ سَاجَهُ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰى رَاْسِهٖ رِدَائَهُ وَتُلْقٰى مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَاوَعَلَيْهِ الْخُشُوْعُ وَلَايَزَالُ يَتَبَخَّرُبِالْعُوْدِحَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَاحَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" (۵۴)

﴿۲﴾

دارالحدیث میں پہنچ کر اپنی مسند پر تشریف فرما ہوتے تو پھر ایسا معلوم ہوتا کہ دنیا سے بے خبر ہو کر صرف احوال و اقوال و آثار مصطفیٰ ﷺ کی خبر رکھتے ہیں اور قلب و نظر پر ایسا ضبط ہوتا کہ بڑے سے بڑا کوئی حادثہ بھی اس تصور سے آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکتا تھا۔ متعدد لوگ دارالحدیث کے باہر آپ کی فرصت اور سبق ختم ہونے کا انتظار کرتے۔ حتی کہ بعض اوقات دینی یا دنیوی بڑی شخصیت آجاتی اور وہ محض توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے دارالحدیث میں داخل

(۵۴) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، للقاضی ابی الفضل عیاض المتوفی ۵۴۴ھ، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ص ۴۵-۴۴

بھی ہو جاتے۔ مگر کیا مجال کہ آپ حدیث رسول سے اپنی توجہ ہٹالیں۔ بلکہ اپنے مقررہ وقت پر ہی اسباق کے اختتام پر ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ حدیث کے ادب کا یہ عالم تھا کہ اگر دوران اسباق کسی وقت عمامہ کا بل کھل جاتا تو اختتام سبق تک کھلا ہی رہتا۔ سبق سے فارغ ہو کر دارالحدیث سے روانگی کے وقت کھڑے ہو کر درست فرماتے۔ چھ چھ گھنٹے مسلسل بیٹھ کر پڑھاتے مگر کبھی مسند یا دیوار پر ٹیک نہ لگاتے۔

﴿۳﴾

درس حدیث کی ابتدا درود شریف، قصیدہ بردہ شریف سے فرماتے۔ عموماً درج ذیل درود شریف مشعر بہ استغاثہ کے اشعار بڑے سوز کے ساتھ خود بھی پڑھتے اور طلباء سے بھی پڑھواتے۔ جس کے باعث ایک پر کیف سماں پیدا ہو جاتا۔ اس پر سوز آواز کو سن کر وہ طالبان حدیث بھی دارالحدیث میں پہنچ جاتے جو ابھی تک سبق شروع ہونے کے انتظار میں باہر ہوتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى بَدْرِ التَّمَام — اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نُوْرِ الظُّلَام
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مِفْتَاحِ دَارِالسَّلَام — اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى شَفِيْعِ جَمِيْعِ الْاَنَام
يَا اِمَامَ الرُّسُلِ وَ يَا سَنَدِىْ — اَنْتَ بَابُ اللّٰهِ وَ مُعْتَمَدِىْ
فَبِدُنْيَاىَ وَ بِاٰخِرَتِىْ — يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ بِيَدِىْ

﴿۴﴾

مولا کریم نے آپ کو بے نظیر قوت حافظہ سے نوازا تھا۔ کسی کتاب کے ایک مرتبہ مطالعہ کے بعد سال ہا سال تک عبارت اور مطالب محفوظ رہتے۔ متن کتاب کی جتنی شرحیں ہوتیں سب کے مضامین بقید صفحہ یاد رہتیں۔ جب کبھی کسی اہم علمی مسئلہ پر تقریر فرماتے بلا تکلف بے شمار کتابوں کی عبارات مع حوالہ کے پڑھتے چلے جاتے۔ بے نظیر قوت حافظہ کی بدولت مولانا حافظ عبدالعزیز شیخ الحدیث مبارک پوری آپ کو عدل العلم (علم کی گٹھری) کہا کرتے۔ جب ایک مسئلہ سے متعلق بے شمار احادیث زبانی پڑھ دیتے تو اس وقت آپ کے حافظ الحدیث ہونے کا یقین پختہ ہو جاتا۔ اس کے باوجود ہر روز سبق پڑھانے سے پہلے، رات کو صبح کے اسباق سے متعلق تمام ضروری شروح کا مطالعہ از سر نو فرماتے۔ بارہا بیماری کے عالم میں اطباء اور حکماء نے مطالعہ سے منع کر دیا مگر آپ کا ذوق مطالعہ اس پابندی کو قبول نہ کرتا۔

﴿۵﴾

درس حدیث میں سب سے زیادہ توجہ اس امر پر ہوتی. کہ مراد نبوی کیا ہے؟ قواعد عربیت، اصول بلاغت اور اصطلاحات حدیث سے مضمون کو اخذ فرماتے۔ مگران امور پر مراد نبوی کو بہرحال مقدم رکھتے۔ حدیث اور مراد نبوی کو ان اصول وضوابط کا پابند نہ بناتے کہ یہ سب بعد کی دریافت ہیں۔

﴿۶﴾

چونکہ اکثر احادیث، قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ اسی مناسبت سے اکثر مواقع پر مشکل آیات قرآنیہ کے مفاہیم کو حدیث نبوی سے واضح فرماتے۔

﴿۷﴾

حسب ضرورت اسماء الرجال پر کلام فرماتے۔ بالخصوص جب کہ راویوں کی جرح وتعدیل میں محدثین کا اختلاف ہوتا۔ محدثین کے اقوال جرح وتعدیل نقل فرما کر جب قول فیصل ارشاد فرماتے تو بخاری وترمذی کی یاد تازہ ہو جاتی۔

﴿۸﴾

درس حدیث کے دوران حل تراجم ابواب کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ بعض مواقع پر حل تراجم میں شارحین سے اختلاف فرماتے۔ اپنے موقف کی ترجیح، مصنف کے دیگر مقامات کے حوالوں سے فرماتے۔

﴿۹﴾

دوران تقریر فقہ الحدیث کے لئے اقوال ائمہ نقل فرماتے اور پھر ان کے دلائل بیان فرماتے۔ پھر ان کا جواب دے کر مسلک امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ترجیح ثابت فرماتے۔ اختلاف مسالک کے بیان میں آپ ائمہ کرام اور اکابر مشائخ کا ادب ملحوظ رکھتے۔ محدثین اور طالبان حدیث پر واضح ہے کہ صحاح ستہ کی کتابیں غیر حنفی محدثین کی ہیں۔ ان کی تدریس میں، بالخصوص بخاری ومسلم میں بعض مواقع ایسے ہیں جہاں متصلب حنفی کو سخت نزاکت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان مواقع پر بعض قلیل البضاعۃ کم ظرف ان حضرات محدثین کو نازیبا الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان مراحل سے اس طرح گذرتے کہ مذہب حنفیہ کی راجحیت ثابت ہو جاتی اور ان حضرات کے دامن عزت پر بے ادبی کی گرد تک نہ پڑتی۔

﴿۱۰﴾

صحاح ستہ میں سے جو کتاب بھی پہلے سامنے آجاتی اس کا سبق شروع ہو جاتا، بامحاورہ ترجمہ، لغات کی تشریح،

اصطلاح محدثین کے مطابق حدیث کی کیفیت (صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ) کے بعد مسائل کا استخراج فرماتے۔ علامہ عینی، امام طحاوی اور علامہ عسقلانی وغیرہ کی تشریحات بطور حوالہ پیش فرماتے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کے حق شافعیت میں دلائل کا جواب ضرور دیتے۔ اس وقت آپ کی شان تدریس حدیث کے جوہر کھلتے۔ تحقیقی انداز اتنا سادہ ہوتا کہ کم علم بھی آپ کی مراد سمجھ لیتا۔ راجحیت مسلک احناف کے بیان کے موقعہ پر محسوس ہوتا کہ حنفیت بتمامہا احادیث سے مؤید ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ مسلک حنفی حدیث کے خلاف نہیں بلکہ حدیث سے متخرج ہے۔

﴿۱۱﴾

اسرار شریعت میں زیادہ تر شیخ ابن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، صاحب حدیقہ ندیہ کا کلام نقل فرماتے۔

﴿۱۲﴾

حدیث کے واضح مفہوم، اقوال ائمہ اور کلام شارحین کا ذکر فرما کر مسلک اہل سنت کی حقانیت کا بیان فرماتے۔ پھر فرماتے یہی مسلک اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا ہے۔ اس مسلک حقہ کا مخالف بے دین وبد دین ہے۔ اس موقعہ پر بے دین وبد دین فرق باطلہ بالخصوص نجدیہ کا خوب رد فرماتے۔ آپ کا یہ بیان حمیت مذہبی اور غیرت دینی کا مظہر ہوتا۔

غرض حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا حلقہ درس دیکھ کر اکابر محدثین کی یاد تازہ ہو جاتی۔ متون حدیث کی روایت کے وقت بخاری وترمذی، فقہ الحدیث کے بیان پر امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ، بلاغت حدیث وعربیت حدیث کے معرض بیان میں تفتازانی وجرجانی، اور اسرار شریعت کے موقعہ کے بیان میں شیخ الاکبر وعلامہ شعرانی اور امام احمد رضا قدس سرھم الاقدس کے حلقہ ہائے درس کا نقشہ تازہ ہو جاتا۔(۵۵)

یہی وہ اوصاف ہیں جن کی بنا پر آپ کے درس حدیث کو انفرادیت اور امتیازیت حاصل تھی۔

---

(۵۵) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا محدث اعظم ہونا ایسا وصف تھا کہ علمی دنیا سے متعلق افراد کے علاوہ عوام الناس تک معروف ہو گیا تھا۔ چنانچہ متعدد بار ایسا ہوا کہ بیرون ملک سے آپ کے نام جو مکتوب آئے۔ ان کے پتہ پر صرف ''محدث اعظم پاکستان'' لکھا ہوا ہوتا، آپ کے شہر کا نام اور آپ کا نام درج نہ ہوتا۔ مگر پھر بھی وہ خطوط آپ تک پہنچ جاتے۔ فقیر قادری عفی عنہ

ملی خدمات

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زندگی میں غالب عنصر تدریس، تبلیغ اور دعوت و ارشاد رہا۔ تحصیل تعلیم کی فراغت سے لے کر زندگی کے آخری دور تک سب سے بڑا وظیفہ یہی رہا۔ مدرس و مبلغ کے لئے تدریس و تبلیغ کے دائرہ کار سے ہٹ کر کسی اور طرف متوجہ ہونا انتہائی دشوار ہوتا ہے تاہم بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ مدرس و مبلغ کو بھی ان سے صرفِ نظر ممکن نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے باوجود بھرپور تدریس اور تبلیغ میں مصروف زندگی کے متعدد ملّی خدمات سرانجام دیں، جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱ آل انڈیا سنی کانفرنس میں فعال کردار
۲ تحریک حصول پاکستان میں مؤثر فعالیت
۳ فلاحی کمیٹی برائے مہاجرین (۱۹۴۷ء) میں بنیادی اور نمایاں حصہ
۴ تحریک ختم نبوت ۵۳۔۱۹۵۲ء میں بصیرت افروز اقدام
۵ مدارس اسلامیہ میں مروجہ نصاب کی اصلاح، مدارس اسلامیہ کا قیام اور منظم اور باہم مربوط کرنے میں نمایاں کردار
۶ جمعیت خدام رضا بریلی، جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت بریلی، جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت لائل پور، انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور وغیرہ کی تاسیس و ترقی میں مرکزی کردار
۷ جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس (۱۹۴۸ء) میں نمایاں حصہ
۸ عرس امام اعظم (۱۳۸۰ھ/۱۹۵۹ء) لائل پور کا قیام
۹ تعمیر مساجد و مدارس میں بے مثال فعالیت
۱۰ تحریک مسجد شہید گنج (لاہور) میں شرعی احکام کا اظہار

﴿۱﴾

آل انڈیا سنی کانفرنس میں فعّال کردار

بیسویں صدی کے اوائل میں ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے جن سے عیاں تھا کہ غاصب انگریز کو ہندوستان کی حکومت چھوڑنا پڑے گی۔ بین الاقوامی سیاست کے پیش نظر خطرہ یہ تھا کہ ہندوستان کی حکومت پر، جمہوریت کی آڑ میں، ہندو قبضہ کر لیں گے۔ اسی دور میں بعض عیّار ہندو لیڈروں نے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کر کے بعض مسلمان لیڈروں کو ہندو مسلم اتحاد کا داعی بنا دیا۔ اتفاق و اتحاد سے کس کو انکار......؟ مگر سوال یہ تھا کہ اتحاد کس سے......؟ ہندوؤں سے اتحاد کا نتیجہ مسلمانوں کا ملّی تشخص مٹنا تھا۔

اس نوعیت کے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے حساس، دردمند اکابر علماء اہل سنت نے (۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء) ''الجمعیۃ العالمیۃ المرکزیۃ''، یعنی آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل فرمائی۔ قلیل عرصہ میں کانفرنس نے ملک گیر حیثیت اختیار کر لی اور سیاسی و مذہبی اعتبار سے سنی مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگی۔ تا آنکہ ۱۹۴۶ء کے برصغیر کے تاریخ ساز مرکزی و صوبائی انتخابات میں اسی کانفرنس کی تائید سے مسلم لیگ نے محیر العقول کامیابی حاصل کی۔ مشائخ عظام اور علماء کرام (شکر اللہ سعیہم) نے سنی کانفرنس کو مؤثر بنانے کے لئے اپنے آرام کو چھوڑ کر ہر قسم کی قربانی دی۔ مبلغ و مدرس حضرات نے اپنی تبلیغ و تدریس میں اسی امر کا درس دیا کہ کفر و اسلام کا اتحاد و ارتباط از قبیل محالات ہے۔ مسلمانو! اپنے تغافل و تساہل کو چھوڑ کر منظم ہو جاؤ اور آنے والے حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے ملک گیر اثرات کسی دانشور سے مخفی نہیں۔(۱)

---

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کی تاریخی اہمیت و حیثیت معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو۔
(ا) خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس: مولفہ محمد جلال الدین قادری
(ب) سنی کانفرنس: مرتبہ سید عالم کراچی

دیگر علماء مشائخ کی طرح حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے بھی آل انڈیا سنی کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ اس کو مؤثر بنانے کے لئے اپنی تبلیغ و تدریس کو انہی مقاصد کے حصول کے لئے متوجہ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے مختلف مقامات پر سنی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر اس ملّی فریضہ کو ادا فرمایا۔ آپ نے جن سنی کانفرنسوں میں شرکت فرمائی، ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾

آل انڈیا سنی کانفرنس (یو، پی) کا صوبائی اجلاس جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے ۳۵ ویں سالانہ اجلاس دستار فضیلت منعقدہ ۶۔۳ شعبان ۱۳۶۴ھ/۱۷۔۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء کے موقعہ پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شریک علماء میں سے چند ایک یہ ہیں۔

مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلی

صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی

مبلغ اسلام مولانا عبد العلیم صدیقی

مصور فطرت مولانا عارف اللہ میرٹھی

مولانا سید غلام محی الدین میرٹھی

شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد بریلی

مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی

مولانا مفتی محمد عابد۔ رامپور

مولانا مفتی محمد اجمل سنبھلی

مولانا ابو الاسرار محمد عبد اللہ اٹاوی

مولانا محمد ابراہیم سمستی پوری، بدایونی وغیرہ

اس کانفرنس میں صوبائی کانفرنس (یو۔پی) کے اراکین وعہدیدار منتخب ہوئے۔ صدارت کے لئے مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی کا نام متفقہ طور پر منظور ہوا۔ (۲)

کسی جماعت کی شہرت اور قبولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض وہ افراد بھی اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں جو صدق دل سے تو اس کے قواعد وضوابط کے پابند نہیں ہوتے مگر حصولِ جاہ کے لئے وہ اس جماعت کی رکنیت قبول کر لیتے ہیں۔ بے شمار واقعات اس امر کی شہادت کے لئے موجود ہیں۔

''آل انڈیا سنی کانفرنس'' چونکہ خالصتاً اہل سنت و جماعت کا مذہبی و سیاسی ادارہ تھا، اس میں غیر سنی کی شرکت کسی اعتبار سے بھی قابل قبول نہ تھی۔ مذکورہ بالا خدشہ کی پیش بندی کے طور پر اس میں شرکت کے لئے ''سنی'' ہونے کی شرط کا اعادہ اور پھر ''سنی'' کی تعریف کر دینا ضروری تھا، تا کہ کوئی غیر سنی ابہام سے فائدہ اٹھا کر آل انڈیا سنی کانفرنس کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال نہ کر سکے۔ ''آل انڈیا سنی کانفرنس (یو، پی) مراد آباد'' کے مذکورہ بالا صوبائی اجلاس میں کانفرنس میں رکنیت کے لئے سنی کی تعریف کا اعادہ کر دیا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علماء کرام نے سنی کی تعریف یوں قرار دی۔

''سنی وہ ہے جو "مَااَنَاعَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ "کا مصداق ہوسکتا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاءِ اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء، بحر العلوم صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری و اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہوں۔'' (۳)

(۲) (ا) دبدبہ سکندری، رامپور مجریہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۵ء ص ۱۰ (ب) ایضاً۔ مجریہ ۱۳ اگست ۱۹۴۵ء

(۳) (ا) دبدبہ سکندری رامپور۔ مجریہ ۱۲۷ اگست ۱۹۴۵ء، ص ۷

(ب) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر۔ مجریہ ۲۱/ ۲۸ اگست ۱۹۴۵ء۔ ص ۹

(ج) خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس: مرتبہ محمد جلال الدین قادری

﴿ب﴾

خانقاہ محبوبیہ ''مین پوری'' (بھارت) میں عرس ''حضرت شاہ واحد علی چشتی علیہ الرحمۃ اور عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ۱۸۔۱۵ شعبان ۱۳۶۴ھ / جولائی ۱۹۴۵ء چار روزہ اجلاس ہوا۔ ان اجلاسوں میں حضرت شیخ الحدیث، مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی اور دیگر علماء شریک ہوئے۔

انہی ایام میں ''مولانا حکیم محمد احمد علوی'' کی قیامگاہ (مین پوری) میں ''حضرت شیخ الحدیث'' اور مولانا عارف اللہ علیہما الرحمۃ نے سنی کانفرنس مین پوری (ضلعی تنظیم) کی تشکیل کی اہمیت بیان فرمائی، چنانچہ ''مولانا شاہ محمود علی خاں چشتی'' زیب سجادہ خانقاہ رشیدیہ، جناب سید اوصاف نبی مختار، وائس چیئرمین میونسپل بورڈ، جناب حکیم محمد اسمٰعیل امام مسجد، جناب میر مبارک علی و محمد علی پنٹر اور دیگر حضرات کے تعاون سے مین پوری میں سنی کانفرنس کی تشکیل ہوگئی اور طے پایا کہ مضافات اور تحصیلوں کا دورہ کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کانفرنس کے مقاصد سے آگاہ کیا جائے۔ (۴)

﴿ج﴾

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۲۸۔۲۵ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ / ۳۰۔۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کی تیاریاں بڑے پیمانے پر جاری تھیں۔ اخبارات، اشتہارات، پوسٹر اور مطبوعہ دعوت نامے تقسیم ہو رہے تھے۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس نے باوجود انتہائی مصروفیات کے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو اپنے قلم سے یہ دعوت نامہ ارسال فرمایا۔

''بنارس میں سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہوں گے۔ آپ کی شرکت

(۴) دبدبہ سکندری، رامپور۔ مجریہ ۲۷ اگست ۱۹۴۵ء، ص ۷

نوٹ: مولانا شاہ عارف اللہ نے ضلعی سنی کانفرنس مین پوری کے اجلاس کی تاریخ جمادی الاخری ۱۳۶۳ھ جون ۱۹۴۴ء لکھی ہے۔
(نوری کرن، بریلی۔ محدث اعظم پاکستان نمبر)

ممکن ہے ان دونوں مختلف تاریخوں میں مین پوری میں سنی کانفرنس کے اجلاس ہوئے ہوں اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان میں شریک ہوئے ہوں۔

فقیر قادری عفی عنہ

اس کانفرنس کی روح ہے۔ ۲۶ اپریل کی شام یا ۲۷ کو دن میں بنارس رونق افروز ہو جائیے۔
مصارف سفر یہیں پیش کئے جائیں گے۔
حضرت مفتی اعظم دام مجدہم اور بریلی سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں بھی میری طرف سے التجائے شرکت کیلئے عرض کر دیں۔ والسلام

سید محمد نعیم الدین از بنارس کینٹ اسٹیشن ڈیری۔'' (۵)

بریلی سے آپ، حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اور دیگر علماء کے ہمراہ سنی کانفرنس بنارس کے لئے سفر کی تیاری فرما رہے تھے کہ اچانک اپنے آبائی گاؤں (اور رہائش گاہ) دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے صوفی اللہ رکھا نے آپ کے چھوٹے فرزند محمد فضل رحیم کی وفات حسرت آیات کی خبر بذریعہ تار دی۔ اس اندوہ ناک خبر پر آپ کو اپنے گاؤں آنا پڑا۔ اس سبب سے، باوجود مکمل تیاری کے آپ بنارس سنی کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے۔ (۶)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے فعّال سرپرست اور حصول پاکستان کی تحریک میں عملی کردار کی حیثیت سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا وجود علماء میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل بن گیا تھا۔ جمعیت علماء اسلام (قائم شدہ ۱۹۴۵ء) کانگریس کی ذیلی اور ترجمان جماعت جمعیت علماء ہند کے اثر کو کم کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ جمعیت علماء اسلام پر ابھی دیوبندی اثر مسلّط نہیں ہوا تھا۔ سنی علماء بھی اس کے مویّد و رکن تھے۔

صوبہ بہار (بھارت) کے شہر ہزاری باغ کی جمعیت علماء اسلام کے رکن جناب منظور حسین القادری نے ۱۹۴۵ء میں علماء اہل سنت کے نام دردمندانہ اپیل کی کہ وہ تحریک حصول پاکستان میں متحد ہو کر سرگرم عمل ہوں۔ اپیل کا متن پیش خدمت ہے، اس میں علماء کے تذکرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نامی سرفہرست درج ہے۔ اس سے آپ کی

(۵) مکتوب حضرت صدر الافاضل محررہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء بنام حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ
نوٹ کتاب ہذا کے مکاتیب کے باب میں اس مکتوب کا عکس شامل کر دیا گیا ہے۔
(۶) (ا) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
(ب) روایت صوفی اللہ رکھا، مقیم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد۔

عظمت اور تحریک مذکور میں آپ کی دلچسپی عیاں ہے۔

''علماء بریلی سے التماس

موجودہ وقت میں جبکہ ساری جماعتیں منظم ہو کر میدان عمل میں اتر چکی ہیں اور اپنی سیاسی جدوجہد سے ہمکنار بمقصد ہو رہی ہیں۔ کیا اب بھی وقت ہمارے علماء کی بیداری کا نہیں پہونچا۔ گوشہ عافیت سے باہر نکل کر ملک کی صحیح راہنمائی کا فرض ادا کئے بغیر اب چارہ کار کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ علامہ ضیاء قادری بدانی (بدایونی) کی دعوت عمل پر لبیک کہنا وقت کی پکار ہے۔ علماء بدایون و مراد آباد و بریلی و فرنگی محل کو متحدہ محاذ قائم کر دینا بہت ضروری ہے اور کل ہند جمعیت علماء اسلام کلکتہ سے رابطہ اتحاد قائم کر کے جنگ پاکستان میں اپنے دشمنوں کو شکست دینا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام بریلی

حضرت امام المناظرین صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی

صدر الشریعہ مولانا ابوالعلاء امجد علی صاحب اعظمی

ملک العلماء علامہ ظفر الدین صاحب رضوی بہاری

حضرت مولانا سید احمد و سید محمود (محمد) صاحب مربی جمعیت حزب الاحناف ہند لاہور

ابوالریاض حکیم معراج الدین صاحب مدیر الفقیہ امرتسر

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب رضوی ٹانڈوی

حضرت مولانا مفتی جمال میاں فرنگی محلی

حضرت مولانا علامہ عبدالحامد صاحب بدایونی

و دیگر مقتدر علماء جلد تر ہماری استدعا پر عنان توجہ مبذول فرما کر آل انڈیا مسلم لیگ کی مطلوبہ اسکیم پاکستان کے حصول کی سعی زیر اقتدار علماء دینی فرماویں۔ فقط'' (۷)

(۷) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۷ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۷، ۸

﴿۲﴾

تحریک حصول پاکستان اور آزادی ہند میں مؤثر فعالیت

تحریک آزادی ہند میں سنی علماء کرام کا کردار ہمیشہ مؤثر رہا ہے، مشائخ کرام اور علماء اعلام کے مسلم لیگ کی تائید میں اعلانات کی اہمیت اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ اکابر مسلم لیگ نے ان تائیدی اعلانات سے بڑی تقویت حاصل کی۔ جب بھی مؤرخ تحریک پاکستان کا جائزہ اور تجزیہ کرتا ہے تو اس کو علماء و مشائخ کا کردار انتہائی مؤثر اور متحرک نظر آتا ہے۔ (۷)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقتدر علماء کرام کے تائیدی بیانات سے مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ مسلم لیگ کے ممتاز راہنماؤں کی طرف سے بارہا علماء اہل سنت کے کردار کو نظر استحسان سے دیکھا اور بیان کیا گیا۔ کانگریس کے مخالفانہ پروپیگنڈا کے منفی اثرات کو زائل کرنے اور کروڑوں سنی عوام کو مسلم لیگ کی تائید و حمایت کرنے کے لئے سنی کانفرنس کے پچپن مقتدر علماء کرام کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

''آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخ کا متفقہ فیصلہ

''آل انڈیا سنی کانفرنس مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔ جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش، اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے، سنی کانفرنس کے ارکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے

(۷) اس موضوع پر چند درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔

(ا) خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس: مرتبہ محمد جلال الدین قادری

(ب) تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم: مؤلفہ پروفیسر محمد مسعود احمد

(ج) اکابر تحریک پاکستان (حصہ اول، دوم): مؤلفہ محمد صادق قصوری

(د) سات ستارے: مؤلفہ حکیم محمد حسین بدر

(ہ) ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست: مؤلفہ محمد جلال الدین قادری

ہیں، دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔"(۸)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے علماء کے اس فتویٰ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تائیدی دستخط کئے۔

اس فتویٰ کی اشاعت کے چند دنوں بعد بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۹۔۲۶ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ/ ۳۰۔۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء نے مسلمانوں میں احساس بیداری پیدا کر دیا۔ مسلمانوں کا طرز عمل کامل ایمانی قوت کا مظہر بن گیا۔ اسلام، آزادی ہند اور قیام پاکستان سے والہانہ شوق اور لگن بے مثال تھا۔

کانگریس کی نگاہ میں مسلم لیگ سے زیادہ خطرناک سنی کانفرنس تھی، چنانچہ انتہا پسند ہندو تنظیموں مہاسبھا، جن سنگھ، راشٹریا سوامی سیوک سنگھ وغیرہ نے سنی علماء و مشائخ کو اپنے راستے سے ہٹانے کے منصوبے بنائے۔(۹)

تحریک آزادی ہند کے دوران برصغیر کے وہ علاقے فسادات کی لپیٹ میں آ گئے جہاں کے مسلمانوں نے نمایاں اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ بریلی، بدایونی، مراد آباد وغیرہ علاقے فسادات سے زیادہ متاثر ہوئے۔(۱۰)

مسلم لیگ کی تجویز تقسیم ملک اور اسلامی حکومت کے قیام کے اعلان کی تائید میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے عظیم

(۸) دبدبہ سکندری، رامپور۔ جلد ۸۴، نمبر ۱۴۔ مجریہ ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء۔ ص ۳

(۹) نوٹ: اس سلسلہ میں دیگر علماء کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس اور قائداعظم کے قتل کے منصوبے تیار ہو چکے تھے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: افادات اشرفیہ مسائل سیاسیہ (کانگرس اور مسلم کے متعلق شرعی فیصلہ)

مئولفہ: مفتی محمد شفیع دیوبندی، ناشر: کتب خانہ دارالاشاعت، دیوبند، بار اول (۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء) ص ۸۴

(۱۰) نوٹ: فسادات کسی حالت میں اور کہیں بھی پسندیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن عجیب اتفاق ہے کہ تحریک آزادی ہند کے پورے عرصہ میں دارالعلوم دیوبند فسادات سے محفوظ رہا۔ دیوبند درحقیقت کانگریس کے ہم نواؤں کا مرکز تھا۔ اس لئے ہندوؤں کے حملوں سے اس کا محفوظ رہنا ہی قرین قیاس تھا۔

(فقیر قادری عفی عنہ)

راہنما حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ فسادات بریلی میں انتہا پسند ہندوؤں کا نشانہ بنے۔ آپ فسادات میں گھر گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ فسادات کی افراتفری کے باعث انہی دنوں آپ کی شہادت کی غلط خبر دور و نزدیک علاقوں میں پھیل گئی۔ ریاست رامپور کے مشہور اخبار دبدبہ سکندری میں آپ کی خبر شہادت ان الفاظ میں شائع ہوئی:

"فساد بریلی کے سلسلے میں حضرت الحاج مولانا مولوی مفتی سردار احمد صاحب صابری چشتی قادری رضوی گورداسپوری، صدر المدرسین مدرسہ مظہر اسلام بریلی مسجد بی بی کی شہادت کا سانحہ سن کر ایسا صدمہ عظیم پہونچا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ ہم کمال خلوص و محبت سے حضرت شہید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک پر ایصال ثواب کر رہے ہیں۔ افسوس ہزار افسوس۔

ایک روشن چراغ تھا، نہ رہا"۔(۱۱)

تحریک آزادی ہند میں تقسیم ہند کے مسلم لیگ کے موقف کی حمایت کرنے میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو "شہید ملت" کا لقب حاصل ہوا۔ شہید مرتا نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خلاف واقعہ خبر شہادت سے پورے برصغیر میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ جگہ جگہ ایصال ثواب کی محافل اور تعزیتی اجلاس ہوئے۔ چند تعزیتی اجلاس کی خبر ملاحظہ ہو۔

(ا) میرٹھ کی کاروائی کا عکس (۱۲)

(ب) مراد آباد کی کاروائی کا عکس (۱۳)

فسادات بریلی میں مسلمانوں کی جان واملاک کی حفاظت کے لئے خود مسلمان پہرہ دیتے رہے۔ پولیس اور فوج کے حفاظتی دستے بھی شہر میں گشت پر متعین تھے۔ مولانا امجد رضا قادری عثمانی، مقیم محلہ سوداگران بریلی کے حوالہ سے ایک خبر ملاحظہ ہو۔

(۱۱) دبدبہ سکندری، رامپور، مجریہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء ص ۳

(۱۲) ایضاً۔ ص ۸ (۱۳) ایضاً۔ ص ۸

"آستانہ عالیہ رضویہ پر ہر شہر سے روزانہ تار آرہے ہیں جن میں لوگ خیریت دریافت کرتے ہیں ان لوگوں کے اطمینان کے لئے میں لکھتا ہوں کہ ہمارے محلّہ میں خیریت ہے۔ آستانہ معلیٰ پر مستقل پولیس کا گارڈ تعینات ہے، حکام کا بھی گشت ہوتا ہے۔ آرمی پولیس بھی گشت کرتی ہے۔ آج یکم جون تک ہر طرح خیریت ہے۔ حضرت الحاج مفتی اعظم ہند جناب مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ معلیٰ رضویہ بہت روز سے اپنی جاگیر پر (بریلی سے باہر) ہیں اور بخیریت ہیں۔" (۱۴)

بریلی کے ان فسادات میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ صحیح وسلامت رہے، بلکہ اس انتہائی نازک دور میں آپ بنفس نفیس بریلی کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔ چند دنوں بعد صحیح صورت حال واضح ہونے پر مولانا حافظ عبد الحمید خاں میرٹھ کے حوالہ سے خبر شہادت کی تردید اخبارات میں شائع ہوئی۔ (۱۵)

خبر شہادت کی تردید کی اشاعت پر اہل سنت و جماعت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اکابر علماء صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل نعیم الدین، مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری وغیرہ نے آپ سے ملاقات کر کے سکون و قرار حاصل کیا۔

بوجہ فسادات دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے طلباء کا ایک حصہ محفوظ مقامات یا اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گیا۔ مدرسہ میں باقی رہنے والے فارغ التحصیل طلباء کو دستار فضیلت پہنائی گئی۔ (۱۶)

اس عرصہ میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کی حیثیت صرف درس گاہ کی نہ رہی بلکہ اسے فسادات سے متاثرہ غریب

(۱۴) ایضاً۔ ص ۹

(۱۵) دبدبہ سکندری، رامپور، مجریہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء۔ ص ۱۱

(۱۶) نوٹ: ۶۶۔۱۳۶۵ھ / ۴۷۔۱۹۴۶ء میں فارغ التحصیل علماء کے کوائف کم دستیاب ہیں، جس کا باعث فسادات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا باب "تلامذہ"

ومسافر مسلمانوں کے حفاظتی کیمپ اور اہل حاجت کے مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ مظلوم مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ غریب، مسافر اور حاجت مند مسلمانوں، (شعبان و رمضان میں) تعطیلات کے دوران دور دراز کے غریب الوطن، مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کی ضروریات رہائش وخوراک اور حفاظت کے علاوہ دیگر ہنگامی اخراجات کے لئے کچھ رقم مخصوص کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی دعوت اور زیر صدارت ۲۱ رجب ۱۳۶۵ھ / ۲۱ جون ۱۹۴۶ء بریلی کے اہل حل وعقد نے فیصلہ کیا کہ ہنگامی طور پر جمع شدہ سرمایہ کے بقیہ کو تین مدّوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ خرچ کیا جائے۔

(۱) بمدّ مقدمہ

(۲) بمدّ اخراجات طلباء

(۳) بمدّ اہل حاجت

چنانچہ ایک سو چالیس روپے چار آنے کی رقم مذکورہ کے تین برابر برابر حصے کر دیئے گئے اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی زیر نگرانی اس کے مطابق اخراجات ہونے لگے، مگر حسب عادت آپ نے اپنے ہاتھ میں حساب نہ رکھا۔

۲۱ رجب ۱۳۶۵ھ / ۲۱ جون ۱۹۴۶ء کو ہونے والے اجلاس کی کاروائی اور اس کی قرارداد کے مطابق اخراجات کی نقل ملاحظہ ہو۔

(عکس کارروائی واخراجات) (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شخصیت اتنی عظیم اور مؤثر تھی کہ ان کا کسی مؤقف کی حمایت کا اعلان ہی سواد اعظم اہل سنت کے لئے عظیم تحریک کا باعث تھا۔ حصول پاکستان کی تحریک کے دوران جمعیت علماء اسلام کی بنیاد ۱۹۴۵ء میں رکھی گئی، ابتداء میں اس میں چند سنی علماء بھی شامل ہوئے تھے۔ حسب دستور جمعیت علماء اسلام کے رکن مولانا منظور

(۱۷) رجسٹر کاروائی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی، مخزونہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ، فیصل آباد

نوٹ: کارروائی کا عکس حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول صاحب کی اجازت اور شکریہ کے ساتھ شامل کتاب کر دیا گیا ہے۔

حسین قادری (شہر ہزاری باغ، بہار) نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں علماء اہل سنت سے استدعا کی کہ وہ حصول پاکستان کی مساعی کو مؤثر اور تیز سے تیز تر کردیں۔ اس استدعا میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا نام نامی سرفہرست تھا۔ (۱۸)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اگرچہ کسی سیاسی جماعت کی باقاعدہ رکنیت اختیار نہ کی، تاہم عالمانہ وقار سے تحریک آزادی ہند، اسلامی ریاست کے قیام (حصول پاکستان) میں آپ نے قائدانہ حیثیت سے کام کیا۔ اس امر کا اقرار خود مسلم لیگ کے ذمہ دار اراکین نے کیا ہے۔ ہفت روزہ (اب روزنامہ) سعادت فیصل آباد کے مدیر جناب ناسخ سیفی (م ۱۹۸۲ء) تحریک پاکستان کے سرگرم رکن تھے، انہوں نے بارہا حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تحریک پاکستان میں خدمات کا اعتراف کیا۔ اپنے اخبار سعادت میں متعدد مضامین میں اس کا اعادہ کیا۔ ایک بیان ملاحظہ ہو۔

> ''حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ساتھ میں نے متعدد مقامات پر سفر کیا۔ آپ کا شمار تحریک پاکستان کے ہراول دستہ میں ہوتا ہے۔'' (۱۹)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے دیرینہ شناسا اور آپ کے آبائی گاؤں دیال گڑھ کے باشی الحاج صوفی اللہ رکھا (حال مقیم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد) اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں۔

> ''۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے دوران مدرسہ میں رمضان المبارک کی تعطیلات کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے آبائی قصبہ دیال گڑھ تشریف فرما تھے۔ جمعۃ الوداع (۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ/۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) کا خطبہ آپ نے اپنے آبائی قصبہ میں دیا۔ اس موقعہ پر آپ نے قیام پاکستان پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نیز پنجاب کے اضلاع گورداسپور، امرتسر کے پاکستان میں شامل ہونے پر بھی اظہار مسرت فرمایا۔ مگر بعد کے حالات نے واضح کردیا کہ گورداسپور اور امرتسر پاکستان کی حدود میں شامل نہیں کئے گئے جس سے آپ کو صدمہ ہوا۔'' (۲۰)

(۱۸) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر۔ ۱۴/۱۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۷، ۸ (۱۹) قلمی یادداشت جناب ناسخ سیفی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۲۰) صوفی اللہ رکھا نے یہ روایت ۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ کو اس احقر سے بیان کی۔ فقیر قادری عفی عنہ

﴿۳﴾

جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس میں نمایاں حصہ

قیام پاکستان سے آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک مطالبہ.......... آزادی ہند اور اسلامی ریاست کا قیام.......... پورا ہوگیا۔ تقسیم ہند کے بعد.......... پاکستان میں اہل سنت کے مفادات کی حفاظت کے لئے ضرورت تھی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل جدید کی جائے۔ اس مقصد کے لئے مدرسہ انوار العلوم، ملتان کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۷۔۱۵ جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ/ ۲۸۔۲۶ جون ۱۹۴۸ء کو موزوں موقعہ سمجھا گیا۔ اس اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے علاوہ پاکستان کے ممتاز علماء مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا ابو البرکات سید احمد قادری، مولانا عبد الغفور ہزاروی، مولانا پیر عبد الرحیم بھرچنڈی، جناب پیر امین الحسنات مانکی شریف، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا غلام علی اشرفی، مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، مولانا سید احمد سعید کاظمی اور دیگر مقتدر علماء کرام شریک ہوئے۔ غور و تدبّر کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کی جمعیت علماء پاکستان کے نام سے تجدید کی گئی۔ بالاتفاق مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری لاہور کو صدر اور مولانا سید احمد سعید کاظمی کو جمعیت علماء پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ (۲۱)

اس طرح حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ جمعیت علماء پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

﴿۴﴾

فلاحی کمیٹی برائے مہاجرین (۱۹۴۷ء) میں بنیادی اور نمایاں حصہ

تقسیم برصغیر ۱۹۴۷ء سے کچھ عرصہ پہلے اور بعد میں بھارت کے مسلمان ہندوؤں کے روایتی تعصب و تشدد کا

(۲۱) (ا) ماہنامہ عرفات، لاہور، نومبر ۱۹۷۸ء ص ۱۳۔۱۲

(ب) انوار العلوم ملتان کے مذکورہ اجلاس میں علماء کرام کے قیام کے منتظم، مولانا مفتی عبد اللطیف نے یہ روایت اس احقر سے رجب ۱۴۰۴ھ کو بیان فرمائی۔ فقیر قادری عفی عنہ

نشانہ بنے ۔ بے شمار جانیں تلف ہوئیں ، املاک تباہ ہوئے ۔ تقسیم ہند کے وقت پاکستان اور بھارت کی حکومتوں میں معاہدہ ہوا تھا کہ بھارت کے علاقہ میں رہنے والے مسلمان اور پاکستان کے علاقہ میں بسنے والے ہندو اگر اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہیں تو ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہوگی ۔ انہیں دوسرے شہریوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے ۔ مگر اس معاہدہ کی پابندی نہ ہوسکی ، جس کے نتیجے میں بھارتی علاقہ کے بے شمار مسلمانوں کے املاک لوٹ لئے گئے ۔ نہایت بے رحمی سے ان کا قتل عام شروع ہوگیا ۔ انہیں مجبور کردیا گیا کہ وہ بھارت سے ہجرت کر جائیں اور پھر ہجرت کرنے والوں کو راستہ میں اس نوعیت کی اذیتیں دی گئیں کہ جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ مسلمان مہاجر بے سروسامانی کے عالم میں پاکستان کی حدود میں داخل ہوئے ۔ نوزائیدہ سلطنت پاکستان کے لئے ان کی آبادکاری میں بڑی مشکلات تھیں ۔ مسافر ، بیمار ، بے نوا مہاجرین کے سر چھپانے ، تن ڈھانکنے اور نان شبینہ کا انتظام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا ، اس عرصہ میں حکومت نے اپنے وسائل کے مطابق مہاجرین کی آبادکاری میں کوشش کی ۔ علاوہ ازیں نجی طور پر بعض تنظیموں اور ممتاز شخصیات نے بھی مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا ۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو شوال ۶۶ ۱۳ھ / اگست ۱۹۴۷ء میں گورداسپور اور امرتسر کے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کرنا پڑی ۔ بحیثیت عالم دین ہونے کے آپ کو اہل خاندان اور علاقہ بھر کے مہاجرین کی مشکلات کو حل کرنا تھا ۔ چنانچہ آپ نے لاہور میں چند روز ، بھکھی (ضلع منڈی بہاؤالدین) اور سارو کی (ضلع گوجرانوالہ) میں چند ماہ کے قیام کے دوران بے گھر اور نادار مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت اخلاص سے فعّال کردار ادا کیا ۔ مکانات اور زمین کی عارضی الاٹمنٹ کے لئے آپ نے اپنے رسوخ سے اہل حاجت کی امداد کی ۔ اس طرح آپ کی مساعی سے متعدد بے گھروں کو گذر اوقات کے لئے مکانات اور زمینیں مہیا ہوگئیں اور وہ قدرے بہتر صورت میں بسر اوقات کرنے لگے ۔ (۲۲)

لائل پور (فیصل آباد) کے قیام کے ابتدائی سالوں میں آپ نے طلبہ کی درس و تدریس اور ان کے اخراجات

(۲۲) قلمی یادداشت مولانا معین الدین اور صوفی اللہ رکھا ۔ مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

برداشت کرنے کے علاوہ مسافر ، بیوہ ، ضعیف ، بیمار ، معتکف ، سائل ، مقروض مہاجروں کی امداد کرتے رہے ۔ اس عرصہ میں آپ کی ذاتی ڈائری کے ایک ورق کا عکس ملاحظہ ہو ۔ (۲۳)

۶۵ ۱۳ھ / ۱۹۴۶ء کے بریلی کے فسادات میں آپ کا دارالعلوم مظہر اسلام بریلی درس گاہ سے بڑھ کر ناداروں ، حاجت مندوں اور مظلوموں کی پناہ گاہ بن چکا تھا ۔ اس عرصہ میں آپ وہاں ٹھہرنے والوں ، ناجائز مقدمات میں ملوث غریب مسلمانوں کو مالی اور قانونی امداد مہیا فرماتے رہے ۔ اس طرح دورِ ابتلا میں آپ نے حاجت مندوں اور مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت خاموش مگر مؤثر انداز میں کام کیا ۔ (۲۴)

﴿۵﴾

تحریک ختم نبوت ۷۲ ۔ ۱۳۷۱ھ / ۵۳ ۔ ۱۹۵۲ء میں بصیرت افروز کردار

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ بلند پایہ عالم دین ، بصیرت افروز کردار کے مالک اور نہایت صائب الرائے تھے ۔ ہر معاملہ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ فرماتے ۔ پُر ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کرنے والا ہی صائب الرائے ہوتا ہے اگرچہ وقتی طور پر بعض معاملات میں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے لیکن جب جوش و جذبات فرو ہوتے ہیں تو حقیقت واضح ہوتی ہے ۔ اس وقت افسوس و حسرت سے کہنا پڑتا ہے اگر وقتی مصلحت سے بالاتر ہو کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ اور عمل کیا جاتا تو آج ندامت و ہزیمت نہ ہوتی ۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ جب بھی کسی معاملہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کا ارادہ فرماتے تو احباب سے بھی مشورہ طلب فرماتے ۔ مگر فیصلہ صادر فرما چکنے کے بعد اپنے مؤقف پر ثابت قدمی سے قائم رہتے ۔ بارہا زمانہ نے ان کی اصابت رائے ، ثابت قدمی اور بصیرت افروز کردار کو دیکھا ۔ اس کے برعکس بعض مرتبہ بڑے بڑے

(۲۳) یہ عکس حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ ابن حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی اجازت اور شکریہ کے ساتھ شامل کیا جارہا ہے ۔
(۲۴) تفصیل گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے ۔

راہنما فیصلہ کرتے وقت خطا کا شکار ہوئے۔ عوام الناس نے جوش و جذبات کے عالم میں اس غلط فیصلہ پر عمل کیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی رائے اس کے خلاف پر تھی۔ بعد از خرابی بسیار، زمانہ کو آپ کی اصابت رائے کا قائل ہونا پڑا۔

تحریک ختم نبوت ۲۔۷۔ا۔۱۳۷۱ھ/۵۳۔۱۹۵۲ء دور بھی عجیب ہیجانی دور تھا۔ سنیوں، دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں، شیعوں وغیرہ نے باہم اشتراک عمل کر لیا تھا، مجلس عمل ختم نبوت میں سنیوں کے ساتھ ہر فرقہ کو نمائندگی دی گئی۔ مشترکہ پلیٹ فارم سے تحریک کا عمل جاری تھا۔ سنیوں کی اکثریت اور ناموس رسالت پر جانثاری سے دوسری اقلیتیں فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ قوم کے طوفانی جذبات کے برعکس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا مؤقف یہ تھا کہ اہل سنت و جماعت کو اہانتِ خدا و مصطفیٰ اور اہانت صحابہ و اولیاء کرنے والوں سے اشتراک عمل کسی اعتبار سے بھی روا نہیں۔ نہ اسلامی تعلیمات اس کی اجازت دیتی ہیں اور نہ ہی یہ اشتراک دنیوی اعتبار سے مفید ہوگا۔ تحریک میں اہل سنت کو اپنی انفرادیت برقرار رکھنی چاہیے۔ چنانچہ آخر دم تک آپ اپنے فیصلہ پر ثابت قدم رہے۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے پلیٹ فارم سے سنیوں کی طرف سے گرفتاریاں پیش کی گئیں۔ مرزائیوں قادیانیوں کو کافر و مرتد اقلیت قرار دینے، ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے برطرف کرنے اور دیگر مطالبات کی آپ نے انفرادی حیثیت سے بھرپور حمایت کی۔

تحریک ختم نبوت میں انتظامی معاملات میں اگرچہ حکومت کو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر حقیقت یہ ہے کہ مجلس عمل ختم نبوت کے مطالبات میں سے اس وقت کوئی مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ تحریک کی ناکامی کے بعد آپ کے مؤقف کی اصابت واضح ہوئی۔ اس دور میں آپ سے سخت اختلاف رائے رکھنے والوں کو بھی بالآخر آپ کی اصابت رائے کا قائل ہونا پڑا۔ یہ لوگ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ حق فرماتے تھے اور حق پر عمل پیرا تھے۔

مجلس عمل میں چونکہ سنی علماء بھی تھے۔ سنی عوام تحریک ختم نبوت میں سرفروشانہ کردار ادا کر رہے تھے، مگر ان کا اشتراک دیوبندیوں، وہابیوں، شیعوں وغیرہ سے تھا۔ علماء حق کے فتویٰ کے مطابق، جس طرح مرزائی ختم نبوت کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو چکے ہیں اسی طرح اہانتِ خدا و مصطفیٰ کا ارتکاب کرنے والے دیگر فرقے بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار پا چکے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ صرف مرزائیوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے دیگر فرقے بھی تو اسی سلوک کے

مستحق ہیں۔

اس مؤقف کے اختیار کرنے پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور آپ کے متوسلین کو وقتی طور پر رائے عامہ کی مخالفت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ کی علمی خدمات اور کردار کا جائزہ لینے کے لئے آپ ہی کی ایک طویل تحریر پیش کی جاتی ہے۔ جس میں آپ کے کردار، مجلس عمل سے الگ رہنے کے محرکات اور بالآخر آپ کی اصابت رائے کا ذکر ہے۔ تحریک کے دور کے ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں۔

''دور حاضر میں یہ چند روز عجیب گذرے، اپنی زندگی کی تاریخ میں ایسے دن گذارنے کا پہلا اتفاق تھا۔ نہ اٹھتے چین، نہ بیٹھتے چین، نہ بولتے چین، نہ چپ رہتے چین، کہیں تو کیا کہیں چپ رہا جائے تو کیونکر امام اہل سنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے فیض سے چین ملا۔ ان کے بیان فرمودہ طریقہ پر قائم رہنے سے تسکین ہوئی۔ خلافت کمیٹی، گاندھویت کے دور اور ندوہ کی نشو ونما کے زمانہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا جو لائحہ عمل رہا اس پر استقامت سے انہیں کے صدقہ سے، باعث قرار و سکون ہوا۔ فقیر تقریباً نو ماہ سے متواتر تقریر و تحریر میں، جمعہ کے خطبات و اجلاس میں بغیر خوف لومۃ لائم یہ بیان کرتا رہا کہ بدمذہبوں، بے دینوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، شیعہ، رافضیوں، مودودیوں، تبلیغی جماعت والوں، مرزائیوں، قادیانیوں سے میل جول، سلام کلام شرعاً منع اور ناجائز ہے۔ مجلس عمل میں چونکہ دین کے دشمن، ملک کے دشمن، غدار لوگ بھی شامل ہیں، لہٰذا فقیر اس میں شامل نہیں۔ رہے حکومت سے مطالبات تو وہ مطالبات کرنا جائز و صحیح ہے۔ چنانچہ ہماری طرف سے بھی وہ مطالبات کئے گئے۔ مگر ملک میں امن عامہ کو خطرے میں ڈالنا، عام مسلمانوں کے جذبات ایمانی کو غلط طریقہ سے استعمال کرنا، لوٹ کھسوٹ اور غدر کی صورتیں نکالنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ لائل پور میں بارہا تقریروں میں اپنے مسلک کو واضح کیا۔ لاہور کے جلسہ حزب الاحناف میں، جلسہ گڑھی شاہو میں اور کراچی جلسہ عرس مبارک اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز میں بھی اور مقامات میں بھی اپنا مسلک اہل سنت واضح کیا۔

کھلے اور صاف لفظوں میں واضح کیا۔ یہاں پر مجلس عمل کے بعض ذمہ داروں نے جلسہ عام میں یہ علانیہ بیان کیا کہ اگر سردار احمد ہمارے ساتھ مل جائے تو ہم سب اس کو اپنا امام بناتے ہیں اور سب (دیوبندی، غیر مقلد، مودودی، تبلیغی جماعت والے) اس کے پیچھے لگنے کو تیار ہیں۔ وہ ہمارے امام اور ہم ان کے مقتدی۔ بلکہ مجلس عمل کے ذمہ دار ایک وفد لے کر فقیر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو سارے شہر لائل پور کا صدر اور امیر و امام بناتے ہیں۔ لٰہذا آپ سارے شہر لائل پور والوں کے امیر و امام بن جائیں۔ مگر فقیر نے ان سے کہا کہ مجھے نہ امارت کی حرص ہے، نہ صدر و امام بننے کا لالچ۔ دیوبندی، وہابی مولویوں کے پیشواؤں نے جو شانِ الوہیت وشانِ رسالت وشانِ صحابہ کرام وشانِ اہل بیت اطہار وشانِ بزرگانِ دین کے خلاف صریح بے ادبی و گستاخی کی عبارتیں لکھی ہیں ان عبارتوں سے دیوبندی وہابی توبہ کرلیں تو امامت تو امامت، فقیر تو ان کا مقتدی بننے کو تیار ہے اور اسی طرح جتنے گمراہ بے دین فرقے مجلس عمل میں داخل ہیں، جب تک وہ گمراہی بے دینی سے توبہ نہ کریں فقیر ان کے ساتھ ملنے کو ہر گز تیار نہیں، وفد نے کہا کہ ہم آپ کو دعوت دینے آئے ہیں، دعوت کو قبول کریں۔ فقیر نے کہا کہ تمہاری دعوت اس شرط پر قبول ہے کہ تم لوگ ان عبارتوں سے توبہ کرو جو تمہارے بڑوں نے شانِ الوہیت وشانِ رسالت وشانِ بزرگانِ دین کے خلاف لکھی ہیں۔ آپ لوگ توبہ کرلو میں دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ انہوں نے توبہ نہیں کی۔ لٰہذا فقیر نے دعوت قبول نہ کی اور میں نے جمعہ میں علانیہ یہ مطالبہ کیا کہ او دیوبندیو! تمہارے مولویوں نے اپنے جلسہ میں علانیہ مجھ پر اور بزرگان دین پر کفر و شرک کے فتوے دیئے اور آج مجھ کو اپنا امام بناتے ہو۔ تمہارا دین کیا ہے؟ مجھ کو تمہارا اعتبار نہیں۔ مولانا ابوالحسنات صاحب نے اس فتویٰ کی تصدیق کی ہے کہ دیوبندی شانِ رسالت میں گستاخ، ختم نبوت کے منکر کافر و مرتد ہیں اور دیوبندیو! تم نے ان کو اپنا صدر بنایا ہے اور تمہارے عقیدے میں مولانا ابوالحسنات کافر و مشرک۔ کیونکہ وہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور علم غیب کلی بھی مانتے ہیں۔ وفد نے میری اس

بات کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی کسی دیوبندی کو آج تک جواب دینے کی جرات ہوئی۔ جب دیوبندی وہابی تحریری جواب سے عاجز آئے تو انہوں نے اپنی عادت کے مطابق چھوٹے پروپیگنڈے کرنے شروع کئے، زہر اگلا، بلکہ وفد کے ایک ذمہ دار وہابی نے مجمع کے سامنے مجھے مخاطب ہو کر علانیہ کہا کہ ہمارا تو کوئی عقیدہ ہی نہیں ہے، اس سے مجمع پر واضح ہو گیا کہ وہابی بڑے بے دین ہوتے ہیں۔ جب وہابیوں کا کوئی عقیدہ ہی نہیں تو اس تحریک کا کیا مطلب؟ صرف ڈھونگ رچایا ہے۔ یہاں جب مجلس عمل والوں نے جلسے و جلوس کے سلسلہ شروع کئے اور فقیر کے متعلق بے دینوں نے غلط پروپیگنڈے کئے تو بے دین تو دشمن تھے ہی، اپنے بھی ان کے اثر میں آکر مخالف ہو گئے۔ حتیٰ کہ سوائے چند گنتی کے افراد کے سارا شہر مخالف ہو گیا۔ تقریباً ایک ماہ تک عجیب مخالف ہوا چلی، ایک ہفتہ بہت نازک فضا رہی۔ مگر حضرت داتا صاحب، حضور غوث اعظم، حضور خواجہ غریب نواز، اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقہ سے فقیر امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے فرمودہ طریق پر قائم رہا اور مسلمانوں کو جلسہ و جلوس میں نہایت امن سے رہنے کی تبلیغ بلیغ کی۔ ایک ماہ کے بعد فضا کا رخ بدلا کہ اکثر لوگ موافق ہوئے اور مخالفین نے بھی استقامت کی داد دی اور یہ کہلایا کہ پبلک کے جذبے میں نہ بہنا اور اپنے نصب العین پر قائم رہنا اور ملامت کرنے والوں کی پروا نہ کرنا .... یہ بڑا مشکل کام ہے مگر اس نے (سردار احمد نے) کر دکھایا۔ اب فضا بحمدہ تعالیٰ اچھی ہے، اس نازک دور میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت صدر الشریعہ قدس اسرارھم کے فیض نے بڑی دستگیری فرمائی اور حضرت مفتی اعظم قبلہ کی خدمت کی برکت سے بہت نفع پہنچا۔" (۲۵)

(۲۵) رجسٹر نقول فتاویٰ دور لائل پور۔

نوٹ: رجسٹر مذکور سے استفادہ حضرت مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد کے توسط سے ہوا ہم ان کے شکر گذار ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں بوجوہ مسلمانوں کے مطالبے منظور نہ ہوئے اور حکومت نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا۔ مگر یہ مسئلہ ہمیشہ علماء اہل سنت کی توجہ کا مرکز رہا۔ مناسب موقع کا انتظار ہوتا رہا۔ اس عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا مگر وصال کے بعد بھی آپ کی توجہ اسی مسئلہ پر مرکوز رہی۔ آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد ۱۹۷۴ء میں جب یہ مسئلہ اٹھا تو علماء اہل سنت نے تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی خاطر ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کیا، تا آنکہ حکومت وقت نے مجبور ہو کر اہل سنت کے مطالبات منظور کر لئے اور مرزائیوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ انہی ایام کا ایک واقعہ جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب موصوف لکھتے ہیں:

''بھٹو کے دور میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا معاملہ اسمبلی میں زیر غور تھا۔ ایک شام میرے ایک پرانے مؤکل جو کہ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے ممبر تھے۔ اپنے ذاتی معاملہ میں قانونی مشورہ کے لئے میرے پاس آئے اور اپنا معاملہ بتانے لگے۔ میں نے ان کو کہا کہ صبح کچہری کھلنے پر آپ کا کام کروا دوں گا۔ آپ مجھے ٹھیک ٹھیک بتائیں کہ آیا بھٹو سے آپ کو امید ہے کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے گا۔ ان صاحب نے کہا کہ انہیں بھی بھٹو پر بھروسہ نہیں۔ ان کے ایسا بتانے پر مجھے بہت تشویش ہوئی کیونکہ میں خود بھی بھٹو پرشاکی تھا۔ یہ رمضان شریف کے ایام تھے۔ میں اسی فکر میں سو گیا۔ خواب میں حضرت صاحب (حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ) تشریف لائے۔ ہمراہ مولانا محمد معین الدین تھے۔ فرمانے لگے چوہدری صاحب! فکر مت کرو۔ مرزائیوں کی بابت فیصلہ اسی مقررہ تاریخ پر ہو گا اور فیصلہ ٹھیک ہو گا۔

سحری کے لئے سائرن بجا تو میں بیدار ہوا اور نہایت اطمینان کی حالت میں صبح میں کچہری گیا۔ تو میرے دفتر میں وہ صاحب موجود تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ تو مجھے مایوس کر گئے تھے، مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ فیصلہ اسی مقررہ تاریخ پر ہو گا اور صحیح فیصلہ ہو گا۔ ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں

ناچیز اس قابل کہاں کہ یہ بات کہہ سکوں وہ بھی غیر عقیدہ کے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ بات حضرت صاحب (شیخ الحدیث قدس سرہ) نے رات مجھ کو خواب میں بتائی ہے۔ اب سب کو معلوم ہے۔ تاریخ مقررہ پر فیصلہ ہوا اور مرزائیوں کو متفقہ طور پر اسمبلی اور سینٹ نے غیر مسلم قرار دیا۔''

(۲۵۔ا)

اگرچہ یہ واقعہ خواب سے متعلق ہے تاہم اولیاء کاملین کی جانب سے اکثر معاملات میں راہنمائی یا پیش گوئی خواب میں ہو جاتی ہے۔ اس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے منصب ولایت کا پتہ چلتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے انہیں کس قدر والہانہ لگاؤ تھا اور وہ دوسرے سنی علماء و عوام کی طرح مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کتنے بے تاب تھے۔

﴿۶﴾

مدارسِ اسلامیہ میں مروّجہ نصاب کی اصلاح، مدارس کو باہم مربوط اور منظّم کرنے میں نمایاں کردار

دینی تعلیم اور مدارس اسلامیہ کی ضرورت و اہمیت کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن موجودہ مدارس دینیہ میں دو طرح کی اصلاح کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔

(۱) باہمی ارتباط

(۲) نصاب کی اصلاح

﴿۱﴾

ہمارے ہاں مدارس اسلامیہ چونکہ محض نجی اداروں کی کوششوں سے چل رہے ہیں، ان میں باہم ارتباط کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لیکن مدارس اسلامیہ کی باہم تنظیم و ارتباط ہماری قومی و ملی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے۔

(۲۵۔ا) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

دور جدید میں معدودے چند افراد بھی باہم نظم و ربط پیدا کر کے انجمن سازی کے ذریعے بڑے بڑے فوائد حاصل کر رہے ہے۔ انجمنوں اور تنظیموں کے نام سے حکومتیں بھی مرعوب ہو کر انہیں حصہ رسدی سے بھی زیادہ کچھ دینے میں آمادہ نظر آتی ہیں۔ اہل سنت کے علاوہ دیگر فرقوں وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں، مودودیوں، اور شیعوں نے اپنے آپ کو باہم مربوط کر کے اپنی تعداد کے اعتبار سے حصہ رسدی سے بھی زیادہ مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ بعض جگہوں پر تو کامل انہی کا قبضہ ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں ہندوؤں کی تنظیم کانگریس کی فعالیت اور مسلمانوں کے جمود اور عدم ارتباط سے کم و بیش ہر محکمہ میں ہندوؤں کا ہی قبضہ تھا، مسلمان اپنے حصہ رسدی سے بھی محروم تھے۔ یہی کچھ صورت قیام پاکستان کے بعد یہاں پیدا ہوئی۔ سنیوں کی اکثریت، سنی مدارس کی کثیر تعداد، ان میں علماء و طلباء کی کثیر تعداد، مدرسین، محققین اہل سنت کی اکثریت کے باوجود حکومت میں، اوقاف میں، ائمہ افواج میں، مساجد میں، سکولوں کالجوں میں غیر سنی، مختلف با اختیار اسامیوں پر قابض تھے۔ سنی اپنے حصہ رسدی سے بھی محروم تھے۔ یہ صورت حال سنیوں کے روایتی جمود، عدم ارتباط اور غیر منظم ہونے کے باعث ہے۔ اہل سنت کے جمود کو توڑنے، ملکی و سیاسی حالات کی تبدیلی میں اہل سنت کو اپنے حقوق کے تحفظ یا خیال دلانے، علمی و تحقیقی میدان میں نئے تقاضوں کو پورا کرنے اور درپیش مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے مدارس اسلامیہ کی تنظیم اور باہم ارتباط کی اشد ضرورت تھی۔ حساس اور دردمندان ملت کو اس ضرورت کا احساس کافی عرصہ سے بے چین کر رہا تھا۔ ۲۳۔ ۲۰ شعبان ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۔ ۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے تاسیسی اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث کے استاد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) نے فرمایا تھا۔

''دشمن کی سبھائیں اور تعلیم گاہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں کام کر رہی ہیں، ایسی حالت میں بجز اس کے کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک کے اطراف و جوانب اور صوبہ صوبہ سے با اثر اور حامیان ملت کو حرکت دی جائے اور انہیں ضروریات سے باخبر کر کے تمام ملک کی ایک متحد مشترک جماعت اس کام کی سرپرست بنا دی جائے، اس جماعت کے وفود ملک میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پھیل پڑیں اور جس صوبہ میں وفد جائے وہاں کے مقامی علماء اس کے ساتھ کام کریں، اس طرح

جا بجا اضلاع و قصبات میں تبلیغی جماعتیں اور دینیات کے مدارس اور دیہات میں اسلامی مکاتب جاری کر دیئے جائیں۔ یہ تمام مدارس و مکاتب ایک سلسلہ میں مربوط ہوں اور ایک نظم محکم کے ماتحت کام کرتے رہیں۔'' (۲۶)

سبحان الہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ (م ۱۷ رجب ۱۳۸۳ھ/ ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء) نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اجلاس منعقدہ ۲۷۔ ۲۴ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ/ ۳۰۔ ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء میں اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں اور ماشاء اللہ خوب کام کر رہے ہیں۔ صدہا علماء سالانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے مساعی میں مصروف ہیں۔ یہ جماعتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بیدینی اور بھی ترقی کرتی اور مذہب کے جاننے والے میسر نہ آتے اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہو جاتی۔ مگر باوجود اس کثرت کے، قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں، معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں۔ نصاب میں یکسانیت نہیں۔ طریق تعلیم میں توافق نہیں۔ کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو۔ ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالب علم دے، ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہے۔'' (۲۷)

(۲۶) خطبہ صدارت مولانا حامد رضا بریلوی، مندرجہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مرتبہ: محمد جلال الدین قادری۔ مطبوعہ مکتبہ رضویہ گجرات (۱۹۷۸ء) ص ۱۴۷۔ ۱۴۶

(۲۷) (ا) خطبہ صدارت از مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مطبوعہ مراد آبادی۔ ص ۱۶

(ب) خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس۔ مرتبہ محمد جلال الدین قادری۔ ص ۲۷۰

﴿ب﴾

مدارسِ اسلامیہ کا نصاب، جسے درس نظامی کہا جاتا ہے، آج سے صدیوں پہلے مرتب ہوا تھا۔ یہ نصاب اس وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کو باحسن وجوہ پورا کرتا تھا۔ لیکن مرورِ زمانہ اور اس کے نئے تقاضوں کے پیشِ نظر اس نصاب میں تبدیلی ناگزیر تھی۔ حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے سنی کانفرنس بنارس کے مذکورہ اجلاس میں اس ضرورت اور اس کو پورا کرنے کی ممکنہ تدابیر کا جائزہ یوں پیش کیا۔

"علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علماء ان سے واقف کئے جائیں۔ سیاسیات و اقتصادیات و تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی لائبریری، سنی مدرسہ، سنی سکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے اور اس سے ایسے دل و دماغ پیدا کئے جائیں جو صدق و صفا، عدل و وفا، شرم و حیا، جود و سخا، دشمنوں سے جدا اپنوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جن کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہو تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرہ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھ دیتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔" (۲۸)

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے مرکزی اجلاس میں مدارس اسلامیہ کے باہمی ربط و نظم کے لئے جو تجویز منظور ہوئی اس میں کہا گیا کہ

☆ اس لحاظ سے ہر قسم کے نصاب بنانے کے لئے ایسی جماعتوں کی تشکیل کی جائے جو نصاب تجویز کریں۔

☆ یہ اجلاس مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کی شاخوں کے ذریعہ تمام ہندوستان کے مدارس اہل سنت کے اعداد و شمار اور ضروری معلومات بہم پہنچائے تاکہ مدارس دینیہ اہل سنت میں باہم ربط پیدا ہو، اور اعانت کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ (۲۹)

(۲۸) ایضاً۔ص ۲۷۱ ، (۲۹) ایضاً۔ص ۲۸۲

مدارسِ اسلامیہ کے نظم و ربط اور اس کے نصاب کی اصلاح کی ایک مؤثر اور قابل ذکر کوشش ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ جون ۱۹۵۹ء میں کی گئی۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ/۲۳ مئی ۱۹۵۹ء کو دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ کی زیر صدارت مقتدر علماء کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں مدارسِ اسلامیہ سے متعلق مختلف امور زیر بحث آئے۔ ان مسائل کے حل کے لئے دو روزہ تعلیمی کانفرنس ۲۱۔۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ/۲۹۔۲۸ جون ۱۹۵۹ء کے انعقاد اور درج ذیل علماء پر مشتمل ایک "تعلیمی مجلس" کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست اعلیٰ: مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

کنوینر: مولانا سید احمد سعید کاظمی

صدر: مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری

نائب صدر: مولانا ابو لبیان غلام علی اوکاڑوی

سیکرٹری: مولانا صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

جوائنٹ سیکرٹری: مولانا قاری محبوب رضا خاں

ناظم شعبہ نشر و اشاعت: مولانا سید خلیل احمد قادری

پروپیگنڈا سیکرٹری: مولانا سید محمود احمد رضوی

خازن: میاں غلام قادر (۳۰)

علاوہ ازیں درج ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

۱ تمام مدارس اہل سنت کو منظم اور باہم مربوط و منسلک کیا جائے۔

۲ تمام مدارس اہل سنت کیلئے حسب ضرورت قواعد و ضوابط بنائے جائیں اور نصاب تعلیم مرتب کیا جائے۔

(۳۰) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ مجریہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ/۱۲ جون ۱۹۵۹ء ص ۵

٣ تمام مدارس اہل سنت کی ترقی واستحکام کے ذرائع پر غور وخوض کیا جائے

٤ لاہور میں ایک دوروزہ تعلیمی کانفرنس بتاریخ ٢٠، ٢١ ذی الحجہ (مطابق ٢٨، ٢٩ جون ١٩٥٩ء) طلب کی جائے جس کے کنوینیر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مہتمم انوار العلوم ملتان قرار پائے۔ (٣١)

مجوزہ تعلیمی مجلس کے لئے درج ذیل کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

قواعد وضوابط مرتب کرنے کی کمیٹی

صدر: مولانا غلام علی اوکاڑوی

اراکین: مولانا قاری محبوب رضا خاں، قاضی عبدالحکیم ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اوکاڑہ

ب مدارس اسلامیہ کے لئے نصاب تعلیم کی ترتیب وتدوین کرنے کی کمیٹی

صدر: مولانا سید احمد سعید کاظمی

اراکین: مولانا غلام علی اوکاڑوی

مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری

مولانا غلام رسول لاہور

مولانا نوراللہ بصیر پور

مولانا مفتی صاحب داد

مولانا محمد عمر نعیمی کراچی

مولانا محمد سردار احمد لائل پور

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی لاہور

(٣١) ایضاً۔ص ٥

مولانا مفتی محمد حسین شوق پپلاں

مولانا سید مسعود علی ملتان

ج علوم جدیدہ وجدید عربی کا انتخاب کرنے والی کمیٹی

مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری کراچی

مولانا پیر کرم شاہ ازہری وغیرہ۔ (٣٢)

مدارس اسلامیہ کی اصلاح وترقی اور باہم مربوط کرنے کی اس پوری تنظیم کا نام ''تنظیم المدارس الاسلامیہ پاکستان'' رکھا گیا۔ رفتہ رفتہ مدارس میں باہمی ربط کی تحریک پیدا ہوئی اور اس کے نصاب تعلیم میں علوم جدیدہ کو بھی شامل کیا گیا۔

بحمدہٖ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور دیگر مقتدر علماء کی ان تھک کوششوں سے یہ تنظیم اب ملک گیر حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے امتحانات پاس کرنے والوں کو باقاعدہ تنظیم المدارس الاسلامیہ کی سند دی جاتی ہے۔ اس سند کو حکومت نے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کی سند کے برابر تسلیم کرلیا ہے۔ طلباء میں تحقیق، ادب، تاریخ اور فنی مضامین کا شعور پیدا کرنا تنظیم کے مقاصد میں شامل ہیں۔

آج کل تنظیم کی مرکزی قیادت آپ کے شاگرد رشید مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے ذمہ ہے۔

﴿٧﴾

تعمیر ملت، اصلاح وترقی امت کے لئے مختلف تنظیموں کی تاسیس اور ترقی میں مرکزی کردار

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جس ماحول میں علمی وعملی میدان میں قدم رکھا وہ بڑا پُر آشوب دور تھا۔ ہنود و نصاریٰ کی عداوتیں، خود مدعیانِ اسلام کی تفرقہ آمیز ریشہ دوانیاں اپنے عروج پر تھیں۔ انحرافی اور اعتزالی تحریکیں اپنے

(٣٢) ایضاً۔ص ٥

جوبن پر تھیں، سادہ لوح صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان سے باخبر رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ خود صحیح العقیدہ مسلمانوں کی ایسی تنظیمیں ہوں جو اصلاح وترقی احوال کا باعث ہوں۔ اہل سنت پر ہونے والی یلغار میں وہ ڈھال کا کام دے سکیں۔ ان کے مدارس، مساجد اور دیگر اداروں کی ترقی میں حائل موانع کو دور کرسکیں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ایک بالغ النظر فقیہ، صاحبِ بصیرت محدث، امت مرحومہ کے بہی خواہ مقتدر عالم، اصلاح احوال کے خواہاں مدبر اور ملی ترقی کے پرجوش حامی وداعی تھے، لیکن زینت افتاء وزیب منصب تدریس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور دعوت وارشاد کی مصروفیات اس قدر عام تھیں کہ صرف اکیلے آپ کے لئے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کرنا دشوار تھا۔ اس لئے آپ نے مخلصین اہل سنت اور جانثاران مصطفیٰ ﷺ کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنی تنظیم کریں۔ اصلاحِ احوال کی کوشش کریں اور اسلام اور سنیت پر ہونے والی یلغار کے لئے ڈھال بن جائیں۔ اپنے اندر جذبہ جانثاری پیدا کریں، تاکہ مخالفین کی تدابیر ناکام رہیں۔ مساجد ومدارس اہلِ سنت کا تحفظ کریں۔ ان کی اصلاح وترقی میں کوشاں رہیں۔ ان دینی وملی مقاصد کے لئے آپ نے مختلف اوقات میں حسبِ ضرورت درج ذیل تنظیموں کی بنیاد رکھی اور ان کو پروان چڑھایا۔ الحمدللہ ان تنظیموں نے آپ کی سرپرستی کی بدولت حیرت انگیز حد تک اپنے مقاصد حاصل کئے۔

﴿۱﴾

جمعیت خدام الرضا بریلی

اپنی تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں جب آپ منظر اسلام بریلی کے مدرس مقرر ہوئے تو اس زمانہ میں آپ نے دیگر علماء سے مل کر مذکورہ تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے اغراض ومقاصد یہ تھے۔

☆ مذہب حقہ اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت بذریعہ تحریر وتقریر۔

☆ اہل سنت وجماعت کے جلسوں وجلوسوں میں انتظامی سرگرمیاں۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس تنظیم کے صدر منتخب ہوئے۔ مولانا اعجاز ولی خاں بریلوی (م ۱۳۹۳ھ/

۱۹۷۳ء)، مولانا قاری وقار الدین (م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) اور دیگر علماء اس جمعیت کے اراکین منتخب ہوئے۔

مناظرہ بریلی (منعقدہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۵۴ء) میں شاندار فتح کے موقعہ پر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قدس سرہ نے علی گڑھ سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کو جو مبارک بادی کا مکتوب تحریر فرمایا۔ اس میں آپ کو صدر جمعیت خدام الرضا کی حیثیت سے خطاب کیا۔ مکتوب گرامی ملاحظہ ہو۔

"مولانا المکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون وادعیہ خلوص مشحون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارک باد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعلائے دین پر آپ کو مظفر ومنصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہلِ باطل کا منہ کالا کرے۔ بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا۔ آپ کی جماعت قائم کردہ بحمدہ تعالیٰ بہت مفید کارآمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہل سنت کے لئے اس کا وجود مورث برکات وحسنات وقوت اہل سنت ونکایتِ بدعت کا باعث ہوگا۔ باذنہٖ تعالیٰ۔ فقیر حاضر آستانہ ہونے پر، خدا نے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کرے گا۔ والسلام فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہ۔ ۲۷ محرم ۱۳۵۴ھ (۳۳)

تبلیغی جلسوں کے انعقاد، عقائد حقہ واعمال صالحہ کی تبلیغ وتلقین کے علاوہ جمعیت خدام الرضا، بریلی نے تحریری طور پر بھی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔

مناظرہ بریلی منعقدہ محرم ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں شاندار کامیابی کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے بحیثیت صدر جمعیت خدام الرضا مختلف دیوبندی علماء کو خطوط لکھے، جن میں انہیں حق قبول کرنے اور گستاخانہ عبارات سے توبہ کرنے کی دعوت دی۔ اس سلسلہ میں جناب مولوی حسین احمد، جناب مولوی مرتضیٰ حسن، جناب مولوی عبدالشکور اور جناب مولوی اشرف علی کے لکھے ہوئے خطوط محفوظ ہیں۔ یہ خطوط اسی زمانہ میں پرچہ اہل سنت، سنبھل ضلع مراد آباد اور ہفت روزہ الفقیہ امرتسر وغیرہ میں چھپ چکے تھے۔ (۳۴)

---

(۳۳) نصرت خداداد معروف بہ مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور (۱۳۷۷ھ۔ ص ۱۴۴)

(۳۴) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء

بعد میں خطوط حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تالیف "موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام" میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ (۳۵)

ان خطوط کے آخر میں آپ نے اپنا نام وتعارف یوں لکھا۔

"فقیر سردار احمد غفرلہ گورداسپوری خادم جمعیت خدام الرضا محلہ سوداگراں بریلی شریف از دیال گڑھ ضلع گورداسپور" (۳۶)

قصبہ آنولہ، ضلع بریلی کے وہابیہ نے حسب عادت ایک اشتہار میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پر محرم کی سبیل کے حرام لکھنے کا افتراء کیا۔ آنولہ کے جناب عبداللطیف صاحب کے استفسار پر آپ نے فتویٰ لکھا اور صورت حال واضح کی۔ اس فتویٰ کے آخر میں آپ کے دستخط اس طرح ہیں۔

"فقیر محمد سردار احمد غفرلہ، گورداسپوری، مدرس دوم وخادم جمعیت خدام الرضا محلہ سوداگراں بریلی" (۳۷)

جمعیت خدام الرضا بریلی کے ایک اور رکن مولانا اعجاز ولی خاں بریلوی (۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) کا ایک اشتہار "بنام احقاقِ حق وابطالِ باطل" ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ/۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو شائع ہوا۔ اس اشتہار سے بھی جمعیت موصوفہ کی تبلیغی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۳۸)

﴿ب﴾

جمعیت اصلاح وترقی اہل سنت، بریلی

دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے قیام کے ساتھ ہی جمعیت اصلاح وترقی اہل سنت، بریلی کی بنیاد حضرت مفتی

(۳۵) موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام، مطبوعہ راست گفتار پریس لائل پور (۱۹۶۸ء) بار اول۔ ص ۷۰ تا ۸۳)

(۳۶) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء۔ ص ۳ (۳۷) ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، مجریہ ۱۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء۔ ص ۱۴

(۳۸) یہ اشتہار حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول کی عنایت سے اس سے استفادہ کا موقعہ ملا۔

فقیر قادری عفی عنہ

اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کی سرپرستی میں ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں رکھی گئی۔ (۳۹)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ مظہر اسلام کے شیخ الحدیث اور جمعیت مذکورہ کے روح رواں تھے۔

اس مرکزی ادارہ کا نصب العین اہل سنت کی فلاح و بہبود، تحفظ ودفاع حقوق مسجد بی بی جی مرحومہ (بریلی) اور دارالعلوم مظہر اسلام کا انتظام، مختلف اسلامی تقاریب پر شاندار تبلیغی جلسوں کا اہتمام کرنا تھا۔

بے سروسامانی کے باوجود جمعیت موصوفہ نے اپنے مقاصد میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ دارالعلوم میں کثیر التعداد طلباء کی تعلیم اور دارالافتاء کا اہتمام باحسن انداز کیا۔ ہر سال سالانہ جلسہ دستار فضیلت کا اہتمام کرتی اور فارغ التحصیل طلباء میں سند فراغت تقسیم کرتی، ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے بے شمار استفتاء کا جواب روانہ کرتی۔

چونکہ جمعیت موصوفہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں تھی، اس لئے اکثر وبیشتر مقروض رہتی۔ مختلف مدّوں میں اخراجات کے باعث جمعیت مذکورہ کے ذمہ یکم نومبر ۱۹۴۸ء کو چار ہزار روپیہ واجب الادا تھا۔ جو جناب سیٹھ احمد عبدالشکور ابراہیم صاحب کے تعاون سے ادا ہوا۔ اس وقت جمعیت موصوفہ کے خازن داروغہ ظہیر احمد، محلہ ذخیرہ بریلی تھے۔ (۴۰)

﴿ج﴾

مرکزی جمعیت اصلاح وترقی اہل سنت وجماعت (رجسٹرڈ) لائل پور

تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لائل پور (فیصل آباد) میں تعلیمی سرگرمیاں شروع کیں۔ اس وقت لائل پور کی مذہبی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ سنی مدارس کا ذکر کیا، پورے شہر میں صرف چند مساجد میں صحیح العقیدہ سنی امام تھے۔ یہ صورت حال ماحی بدعت، حامی سنت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ نے توکلاً علی اللہ درس وتدریس، وعظ وتبلیغ دعوت وارشاد کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑا ہی

(۳۹) دبدبہ سکندری، رامپور مجریہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء۔ صفحہ نشریات

(۴۰) دبدبہ سکندری رامپور۔ مجریہ یکم نومبر ۱۹۴۸ء۔ ص ۸

عرصہ گذرا کہ شہر کے عمائدین اور عوام اہل سنت آپ کے جانثار بن گئے۔ لائل پور میں وارد ہونے کے چند ہی دنوں بعد آپ نے شہر کے معززین اور مخلص احباب کے تعاون سے جمعیت اصلاح وترقی اہل سنت لائل پور کی بنیاد رکھی۔ اراکین نے آپ کو جمعیت کا صدر منتخب کیا۔ بعد میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تدریسی امور اور تبلیغی کام بڑھ جانے سے آپ نے صدارت کسی اور کے سپرد کر دی اور خود سرپرستی قبول فرمالی۔ اس جمعیت کی شاخیں پورے شہر میں موجود ہیں۔

جمعیت کا نصب العین اہل سنت و جماعت کی اصلاح وترقی، فلاح وبہبود اور تحفظ ودفاع حقوق ہے۔ بحمہ تعالیٰ جمعیت نے آپ کی صدارت اور پھر سرپرستی میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی اور آپ کے وصال تک (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) شہر کی ساٹھ سے زائد مساجد کا انتظام جمعیت کی ذیلی شاخیں کر رہی تھیں۔ اس طرح اس جمعیت کو شہر کی دیگر تنظیموں میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ یہ جمعیت ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ ایک سال بعد اجلاس عام کے ذریعہ انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔ آپ کے وصال کے وقت ۱۹۶۲ء اس جمعیت کے عہدیدار یہ تھے۔

صدر: میاں محمد امین، مالک رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز، لائل پور

نائب صدر: مولانا قاضی محمد فضل رسول

جنرل سیکریٹری: مولانا عبدالقادر

جائنٹ سیکرٹری: غازی محمد حسین

فنانشل سیکرٹری: حافظ محمد شفیع

ناظم نشرواشاعت: ناسخ سیفی۔ مدیر روزنامہ سعادت لائل پور

ممبران: شیخ بشیر احمد مالک چیف بوٹ ہاؤس

چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ

خاں محمد عمر خاں ایڈووکیٹ

مستری تاج الدین بٹ

چودھری محمد عبداللہ

مستری عبدالرشید

مولوی محمد یعقوب

حاجی فیروزالدین وغیرہ۔ (۴۱)

لائل پور کے قیام کے ابتدائی عرصہ میں مخالفین نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اور جامعہ رضویہ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی اٹھایا اور بے بنیاد الزامات سے خواہ مخواہ فضا کو مکدر کیا، اس صورت حال کی وضاحت جمعیت اصلاح وترقی اہل سنت لائل پور کرتی۔ مختلف اجلاس میں وعظ وتبلیغ کے علاوہ بے بنیاد الزامات سے برأت کا اظہار کیا جاتا۔ علاوہ ازیں پوسٹروں کی اشاعت سے بھی کام لیا جاتا۔ ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں مخالفین نے اس وقت کے مرزائی وزیر خارجہ ظفر اللہ سے آپ کی ملاقات کا بے بنیاد الزام پھیلایا۔ اس الزام کی سرکاری اور غیر سرکاری طور پر پُرزور تردید ہوئی۔ صورتِ حال کی وضاحت اور افسانہ ملاقات کی تردید میں جمعیت موصوفہ نے نمایاں کردار ادا کیا اور کشفِ حقیقت اور اظہارِ حقیقت وغیرہ اشتہارات بھی شائع کیے۔ (۴۲)

﴿د﴾

انجمن فدایان رسول ﷺ (رجسٹرڈ) لائل پور

لائل پور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور دعوت وارشاد کی مقبولیت ووسعت، جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی ترقی، سنی رضوی جامع مسجد میں بے شمار لوگوں کا والہانہ انداز میں خطبہ جمعہ سننے کے لئے عظیم الشان اجتماع، آپ کی مساعی سے شہر کے محلہ محلہ، گلی گلی میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کے چرچے اور اہل سنت کی کثیر مساجد میں عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے پُررونق اجتماعات کو دیکھ کر مخالفین وحاسدین آپے سے باہر ہونے لگے، اوچھے ہتھکنڈوں پر

(۴۱) روزنامہ حالات، لاہور۔ مجریہ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۶، ۷، مضمون حافظ محمد شفیع صدر انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور۔

(۴۲) جمعیت موصوفہ کے اشتہار حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول کے توسط سے دستیاب ہوئے۔ اس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ فقیر قادری عفی عنہ

اُتر آئے۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کی پُر امن مساعی میں خواہ مخواہ حائل ہونے لگے اور اسلامی تقاریب کے سلسلہ میں ہونے والے خالص مذہبی اجتماعات کو درہم برہم کرنے کی ناپاک کوششیں کرنے لگے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ضروری ہو گیا کہ شہر کے جذبہ اسلامی سے سرشار معززین اور رسول کریم ﷺ کے جانثاروں پر مشتمل ایک انجمن قائم کر دی جائے، جو اس پیدا شدہ صورتِ حال کا نہ صرف مقابلہ کرے بلکہ فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں آپ کی معاون ہو، تحفظ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ، اسلامی تقاریب پر مختلف اہم مقامات پر مذہبی تبلیغی، اصلاحی اجلاس کا اہتمام کرے۔ ان میں مشاہیر علماء و مشائخ کو مدعو کرے۔ ضرورت کے موقعوں پر مساجد کی تعمیر و ترقی اور پہلے سے قائم شدہ مساجد میں اصلاحی و فلاحی کام کرے نیز ان کا ''دینی تبلیغ کے مرکز'' کے طور پر صحیح مقام کو بحال کرے۔ اس نصب العین کے پیشِ نظر آپ کے زیرِ اہتمام یکم ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ/ یکم جولائی ۱۹۵۴ء کو شہر کے مخلص، اسلام کے فدائی اور مذہب سے والہانہ محبت رکھنے والے نوجوانوں کی تنظیم قائم ہوئی۔ اس تنظیم کا نام انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور تجویز ہوا (۴۳)۔ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء کو اس انجمن کو رجسٹرڈ کرا لیا گیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں اس انجمن نے اپنے مقاصد میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ روزِ قیام (۱۳۷۴ھ) سے لے کر آپ کے وصال (۱۳۸۲ھ) تک اس انجمن کے زیرِ اہتمام مختلف اسلامی تقاریب پر ایک سو سے زیادہ شاندار تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں مقتدر علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ انجمن کے ان اجلاس کی برکت سے بے شمار متزلزل عقیدہ والے راسخ العقیدہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائی و شیدائی بن گئے۔ بد عمل و بد کردار نمونہ اسلاف بن گئے۔

انجمن موصوف نے شہر کی مختلف مساجد میں اپنے اہتمام سے ائمہ و خطباء مقرر کئے، جو وعظ و تبلیغ کے علاوہ درس و تدریس کا کام بھی کرتے۔ بعض مقامات پر نئی مساجد کی تعمیر کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ گلبرگ کالونی نمبر 1 لائل پور کی

(۴۳) انجمن کا پورا نام یہی ہے اور رجسٹریشن کے کاغذات میں بھی لفظ رسول کے ساتھ درود شریف ''ﷺ'' شامل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ آپ کے عشق و محبت کی یہ ادنیٰ جھلک ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے درسِ ہدایت ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتے یا صرف صلعم، ؑ، ؐ، وغیرہ لکھنے پر اکتفا کر کے بڑی محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔

فقیر قادری عفی عنہ

جامع مسجد بغدادی اور اس کے ساتھ جامعہ نوریہ رضویہ بھی انجمن موصوف کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی مساجد میں شامل ہے۔ (۴۴)

انجمن موصوف کے قابلِ قدر کارناموں میں امام اعظم رضی اللہ عنہ عرس کا فقید المثال انتظام کرنا ہے۔ ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء میں غیر مقلدین کے بے ہودہ الزامات کے جوابات میں تین روزہ عرس امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اہتمام کیا گیا۔ عرس میں جلسہ گاہ کا تمام انتظام، پنڈال کی تزئین و زیبائش اور جلسہ کے حسنِ انتظام کو دیکھ کر پشاور سے کراچی تک کے آئے ہوئے علماء و مشائخ اور حاضرین حیرت زدہ رہ گئے۔ اس امام اعظم کانفرنس کی شان و شوکت کا چرچہ آج بھی زبان زدِ عام و خاص ہے۔ علاوہ ازیں ہر سال نہایت ادب و احترام اور تزک و احتشام کے ساتھ عشرہ محرم کے دس اجلاس، ربیع الاول کے بارہ اجلاس اور دیگر تقاریب پر تبلیغی اجلاس شہر کے مختلف مقامات پر منعقد کر کے انجمن موصوف نے فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا سلیقہ دیا۔

مختلف موضوعات پر مشتمل پوسٹر چھپوا کر عام کرنا، انجمن موصوف کی تبلیغ کا ایک دوسرا انداز تھا۔ (۴۵)

بعد از وصال، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی آخری زیارت کے موقعہ پر لاکھوں کی تعداد میں آپ کے فدائیوں کو زیارت کرانے کے اہتمام کی سعادت بھی اسی انجمن نے حاصل کی۔ ہوا یوں کہ لاکھوں فدائیوں کا ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ شہر کی انتظامیہ بے بس ہو کر رہ گئی۔ اس کے انتظامات معطل ہو گئے۔ اس پر انجمن موصوف نے آپ کے تابوت کو اپنے دفتر میں رکھا۔ زیارت کرنے والوں کو ایک دروازے سے داخل کیا جاتا اور دوسرے دروازے سے نکالا جاتا۔ اس طرح زیارت کرنے میں قدرے سہولت ہوئی۔ یوں آپ نے اپنے وصال کے بعد بھی اپنی اس انجمن سے قلبی لگاؤ کا اظہار فرمایا۔ (۴۶)

(۴۴) روزنامہ حالات لاہور (خصوصی نمبر) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۷۔ مضمون حافظ محمد شفیع، صدر انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور۔

(۴۵) انجمن مذکور کی جانب سے مطبوعہ مختلف پوسٹر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ کی وساطت سے ان سے استفادہ کا موقع ملا۔

(۴۶) ہفت روزہ حالات، لاہور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۷

انجمن موصوف کی انتظامیہ اکیس (۲۱) افراد پر مشتمل ہوتی ۔ ایک سال بعد اجلاس عام میں اس کا انتخاب عمل میں آتا ۔ ہر سنی ایک روپیہ چندہ دے کر اس کا ممبر بن سکتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) انجمن کی تنظیم میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

سرپرست اعلیٰ: صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول، مہتمم جامعہ رضویہ لائل پور۔

سرپرست: غازی محمد حسین

صدر: حافظ محمد شفیع

نائب صدر اول: شیخ محمد امین

نائب صدر دوم: مولانا سید زاہد علی

ناظم اعلیٰ: چوہدری محمد عبداللہ

نائب ناظم: میاں عبدالحمید

خازن: مولوی عبداللطیف

ناظم نشرواشاعت: صوفی خوشی محمد

ممبران: شیخ معراج دین، مرزا احمد الدین، رانا علی احمد خاں، شیخ محمد سعید، خواجہ محمد الیاس، میاں محمد عبداللہ، شیخ محمد طفیل، مرزا عبدالحمید، ماسٹر محمد حنیف، حکیم محمد اشرف، صوفی محمد شوکت، چوہدری عبدالحمید، برکت علی پہلوان، ڈاکٹر عبدالحمید۔ (۴۷)

بحمدہٖ تعالیٰ یہ انجمن آج بھی حسب دستور سابق اپنے نصب العین کے لئے کوشاں ہے۔

(۴۷) ہفت روزہ حالات لاہور (خصوصی نمبر) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۴

یادداشت انجمن فدایان رسول ﷺ

نام: انجمن کا نام "انجمن فدایان رسول ﷺ" ہوگا۔

دفتر: انجمن کا صدر دفتر سنی رضوی جامع گول باغ، لائل پور ہوگا۔

انجمن کی شاخیں شہر کے ہر محلے، پاکستان کے دیگر شہروں، قصبات اور دیہات میں ہو سکتی ہیں۔

مقاصد: جمعیت کے ممبران اور سٹاف کے مفادات کی ترویج خصوصاً

(ا) اہل سنت و جماعت کے اصولوں کی تبلیغ کرنا۔

(ب) مناسب جگہوں پر مجالس میلاد کا انعقاد کرنا۔

(ج) اراکین میں غلط رسم و رواج اور عادات کی بیخ کنی کرنا۔

(د) اراکین کی روحانی، جسمانی اور اخلاقی حالت سدھارنا۔

(ہ) اسلام کے صحیح معتقدات کی اشاعت کی خاطر مبلغین، علماء اور نعت خوانوں کو دعوت دینا۔

(و) ربیع الاول اور رجب المرجب میں محافل میلاد (اور معراج) منعقد کرنا اور عوام کو نبی اکرم ﷺ کے معجزات اور کمالات سے آگاہ کرنا۔

(ز) مسلمانوں کے لئے تقاریر کی اشاعت کرانا تاکہ انہیں حضور اکرم ﷺ کے اعلیٰ مقام سے روشناس کرایا جائے۔

(ح) لوگوں کے اندر امن و امان قائم رکھنے کے لئے ہر قسم کا قدم اٹھانا۔

(ط) ایسے اجتماعات سے پرہیز کرنا جو امن عامہ، ملک اور مذہب کے لئے نقصان دہ ہوں۔

ہم بہت سے لوگ جن کے نام پتے نیچے دیئے ہوئے ہیں، ایک انجمن بنانے کے خواہش مند ہیں تاکہ اس کی یادداشتوں پر عمل کر سکیں۔

دستخط اور پتے

قواعد وضوابط ۔ انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور

انجمن فدایان رسول ﷺ لائل پور اور اراکین کے لئے قواعد وضوابط، جو کہ خاص قرارداد کے ذریعے تبدیل یا ترمیم ہو سکتے ہیں۔

رکن سازی

(۱) ہر فرد جو کہ اہل سنت و جماعت ہو اور اس کے قواعد وضوابط کا پابند ہو، ہماری انجمن کا رکن بن سکتا ہے۔

(۲) ہر رکن ایک روپیہ ماہوار بطور چندہ دے کر اس انجمن میں شامل ہو سکتا ہے۔

(۳) رکنیت منسوخی کے لئے شرائط

(۱) موت (۲) پاکستان سے مستقل نقل مکانی (۳) نام واپس لینا (۴) مستقل پاگل پن

(۵) ایک سال تک چندہ نہ دینا (۶) اراکین کی ایک تہائی اکثریت اس کی رکنیت منسوخ کر دے

(۷) انجمن کے مقاصد اور مفادات سے انحراف

(۴) (۱) ایک روپیہ چندہ فیس سے صدر دفتر کو مطلع رکھنا

(ب) عطیات اور خاص چندوں سے مطلع کرنا

(۵) جنرل میٹنگ

جنرل میٹنگ کو مکمل اختیارات ہوں گے۔ اس کا ہر سال اجلاس ہوگا۔ یا کم از کم بیس اراکین کی تعداد ایسے اجلاس کی درخواست کرے اور اگر ۲۵۰ سے زیادہ اراکین ہوں تو ایک سو اراکین اجلاس کے انعقاد کی درخواست کریں۔ ایسے اجلاسوں میں کوئی کارروائی کرنے کے لئے ایک تہائی اراکین کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ یا ایک سو اراکین کا جب کہ تعداد ۲۵۰ سے زیادہ ہو جائے۔

(۶) عام میٹنگ کا ایجنڈا یہ ہو سکتا ہے۔

(۱) انتظامیہ کمیٹی کے ممبران کا انتخاب، معطلی اور عہدے سے ہٹانا۔

(ب) آمدن اور خرچ پر بحث کرنا

(ج) ممبران کی مستقلی، داخلہ اور اخراج

(د) قوانین کی منظوری

(ہ) قواعد وضوابط میں ترمیم

(۷) تمام دوسرے معاملات کا فیصلہ جنرل میٹنگ میں اکثریتی ووٹوں سے ہوگا اور برابر ووٹوں کی صورت میں صدر کا ووٹ فیصلہ کن ہوگا۔

(۸) ہر رکن کا ایک ووٹ ہوگا اور کوئی رکن جس نے کسی قسم کا جرمانہ یا چھ ماہ تک کا چندہ نہ دیا ہو، ووٹ نہیں دے سکتا۔

(۹) عام اجلاس میں زیر بحث اور فیصلہ ہونے والے معاملات کا ریکارڈ ایک کتاب میں رکھا جائے گا۔ جس پر صدر اور سیکریٹری کے دستخط ہوں گے۔

انتظامیہ کمیٹی

(۱۰) انتظامیہ کمیٹی انجمن کے اکیس اراکین پر مشتمل ہوگی۔

(۱۱) انتظامیہ کمیٹی کے عہدیداران ایک سال کے لئے منتخب ہوں گے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ منتخب ہو سکتے ہیں۔ اگر چند وجوہ کی بنا پر انتظامیہ کمیٹی کا دوبارہ انتخاب نہ ہو سکے تو وہی کمیٹی نئے انتخاب تک کام کرتی رہے گی۔ لیکن یہ انتخاب اٹھارہ ماہ کے اندر ہر صورت میں ہونا چاہیے۔ انجمن کے عہدیداروں کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا۔

(۱۲) کمیٹی کے کسی عہدیدار کا عہدہ ختم ہو سکتا ہے اگر وہ

(۱) انجمن کا ممبر نہ رہے (ب) ذہنی توازن درست نہ رہے۔

جنرل سیکرٹری

(۱۳) سیکرٹری کے اختیارات اور فرائض مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(۱) ممبران کا ریکارڈ ایک رجسٹر میں رکھنا اور اسے تازہ ترین رکھنا۔

(ب) انجمن کی طرف سے دستخط کرنا اور اس کی خط و کتابت کرنا۔

(ج) عام اجلاس اور کمیٹی کے اجلاس بلانا اور ان میں شرکت کرنا۔

(د) ایسی میٹنگ کا دستخط شدہ ریکارڈ رکھنا۔

(ہ) سالانہ حساب کتاب کا گوشوارہ بنانا۔

(و) ریکارڈ میں اندراجات کی تصدیق کرنا۔

(ز) انجمن کے مقرر کردہ دوسرے سیکرٹریوں کے ذمہ کام لگانا۔

رجسٹرات

(۱۴) (ا) ممبران کے نام کا رجسٹر، جس میں ولدیت، پتے اور تاریخ داخلہ انجمن۔

(ب) کیش رجسٹر بنانا، جس میں اخراجات، بقایا اور روزانہ کی آمدن اور خرچ کا حساب رکھنا۔

(ج) جنرل میٹنگ اور کمیٹی کے اجلاسوں کا ریکارڈ رکھنے کے لئے رجسٹر۔

(۱۵) انجمن کے تمام ممبران اس کے رجسٹرات کی پڑتال کر سکتے ہیں۔

خازن

(۱۶) خازن انجمن کو حاصل ہونے والی تمام رقومات کا انچارج ہوگا۔ وہ انجمن کی آمدن اور خرچ کا باقاعدہ حساب رکھے گا اور ہر ماہ جنرل سیکرٹری کو پیش کرے گا۔ اوپر بیان کی گئی ضروریات کے لئے کوئی بھی رقم کمیٹی سے پہلے منظوری لئے بغیر خرچ نہیں کی جائے گی۔

فنڈز کا استعمال

(۱۷) انجمن کے فنڈ متذکرہ مدوں میں خرچ ہو سکیں گے۔

(۱۸) اگر سالانہ، ماہانہ یا کوئی اور اجلاس ہو رہا ہو تو ایسے اجلاس سے جانے سے پہلے دفتری اہل کاروں کے لئے صدر کی اجازت ضروری ہوگی۔

نام	عہدہ	پتہ	دستخط
حافظ محمد شفیع	صدر	سنت پورہ گلی نمبر ۲، لائل پور	

ماسٹر محمد حیات	نائب صدر	انار کلی بازار، لائل پور
چوہدری محمد عبداللہ	نائب صدر	لائل پور
شیخ غلام رسول	ناظم اعلیٰ	کارخانہ بازار، لائل پور
احمد دین	نائب ناظم	منٹگمری بازار، گلی نمبر ۵ لائل پور
چوہدری محمد اسمٰعیل	خازن	سبزی منڈی، لائل پور
ماسٹر محمد حنیف	ناظم نشر و اشاعت	منٹگمری بازار، گلی نمبر ۵ لائل پور
عنایت علی	نائب ناظم	ڈگلس پورہ، لائل پور

﴿۵﴾

جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت (رجسٹرڈ) لائل پور

جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور ایک عرصہ تک حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ذاتی نگرانی میں چلتا رہا۔ علالت طبع اور کثرت کار کی وجہ سے آپ نے وصال سے تین سال پہلے جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت، لائل پور قائم کر کے جامعہ رضویہ کا انتظام اس کے سپرد فرما دیا۔ خود نگران اعلیٰ اور سرپرست کی حیثیت حاصل کر لی۔ یہ جمعیت رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جامعہ رضویہ سے متعلق تمام امور باقاعدہ میٹنگ میں پاس ہو کر سرانجام پاتے ہیں۔ (۴۷۔۱)

آپ کے وصال کے وقت جمعیت رضویہ کے اراکین درج ذیل تھے۔

سرپرست و بانی:	حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ	جامعہ رضویہ لائل پور
صدر و مہتمم:	مولانا قاضی محمد فضل رسول	جامعہ رضویہ لائل پور
خازن:	مولانا ابوسعید محمد امین	جامع مسجد محمد پورہ لائل پور
ناظم:	مولانا محمد معین الدین	جامعہ رضویہ لائل پور
رکن:	مولانا مفتی نواب الدین	جامعہ رضویہ لائل پور
سیکرٹری:	مولانا عبدالقادر	جامعہ رضویہ لائل پور
رکن:	مولانا محمد یعقوب	انارکلی بازار لائل پور
رکن:	حافظ محمد شفیع	کمیشن ایجنٹ ریل بازار لائل پور
رکن:	حاجی فیروز الدین	محمد پورہ لائل پور (۴۸)

(۴۷۔۱) ہفت روزہ حالات، لاہور (خصوصی نمبر) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۷

(۴۸) قواعد و ضوابط جمعیت رضویہ لائل پور، مصدقہ محکمہ رجسٹریشن، سرگودہا۔ نوٹ:۔ کاغذات رجسٹریشن کی نقل کتاب ہذا میں شامل کر دی گئی ہے۔

یادداشت جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور

نام:

اس انجمن کا نام جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور ہوگا۔

انجمن کا صدر دفتر جامعہ رضویہ شاہی مسجد جھنگ بازار لائل پور میں ہوگا۔

اغراض مقاصد:

جمعیت کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اسلامی اصولوں کی اشاعت و حفاظت اور مذہب حقہ کے بنیادی اصولوں کی ترویج

۲۔ قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع اور قیاس کی روشنی میں اہل سنت حنفی مکتب فکر کی ترقی و خدمت کرنا۔ شیخ المحدثین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت الحاج مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے معتقدات کے مطابق اشاعت کرنا۔

۳۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام اہل سنت و جماعت کا قیام عمل میں لانا، قائم رکھنا اور اس کا انتظام کرنا، درس نظامی کے ذریعے مذہبی تعلیم دینا، مختلف شعبہ جات کا قیام اور ان کا انتظام وانصرام کرنا مثلاً دارالافتاء، دارالکتب، دارالتبلیغ، دارالاقامہ۔

۴۔ جامعہ میں پڑھنے والے طلباء کے لئے اساتذہ، کتب، رہائش، اور خورد و نوش کا انتظام کرنا۔

۵۔ عید میلاد النبی پورے طمطراق کے ساتھ منانا اور اس کے متعلق مختلف مواقع پر مجالس کا انتظام کرنا۔ عوام الناس میں صحیح اسلامی روح پھونکنا اور اس طرح مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دینا۔

۶۔ ایسی سرگرمیوں سے باز رہنا اور ان کی حوصلہ شکنی کرنا جو اسلام، ریاست اور قوم کے لئے نقصان دہ ہوں۔

۷۔ ایسے مبلغین تیار کرنا جو مذہب حقہ کی صحیح اور موزوں انداز میں تبلیغ کرنے کے قابل ہوں۔

۸۔ ہر قسم کی غیر اسلامی سرگرمیوں کے بارے میں ریاست یا حکومت کو آگاہ کرتے رہنا۔

۹۔ پاکستان کے مختلف مقامات اور شہروں میں جامعہ رضویہ کی شاخیں کھولنا اور قائم کرنا۔

۱۰۔ مذہبی کتب اور رسائل کی اشاعت کے لئے پریس کا قیام عمل میں لانا تاکہ عقائد حقہ کی تبلیغ ہو سکے۔

۱۱۔ خلفاء اور دیگر بزرگان دین کے ایام مبارکہ منانا تاکہ ان کے کارنامے سن کر مسلمان ان کی پیروی کرنے کے قائل ہو سکیں۔

دستخط ممبران

جمعیت رضویہ اہل سنت و جماعت لائل پور کے قوانین، اصول، ضوابط اور دفعات

۱ تعریفات

(ا) بانی اور سرپرست سے مراد وقتی طور پر جمعیت کا بانی اور سرپرست ہوگا۔

(ب) صدر اور مہتمم سے وقتی طور پر جمعیت کا صدر اور مہتمم مراد ہوگا۔

(ج) خازن سے مراد ہوگا وقتی طور پر جمعیت کا خازن۔

(د) سیکرٹری سے جمعیت کا وقتی طور پر سیکرٹری مراد ہوگا۔

۲ رکنیت

(ا) پاکستان کے وہ تمام شہری جن کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو اور وہ اہل سنت و جماعت ہوں جمعیت کے رکن بن سکتے ہیں۔

(ب) ممبران، ممبر بنتے وقت اتنی رقم بطور چندہ دیں جتنی رقم جمعیت کے ارباب اختیار وقتاً فوقتاً مقرر کریں گے۔

(ج) ممبران اپنی مرضی سے جتنا چاہیں عطیہ دے سکتے ہیں۔ تاکہ جمعیت کی ہنگامی ضروریات پوری کی جاسکیں۔

۳۔ مجلس منتظمہ

جمعیت کی مجلس منتظمہ مندرجہ ذیل ہوگی۔

(ا) صدر اور مہتمم (ب) سیکرٹری (ج) خازن

۴ ایگزیکٹو کمیٹی

جمعیت کا انتظام ایگزیکٹو کمیٹی چلائے گی جو بشمول دفتری اہلکار نو ارکان پر مشتمل ہوگی۔ ایگزیکٹو کمیٹی کے اہل کاروں اور ممبران کا انتخاب سالانہ اجلاس عام میں ہوگا۔

۵۔ صدر (مہتمم) کے فرائض و اختیارات

(ا) صدر (مہتمم) کسی بھی ملازم کی تقرری یا معزولی بغیر کوئی وجہ بتائے کرسکتا ہے۔

(ب) صدر کسی بھی دفتری اہل کار کی خالی آسامی پر کرنے کا مجاز ہے۔ اس وقت تک کہ عام اجلاس میں اس جگہ کسی کی تقرری کی جائے۔

(ج) صدر جمعیت کی ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مبلغ پچاس روپے ماہوار تک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(د) صدر ہر اجلاس کی صدارت کرے گا۔ یا اس کی غیر حاضری میں ایگزیکٹو جسے چن لے، صدارت کرے گا۔

(ر) ہنگامی حالات میں صدر کو ضرورت کے مطابق فوری قدم اٹھانے کا اختیار ہوگا۔

(س) صدر انتظامیہ میں کسی ممبر کو شامل کر کے اس کی کل تعداد میں اضافہ کرسکتا ہے۔ اور ممبران میں سے ایک نائب صدر کی تقرری کرسکتا ہے۔

(ک) برابری (TIE) کی صورت میں صدر اپنا ووٹ استعمال کرے گا۔

(۶) نائب صدر

(ا) صدر کی غیر موجودگی میں نائب صدر کو وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔ جو صدر کو حاصل ہیں۔

(ب) صدر اور نائب صدر کی غیر موجودگی میں دفتری اہل کاروں میں سے متفقہ رائے سے کسی بھی ممبر کو صدارت کے لئے کہا جاسکے گا۔

(۷) خازن

(۸) سیکرٹری

سیکرٹری جمعیت کے دفتر کا انچارج ہوگا۔ اس کے فرائض واختیارات مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(ا) تمام اجلاسوں کا انعقاد اور ان کی کارروائی کا ریکارڈ رکھنا۔

(ب) ایگزیکٹو (انتظامیہ) اور اجلاس عام کے احکامات اور فیصلوں پر عمل درآمد کرانا۔

(ج) جمعیت کی ہنگامی ضرورت کے لئے سیکرٹری مبلغ پچاس روپے ماہوار تک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(د) جمعیت کے ہر قسم کے کاغذات، خط وکتابت اور سامان کا ریکارڈ رکھنا۔

(۹) عام قوانین

(ا) کورم سات ممبران کا ہوگا۔

(ب) تمام معاملات کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا۔

(ج) مندرجہ ذیل مسائل پر بحث کی خاطر ایگزیکٹو (انتظامیہ) کمیٹی کی مقرر کردہ تاریخ پر سالانہ عام اجلاس بلایا جائے گا۔

۱۔ ایگزیکٹو کمیٹی کی رپورٹ سننے اور غور خوض کرنے کے لئے۔

۲۔ مجلس انتظامیہ کے ممبر کا انتخاب کرنا۔

۳۔ حسابات کی سالانہ رپورٹ کی پڑتال اور منظوری دینا۔

۴۔ سالانہ بجٹ کی منظوری دینے کے لئے۔

(د) صدر ہنگامی حالت کی صورت میں جمعیت کا خاص اجلاس بلاسکتا ہے۔ یا اس قسم کا جلاس بلانے کے لئے کم از کم سات ممبران تحریری طور پر کہیں جس میں اجلاس بلانے کے مقاصد کی وضاحت کی گئی ہو۔ ایسی درخواست کی نقل ممبران میں مشتہر یا تقسیم کرے گا اور اجلاس کے لئے تاریخ مقرر کرے گا۔

(۱۰) متفرقات

(ا) جمعیت کی آمدن اور جائداد جب بھی حاصل ہو جائے وہ جمعیت کے مقاصد کی ترویج کی خاطر حفاظت سے استعمال ہوگی۔

(ب) جمعیت کے حساب کتاب کی پڑتال ایگزیکٹو کمیٹی کے مقرر کردہ آڈیٹر سے سال میں ایک مرتبہ یا .... کروائی جائے گی۔

(ج) قوانین اور ضوابط کے ذریعے کچھ بھی تبدیلی یا اضافہ نہیں کیا جاسکے گا۔ ایسا صرف اجلاس عام کے ذریعے کیا جاسکے گا جو کم از کم چودہ یا ہنگامی صورت میں اس سے بھی کم عرصہ کے نوٹس پر بلایا جاسکے گا۔

دستخط ممبران

سرپرست وبانی	ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ	جامعہ رضویہ جھنگ بازار لائل پور
صدر مہتمم	محمد فضل رسول	ایضاً
خازن	ابوسعید محمد امین	جامع مسجد محمد پورہ لائل پور
ناظم	محمد معین الدین	جامعہ رضویہ جھنگ بازار لائل پور
رکن	نواب الدین غفرلہٗ	ایضاً
سیکرٹری	محمد عبدالقادر غفرلہٗ	ایضاً
رکن	محمد یعقوب بقلم خود	انارکلی بازار، لائل پور
رکن	حافظ محمد شفیع بقلم خود	کمیشن ایجنٹ، ریل بازار لائل پور
رکن	حاجی فیروز دین بقلم خود	محمد پورہ، لائل پور

تاریخ ۸ مارچ ۱۹۶۰ء

﴿۸﴾

تحریک مسجد شہید گنج میں شرعی احکام کا اظہار

ربیع الاول ۱۳۵۴ھ/ جون ۱۹۳۵ء میں سکھوں نے انگریزی حکومت کی سرپرستی میں لاہور کی مسجد شہید گنج کو ظلماً شہید کر دیا۔ سکھوں کا دعویٰ تھا کہ یہ جگہ مسجد نہیں بلکہ گوردوارہ ہے۔ مسلمانوں کا مؤقف تھا کہ یہ عمارت ہمیشہ سے مسجد رہی ہے۔ سکھوں نے اپنی عملداری میں اس مسجد کو گوردوارہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

مسجد کا شہید ہونا تھا کہ برصغیر کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کی بازیابی کے لئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ جلسے جلوسوں میں اکابر علماء و زعماء نے مسلمانوں کو متحد رہ کر کوششیں جاری رکھنے کی تلقین کی مقدمات دائر ہوئے۔ مسلمان گرفتار ہوئے۔ کچھ لوگ اس تحریک میں جان کا نذرانہ پیش کر کے سرخرو ہوئے۔

مسجد شہید گنج کا قضیہ اب صرف لاہور کا مقامی مسئلہ نہ رہا، بلکہ برصغیر کے مسلمانوں نے اسے اپنا دینی مسئلہ سمجھا۔ پنجاب کے علاوہ دیگر علاقوں کے زعماء بھی ان جلسوں میں شریک ہوتے۔ علماء بریلی نے بھی اس تحریک میں بھرپور عملی کردار ادا کیا۔

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ/ ۸ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ کی نماز شاہی مسجد لاہور میں ادا کی گئی۔ فدایانِ مسجد شہید گنج کی کثرت کے باعث شاہی مسجد کا وسیع رقبہ ناکافی ہو گیا۔ مسجد کا دروازہ اور حضوری باغ نمازیوں سے بھرا تھا۔

نماز جمعہ کے بعد یہ عظیم الشان اجتماع اجتماعی جلوس میں تبدیل ہو گیا۔ زعمائے ملت جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ قائدین جلوس میں دیگر علماء اہل سنت کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (خلف اکبر و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) قدس سرہم کا نام نامی نمایاں ہے۔ (۱)

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(ا) ماہنامہ انوار الصوفیہ علی پور۔ نومبر ۱۳۵۴ھ — (ب) روزنامہ احسان، لاہور۔ نومبر ۱۹۳۵ء

(ج) سیرت امیر ملت، مرتبہ سید اختر حسین علی پوری۔ ص ۴۶۴۔ ۴۶۲

(د) قضیہ مسجد شہید گنج مرتبہ محمد جلال الدین قادری (غیر مطبوعہ)

مسجد شہید گنج کے قضیہ نامرضیہ میں مسلمانوں کے خلاف سکھ اور ان کے سرپرست انگریز تھے۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام کے اراکین بھی بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کے خلاف تھے۔ سکھوں اور حکومت کے ساتھ مقابلہ تو غیر متوقع نہ تھا۔ مجلس احرار اسلام نے نئے انداز سے مخالفت کا محاذ کھول دیا۔ سکھوں کی ہمنوائی میں انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ جو مسلمان مسجد کی حفاظت اور اس کی بازیابی کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، وہ شہید نہیں بلکہ حرام کی موت مر رہے ہیں۔ اس نازک اور پیچیدہ صورت حال کے پیش نظر مفتیانِ عظام نے نہایت وضاحت سے فقہی راہنمائی فرمائی۔ ان راہنما مفتیان کرام میں مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا (خلفِ اصغر و خلیفہ امام احمد رضا)، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (خلیفہ امام احمد رضا)، شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد (صدر انجمن خدام الرضا بریلی)، مولانا ابرار حسین (مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)، مولانا عبدالقادر شاہدی بہاری قدست اسرارھم کے اسماءِ گرامی نمایاں ہیں۔ (۲)

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا قدس سرہ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ/ ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو خام سرائے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے علی حسین بریلوی کے استفتاء کے جواب میں ایک مفصل و مدلل فتویٰ لکھا، جس میں ثابت کیا گیا کہ

(ا) جس خطہ زمین پر ایک مرتبہ مسجد بن جائے تا قیام قیامت اسے مسجدیت سے خارج نہیں کر سکتے۔

(ب) مسجد شہید گنج، مسجد تھی اور اب بھی مسجد ہے۔ اگرچہ اس کی عمارت منہدم کر دی گئی ہے۔

(ج) جو لوگ حمیت دینی سے سرشار ہو کر مسجد شہید گنج کی بازیابی کی کوشش میں جان بحق ہوئے ہیں وہ شرعاً شہید ہیں۔ (۳)

اس فتویٰ کی تصدیق و تائید جن علماء کرام نے فرمائی، ان میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نمایاں حیثیت سے شامل ہے۔ (۴)

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ص ۴ تا ۷

(۳) تفصیلی فتویٰ ملاحظہ ہو: فتاویٰ مصطفویہ جلد دوم، مطبوعہ مکتبہ رضا، بیسل پور (یوپی) بھارت۔ ص ۹۴ تا ۱۰۱

(۴) ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ص ۴ تا ۷

اس طرح خالص فقہی اور علمی اعتبار سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے تحریک مسجد شہید گنج میں نمایاں حصہ لیا۔تحریک شہید گنج میں.........علماء بریلی کا بصیرت افروز اور حقیقت پرمبنی کردار.........خواص وعوام نے محسوس کیا۔ حضرت سید پیر جماعت علی محدث علی پوری، جو اس تحریک میں تمام طبقاتِ امت کی طرف سے متفقہ ''امیر ملت'' مقرر ہوئے تھے، وہ بھی اکتوبر ۱۹۳۵ء میں مزید مشاورت کے لئے بریلی تشریف فرما ہوئے۔(۵)

(۵) تفصیل ملاحظہ ہو۔ ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ۱۴ نومبر ۱۹۳۵ء۔ص ۷

تعمیر مساجد

کسی بھی رہبر شریعت اور پیر طریقت کے سوانح میں مسجد کا تذکرہ ایک لازمی امر ہے۔ان حضرات کی زندگیاں مساجد کی تعمیر وترقی میں صرف ہوتی ہیں، بلکہ یوں کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ حضرات اور مساجد لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ان نفوس قدسیہ کے دم قدم سے مساجد کی بہار ہوتی ہے.........اور مساجد کی بہار ان حضرات کے عنداللہ مقبول ہونے کی علامت ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ☆ (سورہ توبہ)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

آیت کی تفسیر میں علامہ بیضاوی (م ۷/ جمادی الآخر ۶۵۸ھ) لکھتے ہیں۔

"اِنَّمَا یَسْتَقِیْمُ عِمَارَتُھَا لِھٰؤُلَاءِ الْجَامِعِیْنَ لِلْکَمَالَاتِ الْعِلْمِیَّۃِ وَالْعَمَلِیَّۃِ وَمِنْ عِمَارَتِھَا تَزْیِیْنُھَا بِالْفُرُشِ وَ تَنْوِیْرُ ھَا بِالسِّرَاجِ وَاِدَامَۃِ الْعِبَادَۃِ وَالذِّکْرِ وَدَرْسِ الْعِلْمِ فِیْھَا وَصِیَانَتُھَا مِمَّا لَمْ تَبْنَ لَہٗ کَحَدِیْثِ الدُّنْیَا"

علامہ بیضاوی کا بیان حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ کمالات علمیہ اور کمالات عملیہ کے جامع حضرات (علماء اعلام اور مشائخ کرام) کے دم قدم سے مساجد کی تعمیر وترقی وابستہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان اولیائے کاملین سے ہیں جو مساجد کی تعمیر وترقی کے حقیقی ضامن ہیں۔آپ کے درس وتدریس اور دعوت وارشاد سے جو انقلابی جماعت تیار ہوئی اس جماعت نے برصغیر میں بے شمار مساجد کی تعمیر فرمائی۔اس تعمیر وترقی کا ثواب واجر آپ کے نامہ اعمال میں درج ہوگیا۔علاوہ ازیں آپ کی ذاتی سرپرستی میں بھی بے

شمار مساجد کی نئی تعمیر ہوئی۔ تعمیر شدہ مساجد کی تطہیر ہو کر حقیقی تعمیر کا مفہوم پورا ہو۔ آپ کی سرپرستی میں نئی تعمیر ہونے والی مساجد میں سنی رضوی جامع مسجد لائل پور ایک اہم اور قابل ذکر عظیم دینی، علمی اور روحانی مرکز ہے۔

یہ مبارک مسجد جس ماحول میں تعمیر ہونا شروع ہوئی، اس کا پیش نظر رہنا ضروری ہے۔ لائل پور کے اجنبی ماحول میں آپ کا قیام، درس وتدریس کی مصروفیات، شہر، مضافات اور دیگر دور دراز علاقوں میں وعظ وتبلیغ اور دعوت وارشاد کے لئے طویل سفر، اغیار کی در پردہ اور علانیہ مخالفتیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جامعہ رضویہ میں ہمہ وقت تدریس حدیث ہی ایسی مصروفیت تھی کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی دوسرے امر کی جانب توجہ کرنا دشوار تھا۔ دور ونزدیک سے آئے ہوئے علماء و مشائخ، بے شمار عوام سائلین ومستفیدین سے ملاقات اور ان کی حاجت برآری اس پر مستزاد تھی۔ ہجرت سے پیدا ہونے والی مشکلات ابھی تک برحال تھیں۔ حالت یہ تھی کہ اپنے رہنے کے لئے مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ اس زمانہ میں پورے لائل پور میں صرف مسجد نور میں صرف سنی امام تھے۔

اس پس منظر میں پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کی منفرد مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنانا آپ کے علو مرتبت، عالی حوصلگی اور بے مثال جذبہ اشاعت وتبلیغ کا بیّن ثبوت ہے۔

ہوا یوں کہ گول باغ (موجودہ ارشد مارکیٹ) میں ایک طرف موجودہ شاہی مسجد کے ابتدائی نشانات موجود تھے۔ اس وقت شاہی مسجد بغیر چھت کے، صرف چبوترے کی حالت میں تھی۔ دیواروں کے نشانات تو تھے مگر ہنوز بالکل ابتدائی مراحل میں۔

حافظ محمد سرادار کی استدعا پر آپ نے اپنے ہاں دورۂ حدیث کے شریک طالب علم، مولانا عبد القادر کو مسجد کا امام مقرر کیا، کچھ دنوں بعد دورۂ حدیث کے اسباق بھی اسی مسجد کے چبوترے پر شروع کر دیئے اور ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ/دسمبر ۱۹۴۹ء میں گول باغ میں خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا۔(۲)

(۲) شاہی مسجد لائل پور کے یہ واقعات مولانا غلام رسول شیخ الحدیث، فیصل آباد جمادی الاول ۱۴۰۶ھ کو بیان فرمائے۔

جمعۃ المبارک کے اجتماع میں آپ کا وعظ ایسا دل پذیر ہوتا تھا کہ دور دراز کے علاقوں کے نمازی یہاں آ کر جمعہ پڑھتے۔ آپ کی اقتداء میں جمعہ ادا کرنے والوں کی تعداد عام مقامات کے عید کے عظیم اجتماعات سے بھی زیادہ ہوتی۔ کچھ عرصہ جمعہ کے نمازیوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر گول باغ کے اس حصہ کی وسعت ناکافی ہوگئی۔

شاہی مسجد کے باہر سڑک کے دوسری جانب بھی گول باغ تھا، مگر تھا نشیبی، جناب شیخ بشیر احمد سابق صدر بلدیہ چیئرمین لائل پور کی اجازت وتعاون سے اس نشیبی جگہ بھرتی ڈلوانے اور جمعہ پڑھنے کے لئے انتظامیہ کی طرف سے اجازت مل گئی۔ نشیبی جگہ مٹی ڈلوائی گئی اور عارضی طور پر نئی مسجد کے لئے چھپر بنا دیا گیا۔ اس نئی مسجد میں جمعہ کے نمازیوں کے ہر جمعہ کو ستر اسی خیمے لگتے۔(۳)

چھ سات ماہ اس کھلے میدان میں صرف جمعہ ادا ہوتا رہا۔ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ/جون ۱۹۵۰ء کی آمد پر آپ نے چاہا کہ اس جگہ باقاعدہ نماز پنجگانہ با جماعت ادا ہو۔ چنانچہ انتظامیہ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد امین جو اسی سال دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تھے، کو آپ نے ان کی رضامندی کے بعد، اس مسجد میں امامت کے لئے مقرر فرمایا۔ اس طرح یکم رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ/۱۸/جون ۱۹۵۰ء کو نئی زیر تعمیر سنی رضوی جامع مسجد میں پنجگانہ با جماعت باقاعدگی سے ادا ہونے لگی۔ تراویح کے لئے مولانا حافظ فضل احمد رضوی (موجودہ ضلعی خطیب محکمہ اوقاف فیصل آباد) کو مقرر فرمایا۔(۴)

اسی سال عشرہ اخیرہ رمضان میں صوفی محمد یوسف قادری نے آپ کی اجازت وایما پر اس نئی مسجد میں سنت اعتکاف ادا کیا۔(۵)

اسی دوران اس نئی مسجد میں عارضی چھپر اور شمالی جانب طلباء کے لئے دو کمرے تیار ہو گئے۔ ٹھیکیدار ملک عبد اللطیف ملکھاں والے نے چھپر اور کمرے بنوائے۔(۶)

(۳) روایت صوفی اللہ رکھا سراجی حال مقیم، جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد (۴) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰/ربیع النور ۱۴۰۵ھ

(۵) روایت مولانا فضل احمد خطیب ڈسٹرکٹ فیصل آباد۔ ۷/رجب ۱۴۰۵ھ (۶) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰/ربیع النور ۱۴۰۵ھ

کچھ عرصہ مسجد کا انتظام عرضی بنیادوں پر چلتا رہا۔ نماز جمعہ کے علاوہ نماز پنجگانہ ادا ہوتی رہی۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ خانہ خدا کو اس کی شایان شان تعمیر کرنے کا عزم کر چکے تھے۔ بالآخر وہ مبارک سعادت آ گئی جس میں ایک عظیم الشان جامع مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ/۸ نومبر ۱۹۵۴ء بروز پیر دن گذار کرامات کو علماء و مشائخ اور اہل سنت و جماعت کے عظیم اجتماع کی موجودگی میں اس وقت پاکستان کی موجود تمام مساجد میں سے سب سے بڑی سقف جامع مسجد کا سنگ بنیاد خود اپنے دست مبارک سے رکھا اور اس کا نام سنی رضوی جامع مسجد رکھا۔ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت کے مخلصانہ تعاون سے مسجد کی تعمیر بڑی تیزی سے ہوئی۔ لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اپنے عطیات پیش کئے۔

اس مسجد کی تعمیر میں قابل ذکر امر یہ ہے کہ آپ نے کبھی خود چندہ کے لئے اپیل نہ کی۔ بلکہ جس نے مسجد کی امداد مشروط طور پر کی اس کی امداد قبول نہ فرمائی۔ چنانچہ ایک مرتبہ حاجی سیٹھ عبدالمجید، بچی دکان فیصل آباد نے مسجد کا فرش لگوانے کی پیش کش کی اور ساتھ ہی عرض کیا کہ میرے نام کا پتھر مسجد میں لگوا دیا جائے۔ آپ نے مشروط تعاون قبول نہ کیا۔ (۷)

مسجد کی تعمیر کے دوران چودھری علی محمد جالندھری نے نمازیوں اور طلباء کے وضو اور غسل وغیرہ کے لئے پانی مہیا کرنے کے جملہ اخراجات برداشت کئے۔ (۸)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال (یکم شعبان ۱۳۸۲ھ/۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء) کے وقت تک سنی رضوی جامع مسجد کی دو منزلوں کا چھت مکمل ہو چکا تھا۔ دونوں میناروں کی تعمیر شروع ہو چکی تھی۔

سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر سے قبل اس کا باقاعدہ نقشہ نہ بنایا گیا۔ بلکہ بانی مسجد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ہدایات کے مطابق مستری فیض محمد سابق دھال پورمنتاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) حال مقیم لائل پور مسجد

(۷) روایت صاجزادہ قاضی محمد فضل رسول، فیصل آباد۔ ۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۸) روایت صوفی اللہ رکھا سراجی، حال مقیم فیصل آباد

کو تعمیر کرتے رہے۔ مسجد کا جتنا حصہ آپ کی ذاتی نگرانی میں تعمیر ہو چکا تھا۔ اس کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے، اس خاکہ کی تفصیلات حافظ محمد شفیع، فیصل آباد اور مستری محمد اسحٰق نے صاجزادہ قاضی محمد فضل رسول خلف اکبر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کو بتائیں۔

☆ مسجد کی پہلی اینٹ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے اپنے دست مبارک سے جنوبی کونے میں رکھی۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے (ہال) کی لمبائی ۱۸۰ فٹ، چوڑائی ۵۲ فٹ (۹)

مسجد کے بڑے کمرے سے ملحقہ برآمدہ کی لمبائی۔ ۱۸۰ فٹ، چوڑائی ۱۶ فٹ

برآمدہ سے ملحقہ ڈیوڑھی کی لمبائی ۱۱۶ فٹ، چوڑائی ۵ فٹ

مسجد کے ہال کے دروازے۔ ۹ (۱۹)

برآمدہ کے دروازے۔ ۱۹

بنیاد میں دیواروں کی چوڑائی۔ ۵ فٹ ۶ انچ

اس طرح مغربی دیوار میں ایک ردے میں تین ہزار اینٹیں صرف ہوئیں۔

مسجد کے شمالی و جنوبی دو بڑے میناروں میں سے ہر ایک کی پیائش یہ ہے۔

بنیاد، سطح زمین سے نیچے۔ ۲۵ فٹ گہرا

مینار کی بنیاد کی لمبائی چوڑائی کا اندزہ اس سے لگائیں کہ ایک ردے میں اڑھائی ہزار اینٹ صرف ہوئی۔

سطح زمین سے بلندی۔ ۲۱۱ فٹ (۱۰)

(۱۹) دروازوں کی تعداد تسمیہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے حروف کی تعداد کے مطابق ۱۹ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۹) یاد رہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کا مسقف حصہ ۱۵۰ فٹ لمبا اور ۲۵ فٹ چوڑا ہے۔

(۱۰) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال مبارک تک دونوں مینار صرف ۴۵ فٹ تک بن چکے تھے۔ جنوبی مینار کا نام منارہ غوثیہ رکھا گیا۔

مینار کی موٹائی، ہشت پہلو میں ۳/۴ ۱۷ فٹ (۱۱)

☆ مسجد میں برآمدہ اور ڈیوڑھی کی بنیاد مشترکہ ہے، اس کی چوڑائی ۔ ۱۹ فٹ

☆ مسجد کی دیواروں کی بنیادوں کی گہرائی کم از کم ۔ ۹ فٹ ہے۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر کے درمیانی حصہ کو چھوڑ کر شمالی اور جنوبی حصوں پر ۱۶ فٹ کی بلندی پر ایک چھت ڈال کر دو گیلریاں بنادی گئیں ہیں اور مسجد اور گیلریوں کے اوپر بڑا چھت ۳۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ بڑی چھت کے درمیان روشنی کے لئے ایک لائٹ مینار بنایا گیا۔ جس کی لمبائی ۱۶ فٹ اور چوڑائی ۱۶ فٹ اور بلند ۸ فٹ ہے۔ یہ لائٹ مینار پوری مسجد گیلریوں میں روشنی مہیا کرتا ہے۔

☆ مسجد کے بڑے کمرے (ہال) میں شمالی و جنوبی دونوں گیلریوں کی پیائش یہ ہے۔

لمبائی ۔ ۵۲ فٹ، چوڑائی ۔ ۵۲ فٹ

☆ پوری چھت صرف بیس ۲۰ ستونوں پر قائم ہے۔ ہر ایک ستون کی بنیاد زمین سے ۹ فٹ گہری ہے۔ ہر ستون کی بنیاد ۸ فٹ مربع کی پیائش میں۔ سطح زمین سے چھت تک یہ گول ستون ۲ فٹ قطر میں ہیں، جن پر اب سیاہ چمکدار چپس چڑھادی گئی ہے۔

☆ مسجد کا درمیانی محراب ۱۰ فٹ چوڑا اور ۱۶ فٹ اونچا ہے۔

☆ مسجد کے دروازوں کی پیائش یہ ہے۔

ہر دروازہ ۵ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ اونچا ہے۔

☆ تین بڑے دروازے ہیں جن کی پیائش یہ ہے۔ ہر دروازہ ۷ فٹ چوڑا اور ۸ فٹ اونچا ہے۔

(۱۱) مستری محمد الحق، جو شروع سے ہی مسجد کی تعمیر میں شامل رہے اور مستری فیض محمد کے داماد اور انہی کے شاگرد ہیں، نے بتایا کہ مسجد کی لمبائی کے برابر مینار کی بلندی مناسب ہوتی ہے، اسی طرح مینار کی موٹائی سے دس گنا مینار کی بلندی متناسب ہوتی ہے۔ نیز مستری محمد الحق نے بتایا کہ بادشاہی مسجد لاہور کے مینار ۱۸۰ فٹ اونچے ہیں۔ اور مینار پاکستان کی اونچائی ۱۹۶ فٹ ہے۔ (فقیر قادری عفی عنہ)

☆ اب مسجد کی چھت پر تین گنبد تعمیر ہو چکے ہیں۔ جن میں ایک بڑا ہے اور دو چھوٹے ہیں۔

بڑے گنبد کی پیائش یہ ہے۔

قطر ۔ ۲۴ ۱/۴ فٹ (اندر) اور ۴۱ فٹ بلند (کلس سمیت) چھوٹا گنبد، قطر ۔ ۱۶ فٹ (اندر)، بلندی ۔ ۳۳ فٹ (سیٹا سمیت)

☆ بانی مسجد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ذاتی نگرانی میں اس فلک بوس، طویل و عریض عظیم الشان اور عدیم النظیر جامع مسجد پر آپ کے وصال تک دو لاکھ کے قریب روپیہ صرف ہوا۔ آپ نے مسجد کا کام سنت نبوی کے مطابق خود بھی کیا۔ ۱۹۵۸ء میں جب گیلری کا لنٹر ڈالا جانے لگا تو سب سے پہلے آپ نے اپنے دست مبارک سے پہلی تغاری بجری کی ڈالی۔

لیکن مسجد کا حساب کتاب اپنے پاس نہ رکھا۔ تعمیر کے ابتدائی تین سال تک یہ حساب مولانا عبدالقادر احمد آبدی کے پاس رہا۔ بعد میں یہ حساب (تقریباً ۶ سال) حافظ محمد شفیع، صدر انجمن، فدایان رسول ﷺ کے پاس رہا۔

سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر جہاں مخلصین اہل سنت نے بساط بھر حصہ لیا، وہاں مخالفین اہل سنت نے اس کے تعمیر میں روڑے اٹکائے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی صداقت اور عزیمت کے سامنے تمام حائل رکاوٹیں خاک بن کر اڑ گئیں۔ مخالفین اپنے پورے زور کے باوجود کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔

ایک موقعہ پر مخالفین نے اپنے ہم عقیدہ اے۔ ڈی۔ ایم حمید الدین سے مل کر مخالفت کا جال بچھایا۔ اے ڈی ایم مسجد کی تعمیر کا ذاتی مخالف بن گیا۔ موقعہ پر آیا۔ مسجد کا صحن تنگ کرنے کے لئے اس نے مسجد کے صحن میں ڈرم نصب کروا دیئے اور کچھ دکانداروں کو بیٹھا دیا۔ آپ نے مسجد کے صحن کی حد بندی کے لئے باہر تین اطراف، باب النور، باب الرضا اور باب عائشہ بنوا دیئے۔

اے ڈی ایم مذکور عقاد کے اختلاف اور مخالفین کی انگیخت کے باعث شدید دھمکیاں دے گیا اور کہہ گیا کہ وہ سخت سزا کے لئے تیار رہیں۔ مگر راتوں رات ایسا عذاب میں مبتلا ہوا کہ اس کی داستانیں اب بھی زبان زد عام ہیں۔ (۱۱)

(۱۱) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ روزنامہ عوام، لائل پور ۔ ۸/مارچ ۱۹۶۳ء

مسجد میں قال وحال مصطفیٰ ﷺ کے تذکرہ وتدریس حدیث کے لئے آپ نے وسیع تالاب کے اوپر ایک عظیم الشان دارالحدیث تعمیر کروایا۔ آپ کی تعمیر کردہ مسجد اور دارالحدیث کے درمیان آپ کا مزار بنا۔ عارف جامی علیہ الرحمۃ کا شعر آپ کی زندگی اور وصال کے بعد کے حالات کا ترجمان ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد (ﷺ)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مسجد کی تزئین وتکمیل آپ کے خلف اکبر صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول مدظلہ کی سرپرستی میں ہو رہی ہے۔ اس وقت تک مسجد کا اندرونی حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ پلستر کے علاوہ دیواروں پر نہایت خوبصورت، منقش اور رنگ دار چپس کا کام ہو چکا ہے۔ فرش پر رنگ دار اور چمکدار چپس بچھادی گئی ہے۔ مسجد کے باہر گنبدوں پر قیمتی رنگ دار سنگ مرمر چسپاں کیا جا چکا ہے۔ مسجد کے سامنے والی دیوار پر مینار غوثیہ اپنی عظمت کا اعلان کر رہا ہے۔ چھوٹے مینار حسین جلوؤں میں اپنی تکمیل کا اعلان کر رہے۔ مسجد کی پیشانی پر کام جاری ہے۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے انقلابی پروگراموں کے لئے ایسی ہی عظیم الشان مسجد درکار تھی۔ یہ سنی رضوی جامع مسجد اپنے بلند مینار کے ساتھ سنیت کا نشان ایک مضبوط مرکز اور ناقابل تسخیر قلعہ ہے۔ وصال تک آپ نے اسی عظیم مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس، عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور دیگر مذہبی تقاریب کا انعقاد اسی مسجد میں ہوتا ہے۔

شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کے علاوہ آپ نے متعدد مساجد کی بنیاد رکھی اور کئی دیگر مساجد کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا۔ جن مساجد کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

☆ احمد آباد (بھارت) کی جامع مسجد (۱۲)

☆ جامع مسجد راجہ چوک فیصل آباد۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد آپ نے ۱۹۵۸ء میں رکھا۔ (۱۳)

(۱۲) روایت مولانا غلام محی الدین، مقیم جوالانگر، فیصل آباد (۱۳) روایت مولانا منظور حسین خطیب مسجد مذکور

☆ صابری جامع مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد

☆ جامع مسجد بغداد، فیصل آباد (اس مسجد کی تعمیر میں بھی آپ نے نمایاں حصہ لیا)

☆ اللہ والی مسجد، جڑانوالہ روڈ، فیصل آباد

☆ جامع مسجد مدنی سمن آباد، فیصل آباد

☆ جامع مسجد بغدادی جوالانگر، فیصل آباد

اور بہت سی مساجد

☆ سرگودہا میں اہل سنت کے عظیم الشان کامیاب جلسہ کے بعد، جس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تاریخی بیان ہوا اور دیوبندیت کے مضبوط قلعے مسمار ہو گئے، کمپنی باغ میں بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی۔ جلسہ کی صدارت حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) نے فرمائی تھی۔ (۱۵)

☆ جامع مسجد قادریہ پیپلز کالونی، فیصل آباد (۱۶)

☆ ضلع کونسل، فیصل آباد کی مسجد کا سنگ بنیاد (تعمیر نو کے وقت) آپ نے رکھا۔ امام مسجد اپنی جانب سے مقرر کیا۔ سنگ بنیاد میں آپ کا نام نامی کندہ تھا، جو مسجد میں نصب ہوا۔ لیکن اب تعمیر جدید کے بہانے اس سنگ بنیاد کو ہٹا دیا گیا ہے۔ (۱۷)

دوران سفر آپ کو اگر کہیں ایسی جگہ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا جہاں پہلے سے مسجد موجود نہ ہوتی تو آپ کی برکت سے وہ جگہ نہ صرف آباد ہو جاتی بلکہ وہاں شاندار مسجد بھی تعمیر ہو جاتی۔ اسے آپ کی کرامت کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اس سلسلہ کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

(۱۵) روایت مولانا منظور حسین، خطیب جامع مسجد راجہ چوک، فیصل آباد

(۱۶) روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آبادی

(۱۷) روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد

ایک مرتبہ دورانِ سفر آپ نے اڈا مریدوالا ضلع فیصل آباد میں نماز عصر ادا فرمائی۔ قریب نہر کے پانی سے وضو کیا۔ اس وقت یہاں نہ آبادی تھی نہ ہی یہاں کوئی باقاعدہ مسجد تھی۔ خالی جگہ آپ نے نماز ادا کرلی۔ نماز کے بعد دعائیہ انداز میں فرمایا۔

''کیا ہی اچھا ہو کہ یہاں سنیوں کا ایک مدرسہ ہو اور ایک مسجد ہو، تا کہ یہ جگہ آباد ہو جائے۔''

بحمدہٖ تعالیٰ آپ کی برکت سے یہ جگہ اب آباد ہے، وہاں اہل سنت کا ایک مدرسہ ہے اور ایک شاندار مسجد۔ (۱۸)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لائل پور ورودِ مسعود سے قبل وہاں کی اکثر آبادی سنی مساجد میں دیو بندی عقیدہ کے امام مسلط تھے۔ آپ کی صداقتِ مذہبی، جلالتِ علمی، حق گوئی اور مسلکِ حق کی ترویج واشاعت کی شبانہ روز مساعی سے یہ سنی مسجدیں سنی ائمہ سے آباد ہو گئیں۔ آپ کے وصال تک جن مساجد کی تطہیر ہوئی ان کی تعداد اسی (۸۰) سے زائد ہے۔ ان مساجد کی تطہیر تعمیر سے کسی طور پر کم نہیں۔

(۱۸) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی فیصل آباد۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

ہجرت ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء کے بعد بھکھی اور سارو کی کے عارضی قیام کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے شوال ۱۳۶۸ھ / اگست ۱۹۴۹ء لائل پور (فیصل آباد) میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو کر اعلیٰ مربوط دینی وتدریسی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لائل پور کے قیام سے قبل مختلف مقامات اور بلاد کے امراء، مشائخ اور علماء نے آپ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، تا کہ آپ ان کی سرپرستی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیں۔ مگر آپ کا لائل پور کی نجدیت و دیوبندیت زدہ سرزمین میں بے خوف وخطر حق وصداقت کی آواز بلند کرنا آپ کی اعلیٰ ہمت، عزیمت، عظمت، بصیرت، استقلال، مخلصانہ بے لوث دینی وتبلیغی جذبہ پر دلالت کرتا ہے۔

مختلف اطراف سے قیام کی فرمائشوں کے باوجود آپ نے لائل پور کو آئندہ قیام کے لئے منتخب فرمایا۔ یہ قیام کا فیصلہ بے وجہ نہ تھا، اس کے پس منظر میں متعدد وجوہات تھیں۔ چند ایک وجوہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

﴿۱﴾

لائل پور شہر کی بنیاد ۱۸۹۷ء میں مکمل ہوئی۔ (۱)

اس شہر کے پہلے ڈپٹی کمشنر سرجن لائل نامی انگریز تھے۔ اس دور میں حکومت کی طرف سے شہر کی آبادی کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے پیرومرشد حضرت شاہ سراج الحق چشتی قادری کے والد ماجد خواجہ منیر الحق نقشبندی کے لئے متعین تھے۔ ۱۸۹۲ء میں خواجہ منیر الحق کے ہمراہ ان کے منشی فتح دین ان کے معاون تھے۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق ڈپٹی خواجہ محمد منیر الحق نے گھوڑی پر سوار ہو کر لائل پور کی آبادی کی نشاندھی فرمائی۔ انہی کی وساطت سے عبداللہ پور (فیصل آباد) کی زمین منشی فتح دین کو الاٹ ہوئی۔ (۲)

(۱) یہ سن کارخانہ بازار کے بیرونی دروازہ قیصری گیٹ پر لکھا ہوا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۲) (ا) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد ۱۰ / ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(ب) مکتوب مولانا نذیر احمد چشتی، مقیم چک ۲۷۰ (فیصل آباد) بنام فقیر قادری عفی عنہ، موصولہ ۲۲ / شعبان ۱۴۰۵ھ

منشی فتح دین اس کی اہلیہ (حافظ عبداللہ و فتح اللہ کی والدہ) اور ان کے خاندان کے بہت سے افراد حضرت خواجہ شاہ سراج الحق قدس سرہ سے مرید تھے۔ (۳)

منشی فتح دین کا اس علاقہ میں کافی اثر و رسوخ تھا۔ وہ مذہبی خدمات بھی بڑے ذوق سے سرانجام دیتے تھے۔ جھال خانوآنہ (فیصل آباد) کی مسجد، کچہری کی جامع مسجد اور تحصیل والی مسجد کے وہ متولی تھے۔ (۴)

گویا لائل پور کی ابتدائی آبادکاری میں اولیاء اللہ کا بہت حصہ اور تعلق ہے۔ اپنے پیرومرشد خواجہ سراج الحق قدس سرہ کے حوالہ سے لائل پور کی سرزمین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے تعلق روحانی کا باعث تھی۔

یاد رہے اس شہر کا نام ۱۹۷۵ء میں تبدیل کر کے فیصل آباد کر دیا گیا۔

﴿ب﴾

لائل پور کی ابتدائی آبادی میں مسلم و غیر مسلم سبھی شامل تھے۔ مسلمانوں کی مذہبی و دینی راہنمائی کے لئے بزرگان دین کے دامن گرفتہ علماء خدمت دین میں مصروف رہے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا نظام الدین لائل پوری کا انتقال ہوا۔ (۵)

مولانا نظام الدین حضرت شاہ سراج الحق قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ (۶)

مولانا نظام الدین کی موجودگی تک پورے شہر اور علاقہ میں محبان اولیاء اللہ اہل سنت کے معتقدات کا خوب چرچا رہا۔ ہر طرف صلوٰۃ و سلام محافل میلادالنبی اور مجالس اولیاء اللہ کی رونق قائم رہی۔ مولانا نظام الدین کے وصال کے بعد

(۳) مکتوب مولانا نذیر احمد سراجی، چشتی بنام فقیر قادری عفی عنہ ۲۲/شعبان ۱۴۰۵ھ

(۴) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۵) روزنامہ سعادت، لائل پور (اداریہ) مجریہ ۳۰/دسمبر ۱۹۶۲ء

(۶) مکتوب مولانا نذیر احمد چشتی بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ موصولہ ۲۲/شعبان ۱۴۰۵ھ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے یکم ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کو دورۂ حدیث پڑھاتے ہوئے فرمایا ''مولانا نظام الدین وہابی عقیدے کے تھے، جو کہ تحصیل والی مسجد لائل پور میں خطیب تھے، حضرت شاہ سراج الحق صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے سنی بن گئے تھے''

ملفوظات و فوائد دورۂ حدیث۔ مرتبہ مولانا محمد اقبال رضوی لائل پور۔ ص ۱۲

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں نے اہل سنت کے روپ میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان تک لائل پور میں اہل سنت کو مغلوب اور ان کے عقائد حقہ کو مسموم کرنے کی کوششیں پورے عروج پر تھیں۔ اہل سنت کی مساجد پر دیوبندی ائمہ مسلط تھے، جنہوں نے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کیا ہوا تھا۔ پورے شہر میں دو مساجد تھیں جن کے امام سنی تھے۔ مسجد نور (طارق آباد) مسجد صابری۔

اپنے برادر دینی و یقینی مولانا نظام الدین (م ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء) کی گذشتہ خدمات اسلامیہ کے حوالہ سے لائل پور، شاہ سراج الحق کے خلیفہ حضرت شیخ الحدیث کے لئے ایک وجہ تعلق تھا۔ شاہ سراج الحق کے اس خلیفہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے لائل پور کی ایسی تطہیر فرمائی کہ یہ سنیوں کا روحانی، علمی مرکز اور ناقابل تسخیر قلعہ بن گیا۔

﴿ج﴾

لائل پور کا شہر مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) بشمول کشمیر کے قریباً وسط میں واقع ہے۔ لال پور دنیا کے نقشہ پر ۷۳ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد شرقی اور ۳۱ درجہ ۲۴ دقیقہ عرض بلد شمالی پر واقع ہے۔ جبکہ مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) تقریباً ۶۰ سے ۷۸ درجہ طول بلد شرقی اور ۲۴ سے ۳۶ درجہ عرض بلد شمالی کے درمیان واقع ہے۔ اس اعتبار سے لائل پور اس وقت کے مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) کے تقریباً وسط میں ہے۔ ملک کا یہ وسطانی مقام مرکز اہل سنت بننے کا زیادہ حق دار تھا۔ ممکن ہے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی نگاہ انتخاب میں یہ وجہ بھی کارفرما ہو۔

﴿د﴾

قیام پاکستان سے قبل مغربی پاکستان میں جتنے مشہور مرکزی مدارس اور خانقاہیں تھیں ان میں سے اکثر کے مہتمم حضرات، زیب آستانہ مشائخ کرام اور ملک کے دیگر امراء نے آپ کو ان کے ہاں قیام پذیر ہونے کی دعوت دی۔ (۷)

تاکہ ان کی سرپرستی میں درس و تدریس کریں، مگر آپ کی مرکزی اور ہمہ گیر شخصیت کا تقاضا تھا کہ آپ آزادانہ

(۷) (ا) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ۔ ص ۳

(ب) ماہنامہ ضیائے حرم، بھیرہ۔ (شیخ الاسلام نمبر) اکتوبر ۱۹۸۱ء۔ ص ۵۸

ماحول میں درس وتدریس تبلیغ واشاعت اور دعوت وارشاد کا کام جاری فرمائیں، تاکہ مستقبل میں آپ کی سرپرستی میں دیگر مدارس بھی جاری ہوجائیں اور آپ کی شخصیت کی مرکزی حیثیت نمایاں ہوسکے۔ اس لحاظ سے لائل پور ہی موزوں تھا۔

﴿ہ﴾

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لائل پور کے ورودِ مسعود سے قبل آپ کے پیرزادہ صاحبزادہ محمد ظہور الحق سراجی لائل پور میں محلّہ سنت پورہ میں مقیم ہوچکے تھے۔ ابتدائی طور پر آپ کا عارضی قیام ان کے ہاں بھی ممکن ہوا۔

﴿و﴾

سب سے بڑھ کر مرکزِ علم وعرفاں بریلی کے سجادہ نشین، مظہر اسلام بریلی کے مہتمم اور آپ کے استاذ گرامی حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قادری نوری کا حکم نامہ قیام لائل پور کا باعث بنا۔ ہوا یوں کہ آپ نے مستقبل میں مقام قیام کا معاملہ استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی اور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ نوری کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے۔

''میں استاذی المکرّم بدر طریقت صدر الشریعۃ علامہ حکیم امجد علی صاحب رضوی دامت برکاتہم و سیدی وسندی حضرت مفتی اعظم ہند سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف عم فیوضھم کے حکم کا منتظر ہوں۔ اگر وہ حضرات مجھے حکم دیں تو کہیں بھی شامیانہ لگا کر دینی خدمات انجام دوں گا۔ لیکن جب تک ان حضرات کی طرف سے کوئی حکم یا کوئی غیبی اشارہ نہ ہوجائے اس وقت تک کسی جگہ کا وعدہ قبول نہ کروں گا۔(۸)

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کا وصال تو ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ میں ہوگیا۔ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ''

حضرت مفتی اعظم اسی سال حج وزیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ اس دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کسی کام کے لئے لائل پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہاں سے آپ نے انہیں عریضہ لکھا جس میں ساروکی

(۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۵رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ۔ص ۳

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

اور لائل پور میں سے کسی مناسب مقام کے تعین کا حکم نامہ حاصل کرنے کی استدعا کی گئی۔ مفتی اعظم کا مدینہ منورہ سے خط آیا۔ جس میں انہوں نے ساروکی کے پتہ کو دائرہ میں کردیا اور لائل پور کا پتہ کھلا چھوڑ دیا۔ لفافہ دیکھتے ہی آپ پر ایک روحانی وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ جس کا اندازہ صرف اہل دل ہی کرسکتے ہیں۔ اہل اللہ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس مکتوب مبارک کے الفاظ میں کیا کیا عظیم بشارتیں تھیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

''آج حجاز مقدس سے یہ غیبی اشارہ ہوا ہے کہ ساروکی کا دانہ پانی بند اور لائل پور میں قیام کرنا اور دینی ومذہبی خدمات انجام دینا مقدر میں ہے۔''(۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ابتدائی قیام کے وقت لائل پور کی جو مذہبی حالت تھی وہ تاریخ کا ایک تاریک پہلو ہے۔ بدعقیدگی کی ظلمتیں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں۔ اسلام کے نورانی، مقدس قوانین کو طاغوتی طاقتیں اندھیرے سے بدلنے کی کوششوں میں مصروف تھیں۔ عظمت انبیاء علیہم التحیۃ والثناء اور محبت اولیاء علیہم الرحمۃ سے منسوب ہر محفل پر عملاً پابندی تھی۔ میلاد مصطفیٰ اور اعراس اولیاء پر ایسی قدغن تھی کہ ان کا انعقاد ناقابل معافی جرم تھا۔ فضا یارسول اللہ کے مقدس نعرہ کو ترس رہی تھی۔ مذہب کے نام پر بدمذہبی پھیلانے والے ٹھیکیداروں نے ایسا ماحول پیدا کررکھا تھا کہ اگر کوئی جرات کرکے احقاق حق اور ابطال باطل کی کوشش کرتا تو پتھر مار مار کر بھگا دیا جاتا۔ اگر کسی جگہ کسی مذہبی جلسہ کی کاروائی کی ابتدا کی جاتی تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوگا۔ بھرے مجمع میں غنڈہ گردی کرکے انتشار وبدنظمی اور افراتفری پیدا کی جاتی، آخر تنگ آکر لوگ خود بخود منتشر ہوجاتے۔ اور جلسہ کا پروگرام درہم برہم ہوجاتا۔

لائل پور جیسا صنعتی شہر، تجارتی مرکز اور زرعی علاقہ مذہبی طور پر خشک وسنگلاخ بن چکا تھا۔ اس بدمذہبی جمود کو توڑنے کے لئے آپ کے عزم عظیم نے لائل پور کے قیام کو منتخب کرلیا۔

لائل پور کے اس مذہبی جمود کو سمجھنے کے لئے دو شہادتیں پیش خدمت ہیں۔ لائل پور کے باسی، مسلم لیگ کے ضلعی صدر۔ روزنامہ اخبار سعادت لائل پور کے مدیر مسئول جناب ناسخ سیفی بیان کرتے ہیں۔

(۹) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۲۵رشعبان المعظم ۱۳۷۸ھ۔ص ۳

"شیخ الحدیث والتفسیر، المحدث الاعظم، العلامہ، استاذ العلماء الکاملین، امام الفضلاء العارفین، حجۃ الاسلام، مرجع الخواص والعوام، حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا لائل پور میں ورود......

......ایک احسان خداوندی تھا۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۷ء تک کا عرصہ لائل پور میں دینی انحطاط کا دور تھا۔ مسلمانوں کے عقائد پر الحاد کی پرچھائیاں چھا چکی تھیں۔ بے دینی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مسلمان سرمایہ عقیدت، محبت واسلام سے محروم ہوتے جا رہے تھے۔ یا رسول اللہ کی پکار.......... اور گیارہویں کی بہار..........شرک وبدعت متصور ہونے لگی تھی۔

جب اس بے دینی کے رجحانات عام ہو گئے۔ تو خداوند قدوس نے اس کا خاص انتظام کر دیا......

......اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو محبت رسول کی مشعل تابندہ دے کر..........لائل پور کی جانب روانہ فرمادیا۔"(۱۰)

فخر العلماء علامہ مولانا عطا محمد چشتی کے الفاظ، جوانہوں نے آپ کے لائل پور کی آمد سے متعلق بیان کئے۔ پڑھئے اور تاریخ سے آگاہی حاصل کیجئے۔

"جب وہ تقسیم کے بعد پاکستان آئے اور لائل پور کی ایک چھوٹی سی مسجد میں انہوں نے یک وتنہا کام شروع کر دیا۔ جب کوئی معاون نہ ہو، مخالفوں کی یورش ہو اور مقام اجنبی ہو تو کام کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ معمولی اعصاب رکھنے والا انسان ایسی معاندانہ سرزمین میں ٹھہر نہیں سکتا۔ مہیب آندھیوں میں معمولی چراغ کی لو کا برقرار رہنا ممکن نہیں۔ طوفانی ہواؤں میں کوئی قوی ترین مشعل ہی ظلمتوں کا سینہ چاک کر سکتی ہے۔ یہ شیخ الحدیث ہی کا عزم تھا۔ جوان تمام بے سروسامانیوں اور مخالفت کے اژدھام میں بھی متزلزل نہیں ہوا۔ وہ ماحول کی تمام بے نیازیوں سے مستغنی ہو کر ایک چھوٹی سی مسجد میں مصلی بچھا کر بیٹھ گئے اور درس وتدریس کی زندگی کا آغاز کر دیا..........

(۱۰) عاشق رسول، مؤلفہ عتیق الرحمٰن سیفی۔ مطبوعہ سعادت پریس۔ لائل پور (۱۹۶۳ء) ص ۱۵

......جہالت وگمراہی برسوں دعائیں کرتی ہے تب کہیں جا کر ایسا صاحب علم پیدا ہوتا ہے، شیخ الحدیث کی تبلیغی زندگی نے جس فضا میں آنکھ کھولی اس وقت ہر طرف رسول دشمنی کا دور دورہ تھا۔ بدمذہب علماء اپنی تقریروں کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت کم کرنے کی دل آزار کوششیں کر رہے تھے۔ جس کا کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے اس کا نام لینے کو کفر وشرک قرار دیا جا رہا تھا۔ نداء یا رسول اللہ ﷺ اس دور کی سب سے بڑی ضلالت بن چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے فضائل ومناقب کے حسین گل دستوں میں احکام معصیت کے کانٹے رکھ دیئے گئے تھے۔ غرضیکہ ہر روا ناروا ہو گیا تھا۔"(۱۱)

تاریخ کے طالب علم سے یہ امر مخفی نہیں کہ ۱۹۴۷ء میں جو لوگ ہجرت کر کے پاکستان پہنچے ان کی معاشی حالت کیسی قابل رحم تھی۔ ان مہاجرین کو آباد ہونے اور اپنے معاشی حالات درست کرنے میں ایک عرصہ لگا۔ کسی مہاجر کا ہجرت کے فوراً بعد کسی مشکل اور اہم کام کے لئے کمر ہمت باندھنا، بالخصوص اجنبی ماحول میں اس کی عظمت وعزیمت سے بڑھ کر اس کی کرامت کا بین ثبوت ہے۔ بایں ہمہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مستقبل میں دینی خدمات کے لئے لائل پور کا انتخاب کر لیا۔ اور شوال المکرم ۱۳۶۸ھ/اگست ۱۹۴۹ء سے لائل پور میں تدریسی کام کی ابتداء کر دی۔ اس غرض سے آپ نے رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/جولائی ۱۹۴۹ء کا کچھ حصہ حیدر آباد (سندھ) اور کراچی میں گذارا، تا کہ احباب اہل سنت کو اپنے پروگرام سے مطلع کریں اور نئے قائم ہونے والے عظیم جامعہ سے متعارف کرائیں، اس سال عید الفطر آپ نے سنت پورہ، لائل پور میں کی۔ اس وقت آپ کا قیام پیر ومرشد خواجہ سراج الحق کے صاحبزادہ صاحب کے ہاں تھا۔

۴/شوال المکرم ۱۳۶۸ھ/۳۱ جولائی ۱۹۴۹ء (۱۲) سے ہی طلباء دورہ حدیث کے لئے آپ کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مولانا مفتی محمد امین شرقپور سے، مولانا سید عطا محمد اجمیری ہارون آباد سے، مولانا عبدالقادر احمد آبادی

(۱۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، مجریہ ۱۳/دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۸

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، مجریہ ۱۳/دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۴

بھیرہ سے، مولانا معین الدین شافعی، کراچی سے اور دوسرے طلباء رفتہ رفتہ شریک درس حدیث ہوتے گئے۔ اوائل شوال المکرّم میں آپ نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں توکلاً علی اللہ

"جامعہ رضویہ مظہر اسلام"

کا افتتاح تدریس حدیث سے کر دیا۔ ابھی ایک ہفتہ ہی گذرا ہوگا کہ مولانا محمد یعقوب حال مقیم فیصل آباد، جنہوں نے بریلی شریف میں آپ سے دورہ حدیث پڑھا تھا، حاضر ہوئے۔ (۱۳) اور سات روپے فطرانہ کی رقم طلباء کے لئے پیش کی۔ مقامی طور پر جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے لئے شاید یہ سب سے پہلا عطیہ تھا۔ اس عطیہ سے پہلے آپ طلباء کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ اس فطرانہ کی رقم ملنے کے بعد آپ نے اپنے کھانے کا بندوبست الگ کر لیا۔ (۱۴)

ابتدائی دنوں میں دورۂ حدیث کے اسباق محلہ سنت پورہ کے گوردوارہ میں پڑھانے شروع کئے، اس وقت آپ کا قیام بھی یہیں تھا۔ کچھ دنوں بعد اپنی رہائش کے لئے جھال خانوآنہ میں مکان کرایہ پر لے لیا۔ (۱۵)

اس عرصہ میں آپ مدرسہ سراجیہ میں خطبہ جمعہ دیا کرتے۔ چند جمعے جھال خانوآنہ کی مسجد میں پڑھائے اور ایک جمعہ محلہ طارق آباد کی مسجد نور میں پڑھایا۔ (۱۶)

ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ/ستمبر ۱۹۴۹ء میں حافظ سردار محمد وغیرہ شاہی مسجد گول باغ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی ہماری مسجد کے لئے بطور امام اپنے کسی طالب علم کو مقرر فرمائیں۔ آپ نے منتظمین سے ان کے عقائد کے بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بحمدہ تعالیٰ راسخ العقیدہ سنی ہیں اور اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ نے دورۂ حدیث کے شریک طالب علم مولانا عبدالقادر کو شاہی مسجد کا امام مقرر کر دیا۔ چند دنوں بعد منتظمین شاہی مسجد کی درخواست پر آپ نے خطبہ جمعہ یہاں شروع کر دیا۔ یہ مسجد ابھی تک چھت کے بغیر تھی۔

(۱۳) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ (۱۴) ایضاً

(۱۵) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد۔ ۱۰/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۱۶) عاشق رسول۔ مؤلفہ عتیق الرحمٰن سیفی۔ مطبوعہ سعادت پریس لائل پور۔ ص ۱۵

عید الاضحیٰ ۱۳۶۸ھ/اکتوبر ۱۹۴۹ء کے بعد منتظمین مسجد کی درخواست پر آپ نے درس حدیث کے اسباق شاہی مسجد اور شاہی مسجد سے ملحقہ گول باغ میں شروع کر دیئے۔ (۱۷)

اس اجنبی ماحول میں آپ نے موسم کی شدت اور دھوپ چھاؤں سے بے پرواہ ہو کر جان کی حفاظت اور صحت کا خیال کئے بغیر توکلاً علی اللہ شاہی مسجد کے فرش پر شامیانے کے نیچے بیٹھ کر طلباء کو درس حدیث دینا شروع فرما دیا۔ رفتہ رفتہ آپ کے خلوص و تقویٰ اور مسلک سے پختگی کی برکت سے حق کی آواز پھیلنے لگی۔ عوام و خواص کے آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی مجلس وعظ اور درس میں شرکت کرنے لگے اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگے۔ آپ کے علم و فضل، حقانیت، صداقت، عزیمت، تحمل و بردباری، اخلاق و انکساری، استغناء اور مہمان نوازی نے ہر آنے والے کو متاثر کیا۔

عَلٰی قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَاْتِی الْعَزَائِمُ
وَتَاْتِی عَلٰی قَدْرِ الْکِرَامِ الْمَکَارِمُ

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے انداز خسروانہ

تھوڑے ہی دنوں بعد ۱۲/ربیع الاول ۱۳۶۹ھ/۲/جنوری ۱۹۵۰ء کو بعد نماز عصر آپ نے احباب اہل سنت کے اجتماع میں اس عظیم ملی یونیورسٹی جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی شاندار حسین اور جدید سہولتوں سے مزین عمارت کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا اور دعا خیر و برکت فرمائی۔ (۱۸)

علم و فضل اور عشق محبوب رب العالمین کی اس عظیم مرکزی درس گاہ کے سنگ بنیاد کے لئے آپ نے یوم میلاد

(۱۷) روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد، ۱۰/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۱۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۲۱/شعبان ۱۳۷۹ھ۔ ص ۳

نوٹ: مولانا محمد افضل کوٹلوی ایم اے نے یہ تاریخ سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کی تاسیس کی تاریخ بتائی ہے۔ ملاحظہ ہو نائب اعلیٰ حضرت۔ ص ۲۱۔ جو غلط ہے۔ سنی رضوی جامع مسجد کی تاریخ تاسیس ۱۱/ربیع الاول ۱۳۷۴ھ/۸/نومبر ۱۹۵۴ء ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

مصطفیٰ ﷺ کا انتخاب فرمایا۔ اس کے پسِ منظر اس امر کی طرف حسین اشارہ تھا کہ جس بابرکت روز کو جس عظیم عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ نشانِ عشق و محبت بنے گا۔ ان شاء اللہ

تاریخ اسلام میں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ نے معظم کاموں کا آغاز میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دن سے کیا ہے۔ چنانچہ ''مآثر عالم گیری'' کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ نے ۱۰۸۴ھ میں دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہل کار حافظ رحمت خاں کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور ﷺ کا کما حقہ انتظام ۱۲ ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد (لاہور) اختتام کو پہنچی تھی۔ ہم تصور کرتے ہیں کہ یہ جشن میلاد النبی ﷺ ایک طرح شاہی اہتمام سے تعمیر مسجد کا افتتاح تھا۔ کیونکہ یہ تقریب اپنی روایات کے مطابق اور اہمیت کے موقع کے اعتبار سے مسجد ہی میں مناسب طور پر اہتمام پا سکتی تھی۔ ویسے اگرچہ بادشاہ کا عزم حسن ابدال کے ارادہ سے سرحد کی مہم پر جانے کا تھا۔ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر ۱۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو منعقد ہوئی۔ (۱۹)

جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد رکھنا تھا کہ بدمذہبوں نے مخالفتوں کا طوفان برپا کر دیا۔ لیکن ان تمام مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر آپ نے جامعہ اور مسجد کی تعمیر جاری رکھی۔ اس سے آپ کے معاونین کے حوصلے بلند سے بلند تر ہو گئے، وہ بھی بڑی لگن اور محبت سے جانثارانہ طور پر مدرسہ اور مسجد کی تعمیر و ترقی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تعمیر کے کاموں میں بنفس نفیس مصروف رہے۔ آپ کے معاونین میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں۔

☆ جناب بشیر احمد، سابق صدر مسلم لیگ لائل پور، چیئرمین بلدیہ لائل پور

☆ جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ۔ فیصل آباد

☆ جناب خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ فیصل آباد

☆ جناب چوہدری محمد سلیمان ایڈووکیٹ فیصل آباد

(۱۹) روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۲ مئی ۱۹۶۶ء بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ

جامعہ رضویہ کا نصاب تعلیم

جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں درس نظامی کا پورا اہتمام ہے۔ شروع سے آخر تک تعلیم و تدریس کا مکمل انتظام ہے۔ حفظ قرآن مجید اور تجوید و قرات کے۔ لئے علاوہ حسب ذیل نظام تعلیم جاری ہے۔

☆ **حدیث**: مشکوٰۃ، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ **تفسیر**: بیضاوی، جلالین، مدارک

☆ **فقہ**: منیۃ المصلی، نورالایضاح، قدوری، کنزالدقائق، شرح وقایہ چہار جلد، ہدایہ اولین، ہدایہ آخرین

☆ **عقائد و کلام**: شرح عقائد، خیالی، امور عامہ

☆ **اصول حدیث**: شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ شیخ عبدالحق

☆ **اصول فقہ**: اصول الشاشی، نورالانوار، حسامی، تلویح و توضیح، مسلم الثبوت **میراث**: سراجی

☆ **ادب**: دروس الادب، درجات الادب، روضۃ الادب، قلیوبی، نفحۃ الیمن، مقامات حریری، دیوان حماسہ، متنبی، قصیدہ بردہ شریف، دیوان حسان ابن ثابت، تاریخ الخلفاء

☆ **نحو**: نحو میر، شرح مأۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی

☆ **صرف**: میزان الصرف، منشعب، قانونچہ کھوالی، صرف بھتر ال، صرف میر، علم الصیغہ، دستور المبتدی، مراح الارواح، فصول اکبری ☆ **معانی**: تلخیص المفتاح، مختصر معانی، مطوّل

☆ **منطق**: مجموعہ منطق، قال اقول، مرقات، شرح تہذیب، قطبی، سلم العلوم، ملا حسن، رسالہ قطبیہ، ملا جلال، میر زاہد حمد اللہ، قاضی مبارک ☆ **فلسفہ**: ہدیہ سعیدیہ، میبذی، صدرا، شمس بازغہ

☆ **فارسی**: کریما، پندنامہ، زبان شیریں، آمدنامہ، گلستان، بوستان

☆ **حساب و کتابت** (۳۵)

(۳۵) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مجریہ ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ

مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی شاخیں

جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی بنیاد انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں رکھی گئی، اور روز تاسیس سے ہی مخالفوں نے مخالفتوں اور سازشوں کا جو سلسلہ شروع کر دیا اس کے باوجود بانی جامعہ رضویہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی پر عزم، مجاہدانہ مسلسل مساعی کی بدولت چند سالوں میں یہ دارالعلوم ملک بھر کے صف اول کے مرکزی مدارس میں شمار ہونے لگا۔ جامعہ رضویہ نے اپنے تمام شعبوں سمیت جس تیزی سے حیرت انگیز ترقی کی وہ باعث استعجاب بھی ہے اور قابل فخر بھی۔

جامعہ رضویہ سے فارغ التحصیل فضلاء کرام نے ملک بھر میں، اپنے اپنے علاقوں میں مدارس قائم کئے، جو اگرچہ خود مستقل ادارے ہیں مگر ان کا الحاق مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام سے ہے۔ ان تعلیمی اداروں کو جامعہ رضویہ کی شاخیں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ جامعہ رضویہ سے ملحقہ مدارس اور اس کی شاخیں ملک بھر میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی کثیر تعداد میں شاخیں ملک بھر میں قائم ہوئیں۔ تاریخ اسلام میں مدارس دینیہ کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال مل سکے کہ جس طرح جامعہ رضویہ مظہر اسلام نے اپنے تمام شعبوں سمیت اور اس کی ذیلی شاخوں نے تعلیمی وتدریسی ترقی کی۔ یہ سب حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بدولت ممکن ہوا۔

ذیل میں جامعہ رضویہ سے ملحقہ مدارس کی مختصر فہرست پیش خدمت ہے۔

۱ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

۲ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ، بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین۔

۳ جامعہ حامدیہ رضویہ، کرشن نگر لاہور

۴ دارالعلوم غوثیہ رضویہ۔ فیروز شاہ اسٹریٹ سکھر (سندھ)

۵ مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم، محلّہ اسلام آباد گوجرانوالہ

۶ دارالعلوم قطبیہ رضویہ، چک ۲۳۳ جوتیانوالہ ضلع جھنگ

۷ دارالعلوم انوار الابرار جامعہ رضویہ، دہلی گیٹ ملتان

۸ دارالعلوم انوار القرآن جامعہ رضویہ، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

۹ دارالعلوم محمودیہ رضویہ، منڈی پپلاں میانوالی

۱۰ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، نواب شاہ (سندھ)

۱۱ دارالعلوم شمسیہ مظفریہ رضویہ، واں بھچراں ضلع میانوالی

۱۲ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، سمندری ضلع فیصل آباد

۱۳ دارالعلوم شرقیہ رضویہ، غلہ منڈی ساہیوال

۱۴ جامعہ حنفیہ رضویہ، کوٹ رادھا کشن ضلع لاہور

۱۵ دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ، جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

۱۶ مدرسہ نقشبندیہ رضویہ، محلّہ پیر کریاں پاک پتن

۱۷ مدرسہ امینیہ رضویہ، محلّہ محمد پورہ فیصل آباد

۱۸ جامعہ رضویہ منظر اسلام، منڈی ہارون آباد بہاول نگر

۱۹ جامعہ حنفیہ حقانیہ رضویہ، بھائی پھیرو لاہور

۲۰ دارالعلوم اویسیہ رضویہ، لیاقت پور ضلع بہاول پور

۲۱ دارالعلوم غوثیہ رضویہ، مظفر آباد آزاد کشمیر

۲۲ دارالعلوم توکلیہ رضویہ، خوشاب ضلع سرگودہا

۲۳ دارالعلوم حبیبیہ رضویہ، مقام اترا ضلع سرگودہا

۲۴ دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ، سانگہ ہل ضلع شیخوپورہ

۲۵ دارالعلوم کریمیہ حنفیہ رضویہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

۲۶ جامعہ غوثیہ چراغیہ رضویہ، گوجرہ منڈی رائے چک ۲۷۲

۲۷ جامعہ انوار غوثیہ رضویہ، پرانا اوکاڑہ ضلع ساہیوال

۲۸ جامعہ غوثیہ مظہر اسلام، بھابڑا بازار راولپنڈی

۲۹ مدرسہ ضیاء القرآن جامعہ غوثیہ رضویہ، عیدگاہ ڈنگہ ضلع گجرات

۳۰ مدرسہ نوریہ رضویہ، چک جھمرا ضلع فیصل آباد

۳۱ مدرسہ رضویہ انوار الاسلام، پیر محل ضلع فیصل آباد

۳۲ دارالعلوم حنفیہ رضویہ، غلہ منڈی عارف والا ضلع ساہیوال

۳۳ مدرسہ غوثیہ رضویہ، کانویں والا برستہ لالیاں ضلع جھنگ

۳۴ احسن المدارس، پنیالہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

۳۵ مدرسہ صدیقیہ رضویہ، کمر مشانی ضلع میانوالی

۳۶ مدرسہ غوثیہ رضویہ، راوی روڈ سمندری ضلع فیصل آباد

۳۷ مدرسہ رضویہ، کدھر تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

۳۸ مدرسہ سلطانیہ رضویہ، مرید کے بنگلہ ضلع فیصل آباد

۳۹ مدرسہ قادریہ رضویہ، سندیلیانوالہ ضلع فیصل آباد

۴۰ مدرسہ مفتاح العلوم امجدیہ رضویہ، قائد آباد ضلع سرگودہا

۴۱ مدرسہ سعیدیہ رضویہ، ملیانی ضلع سرگودہا

۴۲ مدرسہ رضویہ، کھنڈا موڑ ضلع شیخوپورہ

۴۳ مدرسہ غوثیہ رضویہ، گلزار مسجد نواب شاہ (سندھ)

۴۴ مدرسہ معین الاسلام رضویہ چک چیچاوطنی

۴۵ مدرسہ رحمانیہ قادریہ، ہری پور ہزارہ

۴۶ مدرسہ سلیمانیہ رضویہ، مانگٹ ضلع گجرات

۴۷ مدرسہ غوثیہ رضویہ، عبداللہ پور ضلع شیخوپورہ

۴۸ مدرسہ سعیدیہ رضویہ، علی پور چٹھہ ضلع گوجرانولہ

۴۹ مدرسہ کریمیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

۵۰ مدرسہ سلطانیہ رضویہ، اڈا مریدوالا چک ۱۹۷ گ، ب، ضلع فیصل آباد

۵۱ مدرسہ امجدیہ رضویہ ماڑی اٹاری، متصل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد

۵۲ دارالعلوم شمسیہ رضویہ چک ۲۵ ضلع لاہور

۵۳ مدرسہ فریدیہ رضویہ پکا لاڑاں ضلع رحیم یار خاں

۵۴ مدرسہ منبع الفیوض اویسیہ رضویہ حامد آباد تحصیل کانپور

۵۵ جامعہ رضویہ معین الاسلام چک ۱۱۳ تحصیل چونیاں

۵۶ مدرسہ حنفیہ رضویہ تجوید القرآن محلہ بھارت نگر لاہور

۵۷ مدرسہ عربیہ رضویہ، منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ (۳۶)

مذکورہ بالا مدارس حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی اشاعت علوم کے نتیجہ میں قائم ہوئے۔ بارہ برس کے قلیل عرصہ میں کسی ایک ذات کی تحریک پر اتنی زیادہ تعداد میں مدارس کا قیام تاریخ کا عجوبہ ہے۔ جو شاید ہی کسی اور کے حصہ میں آیا ہو۔

مندرجہ بالا فہرست ان مدارس کی ہے، جو ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء تک قائم ہوئے، اس کے بعد بھی متعدد مدارس آپ کی تحریک پر قائم ہوئے جن کا الحاق جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے ہوا۔ ایسے چند مدارس کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

☆ جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام، متصل بڑا قبرستان لائل پور

☆ جامعہ سردار العلوم مظہر اسلام، چک ۲۴۱۔ر۔ب۔ محمد پورہ نزد ہوائی اڈا لائل پور (۳۷)

☆ مدرسہ حنفیہ رضویہ اشرف العلوم، رتہ امرال۔ راولپنڈی (۳۸)

☆ دار العلوم غوثیہ لاثانیہ رضویہ، کھاریاں (۳۹)

---

(۳۶) مدارس کی فہرست میں سے نمبر ۱ تا ۴۵ کی تفصیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے رجسٹر اسماء فضلاء جامعہ سے ماخوذ ہے۔ نمبر ۴۶ تا ۵۷ کی تفصیل ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مجریہ ۲۱ رشعبان المعظم ۱۳۷۹ھ سے ماخوذ ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۷) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور۔ مجریہ ۲۰ رمارچ ۱۹۶۳ء

(۳۸) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۷ رشوال المکرم ۱۳۸۵ھ۔ ص ۸

(۳۹) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۲ رنومبر ۱۹۶۳ء ص ۱۲

☆ جناب غازی محمد حسین حوالدار فیصل آباد

☆ جناب سید مشتاق حسین فیصل آباد

☆ جناب شیخ محمد طفیل غوثیہ مارکیٹ فیصل آباد

☆ جناب حافظ محمد شفیع فیصل آباد

☆ جناب تاج دین بٹ فیصل آباد

☆ جناب برکت علی پہلوان فیصل آباد

☆ جناب چوہدری برکت علی فیصل آباد

☆ جناب صوفی اللہ رکھا فیصل آباد

☆ جناب حاجی عبد المجید کٹاریہ فیصل آباد

☆ جناب حاجی نذیر احمد بٹالہ فیصل آباد

ان حضرات کی مالی امداد کے علاوہ ان کا ہر قسم کا اخلاقی، قانونی تعاون بھی آپ کے ساتھ رہا۔

کراچی، حیدر آباد اور دیگر علاقوں کے احباب اہل سنت بھی جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور مسجد کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ چند دیگر معاونین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ جناب مولانا مفتی ظفر علی کراچی

☆ جناب حاجی سیٹھ عبد العزیز کراچی

☆ جناب سیٹھ اسمٰعیل جمال کراچی

☆ جناب محمد شفیع قادری کراچی

☆ جناب محمد انور توکل ٹریڈنگ کراچی

علاوہ ازیں حیدر آباد سے حاجی محمد قاسم، فیصل آباد سے صوفی عبدالرزاق اور جھال خانو آنہ سے غازی عبدالرشید، میر عبداللطیف وغیرہ تعاون میں پیش پیش تھے۔(۲۰)

یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے جامعہ رضویہ مظہر اسلام، شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر کے لئے آپ نے کبھی چندہ کی اپیل نہ کی، بلکہ بعض اوقات احباب نے اصرار کیا کہ آپ جمعہ یا سالانہ جلسہ کے اجتماع میں چندہ کی اپیل کریں۔لیکن آپ نے احباب کے اصرار کے باوجود کبھی چندہ نہ مانگا۔ بلکہ فرمایا کرتے۔

''میں چندہ کی اپیل نہیں کروں گا۔مولا کریم بزرگان دین کے صدقے سے خود اسباب مہیا فرما دے گا۔لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ صرف چندہ کی خاطر علماء مدارس اور مساجد بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ان کی غرض وغائت چندہ سے ہوتی ہے۔''(۲۱)

ربیع الاول ۱۳۷۳ھ/دسمبر ۱۹۵۳ء میں آپ راولپنڈی اراکین انجمن غلامان مصطفیٰ کی دعوت پر میلاد شریف کے اجلاس میں خطاب کے لئے تشریف لے گئے۔وہاں ایک جلسہ میں آپ کی موجودگی میں حکومت کی توجہ اس طرف دلائی گئی کہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے لئے امداد مہیا کرے۔آپ نے اس امر کو سختی سے روک دیا اور فرمایا۔

''ہمیں مخلصین عوام اہل سنت کا تعاون حاصل ہے۔حکومت کی امداد قبول کرنا ہمارا طریقہ نہیں۔اگر آج ہم نے حکومت کی امداد قبول کر لی تو کل حکومت کے ہر جائز و ناجائز اقدام کی حمایت کرنا ہو گی۔ایسا ہم سے نہیں ہو سکتا۔''(۲۲)

سابق صدر پاکستان محمد ایوب ایک مرتبہ سندھ کے دورہ پر گئے۔وہاں انہوں نے ایک مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں صدارتی خطبہ میں مدرسہ کو خطیر رقم کی امداد دینے کا اعلان کیا۔اس واقعہ کے بعد احباب نے حضرت شیخ الحدیث علیہ

(۲۰) (ا) نائب اعلیٰ حضرت۔مؤلفہ مولانا محمد افضل کوٹلوی۔شائع کردہ جامعہ قادریہ لائل پور، ص۲۲-۲۳

(ب) قلمی یادداشت مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد۔

(۲۱) روایت مولانا سید محمد حسن گیلانی، مالک نوری کتب خانہ لاہور۔۲۳/ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

(۲۲) روایت صوفی فیض محمد، لال کرتی۔راولپنڈی

الرحمۃ سے عرض کیا کہ آپ مدرسہ کے جلسوں کی صدارت کے لئے علماو مشائخ کو منتخب فرماتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی وزیر، مشیر یا کوئی بااثر آدمی ہمارے جلسہ کی صدارت کرے۔اس طرح ہمارے مدرسہ کو بھی خاصی امداد مل سکتی ہے۔اس پر آپ کا جواب غیر متوقع نہ تھا۔فرمایا۔

''یہ درست ہے کہ وزیر وغیرہ کو اگر ہم اپنے جلسوں کی صدارت کے لئے دعوت دیں تو وہ بخوشی آئیں گے اور ممکن ہے کہ وہ ہماری امداد بھی کریں۔مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔اس طرح کرنے سے پھر ایسا ہو گا کہ ہمیں حکومت کے ہر جائز و ناجائز اقدام کی حمایت کرنا پڑے گی۔جو ہم سے ممکن نہیں۔''(۲۳)

چونکہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی وجہ اساس اور تعلیم و تربیت کا واحد نصب العین عقیدہ کی پختگی، اخلاقی ہمہ گیری، باطنی للّٰہیت کو فروغ دینا اور شمع حب مصطفیٰ ﷺ کو فروزاں کرنا تھا۔اس سلسلہ میں اس متعینہ مقاصد سے فروتر کسی امر پر اکتفا کرنا ہی آپ کے مشن کے خلاف تھا۔اس لئے جو ذات اپنے عالی مقاصد میں مخلص ہو اور اسے اپنے رب جلیل و محبوب جمیل پر یقین کامل ہو وہ نمود و نمائش اور مخلوق خدا سے دریوزہ گری کو کس طرح گوارا کر سکتی ہے۔آپ کے اس خلوص اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام کی عالی شان حسین و جمیل دو منزلہ عمارت تیار ہو گئی۔سچ ہے کہ اولیاء اللہ جہاں قدم رکھتے ہیں وہ ویرانے باغ و بہار میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔جامعہ رضویہ گلشن رضویت اور سراپا ''مظہر اسلام'' بن گیا۔

مظہر اسلام کی تعمیر و ترقی درس حدیث کی مشغولیت، اعلاء کلمۃ الحق کی مساعی پیہم، وعظ و تبلیغ، دعوت و ارشاد ...... حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے یہ تمام وظائف جس پر آشوب ماحول میں ادا ہوئے آج اس کا تصور کرنا بھی دشوار ہے۔مخالفین اہل سنت کی طرف سے جو خطرناک سازشیں ہوئیں، قاتلانہ حملے ہوئے اور طوفان برپا ہوئے، بدتمیزی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ ہوا۔آج ربع صدی سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کی تلخیاں اور یادیں کم نہیں ہوئیں۔مگر وہ مرد حق آگاہ ان سب سے بے نیاز اپنے نصب العین کے حصول میں مشغول رہا۔

(۲۳) روایت مولانا سید محمد حسن گیلانی، مالک نوری کتب خانہ لاہور۔۲۳/ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ/ ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار باطل قوتیں مجتمع ہو کر آپ کے مقابل آئیں۔ ہوا یوں کہ مخالفین اہل سنت نے اجتماعی شکل میں حکام بالا کو آپ کے خلاف اس قسم کی مسموم اطلاعات بہم پہنچائیں کہ سردار احمد نامی ایک مولوی نے شہر میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ وہ اپنی شہرت کی خاطر ناجائز حربے استعمال کر رہا ہے۔ اس نے سرکاری زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے وغیرہ......... یہ مخبر لوگ ضلعی انتظامیہ سے وفود لے کر ملے۔ ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی حق گوئی کی وجہ سے ان کی مصنوعی سنیت کا پول نہ کھل جائے۔ چنانچہ مذکورہ تاریخ کو ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر حکام بظاہر ارشد مارکیٹ کے معائنہ کے لئے گول باغ پہنچے۔ مخالفین اہل سنت حکام کے ہمراہ تھے۔ کوئی ساڑھے بارہ بجے کا عمل ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ درس حدیث میں ایسے محو تھے کہ آپ نے ان حکام کی طرف قطعاً توجہ نہ فرمائی۔ دیگر اساتذہ بھی گول باغ کے خاکی فرش پر بیٹھے مصروف تدریس تھے۔ طلباء جامعہ رضویہ اپنے اسباق کے تکرار میں منہمک تھے۔ جامعہ رضویہ کے کسی فرد نے یہ احساس تک نہ کیا کہ کون آیا اور کب آیا۔ حکام بالا کے ساتھ آنے والے مخالفین نے موقعہ پر بھی مخالفت کا اظہار کیا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر پر اعتراض کیا کہ یہ ناجائز قبضہ ہے۔ حکام معائن کو چونکہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی پر خلوص درس و تدریس پسند آئی۔ علی رغم المخالفین انہوں نے جامعہ رضویہ اور سنی رضوی جامع مسجد کے لئے اس گول باغ کی زمین کے الاٹ منٹ کے حکم جاری فرما دیئے۔ جس سے مخالفین کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ (۲۴)

مٹانا چاہتا ہے جو میرے نقش تمنا کو
مجھے اس کا نشان مٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے

گول باغ میں جامعہ رضویہ کی تعمیر پر ڈی۔ سی اور دیگر حکام کا، معاندانہ کوششوں کے باوجود معترض نہ ہونا، ایک ایسا واقعہ ہے جسے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی کرامت ہی کہا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ اس مدنی حکم نامہ کی تکمیل کا اظہار تھا۔ جو مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کے مکتوب گرامی کی شکل میں تھوڑا عرصہ پہلے آیا تھا۔

(۲۴) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پیش آمدہ واقعات کو ایک رجسٹر میں تحریر کروا لیتے تا کہ تاریخ کا یہ حصہ محفوظ رہ سکے۔ مذکورہ بالا واقعہ کی تفصیل اس رجسٹر میں موجود ہے۔ اب یہ رجسٹر کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں صاحبزادہ محمد فضل رسول مدظلہ کی تحویل میں موجود ہے۔
فقیر قادری عفی عنہ

جامعہ رضویہ میں درجہ حدیث کے طلباء کے علاوہ درس نظامی اور درجہ حفظ و تجوید و قرات کے طلباء پہلے سال سے ہی مصروف درس تھے۔ سال اول میں آپ کے علاوہ دیگر چند مدرسین کے نام یہ ہیں۔

☆ مولانا محمد یوسف خان (پٹھان)
☆ مولانا حکیم سیف الدین گجراتی
☆ مولانا سید شاہسوار
☆ مولانا محمد مختار احمد دیال گڑھی

اور درجہ حفظ کے استاذ کا نام غالباً حافظ فضل کریم تھا۔ (۲۵)

جامعہ رضویہ کے قیام کے ابتدائی سالوں میں نہ اساتذہ کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر تھا، نہ آپ باقاعدہ مشاہرہ پاتے۔ آپ اساتذہ سمیت خالص لوجہ اللہ کام کرتے رہے۔ جامعہ کی آمدنی، جس کا دارومدار عوام اہل سنت کے تعاون پر تھا، کے مطابق اساتذہ کی، کئی ماہ بعد خدمت کر دی جاتی۔ (۲۶)

ایک موقعہ پر جامعہ رضویہ کے ابتدائی معاونین، وکلاء اور شہر کے دیگر جدید تعلیم یافتہ حضرات جمع ہوئے۔ انہوں نے از خود احساس کیا کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر کر دیا جائے۔ یہ مجلس چونکہ آپ کی موجودگی میں قائم ہوئی تھی۔ اراکین مجلس نے مشاورت کی گفتگو کو آپ سے مخفی رکھنا چاہا۔ اس کے لئے انہوں نے سمجھا کہ اگر آپ کے سامنے انگریزی میں گفتگو کر لی تو آپ کو باوجود موجودگی کے خبر نہ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے ساری گفتگو انگریزی میں کی جس میں آپ کے ماہوار مشاہرہ کی بات طے ہوئی۔ گفتگو کے اختتام پر آپ نے ان حاضرین سے فرمایا کہ فقیر آپ کی طرف سے باقاعدہ ماہوار مشاہرہ لے کر آپ کی ملازمت قبول نہیں کر سکتا۔ فقیر تو صرف اللہ و رسول کے احکام

(۲۵) مکتوب مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ/ ۵ جنوری ۱۹۸۶ء
(۲۶) مکتوب مولانا عبدلکریم خطیب محکمہ دفاع، راولپنڈی، سابق مدرس جامعہ رضویہ بنام فقیر قادری عفی عنہ، محررہ ۸ جون ۱۹۸۴ء

کے تحت کام کرے گا۔ اوران شاء اللہ بہت سے حضرات مجھ سے، باعزت طور پر مشاہرہ پائیں گے۔ اس پر حاضرین کو محسوس ہوا کہ ہماری گفتگو کی تمام تفصیل آپ سمجھ رہے تھے۔ ان پر اس وقت واضح ہوا کہ علوم دینیہ کا یہ ممتاز فرد علوم جدیدہ سے بھی آراستہ ہے۔ (۲۷)

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی بے لوث خدمات کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جامعہ رضویہ، شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر وترقی کی خاطر مادی اسباب جمع ہو گئے۔ دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر ہوگئی اور مادی وسائل آپ کے قدم چوم رہے تھے۔ مگر اس حالت میں بھی کبھی بھی مدرسہ یا مسجد کی رقم کو اپنے پاس نہ رکھا۔ رقم فوراً منتظمین حضرات تک پہنچادی جاتی، جس کا وہ باقاعدگی سے حساب کتاب رکھتے تھے۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ نذرانہ پیش کرنے والے نے خود یا بذریعہ منی آرڈر رقم پیش کی اور وضاحت نہ فرمائی کہ یہ خالص آپ کے لئے ہے۔ ایسی صورت میں بھی آپ اس رقم کو جامعہ کے حساب میں جمع کروادیتے۔ آپ کی اس عادت مبارکہ کے بارے میں جناب پروفیسر محمد اسحٰق قریشی کے الفاظ پڑھئے۔

''حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے لوث مبلغ اسلام تھے۔ کبھی دولت کا خیال نہ فرمایا۔ زندگی بھر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا۔ جامعہ رضویہ کے مہتمم تھے۔ لوگ نذرانے پیش کرتے۔ فوراً فرماتے نیچے جاکر خزانچی کو دے دیں۔ بسا اوقات یوں بھی ہوا کہ لوگوں نے آپ کو نذرانے پیش کئے، دستی یا منی آرڈر کی صورت میں، مگر یہ واضح نہ ہوا کہ خاص میرے لئے ہدیہ ہے، درس میں جمع کرادیئے۔ احتیاط کا اندازہ لگایئے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ ضرورت تھی کہ لوگ بڑھ چڑھ کر اس کی تعمیر میں حصہ لیں۔ مسجد کے لئے اپیل فعل مستحسن ہے۔ اپنی ذات کی خاطر تو خرچ کرنا نہیں۔ لیکن آج کل کا ماحول ایسا ہے کہ لوگ خواہ مخواہ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی خود اپیل نہ کی اور نہ رقوم وصول کیں۔'' (۲۸)

(۲۷) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ، فیصل آباد۔ ۱۸/ جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

(۲۸) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ مجریہ ۲۹/ نومبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۱

اس مادہ پرستی کے دور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے استغنا اور للّٰہیت نے خیر القرون کی یاد تازہ کردی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جملہ مقاصد کو آپ کے لئے نہ صرف سہل بنادیا بلکہ وہ مقاصد آپ کے سامنے دام بے غلام بن کر حاضر ہوئے۔ مولانا علامہ عطا محمد بندیالوی کا یہ تجزیہ اعتراف حقیقت کا کیسا آئینہ دار ہے۔

''ان کے استغناء کو کسی دنیادار کا مرہون احسان نہ ہونا پڑا، دنیا میں لوگ ہمیشہ اپنے مقاصد کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث کے تمام مقاصد خود ان کے پیچھے بھاگتے رہے ہوں۔'' (۲۹)

چونکہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے قیام کا محرک غیرت ایمانی، خدمت دینی، اور عشق رسالت کے فروغ کا مقدس جذبہ تھا۔ اس کا پیارا نام ''مظہر اسلام'' ہی خود اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے۔ نظام مصطفیٰ کی ترویج واشاعت اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ، دین اسلام کی عظمت وشوکت کا اظہار اس کا مقصد وحید تھا۔ بقول عارف جامی

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ

رب کریم کے فضل وکرم، پیارے حبیب ﷺ کی نظر رحمت، شہنشاہ بغداد، حضور داتا گنج بخش، پیارے اعلیٰ حضرت اور دیگر اولیاء کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خصوصی برکت سے جامعہ رضویہ پورے برصغیر میں بلکہ عالم گیر طور پر نشان سنیت بن گیا۔ پاکستان کے ہر حصہ سے آئے ہوئے طلباء کے علاوہ یوپی، بہار، بمبئی، غزنی، مشرقی پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے آئے ہوئے اڑھائی سو کے قریب مسافر طلباء آپ کے فیوض وبرکات سے ہر سال متمتع ہو رہے تھے۔ جامعہ رضویہ کی ہمہ گیری دراصل حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ایسی کرامت ہے جسے ہر ذی شعور محسوس کرتا ہے۔ وہ لائل پور جہاں عظمت مصطفیٰ کی تقریر کرنا تو درکنار ان آیات مقدسہ کی تلاوت ناقابل معافی جرم تھا، جن میں اللہ کے محبوب کی رفعت ونعت ظاہر وباہر بیان ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی برکت سے ہر طرف یارسول اللہ کے مقدس نعرہ سے

(۲۹) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ مجریہ ۱۳/ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۸

گونج اٹھا۔عظمت ورفعت مصطفیٰ ﷺ کے دل نواز ترانے گول باغ تو کیا سارے شہر بلکہ پورے ملک میں بہار پیدا کر رہے ہیں۔اس خوش گوار انقلاب میں جامعہ رضویہ کا کردار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

جامعہ رضویہ میں درجہ حدیث کے طلباء کے علاوہ باقی طلباء صبح مل کر قصیدہ نور پڑھتے ہیں اور پھر حاضری کے بعد اپنی اپنی تعلیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔احادیث طیبہ کا سبق شروع ہونے سے پہلے قصیدہ بردہ دارالحدیث میں اس محبت سے پڑھا جاتا ہے کہ حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔روح وجد میں آتی ہے اور آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔

دارالعلوم کے صحن میں شاہی مسجد کے ساتھ والا کمرہ پہلا دارالحدیث بنا۔۵۰۔۱۹۴۹ء میں چند ماہ اس کمرہ میں احادیث مبارکہ کے اسباق ہوئے۔کچھ دن موجودہ دفتر کے کمرہ کو دارالحدیث بننے کا شرف ملا۔۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۴ء تک دارالعلوم کے ساتویں نمبر والا کمرہ دارالحدیث رہا۔۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۲ء تک دوسری منزل ایک وسیع کمرہ دارالحدیث بنا دیا گیا۔طلباء کی کثرت کے باعث یہ وسیع کمرے بطور دارالحدیث کے ناکافی ثابت ہوتے گئے ۱۹۶۰ء میں سنی رضوی جامع مسجد کے تالاب پر دارالحدیث تعمیر ہوا۔جو وسیع ہونے کے علاوہ خوش منظر بھی ہے ۱۹۶۱ء میں اس دارالحدیث کا افتتاح ہوا،مگر علالت کے باعث آپ اس نئے دارالحدیث میں سبق نہ پڑھا سکے۔(۳۰)

علماء میں تنظیم کی ضرورت کا احساس ہر دور میں رہا۔لیکن آج کے پرفتن دور میں باطل قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے علماء کا اتحاد عمل از بس ضروری ہو گیا ہے۔اس مقصد کے لئے مدارس میں طلباء کو تنظیم سازی سے تربیت دی جانے لگی ہے کہ آنے والے دور میں یہ فضلاء اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کر سکیں۔قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں میں مدارس کے طلباء میں عموماً تنظیم سازی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تھی۔مگر اس دور میں بھی حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے جامعہ رضویہ میں طلباء کی علمی استعداد کے مطابق ان کی جماعت بندی کر رکھی تھی۔یہ جماعتیں باقاعدہ سرگرم عمل تھیں جامعہ رضویہ میں تین جماعتیں قائم تھیں۔

(۳۰) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول مدظلہ،فیصل آباد۔۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ

تذکرہ محدث اعظم پاکستان

۱۔ جماعت رضائے مصطفیٰ......درجہ حدیث کے طلباء کی جماعت

۲۔ جمعیت خدام رضا......شرح جامی یا اس سے اوپر کی کتابیں پڑھنے والے طلباء کی جماعت۔

۳۔ بزم رضا......شرح جامی سے نیچے کی کتابیں پڑھنے والے طلباء کی جماعت۔(۳۱)

یہ جماعتیں ہر جمعرات کو نماز عشاء کے بعد اپنے اپنے اجلاس منعقد کرتیں۔

تنظیمی امور کی انجام دہی کے لئے عہدیداروں کا انتخاب ہوتا۔طلباء وعظ وتقریر اور مناظرہ کی مشق کرتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بذات خود ان جماعتوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے۔حسب ضرورت اصلاح فرماتے اور طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

جامعہ رضویہ محض ایک تعلیمی ادارہ کا نام نہیں، بلکہ عوام وخواص میں عظمت ومحبت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور عقیدت اولیاء کرام علیہم الرضوان کے فروغ کی تحریک کا نام ہے۔اس لئے جامعہ رضویہ کے شعبہ تبلیغ کا ذکر فائدہ سے خالی نہیں۔شعبہ تبلیغ اشاعت کتب اور تقاریر دو جہتوں میں سرگرم عمل ہے۔

۱ سنی رضوی کتب خانہ

سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی ودیگر علماء اہل سنت کی تصانیف مبارکہ اور اصلاحی لٹریچر پھیلانے، عام نشر واشاعت اور عوام کی راہنمائی کے لئے سنی رضوی کتب خانہ قائم ہے۔جو وسیع پیمانے پر اشاعت دین ومذہب کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔کتابوں کی فروخت میں منافع مدنظر نہیں ہوتا۔

۲ تقاریب مبارکہ

جامعہ رضویہ کے زیر اہتمام بتقریب جشن دستار فضیلت ہر سال نہایت عظیم الشان سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔جس میں مقتدر علماء ومشائخ اور ملک کے گوشہ گوشہ سے اہل ذوق حضرات شرکت فرماتے ہیں۔اس دوروزہ اجلاس میں جامعہ کے فارغ التحصیل علماء وحفاظ کی دستار بندی ہوتی ہے۔یہ منظر نہایت پرشکوہ اور روح پرور ہوتا ہے۔اس کی شان

(۳۱) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ ص۵

وشوکت کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں، صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ وعظ کے یہ دلنواز منظر حصول تعلیم اور توقیر علماء کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ تعلیم کے خواہش مند حضرات کو بالخصوص آپ اس اجلاس میں شرکت کی دعوت دیتے۔

یہاں صرف ایک مکتوب کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے اس جلسہ کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔

''۱۷ر شعبان کو یہاں جلسہ ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادہ علی احمد سلمہ یہاں آئیں اور جلسہ دستار فضیلت دیکھ جائیں۔ اس سے علم دین کا شوق وذوق ترقی کرے گا۔'' (۳۲)

علاوہ ازیں ہر سال ماہ صفر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ یہ عرس بھی روحانیت اور فیوض وبرکات کا دریائے موجزن ہوتا ہے۔

ہر ماہ گیارہویں چاند شب کو مجلس غوثیہ منعقد ہوتی ہے۔ اس نعت خوانی اور حلقہ ذکر ہوتا ہے۔ ختم غوثیہ کے بعد لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ سال بھر میں دیگر تقاریب عید میلاد، معراج شریف، مجالس محرم، شب برات، لیلۃ القدر کے مواقع اور اکابر علماء اہل سنت کی تواریخ وصال پر پاکیزہ روحانی مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ یہ محافل ومجالس فیوض وبرکات کی تقسیم کا ایک انداز ہیں۔ یہ تمام تقاریب جامعہ رضویہ کے زیر اہتمام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ذاتی نگرانی میں منعقد ہوتیں ہیں۔

جامعہ رضویہ اپنی مرکزی، اعتقادی، علمی وتحقیقی اور ملی حیثیات سے عالم اسلام کے مدارس میں ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ پاکستان میں جامعہ سے ملحقہ مدارس اس کی مرکزیت کو واضح کرتے ہیں۔ اعتقادی حیثیت یہ جامعہ ''نشان سنیت'' بن چکا ہے۔ جامعہ رضویہ کے فضلاء مذہبی تصلب میں نظیر نہیں رکھتے۔ دینی مدارس کے اساتذہ کے بعض تلامذہ اپنے اساتذہ سے اختلافی نظریات رکھتے ہیں اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا کوئی تلمیذ ایسا نہیں جس نے دورہ حدیث آپ سے پڑھا ہو۔ آپ سے مختلف نظریات رکھتا ہو۔ اسے آپ کی کرامات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

(۳۲) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام جناب شرف دین والد مولانا علی احمد سندیلوی مقیم لاہور، محررہ ۱۹ر رجب ۱۳۷۸ھ

جامعہ رضویہ کے فضلاء ملک بھر میں اکثر مدارس دینیہ کے ممتاز مدرس اور شیخ الحدیث ہیں۔ بہت سے فضلاء بے مثال مقرر، مصنف اور محقق ہیں۔ یہ فضلاء جامعہ رضویہ کی علمی وتحقیقی امتیازی حیثیت پر برہان ناطق ہیں۔

ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی افتاد آئی جامعہ رضویہ کے فضلاء نے بروقت اور بھر پور ملی خدمات میں حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۲ء جنگ ۱۹۶۵ء، جنگ ۱۹۷۱ء تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء وغیرہ تمام مواقع پر جامعہ رضویہ کے فضلاء اور متوسلین کا مجاہدانہ کردار ناقابل فراموش ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جامعہ رضویہ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا کرتے تھے۔

''ہم نے طلباء کے لئے، علماء کے لئے علم کا کارخانہ کھول دیا ہے۔ آئیں اور غوث پاک کی برکت سے پڑھیں۔'' (۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال سے پہلے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے مدرسین اور دیگر عملہ کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں۔

☆ مہتمم مولانا قاضی محمد فضل رسول خلف اکبر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہیں۔ جامعہ رضویہ کے جملہ امور آپ کے زیر اہتمام سرانجام پاتے ہیں۔ صدر جمعیت رضویہ ہیں۔

☆ نائب ناظم ابوالمعالی مولانا معین الدین ناظم جامعہ رضویہ کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بھمبڑی علاقہ بمبئی (بھارت) سے تعلق رکھتے ہیں۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے پہلے سال کے فارغ التحصیل ہیں۔

☆ مولانا ولی النبی۔ آپ ضلع مردان (سرحد) کے رہنے والے ہیں۔ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر کے فارغ التحصیل ہیں۔ جامع معقول ومنقول، بزرگ صورت، نیک سیرت اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ فن تدریس پر ایسا عبور ہے کہ جو طالب علم آپ سے ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے وہ آپ ہی سے پڑھنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔

(۳۳) روایت مولانا حافظ محمد فضل احمد ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد ۷ر رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

☆ مولانا محمد مختار احمد۔ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) سے تعلق رکھتے ہیں۔ بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ جید عالم، ہنس مکھ اور شریف النفس ہیں۔

☆ مولانا مفتی نواب الدین۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ جید عالم، فاضل حکیم اور حافظ قرآن مجید ہیں۔ تدریس کے امور بڑی مستعدی سے سرانجام دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں جامعہ میں ناظم تعلیمات کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

☆ مولانا عبدالقادر۔ احمد آباد نزد بمبئی (بھارت) کے رہنے والے ہیں۔ ایف اے پاس ہیں۔ کالج کی تعلیم کے بعد بریلی حاضر ہوئے اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ جامعہ رضویہ کے سال اول کے فارغ التحصیل ہیں۔ شاہی مسجد (لائل پور) کے امام، ناظم جامعہ اور سیکرٹری جمعیت رضویہ ہیں۔

☆ مولانا مفتی محمد امین۔ جامعہ رضویہ کے سال اول کے فارغ التحصیل ہیں۔ ضلع لاہور کے رہنے والے ہیں۔ جید عالم اور متقی ہیں۔ جامعہ رضویہ میں تدریس کے علاوہ شعبہ دارالافتاء بھی آپ سے متعلق ہے۔

☆ مولانا محمد احسان الحق۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل اور حافظ قرآن ہیں۔ خوبرو، خوش گلو اور بلند پایہ مقرر و مناظر ہیں۔ جملہ علوم پر تدریس کا ملکہ رکھتے ہیں۔

☆ مولانا محمد حنیف۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ صوفی منش اور حافظ قرآن ہیں۔ تدریس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

☆ مولانا سید منصور حسین۔ آپ بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ سادات کرام میں سے ہیں۔ خاموش طبع، سادہ اور صوفی منش ہیں۔ طلباء کو بڑی شفقت، توجہ اور ہمدردی سے پڑھاتے ہیں۔ آپ کے گرد طلباء کا جمگھٹا رہتا ہے۔

☆ مولانا منظور احمد۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ قرآن مجید کے حافظ اور بلند پایہ مقرر ہیں۔ بڑے انہماک سے تدریس کرتے ہیں۔

☆ مولانا عنایت اللہ شاہ۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل اور سادات کرام میں سے ہیں، بڑے مستعد اور مجاہدانہ عزائم کے حامل ہیں۔ تنظیم و تعمیر ملت کا جذبہ وافر رکھتے ہیں۔ تدریس کے علاوہ جامعہ رضویہ کی دیگر خدمات بڑے خلوص سے کرتے ہیں۔

☆ مولانا محمد عبداللہ۔ جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل، حافظ قرآن اور سادات کرام سے ہیں۔

ان مدرسین کے علاوہ دو اور مدرس حافظ محمد فاضل اور قاری غلام محمد جامعہ رضویہ کے شعبہ حفظ و تجوید و قرات کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ رضویہ کے دفتر میں حساب و کتاب کے لئے منشی صوفی اطہر حسین ہیں۔ بڑے شریف النفس ہیں۔ جامعہ رضویہ کا حساب و کتاب ایسا مکمل اور واضح ہے کہ حساب کے رجسٹر ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

☆ جامعہ رضویہ کے شعبہ تعمیر وغیرہ اور دیگر بیرونی امور کی نگرانی صوفی اللہ رکھا کرتے ہیں۔ بڑے باہمت ہیں۔

☆ مطبخ (باورچی خانہ) میں مستقل طور پر باورچی موجود ہے۔ (۳)

(۳۴) جامعہ رضویہ کے عملہ کے جملہ کوائف ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مجریہ ۲۱ رشعبان المعظم ۱۳۷۹ھ سے لئے گئے ہیں۔

جذبہ نشر واشاعتِ کتب دینیہ ورسائل وجرائد

کتاب، تعلیم، تدریس قلم اور دوات کی اہمیت مسلمات سے ہے۔کوئی زندہ دین اور زندہ قوم تبلیغ واشاعت کے بغیر باقی نہیں رہ سکتے۔دین اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے ابتدائی احکام کتاب، تعلیم اور قرأت (پڑھنا) سے متعلق ہیں۔حضور علیہ السلام پر پہلی وحی اتری۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ☆ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ☆ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ☆ (۱)

کتابت بالقلم اور مطلق پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

قلم، دوات یعنی لکھنے پڑھنے کی اہمیت کا یوں اندازہ فرمائیں کہ رب کریم نے ان کی قسمیں کھائیں۔

نٓ ☆ وَالْقَلَمِ وَمَایَسْطُرُوْنَ ☆ (۲)

ایک تفسیر کے مطابق نون سے مراد دوات ہے۔

کتاب اور اوراق (جن میں قرآن، یا احکام الٰہی درج ہوں) کی قسمیں رب کریم نے اٹھائیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَالطُّوْرِ ☆ وَکِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ☆ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ☆ (۳)

اسی نوعیت کی متعدد آیات ہیں، جن میں لٹریچر سے متعلق واضح ہدایت درج ہیں۔قرآن مجید اور دیگر کتبِ سماویہ کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت اور واضح ہو جاتی ہے کہ نشر واشاعت کتب ورسائل اور لٹریچر سے متعلق جتنی اہمیت قرآن مجید نے واضح فرمائی کسی اور کتاب میں اس کا اتنا ذکر نہیں۔

(۱) سورۃ اقراء، آیت ۱ تا ۵ (۲) سورہ ن آیت ۱ تا ۲ (۳) سورۃ الطور، آیت ۱ تا ۳

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

پریس کی ایجاد کے بعد نشر واشاعت کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔آج وہی قوم زندہ ہے جس کا لٹریچر عام ہے۔وہی نظریہ اور عقیدہ فروغ پذیر ہے جس کی پشت پناہی لٹریچر کے ذریعہ کی جاتی ہے۔دنیا کی معمولی قوم نشر واشاعت کی بدولت زندہ ہے اور بڑی بڑی قومیں نشر واشاعت سے غفلت کر کے قعر گمنامی میں چلی گئی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک ایسے عالم دین تھے، جو تعلیم وتدریس کے ساتھ نشر واشاعت کتب دینیہ کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے اور اس کے لئے آپ ہمیشہ کمال جدوجہد فرماتے رہے۔اپنی بعض تصانیف کی اشاعت کے علاوہ علماء اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت کی طرف متوجہ رہے۔علماء کرام کی تصانیف سے استفادہ کے لئے ہمیشہ عوام، طلباء بلکہ نوجوان علماء کی توجہ مبذول فرماتے۔طلباء کو کتب دینیہ خرید کر دیتے۔ناشران کتب کی ہر طرح کی اخلاقی بلکہ مالی امداد فرماتے۔خود جامعہ رضویہ میں ایک کتب خانہ برائے فروخت قائم رکھا تھا۔جو کتابوں کو بغیر نفع لئے، اصل خرید پر فروخت کرتا۔بعض دفعہ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں خسارہ ہوا ہے۔تاہم اس کتب خانہ کو بند نہ فرمایا۔کیونکہ آپ علی وجہ البصیرت جانتے تھے کہ مکتبہ کا قیام، دین کی خدمت کا اہم ترین شعبہ ہے۔بلکہ اس کی اصلاح وترقی کی مزید کوشش فرمائی۔

نشر واشاعت کتب دینیہ سے متعلق چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے وقت ملک بھر میں دینی کتب کی اشاعت کا کوئی مکتبہ نہ تھا۔آپ نے سید محمد معصوم شاہ نوری کو اس پر آمادہ کیا کہ حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ کے زیر سایہ ایک اشاعتی مکتبہ قائم فرمائیں۔چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کے ایما سے نوری کتب خانہ کا اجراء فرمایا۔جس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اور دیگر علماء اہل سنت کی کتابیں شائع ہوتی رہیں۔کتب کی اشاعت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہر طرح کی امداد مہیا فرماتے۔اکثر نایاب، کتابیں مہیا فرماتے تاکہ ان کی اشاعت ہو۔کتاب شائع ہونے پر اس کی کثیر جلدیں خود اپنے مکتبہ کے لئے خرید لیتے۔اور بوریاں بھر کر لائل پور لے جاتے۔علماء، طلباء اور عوام کو کتب کی خریدنے کی ترغیب دیتے۔غرض کہ قیام پاکستان کے بعد ملک بھر کے واحد اشاعتی ادارے، نوری کتب خانہ لاہور کی پوری طرح سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

مولانا سید محمد حسن شاہ (خلف الرشید حضرت سید محمد معصوم شاہ علیہ الرحمۃ) مالک نوری کتب خانہ لاہور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے مکانات کی تعمیر جاری تھی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تشریف لائے تو ہمارے غریب خانہ پر بھی تشریف لائے۔ مجھے الگ لے جا کر فرمایا۔

''چونکہ آپ کے مکانات کی تعمیر جاری ہے آپ کو رقم کی ضرورت ہوگی۔ یہ پانچ سو روپے رکھ لیجئے''

میں نے کہا حضرت آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ موجود ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

''یہ رقم رکھ لیجئے، چونکہ آپ تعمیر میں مصروف ہیں اور ادھر خرچ بہت اٹھ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اشاعت کا کام متاثر ہو جائے۔''(۴)

اللہ اللہ! اشاعتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنے والے آج اس طرح کے کہاں ملیں گے۔ آج تو یہ حال ہے بجائے حوصلہ افزائی کے حوصلہ شکنی پر اکثر حضرات کی توجہ ہے۔

شریعت مطہرہ میں قرض لینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ شدت ضرورت کے تحت ہی قرض لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے باوجود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ فرمایا کرتے۔

''اشاعتی کام کے لئے اگر قرض لینے کی ضرورت پڑے تو بھی لے کر تبلیغی و اشاعتی کام کرو۔''(۵)

ربیع الاول ۱۳۷۸ھ/۴/اکتوبر ۱۹۵۸ء کو فلیمنگ روڈ لاہور میں سیرت النبی ﷺ کے جلسہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایمان افروز خطاب ہوا۔ انہی ایام میں کتب خانہ مقبول عام، ریلوے روڈ، لاہور نے کتب دینیہ کی اشاعت کو مزید تیز کر دیا۔ آپ نے تقریر کے دوران اس کتب خانہ کی اس اشاعتی کوشش کی تعریف فرمائی، مزید ترقی کے لئے دعا فرمائی اور عوام الناس کو کتابیں خریدنے اور پڑھنے کی ترغیب دی۔ تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

(۴) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا، لاہور۔ ۲۸/ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

(۵) روایت مولانا سید محمد حسن، مالک نوری کتب خانہ، لاہور

''کتب خانہ مقبول عام ریلوے روڈ، لاہور نے قرآن مجید مترجم اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب، شرح وقایہ، مشکوٰۃ شریف اور دیگر دینی کتب چھاپ کر دین اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ خدا اس ادارہ کو مزید خدمتِ اسلام کی توفیق اپنے حبیب سید عالم ﷺ (کے صدقے) عطا فرمائے۔ آمین۔''(۶)

لائل پور میں آپ کے قیام کا ابتدائی دور، ظاہر ہے ہجرت سے پیدا ہونے والے اثرات کی وجہ سے، مالی اعتبار سے مشکلات کا دور تھا، ان ایام میں جامعہ رضویہ کی طرف سے اشاعت کتب کا پروگرام تقریباً ناممکن تھا۔ مگر آپ اس اہم دینی ضرورت کو آپ نے پورا فرمایا اور امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی بعض تصانیف کی اشاعت فرمائی۔ اس ضمن میں حضور اعلیٰ حضرت کا رسالہ مبارکہ ''نفی الفی'' شاہی مسجد لائل پور کے قیام کے ڈیڑھ سال بعد آپ نے شائع فرمایا۔(۷)

اشاعت کتب کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جدید ضروریات کے مطابق تصنیف و تالیف کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ علماء کو تصنیف و تالیف کی ترغیب دیتے۔ ان کی تصانیف پر حوصلہ افزائی فرماتے۔

مولانا اللہ بخش علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) واں بھچراں ضلع میانوالی نے ایک موقعہ پر بیان فرمایا۔

''حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا! کچھ نہ کچھ ضرور لکھو۔ چاہے روزانہ دو تین سطر میں ہی لکھو۔ ایک وقت آئے گا کہ پور کتاب تیار ہو جائے گی۔''(۸)

تاج القراء مولانا قاری محمد عطاء اللہ مدرس دار العلوم حزب الاحناف، لاہور نے نماز کی اہمیت، حکمت، خصائص و مسائل پر آئینہ صلوٰۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اظہار مسرت اور حوصلہ افزائی کی خاطر آپ نے اس پر تقریظ لکھی۔ اس

(۶) روزنامہ نوائے پاکستان، لاہور، بحوالہ ہفت روزہ سواد اعظم لاہور ۴/جنوری ۱۹۶۳ء

(۷) ملاحظہ ہو: نفی الفی مطبوعہ لائل پور پر رپورٹ اشاعت کتب

(۸) قلمی یادداشت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

کتاب پر حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، لاہور حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی ملتان، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی لاہور اور دیگر علماء کی تقاریظ بھی ہیں۔(۹)

مولانا سید ریاض الحسن حامدی، خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر، حیدر آباد نے چرم ہائے قربانی کے مصرف کے بارے میں ایک تحقیقی کتاب بنام "الفیوضات الحامدیہ" لکھی، متعدد علماء اہل سنت نے اس تحقیق کی توثیق فرمائی، حضرت شیخ الحدیث نے اس کتاب پر تقریظ لکھ کر مسئلہ کی تصدیق اور فاضل مولف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ کی تقریظ یہ ہے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ وَنَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ الْحَلِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا۔ مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا۔ رسالہ مبارکہ کے مؤلف عزیز محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسین صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ سلمہٗ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح وتھویب فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک تعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے

دیوبندیوں وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ کھال صدقہ واجبہ ہے۔ لہٰذا فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے، مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے۔ اون کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں، غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں۔ اس کے خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا، جو ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی مجلدات میں مرقوم و

(۹) ہفت روزہ سواد اعظم لاہور۔ مجریہ ۷ رستمبر ۱۹۶۲ء۔ ص ۷

محفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی۔ جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتوے دے کر نادم ہوئے۔ مگر دیوبندی کی ہٹ اور مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے۔ غلطی سے رجوع کرنا، حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے۔ مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے۔ سمجھائے جائیں گے۔ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ووافی ہے۔ مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے، حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق وھو تعالیٰ اعلیٰ

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم اہل سنت وجماعت۔ ۱۲ر رجب المرجب ۱۳۷۷ھ"(۱۰)

کتب دینیہ کی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ رسائل وجرائد کی اشاعت وترقی میں بڑی رغبت سے حصہ لیتے۔ تازہ بتازہ حالات سے واقفیت اور مخالفین اہل سنت کی طرف سے اٹھنے والے نئے اعتراجات کا جواب رسائل وجرائد سے ہی زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے متعدد رسائل کی سرپرستی فرمائی۔ ان کی اعانت فرمائی اور حوصلہ افزائی کے لئے ان کے باقاعدہ خریدار بنے۔

۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں جب مولانا ابوالنور محمد بشیر نے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سے ماہ نامہ "ماہ طیبہ" کا اجراء فرمایا تو آپ نے سرپرستی اور اعانت فرمائی۔ نیز اس کو بہت سے بہتر بنانے کے لئے مفید تجاویز دیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا ایک مکتوب ملاحظہ ہو۔

محترم مولانا محمد بشیر صاحب!

سلام مسنون۔ "ماہ طیبہ" کی اشاعت کی مسرت میں احباب سے کہا۔ بعض احباب نے اپنے نام ماہ طیبہ جاری کرانا چاہا ہے۔ لہٰذا ان کے نام پرچے جاری کردیئے جائیں اور یہ سلسلہ یہاں سے آہستہ آہستہ جاری رہے گا۔ رسالہ ماہ طیبہ کے عنوان پر یہ مصرعہ خوب ہے۔

(۱۰) الفیوضات الحامدیہ۔ ص ۳۹، ۴۰

نوٹ۔ کتاب مذکور کے متعلقہ صفحات کی فوٹوسٹیٹ مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور نے مہیا فرمائی جس کے ہم ممنون ہیں۔

''ماہ طیبہ کی طلعت پہ لاکھوں سلام''

جب فقیر نے رسالہ ماہ طیبہ دیکھا تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر شریف یاد آیا۔

طیبہ کے ماہ تمام ، جملہ رسل کے امام

نوشہء ملک خدا تم پہ کروڑوں درود

اگر دل چاہے تو اس شعر شریف کو بطور تبرک تحریر فرمائیں اور رسالہ کے آخر پر اگر مناسب ہو تو یہ شعر تحریر فرمائیں۔

ماہ طیبہ پہ تاباں درخشاں درود

ان کی نورانی طلعت پہ لاکھوں سلام

دل چاہتا ہے کہ رسالہ کے اول و آخر ماہ طیبہ دیکھیں اور ہر طرف ماہ طیبہ دکھائی دے۔'' (۱۱)

گوجرانوالہ سے اہل سنت و جماعت کا واحد مذہبی ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ کا پہلا شمارہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ/۱۵ اپریل ۱۹۵۷ء کو شائع ہوا۔ یہ ہفت روزہ بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سرپرستی میں جاری ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ شمارہ اب ماہنامہ کی صورت میں مسلک اہل سنت کی خدمت و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی یاد میں نکلنے والے اس ہفت روزہ (اب ماہنامہ) کی پیشانی پر آپ کی سرپرستی کا اعلان ان الفاظ میں موجود ہوتا ہے۔

''زیر سرپرستی: امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم مہتمم جامعہ رضویہ لائل پور۔'' (۱۲)

(۱۱) ماہ نامہ ماہ طیبہ، کوٹلی لوہاراں، جلد اول، شمارہ ۲۔ مجرہ ذی قعد ۱۳۷۰ھ/اگست ۱۹۵۱ء۔ ص۔۴

نوٹ۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مکتوب ہذا سے جہاں سنی جرائد و رسائل کی سرپرستی و اعانت واضح ہوتی ہے وہاں کلام رضا سے محبت اور آپ کا فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہونے کی حقیقت کھلتی ہے۔ آخری جملہ بار بار پڑھیے اور ہر بار ایک نئی حقیقت سے بہرہ ور ہوں۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۱۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جلد اول، شمارہ ۸۔ مجریہ یکم ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ/مئی ۱۹۵۷ء

کوٹ رادھا کشن ضلع لاہور سے بیادگار امام اہل سنت فارق نور و ظلمت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ ایک ماہنامہ ''آواز جبریل'' مولانا ابو النجم القادری کے زیر ادارت ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ/مئی ۱۹۵۹ء کو جاری ہوا۔ اس کی سرپرستی بھی آپ نے فرمائی آواز جبریل کی پیشانی پہ عبارت درج ہے۔

''زیر سرپرستی قائد اہل سنت تاجدار اورنگ طریقت محدث پاکستان ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب لازالت فیوضہم۔'' (۱۳)

احباب اہل سنت، عزیزان طریقت اور جامعہ رضویہ کے فارغ التحصیل علماء کے نام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک پیغام پڑھیں۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ سنی رسائل و جرائد کی اشاعت و ترقی میں کس طرح کوشاں اور خواہاں تھے۔ پیغام یہ ہے۔

''جریدہ حمیدہ ہفت روزہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ نے ماشاء اللہ تین سال کے مختصر عرصہ میں دین متین و مذہب مہذب اہل سنت کی جو عظیم مخلصانہ و مجاہدانہ نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں، وہ واضح و ظاہر ہیں۔ ضرورت ہے کہ دین کے ایسے خادم و مخلص مبلغ کی تبلیغ و خدمت کا دائرہ وسیع کیا جائے تاکہ حق کی آواز زیادہ سے زیادہ پھیل سکے اور اہل سنت و جماعت کا اس سے بھی بڑھ کر چرچا ہو۔ چونکہ عالم اسباب میں یہ کام اہل سنت و جماعت کے تعاون کے بغیر نہیں ہوسکتا اس لئے تمام اہل سنت احباب کو عموماً اور فقیر کے عزیزان طریقت و جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے فارغ التحصیل علماء کو خصوصاً چاہئے کہ وہ رضائے مصطفیٰ کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور خدمت دین کے سلسلہ میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جن عزیزان و احباب کے نام ''رضائے مصطفیٰ'' جاری نہیں وہ سالانہ چندہ (پانچ روپے) بھیج کر خریداران رضائے مصطفیٰ میں شامل ہو جائیں۔ جو پہلے سے خریدار ہیں وہ کوشش کر کے نئے خریدار بنائیں اور جو علماء مساجد کے خطیب ہیں وہ اپنے حلقہ اثر میں رضائے مصطفیٰ کی وسعت اشاعت کے لئے کوشش کریں اور ہفتہ

(۱۳) ماہنامہ آواز جبریل، کوٹ رادھا کشن، لاہور۔ جلد ۱، شمارہ ۱، ۲۔ مجریہ یکم ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ/۷ ارمئی ۱۹۵۹ء

وارکم ازکم پانچ پرچے منگوا کرادارہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ اس کی اشاعت کے راستہ میں خطرات ومشکلات حائل نہ ہوسکیں اور یہ اطمینان کے ساتھ احسن طریقہ سے اپنی دینی خدمات جاری رکھ سکے۔ اور مزید وسیع کرسکے۔ ''رضائے مصطفیٰ'' کے علاوہ دین کی خدمت سرانجام دینے والے دیگرسنی جرائد ورسائل کے ساتھ بھی رابطہ قائم رکھیں اوران کے ساتھ بھی خوب تعاون کریں تاکہ وہ بھی دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جوحضرات اس کارخیر میں حصہ لیں اور جوحصہ لے رہے ہیں، دعاہے کہ مولیٰ عزوجل ان کوزیارت حرمین طیبین وسعادت دارین سے مشرف فرمائے۔

فقیرابوالفضل محمد سرداراحمد غفرلہ

خادم دارالعلوم اہل سنت وجماعت جامعہ رضویہ مظہراسلام لائل پور۔'' (۱۴)

اسی نوعیت کاایک مکتوب ہفت روزہ سواداعظم لاہور کے اجراء پرآپ نے مدیرہفت روزہ، مولاناغلام معین الدین اشرفی کولکھا۔ مولاناغلام معین الدین نعیمی مدیرہفت روزہ سواداعظم، لاہورکوآپ نے یہ مکتوب لکھا۔

۷۸۶/۹۲ عزیزمحترم فاضل محتشم سلمہ

سلام مسنون۔ دعوات صالحہ، خیروعافیت، متعددروز ہوئے محبت نامہ ملا۔ کاشف احوال ہوا۔ آپ کا ارادہ مبارک ہے۔ سواداعظم جاری کریں اور مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت اس میں کریں۔ حضورصدرالافاضل قدس سرہ نے سواداعظم جاری فرمایاتھا۔ جس سے بہت فائدہ وافادہ ہوا۔ مولیٰ عزوجل آپ کے اس نیک ارادہ میں کامیابی عطافرمائے اور سواداعظم کی اشاعت سے مزید ترقی ہو۔ فقیراس کی خدمت کے لئے حاضرہے۔ احباب اہل سنت پرسان حال کوسلام ودعا۔

فقیرابوالفضل غفرلہ خادم اہل سنت وجماعت۔ ۲۹/ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ'' (۱۵)

(۱۴) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۲۱/شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ/۹/جنوری ۱۹۶۰ء۔ ص۲

(۱۵) ہفت روزہ سواداعظم، لاہور۔ جلد۱، شمارہ۱، ۲۰/صفرالمظفر ۱۳۷۸ھ/۵/ستمبر ۱۹۵۸ء۔ ص۱

نوٹ۔ مکتوب ہذا کی وجہ سے سواداعظم کی اشاعت میں خوب ترقی ہوئی۔ اس مکتوب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ ہفت روزہ سواداعظم، لاہور کے جلد۲، شمارہ۱۰ مجریہ ۳/رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ/۱۳/مارچ ۱۹۵۹ء میں اس مکتوب کودوبارہ شائع کیا گیا۔ فقیرقادری عفی عنہ

مولانامفتی اعجازولی خاں بریلوی، جواس وقت ہفت روزہ سواداعظم لاہورکی مجلس ادارت میں شامل تھے، نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے جذبہ اشاعت وترقی رسائل وجرائداورآپ کے ارشادکی اہمیت کے پیش نظرلکھا۔

''............مظہرصدرالشریعہ حضرت شیخ الحدیث مولاناسرداراحمد مدظلہ اورشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ابوالبرکات صاحب مدظلہ الاقدس کی نگاہ التفات وظل عنایت ہے۔'' (۱۵۔۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ علم وفضل کے اس اعلیٰ مقام پرفائزتھے کہ آپ کورسائل وجرائدکی خریدارسے بے نیازتھے، تاہم ان سنی رسائل وجرائدکی حوصلہ افزائی کے لئے آپ نے ان کی خریداری قبول کررکھی تھی۔ چنانچہ ہفت روزہ الفقیہ، امرتسرکے آپ قیام بریلی کے دوران باقاعدہ خریدارتھے۔ آپ کاخریدارنمبر ۴۵۳۴ تھا۔ (۱۶)

اسی طرح جمعیت علماء پاکستان کاترجمان ہفت روزہ ''جمعیت'' جب لاہورسے جاری ہواتوآپ ے اس کر سرپرستی اورخریداری قبول کی۔ آپ کاخریداری نمبر۱۷ ہے۔ (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کامعمول تھاکہ دورہ حدیث کے طلباء کومختلف کتابیں عنات فرماتے۔ مثلاً حدائق بخشش، الدولۃ المکیہ، فتاویٰ رضویہ، الامن والعلی، ترجمہ قرآن مجید موسوم بہ کنزالایمان، کتب احادیث وغیرہ، اورپھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ معمول بڑھتاہی تھا، یہاں تک کہ آخری سالوں میں آپ نے اس مقصدکے لئے الگ فنڈقائم کردیاتھااورطلباء اورعلماء کوڈھیروں کے حساب سے کتابیں عنایت فرماتے۔ (۱۸)

مولانامحمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے جذبہ اشاعت کتب دینیہ اورموجودہ حالات سے متاثرہوکرلکھتے ہیں۔

(۱۵۔۱) ہفت روزہ سواداعظم، لاہور، مجریہ ۲۰/صفرالمظفر ۱۳۷۸ھ

(۱۶) ملاحظہ ہوہفت روزہ امرتسر ۲۰/رمضان ۱۳۵۷ھ/۱۴/نومبر ۳۸، جلد۲۱، شمارہ۴۲ بذریعہ ڈاک آپ کورسالہ بریلی شریف پہنچا۔ اس کے پتہ کی چٹ پرآپ کانمبرخریداری درج ہے۔

(۱۷) ملاحظہ ہوہفت روزہ جمعیت، لاہورکے شمارہ ۲۷/مارچ ۱۹۵۹ء کے پتہ کی چٹ

(۱۸) اس راقم الحروف کوبھی آپ کی طرف سے متعددکتابیں عطاہوئیں۔ فقیرقادری عفی عنہ

"کاش کہ ہمارے عوام اور علماء کو لٹریچر کی اہمیت کا صحیح ادراک اور شعور حاصل ہو جائے ایک دور وہ تھا جب اہل سنت کے اشاعتی ادارے قائم نہیں ہوئے تھے اور حسرت سے سوچا جاتا تھا کہ کاش ہمارا لٹریچر بھی جدید انداز طباعت سے آراستہ ہو اور آج جب کہ متعدد اشاعتی ادارے قائم ہو چکے ہیں اور حسین سے حسین تر انداز میں لٹریچر لایا جا رہا ہے، ہمارے ناشرین بڑی شدت سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایسے قدر دانوں اور سرپرستوں کے لئے چشم براہ ہیں۔" (۱۹)

(۱۹) قلمی تادداشت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

تدریس حدیث سے متعلق معاصر علماء کرام کے تاثرات

گذشتہ سطور میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تدریسِ حدیث کی امتیازی شان کے بیان میں بعض معاصر علماء اساتذہ کے تاثرات بیان ہوئے۔ ذیل کی سطور میں ہم بعض دیگر ممتاز معاصر علماء کے تاثرات پیش کر رہے ہیں، تا کہ یہ حقیقت ثابتہ اور واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثال محدث ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (م ۱۷ ررمضان ۱۴۰۱ھ/ ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء) بارہا آپ کے ہاں جامعہ رضویہ تشریف لائے۔ ایک مرتبہ آپ جامعہ رضویہ میں رونق افروز ہوئے۔ جامعہ رضویہ کے بیرونی دروازہ سے دور ہی آپ نے اپنا جوتا اتار لیا۔ غلاموں نے عرض کی۔

"حضور! مدرسہ تو آگے ہے" فرمایا۔

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ مدرسہ میں کون سی ہستی حدیث پڑھا رہی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے قال الرسول ﷺ سے جو انوار و تجلیات اترتے ہیں، میں ان کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم اس سے بے خبر ہو۔"

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام مدرسہ تشریف لا چکے ہیں تو وہ ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ اب دونوں بزرگ ایک دوسرے سے معانقہ ملے اور دونوں ایک دوسرے کے لئے جھک رہے تھے۔ (۱)

فخر الاساتذہ مولانا حافظ عطاء محمد بندیالوی نے اپنے مضمون میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی شان تدریس کا نقشہ یوں پیش فرمایا ہے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا بشیر احمد سیالوی، رضوی کتب خانہ فیصل آباد، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

"انہیں رسول اللہ ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ وہ عشق نبی میں ڈوب کر حدیث پڑھاتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حال وقال کے بہترین جامع تھے۔ پڑھنے والے ان کی زبان سے علمی موشگافیاں سنتے اور ان کے دماغوں میں حقائق ومعارف موج در موج اتر آتے۔ پھر نگاہیں کام کرتیں اور سامعین کے سینوں میں عشق رسول کی بجلیاں بھر جاتیں۔ جب وہ تحقیق وتدقیق کے مقام پر آتے تو اس اعتماد کے ساتھ حدیث بیان کرتے جیسے خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر حدیث بیان کر رہے ہیں۔ وہ امت کا غم کھانے والے رسول کا غم کھاتے۔ جب کسی مقام پر حضور کے ساتھ کفار کی زیادتیوں کا بیان ہوتا تو اس طرح آبدیدہ ہو جاتے جیسے خود ان پر وہ کیفیات گذر رہی ہوں اور اگر کبھی حضور اکرم ﷺ کی تکالیف کا ذکر آتا تو زار وقطار رونے لگتے۔ قصیدہ بردہ سے انہیں مجنونانہ پیار تھا۔ وہ روزانہ تدریس سے پہلے قصیدہ بردہ سنا کرتے اور اس کے نعتیہ اشعار پر جھوم جھوم کر وجد کیا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہو۔" (۲)

مولانا محمد اقتدار احمد خاں ابن حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی (م ۳ر رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۱ء) حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے اپنی دوسری ملاقات کا واقعہ یوں سناتے ہیں۔

"(حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے) دوسری ملاقات لائل پور میں ہوئی، وہ بھی والد صاحب کی ہمراہی میں۔ اس وقت والد صاحب (مفتی احمد یار خاں) ملتان علامہ کاظمی صاحب کے جلسہ دستار فضیلت سے فارغ ہو کر لائل پور محض حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اس وقت دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ نے سوائے حدیث پاک کی طرف دیکھنے کے، کسی طرف نہیں دیکھا۔ اجنبی نگاہ ڈالی اور درس حدیث میں مصروف رہے۔ دوران تقریر حضرت حکیم الامت کی بڑی تعریف فرمائی۔ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر آیا

(۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ مجریہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۸

تو حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے والد صاحب کی تالیف "حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) پر ایک نظر" پر بہترین رائے کا اظہار فرمایا۔

آپ نے والد صاحب سے درس حدیث ختم ہونے کے بعد معانقہ فرمایا۔ اسی دوران ناشتہ آ گیا۔ والد صاحب نے دورہ حدیث کی تقریر کی بہت تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کے پاس دورۂ حدیث میں طلباء کی صف میں شامل ہو جاؤں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں دن رات حدیث پاک ہی پڑھاتا رہوں میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ آپ نہیں بلکہ ان کو دورہ حدیث میں داخل کرا دیں۔ والد صاحب سے اس وقت میں دورہ حدیث مکمل کر چکا تھا۔" (۳)

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں جیسے ملت اسلامیہ کے عظیم محدث، مفسر اور فقیہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس حدیث سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ خود ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے کی درخواست فرما رہے ہیں۔ اللہ اللہ! حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے درس حدیث کی برکات سے ہر چھوٹا بڑا فائدہ اٹھانے کی آرزو رکھتا تھا۔

صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومہار یکم ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ/۱۰ر مئی ۱۹۵۹ء بروز اتوار جامعہ رضویہ لائل پور میں رونق افروز ہوئے۔ شاہی مسجد جامعہ رضویہ کی عظیم الشان اور سنی رضوی جامع مسجد کی عدیم المثال عمارت اور لائل پور میں سنیت کی بیداری اور شان وشوکت دیکھ کر آپ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ان عظیم الشان خدمات اور کامیابی پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پرخلوص ہدیہ تبریک پیش کیا۔ نیز دار الحدیث جامعہ رضویہ میں خصوصی فرمائش پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے درس حدیث بھی استماع فرمایا۔" (۴)

(۳) قلمی یادداشت مفتی محمد اقتدار احمد خاں گجراتی مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

(۴) ہفت روزہ (اب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۳ر ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ۔ ص ۶

معاصرین کرام

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مرکزِ علم وعرفان اور نشانِ محبت بریلی شریف سے دینی روحانی تعلیم کا آغاز کیا۔ بعدازاں مرکز روحانیت اجمیر مقدس میں اپنی تعلیم کو پورا کیا۔ ظاہر ہے کہ برصغیر بلکہ عالم اسلام کے مشائخ عظام، علماءِ کرام اپنی علمی وروحانی تسکین کے لئے ان مراکز علم وعرفان پر حاضر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ان مراکز پر مقیم حضرات سے آنے والے حضرات کی ملاقات قدرتی اور فطری امر ہے، اس ملاقات سے تعلق پیدا ہوتے ہیں، بڑھتے ہیں اور یہ تعلقات باعث محبت بنتے ہیں۔ اساتذہ کرام کی شفقت اور آپ کی ذاتی محنت سے آپ جلد ہی صف اول کے علماء کرام میں شمار ہونے لگے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ منظر اسلام بریلی کے مدرس بنے، دوسرے سال ہی آپ نے وکیل علماء دیوبند مولوی محمد منظور نعمانی سے تین روز کے مناظرہ میں ایسی شاندار اور واضح فتح مبین حاصل کی کہ ہر طرف سے تحسین وآفرین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آپ کی ذات اہل سنت کی امیدوں کا مرکز بن گئی۔ آپ سے ملاقات کرنا، تعلق پیدا کرنا باعث فخر بنا۔ مشائخ وعلماء نے آپ کی ذات کو نعمت خداوندی جانا۔

منظر اسلام بریلی، مظہر اسلام بریلی اور پھر مظہر اسلام لائل پور میں تدریس کے باعث پاک وہند اور عالم اسلام کے مشائخ وعلماء کے خانوادوں کے طلباء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مشائخ وعلماء نے اپنے متوسلین طلباء کو آپ کے حلقہ تدریس میں داخل کرایا۔ ظاہر ہے کہ یہ امر بھی ان حضرات سے روابط کا باعث بنا۔ اس طرح برصغیر کا شاید ہی کوئی عالم یا شیخ طریقت ہو جس سے آپ کا روحانی وعلمی رابطہ نہ ہو۔

مولانا مبارک حسین صدیقی صابری، بدایوانی (بھارت) نے رجب المرجب ۱۳۵۴ھ/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو علماء و مشائخ عظام کی خدمت میں ایک طویل عرضداشت بنام ''ایک پر درد آواز'' پیش کی، جس میں التجا کی گئی کہ ملت اسلامیہ پر اس مشکل وقت میں خصوصی توجہ فرمائیں، اس کی اصلاح کے لئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل بنائیں۔ مولانا موصوف کی نظر میں اس وقت برصغیر میں جو حضرات ملت اسلامیہ کو درپیش مشکلات سے نجات دے سکتے تھے ان میں حضرت شیخ الحدیث

قدس کا نام نامی شامل ہے یاد رہے کہ اس وقت حضرت شیخ الحدیث کی عمر کوئی تیس برس کے قریب ہوگی اور تدریس کا عرصہ دو سال کے لگ بھگ ہوگا۔ مولانا موصوف کے طویل مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ ہوں۔

''...........اس کے بعد جملہ حسب ذیل حضرات سے میری دردمندانہ التجا ہے کہ خدا کے واسطہ اور سرکار دو عالم ﷺ کے واسطہ اپنی نظر اور توجہ کو بھولے بھالے غریب مسلمانوں کی طرف مبذول فرما کر مسلمانوں کو مشکوری کا موقع دیں اور ہر وہ خدمت، جس سے اسلام مذہب اہل سنت کو ترقی ہو، یک جگہ جمع ہو کر، یعنی ایک کانفرنس منعقد کی جائے اور دور حاضرہ کے مسائل دفع کرنے کی تدبیر پر غور کیا جائے۔ خواہ کسی مقام پر ہوں۔ حسب ذیل حضرات علمائے کرام کی اس کانفرنس میں شرکت لازمی اور ضروری سمجھیں اور کوشاں ہوں کہ ایک جلسہ ضرور منعقد ہو تا کہ غور کر سکیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پیشتر میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا مولوی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری و نیز حضرت پیران طریقت حضرت شاہ اشرفی میاں صاحب کچھوچھ شریف و نیز حضرت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب آل رسول ماہرہ مقدسہ و نیز حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی و نیز حضرت مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب و نیز حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، اعلیٰ حضرت زبدۃ العارفین مولانا پیر خواجہ محمد حسن جان صاحب قبلہ سرہندی مجددی فاروقی سرہندی و نیز حضرت مولانا مولوی ابو العلا محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی و نیز حضرت مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری لاہوری مفتی پنجاب و نیز حضرت محدث صاحب کچھوچھ شریف و نیز حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب لاہوری سیکرٹری انجمن حزب الاحناف پنجاب و نیز حضرت مولانا مولوی ظہور الحسن درس کراچی و نیز حضرت مولانا مولوی نظام الدین صاحب بدایونی و نیز حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بہاری الہ آبادی و نیز حضرت مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مراد آبادو نیز حضرت مولانا ابرار حسین صاحب صدیقی مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ

بریلی و نیز حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب فاتح دیو بند، مولانا مفتی حشمت علی صاحب بریلوی، حضرت مولانا مولوی سید شاہ محمد شرف الدین صاحب سمبری دیو وحضرت مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی مولانا مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی و نیز جملہ علمائے کرام و صوفیائے عظام اس فقیر حقیر کی درد بھری آواز سن کر بے دینی اور لامذہبی کے فساد عظیم کو متفق علیہ ہوکر روکیں ....(۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا اپنے معاصرین علماء ومشائخ کرام سے گہرے روابط اور حسن سلوک کے متعدد واقعات ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ جامع مسجد نزد گھنٹہ گھر کے ہم سائگاں نے جلسہ کا پروگرام بنایا۔ جلسہ کے مقرر کے انتخاب کے لئے ایک میٹنگ جامعہ رضویہ میں بلائی گئی۔ بہت سے علماء کا نام سامنے آیا۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث نے اس علمی محاذ پر تقریر کے لئے حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کا نام تجویز کیا۔ آپ نے علامہ کاظمی صاحب کا تعارف ایسے پیارے انداز میں کرایا جسے سن کر حاضرین نہ صرف آپ کی تقریر سننے کے شائق ہوئے، بلکہ زیارت کے مشتاق نظر آنے لگے۔

وقت مقررہ علامہ کاظمی صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے انہیں اپنے کمرے کی اپنی نشست گاہ تک لے گئے۔ دونوں حضرات کی اس وقت ایک دوسرے سے عقیدت ومحبت بلکہ نیازمندی قابل دید تھی۔ حاضرین نے مشاہدہ کیا کہ نشست گاہ کا درمیانی حصہ دونوں حضرات کی نشست کے لئے ترس گیا۔ اس کے دونوں کناروں پر دونوں نورانی وجود تشریف فرما تھے۔ جیسے بڑی شخصیات ایک دوسرے کے اعزاز میں عموماً کرتی ہیں۔ (۲)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، ترکی ٹوپی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس موقعہ پر جب آپ لائل پور، حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی دعوت پر تشریف لائے، آپ نے انہیں دستار پیش کی تاکہ اسے باندھ کر تقریر فرمائیں۔ ازاں بعد حضرت کاظمی نے دستار کو اپنے لباس میں شامل کرلیا۔ (۳)

---

(۱) ہفت روزہ امرتسر، مجریہ ۲۳، ۳۰ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ / ۲۱، ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ص ۱۱ تا ۱۳

(۲) قلمی یادداشت مولانا ابوصالح فیض احمد اویسی بہاول پوری (۳) ایضا

آئندہ صفحات میں ان مقتدر علماء کرام اور مشائخ عظام کے اسماء کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے روحانی اور علمی تعلق رہا۔ ان میں اکثر حضرات کا ذکر خیر اس کتاب کے متعدد مقامات پر موجود ہے۔ ان حضرات کے سوانح اختصار کے پیش نظر شامل نہیں کئے جا رہے۔ کتاب ہذا کے علاوہ درج ذیل مآخذ بھی اس فہرست کی ترتیب میں معاون بنے۔

(۱) اکابر علماء ومشائخ کے بیانات اور قلمی یادداشتیں

(۲) ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر۔ ۱۹۳۴ء تا ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۷ء کی فائیلیں

(۳) اخبار دبدبہ سکندری، رامپور۔ ۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۸ء کی فائیلیں

(۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ سال ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء کی شمارے

(۵) ہفت روزہ (اب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۳ء کی فائیلیں

(۶) مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد، مرتبہ مولانا محمد حامد فقیہ شافعی

(۷) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری کانپوری

(۸) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

(۹) خطوط اکابر بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مخزونہ کتب حضرت شیخ الحدیث

(۱۰) خطوط حضرت شیخ الحدیث بنام اکابر اہل سنت، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

(۱۱) مشاہدات مؤلف اوراق ہذا فقیر قادری

حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں

سجادہ نشین سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری

جناب محمد صادق قصوری ''اکابر تحریک پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

آپ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے، تحریک

پاکستان میں آپ نے بے مثال خدمات انجام دیں، مشہور صحافی جناب ممتاز لیاقت تحریک پاکستان میں علماء کا حصہ کے زیرعنوان رقم طراز ہیں۔

''مشائخ بھی اس میدان میں پیچھے نہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف کی دعوت پر پشاور میں سرحد اور پنجاب کے مشائخ کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ خواجہ معین الدین چشتی کے سجادہ نشین (دیوان آل رسول) خواجہ حسن نظامی، متولی درگاہ حضرت بوعلی قلندر (خواجہ عبدالرشید)، پیر جماعت علی شاہ (علی پوری) اور پیر فضل شاہ (جلال پوری) وغیرہم نے اپنے مریدوں کو پاکستان کی حمایت کا حکم دیا۔(۱)

۱۹۴۶ء میں حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی نے بنارس میں تمام زعمائے ملت کی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کر کے مطالبہ پاکستان کی تحریک کو کامرانی کے آخری مراحل میں داخل کر دیا۔ کانفرنس میں سات ہزار مستند علماء کرام ومشائخ عظام نے شرکت فرمائی اور اعلان کے کہ

''آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔''

یہ اجلاس حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ کی صدارت میں منعقد ہوا اور ملک بھر میں تمام اہل سنت کو پاکستان کی حمایت میں ووٹ دینے کے لئے تبلیغی دورے کرنے کے لئے جن بارہ ممتاز علماء و مشائخ کی کمیٹی تشکیل کی گئی، ان میں حضرت دیوان آل رسول اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔(۲)

اس کے بعد آپ نے پاکستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے اپنی تمام تر مساعی کو صرف کر دیا۔ ۵،۶ رجب ۱۳۶۵ھ جون ۱۹۴۶ء میں آپ کی صدارت میں مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلی اجمیر شریف میں ایک عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی، جس نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ کانگرس اور پاکستان دشمن طاقتوں کے سروں پر پانی پڑ گیا۔ اسی کانفرنس میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخطبة الاشرفية للجمهورية الاسلامية''

(۱) ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۶۶ء، ص ۳۱
(۲) ماہنامہ الحبیب لاہور، اکتوبر ۱۹۷۰ء، ص ۱۴، ۱۵

کے نام سے اپنا معرکۃ الآرا خطبہ پڑھا، جس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس خطبہ نے پاکستان کے حامیوں کو ایک نیا جوش ولولہ اور عزم بخشا اور اسی جذبہ کے تحت ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔(۱)

۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مشائخ کرام نے اپنے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کے حلقوں میں مسلم لیگ کی حمایت کے سلسلے میں اعلان کیا۔ آپ نے بھی ایک اہم اعلان فرمایا، جو درج ذیل ہے۔

''اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ ضروری اور ہم سب کی توجہ کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کے دعوے میں ہم پورے اتر جائیں اور قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت قائم وبرقرار رہ جائے، اغیار اور معاندین اسلام ہماری اس واحد نمائندگی اور قیادت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دینا چاہتے ہیں، ہم کو بڑے استقلال و پامردی کے ساتھ اس دعوے کو ثابت کرنا ہے اور اس کی قیادت کے قیام وبقا کے لئے کام کرنا ہے، میں اپنے اس سلسلہ کی خانقاہوں کے سجادگان سے اپنے جدامجد حضرت خوجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی گدیوں کو چھوڑ کر اس نازک وقت میں اسلام کی خدمت کے لئے نکل پڑیں اور مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے کمر باندھ کر میدان میں آجائیں۔(۲)

۱۹۴۷ء کی تقسیم کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے۔ اگرچہ ہندوستان کی حکومت نے آپ کو اجمیر شریف قیام فرما رہنے پر بڑا زور دیا اور منہ مانگی مراعات دینے کی پیشکش کی مگر آپ نے وہاں ٹھہرنا گوارا نہ کیا۔ پہلے چک نمبر ۱۲ سرگودھا میں قیام فرمایا اور بعد ازاں مستقل طور پر پشاور کو اپنا مسکن بنا کر خلق خدا کی روحانی تربیت فرمانے لگے۔

آپ کو حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ سے بہت محبت تھی۔ یوں تو دونوں حضرات کے تعلقات شروع سے ہی بہت گہرے تھے، لیکن تحریک پاکستان نے انہیں مزید مستحکم کر دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ

(۱) اکابر تحریک پاکستان حصہ اول از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۲۱۴
(۲) قائداعظم اوران کا عہد از رئیس احمد جعفری مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء، ص ۴۰۳

نے ۱۹۵۱ء میں وصال فرمایا تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ جیسا کہ حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (فرزند اکبر حضرت امیر ملت قدس سرہ) کے نام آپ کے تعزیت نامے سے ظاہر ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

''بخدمت جناب الحاج مولانا محمد حسین صاحب دام ظلکم، السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت محترم الحاج پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سے بے حد صدمہ ہوا، موصوف کے وجود گرامی سے بڑی تقویت قلبی رہتی تھی۔ تمام سلاسل کے لئے آپ کی مقدس ذات مایہ صد فخر تھی۔ یہ گردش روزگار صدیوں میں ایسی گرامی ہستیاں پیدا کرتی ہے۔ افسوس ہے کہ فنا کے بے درد ہاتھوں کی گرفت خلق اللہ کو ایسی برکات جاریہ سے محروم کر دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ظاہری طور پر آنکھوں سے اوجھل ہونے کا احساس رنج وغم کی صورت میں قلوب پر مسلط ہو رہا ہے۔ ورنہ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو دائمی اور حقیقی زندگی اب حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ اہل محبت کے درمیان ہمہ وقت تشریف فرما ہیں۔ میں بیمار تھا، بہت تاخیر سے تعزیت پیش کر رہا ہوں، معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ایسی غیر مترقبہ نعمت کے چھوٹ جانے پر صبر شکیب عطا فرمائے۔ اور حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو وہ درجات عالیہ عطا فرمائے جن کے آپ مستحق ہیں۔ اور ہمیں تا قیامت برکتیں حاصل ہوتی رہیں۔ میرے برادران مکرم اور تمام خاندان کی طرف سے دلی عذر خواہی اور ہمدردانہ تعزیت قبول فرمائیں۔ والسلام

خیر اندیش　　　دیوان سید آل رسول علی خان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اجمیر شریف (حال سرگودھا چک نمبر ۱۲) (۱)

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۸ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۹ جون ۱۹۷۴ء بروز اتوار پشاور میں ہوئی۔ اور ''بیری باغ بیرون یکہ توت دروازہ،، پشاور میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(۱) سیرت امیر ملت از سید اختر حسین و پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۵۱۳، ۵۱۴

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، شیخ الحدیث حزب الاحناف، لاہور

مولانا محمد صدیق ہزاروی ''تعارف علماء اہل سنت'' میں لکھتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں ہندوستان کے مشہور شہر الور کے محلہ نواب پورہ میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کا تعلق ایک علمی وروحانی سید گھرانے سے ہے۔ اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان تشریف لائے اور الور قیام پذیر ہوئے۔

تعلیم وتربیت

جس طرح آپ کا تعلق ایک عظیم علمی خاندان سے ہے، اسی طرح آپ کی تربیت بھی نہایت مہتم بالشان طریقے سے ہوئی۔ قرآن مجید الور ہی کے حافظ عبدالحکیم، حافظ عبدالعزیز اور حافظ قادر علی سے پڑھا۔

صرف نحو کی ابتدائی کتب علامہ سید ظہور اللہ ملتانی سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ فنون کی انتہائی کتب قاضی مبارک، حمد اللہ، افق المبین، صدرا، شمس بازغہ اور شرح عقائد نسفی وغیرہ، جمیع کتب احادیث اور کتب طب مراد آباد میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۹۱۹ء میں مراد آباد سے ہی سند فراغت ودستار فضیلت حاصل کی۔

امام اہلسنت سے سند کا حصول

۱۹۱۹ء ہی میں آپ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے اور آپ کے حکم پر فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو جمیع علوم وفنون کی سند اور وظائف وخلافت عامہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۱) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۴۰

آگرہ میں خطابت

جامع مسجد آگرہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب تھے۔ تحریک خلافت میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالماجد بدایونی وغیرہ کانگرس کے حق میں تقریریں کرتے تھے۔ جبکہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صاحب موصوف کانگرس کے خلاف سرگرم عمل تھے۔

دوران تحریک پنجاب کے عوام کی دعوت پر حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کا دورہ کیا۔ لاہور کے مسلمانوں کو آپ کی تقریر سے ایسا ذوق میسر ہوا کہ حضرت علامہ کو لوگوں کے اصرار پر لاہور آنا پڑا۔ چنانچہ آپ کی جگہ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ کو جامع مسجد آگرہ میں فرائض خطابت سونپ دیئے گئے۔

لاہور میں آمد

۱۹۲۳ء میں آپ حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے حکم پر جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کے لئے لاہور پہنچے۔ داتا گنج بخش کی مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ مولانا محرم علی چشتی، سید امین اندرابی اور خلیفہ مولوی تاج الدین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خان میں علوم دینیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ آپ کی محنت شاقہ کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مسجد وزیر خاں کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم ہو گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف کی تاسیس

مرزا ظفر علی جج جوان دنوں مسجد وزیر خاں کے متولی تھے، انہیں طلباء کے اجتماع سے اختلاف تھا، چنانچہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد وزیر خان سے استعفا دے دیا۔

لاہور کے سنی زعماء قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین اور مولانا محرم علی چشتی نے انجمن حزب

الاحناف ہند کی بنیاد رکھی اور ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو باقاعدگی سے تدریس کا آغاز ہو گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف کا ابتدائی دور بے سروسامانی کا دور تھا۔ ابتداء مسجد وزیر خان سے ہوئی۔ وہاں سے لنڈا بازار، یکّی دروازہ، مسجد دائی رنگہ اور مسجد مائی لاڈو سے ہوتے ہوئے ۱۵ مارچ ۱۹۲۶ء کو تین گنبد والی مسجد اندرون دہلی دروازہ کو دارالعلوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ مسجد کی صفائی ہوئی اور مرمت کرائی گئی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دارالعلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علامہ ابوالبرکات، علامہ ابوالحسنات، مولانا عبدالقیوم اور مولانا عبدالحنان جیسے لوگ شریک تدریس تھے۔ (۱)

۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دارالعلوم کے جملہ انتظام و انصرام کو سنبھالا اور مسند درس حدیث پر فائز ہوئے اور وصال تک یہ فیض جاری ہے۔

آجکل دارالعلوم حزب الاحناف لال کوٹھی بیرون بھاٹی گیٹ منتقل ہو چکا ہے۔ اور حضرت قبلہ سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ باوجود پیرانہ سالی اور صحت کے ساتھ نہ دینے کے خدمت میں حاضر ہونے والوں کو علمی و روحانی فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔ ۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو تنظیم المدارس اہل سنت کی نشاۃِ ثانیہ میں آپ کو تنظیم کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۱۹۷۸ء کے نئے انتخاب میں آپ کو تنظیم کا سرپرست نامزد کیا گیا۔

فتنوں کا مقابلہ

آج سے کچھ عرصہ پہلے لاہور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے، کہیں وہابیت کا فتنہ سر اٹھا رہا ہے، کہیں نیچریت اپنے پر تول رہی ہے، کہیں مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں ہیں تو کہیں رافضی گمراہی کے جال بچھائے بیٹھے ہیں، لیکن سنیت کے اس بحرِ بے کنار کے سامنے جو بھی فتنہ آیا خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔

(۱) پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، ص ۳۲۱

تحریرات

آپ کا زیادہ تر وقت علوم وفنون اور حدیث پاک کی تدریس میں گزرا۔لیکن اس کے باوجود آپ نے میدان تحریر میں بھی کام کیا، چنانچہ مندرجہ ذیل کتب آپ نے تحریر فرمائیں۔

۱۔ مناظرہ تلون
۲۔ دبوس المقلدین
۳۔ فتح المبین
۴۔ مناظر ترن تارن
۵۔ ضیاء القنادین
۶۔ وہابیوں کی کہانی

چند مشہور تلامذہ

حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی تبلیغ دین اور علوم عربیہ کی تدریس میں گزری اور سینکڑوں تشنگانِ علم نے سیرابی حاصل کی۔آپ کے چند تلامذہ جو آسمان شہرت پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث مولانا مہر دین دامت رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت مولانا قاضی سراج احمد
۳۔ سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں
۴۔ مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ خطیب اہل سنت مولانا غلام دین رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ فقیہ العصر مولانا مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی (رحمۃ اللہ علیہ) ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان (۱)

طویل علالت کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ علم وعمل کا یہ پیکر اس دار فانی سے رخصت ہوا اور علمی دنیا میں نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا۔

حضرت مولانا سید اولاد رسول فخر العالم محمد مارہروی (بھارت)

جناب محمود احمد قادری ''تذکرہ علماء اہل سنت'' میں لکھتے ہیں۔

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن مارہروی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) کے چھوٹے صاحبزادے اولاد رسول فخر العالم محمد نام نامی ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ ٹامس گنج سیتا پور میں آپ کی ولادت ہوئی۔فارسی کی مختصر مروجہ تعلیم منشی فرزند حسن ساکن قصبہ پالی ضلع ہردوئی، اور میاں جی رحمت اللہ مارہروی سے حاصل کی، درسیات کی تکمیل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کے اساتذہ سے کرنے کے بعد حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر قادری (المتوفی ۱۳۳۳ھ) سے فاتحہ فراغ پڑھ کر اجازت وسند حاصل کی، علوم حدیث کی اجازت والد اور نانا، حضرت سید شاہ نور المصطفیٰ ابن سید شاہ غلام محی الدین ابن شاہ آل برکات ستھرے میاں اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدوس سرہ نے عطا فرمائی، بیعت اپنے والد سے تھے۔ان کے علاوہ حضرت نوری میاں سے بھی اجازت پائی تھی، عقائد میں بے لچک پختگی رکھتے تھے۔زہد وورع، تقویٰ وانابت کی دولت سے بہرہ ور تھے، ساری زندگی رشد وہدایت اور تبلیغ وترویج عقائد اہل سنت میں گذری، ہزارہا مریدین ان کے دامن سے وابستہ تھے، تصنیف وتالیف کا خاص ذوق اور خصوصی سلیقہ رکھتے تھے، بزرگان مارہرہ کے تفصیلی حالات کئی جلدوں میں انہوں نے ہی تحریر فرمائے ہیں، ۳۰ کتابیں مطبوعہ ہیں ۱۳۷۱ھ سال وفات ہے، مرقد مارہرہ میں ہے، آپ کا لقب تاج العلماء تھا۔

(۱) اقبال احمد فاروقی علامہ: تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص ۳۲۲

حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ اولاد حیدر، مارہروی (بھارت)

جناب محمود احمد قادری ''تذکرہ علماء اہل سنت'' میں لکھتے ہیں۔

سید آل مصطفیٰ اولاد حیدر نام نامی، آپ کی ولادت یکشنبہ دسویں شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ کی ہے، تربیت نامور ماموں حضرت مولانا شاہ اولاد رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہوئی۔ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں برسوں حضرت صدر الشریعۃ حجۃ العصر مولانا حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہ کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کی، طب کی تعلیم طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پائی، حکیم عبد اللطیف فلسفی مشفق استادوں میں تھے۔ برسہا برس سے مسجد قصاباں کھڑک روڈ بمبئی کے امام اور خطیب ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں سنی مسلمانوں کی ملی دینی اور سیاسی تنظیم کے لئے سنی جمعیۃ علماء قائم کی ذمہ داری کے احساس اور عمدہ کارگردگی کی بنا پر وقت تاسیس سے مستقل صدر ہیں، اعلیٰ درجہ کے خطیب، بہترین نثر نگار اور خوش فکر شاعر ہیں، آپ کی خطابت کی پورے ملک میں دھوم ہے، بمبئی میں مطب بھی کرتے ہیں، سرکار کلاں خانقاہ برکاتیہ کے سجادہ نشین ہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ اس وقت مارہرہ کی رونق اور بہار آپ ہی کے دم سے قائم و باقی ہے، خداوند تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، آمین ثم آمین، سید العلماء آپ کا لقب ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری (بھارت)

صدر مدرس شمس العلوم بدایوں و ناظم سنی کانفرنس ضلع بدایوں

جناب محمود احمد قادری ''تذکرہ علماء اہل سنت'' میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم ۱۹۱۰ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے، نسبی علاقہ حضرت شہاب گنج علم کے واسطے سے حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ سے ہے، اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید نثار الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد مبین سے پڑھا، اور کتابت سیکھی، عربی کا

آغاز حضرت مولانا شاہ منظور احمد پھلواری سے کیا، مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن پر بودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد ادریس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامیہ پڑھیں، مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا سید عبد الحمید قادری اور مفتی محمد فیض الرحمٰن سے پڑھ کر مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے مولوی کا امتحان دیا، کانپور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا ابو محمد عبد السلام درانی قندھاری سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خلف اکبر مجدد الملۃ امام امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبد العزیز خاں محدث بجنوری سے صحاح ستہ کا دورہ کیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا، ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی، نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی، اولاً مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا، پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے، اور ۱۹۴۲ء سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر المدرسین اور مفتی شہر ہیں۔

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آروی علیہ الرحمۃ سے مرید ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ نثار احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری مدظلہ العالی نے بھی اپنی طرف سے تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں۔

مفتی صاحب مدظلہ، شگفتہ قلم ہیں، اکثر و بیشتر علمی و معیاری مضامین تحریر فرماتے رہتے ہیں، اب تک پانچ کتابیں تصنیف و تالیف کر چکے ہیں۔

(۱) احکام النکاح (۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل امام خیر آبادی کی مرقات کا خلاصہ، بطرز سوال و جواب) (۳) تذکار مطیب (بزرگان دین قادریہ مجددیہ آبادانیہ کے تذکرے میں) (۴) مفید المطالب (تربیت سلوک میں) (۵) تذکرہ نایاب (حضرت سیدی شیخ ابو الحسن شاذلی کے حالات، ارشادات سلوک، اوراد، فوائد اضابات حزب البحر وغیرہ میں)

شاعر خوش نوا، اور پر گو ہونے کے ساتھ مادہ تاریخی کے استخراج میں کمال رکھتے تھے۔

حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی، شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

ناظم جمعیت علماء پاکستان وصدر جماعت اہل سنت

جناب محمد صادق قصوری ''اکابر تحریک پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

آپ ۱۹۱۳ء میں امروہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ بچپن ہی میں آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ آپ کی پرورش، تعلیم و تربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ پھر جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ ۱۹۳۱ء میں واپس امروہہ تشریف لے گئے اور چار سال تک امروہہ کے مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تدریس فرماتے رہے۔

۱۹۳۵ء میں آپ ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی۔ ملتان میں غیر مقلدین اور بدمذہبوں نے آپ کو طرح طرح سے ناکام بنانے کی کوشش کی، قاتلانہ حملے کئے، مگر آپ کے غیر متزلزل عزم کے سامنے ان کی تمام سازشیں ناکام ہوگئیں، علم وعرفان کی ندیاں بہنے لگیں، طالبان حق آ آ کر شراب توحید ورسالت کے جام لنڈھانے لگے۔ الحمدللہ! آج یہ دار العلوم پاکستان کے مثالی اداروں میں سے ایک ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں علماء ملک کے کونے کونے میں خدمت دین متین میں مصروف ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، مسلم لیگ کے سٹیج سے قیام پاکستان کے لئے جلسے کرتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی، جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سردھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کررہے تھے۔ اس وقت حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا ابوالحسنات، پیر صاحب مانکی شریف، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالغفور ہزاروی (رحمہم اللہ) اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ کی رفاقت میں الگ قومیت اور آزاد پاکستان کے لئے سعی مسلسل اور جہد پیہم کررہے تھے۔ کانگریسی و احراری مقررین کے لچر اعتراضات کے جوابات دینے میں آپ کا کوئی ثانی

نہیں تھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھنے کے لئے ملتان میں علماء اہلسنت کا کنونشن بلایا، جس میں مولانا ابوالحسنات کو صدر اور آپ کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کی بناء کردہ جمعیت ملکی سیاست میں اہم مقام کی حامل ہے اور دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۴ء جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الحدیث رہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان
۲۔ مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع
۳۔ تسکین الخواطر
۴۔ حیات النبی
۵۔ معراج النبی
۶۔ تقریر منیر
۷۔ حجیت حدیث
۸۔ مکالمہ کاظمی ومودودی
۹۔ تحقیق قربانی
۱۰۔ نفی الظل والفیء
۱۱۔ کتاب التراویح
۱۲۔ الحق المبین
۱۳۔ التحریر اوراس کی شرح التقریر
۱۴۔ اسلام اور سوشلزم
۱۵۔ طلباء کا اسلامی کردار
۱۶۔ التبشیر برد التحذیر
۱۷۔ میلاد النبی
۱۸۔ اسلام اور عیسائیت
۱۹۔ فتویٰ حنفی
۲۰۔ آئینہ مودودیت

حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا نبیرہ امام احمد رضا بریلوی

جانشین حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

جناب محمود احمد قادری ''تذکرہ علماء اہل سنت'' میں لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کے پوتے، حضرت مولانا شاہ حامد رضا کے فرزند اکبر محمد ابراہیم

رضا عرف جیلانی میاں ۱۳۲۵ھ سال ولادت باسعادت، حضرت حسن بریلوی منجھلے دادا نے ''علم وعمر اقبال وطالع دے خدا'' مصرعہ تاریخ کہا، اور دادا بزرگور نے تسمیہ خوانی کی رسم ادا کرائی، مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے اساتذہ سے درسیات کی تکمیل کی، حج وزیارت کے شرف سے مشرف ہوئے، والد ماجد کی رحلت کے بعد تاحیات مدرسہ منظر اسلام کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے۔ طلبہ پر بہت شفیق تھے، حسن صورت کے ساتھ حسن عمل سے بھی سرفراز تھے، علم کلام سے شغف تھا، اصلاح عقائد پر زور دیتے، درود پاک کا بکثرت ورد فرماتے، قدرت نے زبان میں خاص اثر ودیعت فرمایا تھا، یوپری تھانہ ضلع مظفر پور کا ایک پیدائشی گونگا آپ کی دعا سے زبان والا ہو گیا۔ آپ کی اس روشن کرامت نے گاؤں کے بکثرت دیوبندیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، تقریر میں سوز وگداز تھا، راقم سطور کے والد ماجد مدظلہ العالی سے بہترین روابط تھے، کانپور میں راقم سطور نے آپ کی زیارت سے بارہا آنکھوں کو روشن کیا، ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ موافق ۱۱ مئی ۱۹۶۵ء بروز شنبہ وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفن ہے، مفسر اعظم کے لقب سے پکارے جاتے تھے، حضرت کے صاحبزادے مولانا اختر رضا، جامعہ ازہر (مصر) کے فارغ اور جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، گجراتی

شیخ التفسیر والحدیث جامعہ غوثیہ گجرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ''تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا مفتی احمد یار خان ابن مولانا محمد یار خان بدایونی (قدس سرہما) شوال ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں محلّہ قلعہ کھیڑہ اوجھیانی (ضلع بدایوں) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کے والدِ ماجد فارسی درسیات پر عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے جامع مسجد میں ایک مکتب جاری کیا تھا جس میں طلباء کو تعلیم دیتے تھے، غالباً حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ (۲)

(۱) عبدالنبی کوکب قاضی: سیرت سالک طبع اول، دسمبر ۱۹۷۱ء۔ غلام مہر علی، مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۳۹

(۲) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت

مولانا مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء) مولانا قدیر بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ (۱)

اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابتدائی کتب محنت وجانفشانی سے پڑھیں، امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے، مولانا حافظ بخش بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ (ممتحن) نے خاص طور پر ان کی تعریف کی اور انہیں انعام کا مستحق قرار دیا، ماہنامہ شمس العلوم، بدایوں میں یہ کیفیت شائع ہوئی۔ (۲)

مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ پڑھا، چونکہ اس مدرسہ کا تعلق دارالعلوم دیوبند سے تھا، اس لئے وہاں سے تعلیم ترک کر کے مراد آباد چلے گئے، اس واقعہ کا ذکر مفتی صاحب نے اپنے مجموعہ کلام دیوان سالک کے ایک حاشیہ میں بھی کیا ہے۔ (۳)

جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی مردم شناس نگاہوں نے جوہر قابل کو پہچان لیا اور خود پڑھانا شروع کیا، پھر بے پناہ مصروفیات کی بنا پر حضرت مولانا علامہ مشتاق احمد کانپوری ابن استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری قدس سرہ کو مراد آباد بلا کر مفتی صاحب کی تعلیم ان کے سپرد کر دی۔ ایک سال بعد مولانا احمد حسن کانپوری میرٹھ تشریف لے گئے، مفتی صاحب بھی استاذ گرامی کے ساتھ رہے اور ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کر لی، اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ (۴)

(۱) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۲۳ تا ۲۷

(۲) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت

(۳) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت

(۴) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۲۸ تا ۳۲

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے تکمیل کے بعد عملی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ، مراد آباد سے کیا، جہاں تدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔ بعد ازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی، کاٹھیاواڑ میں نو سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد ایک سال جامعہ نعیمیہ، مراد آباد اور قریباً تین سال کچھوچھہ شریف رہے، پھر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات دامت برکاتہم العالیہ کے بلانے پر پاکستان تشریف لائے اور بارہ تیرہ برس دارالعلوم خادم الصوفیہ، گجرات اور دس برس انجمن خدام الرسول میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے، وصال سے چھ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تصنیف، افتاء اور تدریس کا کام جاری رکھا۔ (۱)

۱۹۴۶ء میں جب مرکزی انتخابات ہوئے تو ہر طرف مسلم لیگ اور پاکستان کا نعرہ تھا۔ علاقہ روہیل کھنڈ خاص طور پر بریلی اور بدایوں میں صرف مسلم لیگ کا شہرہ تھا، بدایوں کے علماء وعمائد مولانا عبدالحامد بدایونی، خواجہ غلام نظام الدین، ملا عبدالصمد مقتدری وغیرہ نے بڑا کام کیا۔ قصبہ اوجھیانی میں چودھری حاجی شمس الدین، مولوی ابوالحسن، منشی شمس الدین، سید شید اعلیٰ شیخ شوکت حسین، ریاض الدین اور شیخ عبدالرحیم وغیرہ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے۔ قصبہ اوجھیانی میں مسلمانوں کے غالباً سترہ ووٹ تھے جن میں سے پندرہ ووٹ مسلم لیگ کو ملے۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق نے ووٹ نہیں ڈالا، آخری ووٹ حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تھا، پولنگ کا آخری وقت ۵ بجے تھا، مفتی صاحب ساڑھے چار بجے گاڑی سے اوجھیانی پہنچے اور سٹیشن سے سیدھے پولنگ سٹیشن (میونسپلیورڈ آفس) جا کر مسلم لیگ کو ووٹ دیا۔ مسلمان اس بنا پر بہت خوش ہوئے کہ مفتی صاحب محض ووٹ ڈالنے کے لئے گجرات (پنجاب) سے سفر کر کے اوجھیانی پہنچے تھے، چنانچہ بصورت جلوس آپ کو گھر لایا گیا۔ (۲)

مفتی صاحب اگرچہ درس وتدریس اور تبلیغ کے میدان کے آدمی تھے تاہم مختلف مواقع پر ملی اور سیاسی تحریکوں میں خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے قرارداد

(۱) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۳۸، ۴۲

(۲) محمد ایوب قادری، پروفیسر: قلمی یادداشت

پاکستان کی تائید کے لئے جو کوششیں کیں، مفتی صاحب ان میں شریک رہے۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں نظریہ پاکستان کی تائید کے لئے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مفتی صاحب پنجاب کے علماء ومشائخ کے عظیم وفد میں شامل تھے۔ (۱)

غالباً آل انڈیا سنی کانفرنس کے انعقاد کے بعد بعض بااثر حضرات نے سنی کانفرنس کے فیصلوں کی مخالفت کی اور اپنے حلقہ اثر میں اس کا تذکرہ بھی کیا۔ مسلم لیگ کے بہی خواہ اس بنا پر متفکر تھے کہ صوبائی الیکشن قریب ہے، اگر صورت حال یہی رہی تو نہ معلوم نتیجہ کیا ہو؟ تجویز کیا جا رہا تھا کہ بدایوں کے علماء کو بلا کر جلسہ کرنا چاہئے، اتنے میں مفتی صاحب اوجھیانی پہنچ گئے ان کی دو تین تقریروں نے فضا کو سازگار بنا دیا اور صوبائی الیکشن میں مسلم لیگ کامیاب ہوگئی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نہایت خوش اخلاق اور خندہ رو شخصیت تھے، سلام کہنے میں پہل کرتے، معمولات اور وقت کے اتنے پابند تھے کہ جب آپ جمعہ کے روز منبر پر بیٹھتے تو لوگ اپنی گھڑیوں کا ٹائم ٹھیک کر لیتے تھے، پانچ دفعہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے، ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے تقریباً ۴۶ سال کا عرصہ خدمت دین میں صرف کیا، سینکڑوں علماء کو فیض یاب فرمانے کے ساتھ ساتھ تصانیف کا معتد بہ ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ جس سے مسلک اہل سنت وجماعت کو نہایت تقویت ملی۔

تصانیف کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر نعیمی: گیارہویں پارے کے ربع آخر تک لکھی گئی

۲۔ نعیم الباری فی شرح البخاری: بخاری شریف کا عربی حاشیہ

۳۔ مرآۃ شرح مشکوٰۃ اردو، آٹھ جلدوں میں

۴۔ نور العرفان فی حاشیۃ القرآن: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ پر تفسیری حواشی

(۱) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۱۳

۵۔ جاء الحق ۶۔ علم المیراث

۷۔ شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ۸۔ اسلامی زندگی

۹۔ سلطنت مصطفیٰ ۱۰۔ دیوان سالک

۱۱۔ علم القرآن ۱۲۔ رسالہ نور

۱۳۔ رحمت خدا بوسیلہ اولیاء ۱۴۔ مواعظ نعیمیہ

۱۵۔ نئی تقریریں وغیرہ وغیرہ

نعیم الباری اور تفسیر نعیمی کے دو تین پاروں کے علاوہ باقی تمام کتابیں چھپ چکی ہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خاں قدس سرہ کے دو صاحبزادے یادگار ہیں۔

۱۔ مشہور خطیب مولانا مفتی مختار احمد

۲۔ مولانا مفتی اقتدار احمد

خدا کرے کہ دونوں حضرات مفتی صاحب کی امانت عظیمہ کو ملت اسلامیہ تک پہنچانے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوں۔ جن دنوں حضرت مفتی صاحب، میو ہسپتال میں تھے، راقم الحروف اور مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب نے دوران گفتگو فرمایا۔

''میں جامعہ نعیمیہ، مراد آباد میں مدرس تھا، میں اور مولانا مفتی امین الدین بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ بڑے شوق سے قوالی سنا کرتے تھے۔ ایک دن قوال نے یہ شعر پڑھا

کچھ پاس نہیں ہے میرے، کیا نذر کروں میں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

یہ شعر سنا تھا کہ مفتی امین الدین صاحب نے جو کچھ پاس تھا، قوال کو پیش کر دیا، حضرت صدر الافاضل مولانا سید

محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بلا کر باز پرس کی اور فرمایا۔ یا تدریس ہوگی یا قوالی، حضرت کے اس ارشاد پر میں نے عرض کی۔ میں تدریس چھوڑ سکتا ہوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا، یہ سنتے ہی حضرت صدر الافاضل جلال میں آ گئے اور فرمایا۔

''احمد یار خاں! میں تمہیں حکماً کہتا ہوں کہ قوالی سننا چھوڑ دو''

چنانچہ اس کے بعد آج تک میں نے کبھی قوالی نہیں سنی۔

اللہ اللہ! احترام استاذ کی ایسی مثالیں آج کہاں ملیں گی۔

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ کا وصال ۳ رمضان المبارک ۲۴ اکتوبر (۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) کو ہوا، نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی، مفتی صاحب کی آخری آرام گاہ گجرات (پنجاب) میں ہے۔ جنازہ میں شرکت کے لئے راقم الحروف گجرات گیا، حضرت مفتی صاحب کی زیارت کی، چہرہ پھول کی طرح کھلا ہوا تھا، اس وقت یہ تصور کرنا مشکل تھا کہ ان پر موت کی کیفیت طاری ہو چکی ہے۔

سید ابوالکمال برق نوشاہی نے قطعہ تاریخ کہا۔

فدائے ملت مختار عالم
حکیم امت سرکار عالم
وحید العصر در تحریر و تقریر
خطیب اہل سنت شیخ تفسیر
حیا تش بود در عالم کرامت
وفا تش از علامات قیامت
چوں یکتا بود او اندر شرافت
وفا تش برق گو ''شمع شرافت''

۱۳۹۱ھ

مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے سن عیسوی کا استخراج کیا ۔

آفتاب شرع ، احمد یار خاں
ذاکر اسم کدا شام و پگاہ
در حدیث و فقہ کس مثلش نبود
صوفیان اہل حق را بود شاہ
از شرافت سال تر حیلش شنو!
"مخزن انوار شد مستور آہ"(۱)

۱۹۷۱ء

حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی بریلوی صدر جمیعت علماء پاکستان صوبہ پنجاب

جناب محمد صادق قصوری "اکابر تحریک پاکستان" میں لکھتے ہیں۔

ہندوستان میں بریلی نام کے دو شہر مشہور ہیں۔ایک رائے بریلی دوسرا بانس بریلی، بانس بریلی کو زیادہ تر شہرت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی کی وجہ سے حاصل ہوئی۔(۲)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذہب وملت کی جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں۔اس صدی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔آپ ہی کے خانوادے میں ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء کو ایک بچہ پیدا ہوا۔جس کا نام محمد اعجاز ولی خاں رکھا گیا۔اس بچے کا سلسلہ نسب تین واسطوں کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نسب سے مل جاتا ہے جو اس طرح ہے۔

(۱) عبدالنبی کوکب، قاضی: سیرت سالک، ص ۱۳۹، ۱۴۰

(۲) تذکرہ علماء ہند از مولانا رحمٰن علی (اردو ترجمہ از پروفیسر محمد ایوب قادری) مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۶۱ء

محمد اعجاز ولی خاں بن سردار ولی خاں بن ہادی علی خاں بن نقی علی خان بن رضا علی خاں بن کاظم علی خان۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلسلہ نسب یوں ہے احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان کاظم علی خان۔(۱)

ہوش سنبھالنے کے بعد حضرت مفتی صاحب کو مکتب میں داخل کروا دیا گیا۔۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ کو اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے حضور قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔بعد ازاں حافظ عبدالکریم قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد درجہ متوسط کی کتابیں اپنے برادر اکبر مولانا تقدس علی خان، علامہ مختار احمد خان سلطانپوری بریلوی، مولانا حسنین رضا خاں، خلف الرشید مولانا حسن رضا خان سے پڑھیں۔شرح جامی مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان اور تفسیر جلالین حضرت محدث پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ ۱۳۵۲ھ میں مفتی اعظم ہند سے سند حدیث حاصل کی، پھر الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل دینیات اور دوسری مرتبہ ۸ ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ کو حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور حضرت مفتی اعظم ہند کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، پھر باقی ماندہ علوم کی دارالعلوم سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں تکمیل کر کے سند فراغت حضرت صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی (والد گرامی علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری) شیخ الحدیث دارالعلوم سعیدیہ سے حاصل کی۔(۲)

حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان مدظلہ نے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کے مزار پر سلسلہ قادریہ میں آپ کو اجازت خلافت عطا کی۔مختلف دینی مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی ومدرسہ مظہر اسلام بریلی میں علم وعرفان کے گہر لٹاتے رہے۔۱۹۴۵ء میں پانی پت میں حضرت غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مدرسہ منہاج العلوم میں منصب تدریس سنبھالی۔ایک سال بعد پھر بریلی واپس چلے گئے اور ایک برس تک دارالعلوم منظر اسلام میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔(۳)

(۱) پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور، ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱ (۲) پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱

(۳) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۹۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۳ء

۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں کرنا شروع کیں۔ اور کانگرس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں دیگر ہزاروں علماء کے ساتھ حضرت مفتی صاحب بھی شریک ہوئے۔ کانفرنس کی کامیابی کے بعد حصول پاکستان کی منزل کو پانے کے لئے سربکف میدان میں کود ے۔ جگہ جگہ مسلم لیگ کی حمایت میں دورے کئے، پنجاب کے اکثر اضلاع میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ ۱۹۴۶ء میں ہی بریلی سے پاکستان کی حمایت میں فتویٰ جاری کیا اور تمام مسلمانوں پر پاکستان کی حقیقت واضح کی اور پھر حصول آزادی تک ڈٹ کر انگریز اور ہندو کی مخالفت کرتے رہے۔(۱)

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہجرت فرما کر یہاں تشریف لے آئے اور ۱۹۵۱ء تک جامعہ محمدی شریف (جھنگ) میں نائب شیخ الحدیث کے عہدہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد دار العلوم اہل سنت و جماعت جہلم میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں شیخ الحدیث والفقہ کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۶۰ء تک تشنگان علم دین کی پیاس بجھاتے رہے۔ اسی دوران ۱۹۵۶ء میں مزار اقدس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے متصل جامعہ گنج بخش کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ساتھ کرشن نگر اسلام پورہ کی جامع مسجد میں جامعہ حامدیہ رضویہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ ایک عرصہ تک دونوں مدارس کے مہتمم کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ جامع مسجد کرشن نگر میں امام وخطیب کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔(۲)

۱۹۶۰ء میں دار العلوم نعمانیہ اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور کی انتظامیہ کے اصرار پر یہاں تشریف لے آئے اور شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہو کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔ شعبان ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں انجمن نعمانیہ کے صدر ڈاکٹر دلاور علی نے آپ کو

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۹۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۳ء

(۲) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۸۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔

نوٹس دیا کہ آپ یا تو مدرسہ کے شیخ الحدیث رہیں یا جمعیت علماء پاکستان سے تعلق رکھیں۔ آپ نے مدرسہ سے استعفیٰ دے دیا، لیکن جمعیت سے تعلق توڑنا گوارا نہ کیا۔(۱)

سواد اعظم کی ترجمان جمعیت علماء پاکستان سے آپ کی وابستگی شروع سے ہی تھی۔ تا زیست مقدور بھر خلوص و محنت سے اس کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۹۷۲ء جمعیت کے ملتان کنونشن میں مجاہد مولانا عبد الستار خان نیازی کو پنجاب جمعیت کا صدر اور آپ کو نائب صدر چن لیا گیا۔ ۱۹۷۳ء میں خانیوال کنونشن میں حضرت نیازی صاحب کو مرکزی جمعیت کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا تو پنجاب جمعیت کی صدارت کی ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی گئیں۔ آپ جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ کے بھی رکن تھے۔ منفی سیاست سے متنفر اور تعمیری تنقید کے حامی تھے۔(۲)

آپ کو فقہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا، فتویٰ میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا تھا اور فقیہ العصر کے خطاب سے نوازے گئے تھے۔ بزرگان دین سے بہت عقیدت تھی، یہی وجہ تھی کہ صوفیائے کرام کے حالات بیان کرنے میں انہیں خاصا عبور حاصل تھا۔ آپ کا دل عشق رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ بے حد ذہین محنتی، صالح، خوش اخلاق، ملنسار، غیور، خوددار اور جسمانی طور پر تندرست و توانا تھے۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کے کمالات کے معترف تھے۔

جدا جدا جو وصف دیگر علماء میں تھے
وہ سب کے سب اس عاشق خدا میں تھے

آپ کی تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ تسحیل الواضح ۲۔ قانون میراث ۳۔ تنویر القرآن (تفسیر قرآن) ۴۔ ترجمہ مکاتیب ورسائل شیخ عبد الحق۔ ۵۔ ترجمہ کشف الاسرار (داتا گنج بخش) وغیرہ وغیرہ

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۸۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔

(۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۸، ۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء

علاوہ ازیں آپ کے شاگردوں کی تعداد قریباً پانچ ہزار ہے، جو اس وقت آزاد کشمیر، مشرقی پاکستان، بھارت، انڈونیشیا، افریقہ، ماریشش، ایران، افغانستان، امریکہ، کویت، دوبئی اور انگلینڈ میں دین اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔(۱)

دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور سے مستعفی ہونے کے بعد بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور آپ کا تقرر ہوا۔ لیکن قدرت کو شاید یہ تقرری منظور نہیں تھی، کیونکہ ۲۳ شوال المکرّم ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۷۳ء بروز پیر (سوموار) اڑھائی بجے شب میو ہسپتال لاہور میں چند دن بیمار رہ کر آپ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد مدظلہ نے پڑھائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں حضرت مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وہ پیدا

مختلف روزناموں نے آپ کی رحلت پر اداریوں کے ذریعے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔ روزنامہ جمہور لاہور کا اداریہ نذر قائین ہے۔

”گزشتہ روز ایک محقق عالم دین، عظیم فقیہ اور صائب الرائے مفتی .... مفتی اعجاز ولی خان انتقال کر گئے، مرحوم جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے صدر تھے۔ مفتی اعجاز ولی خان ان اہل دین میں سے تھے جو دینی خودداری، غیرت اور کردار کے پیکر ہوتے ہیں۔ مفتی اعجاز ولی خان کا وصال معمولی حادثہ نہیں، یہ پہلے سے موجود قحط الرجال میں مزید خوفناک اضافہ ہے۔ لیکن رب العالمین کا حکم ہی فیصلہ کن ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو قلبی اطمینان اور سکون عطا فرمائے۔“(۲)

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، از علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور، س ۱۹۷۵ء، ص ۳۶۹۔ پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۔

(۲) روزنامہ جمہور لاہور، ۲۲ نومبر ۱۹۷۳ء

حضرت پیر امین الحسنات مانکی، ضلع پشاور

جناب محمد صادق قصوری ”اکابر تحریک پاکستان“ میں لکھتے ہیں۔

متولد ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء متوفی ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء

حضرت پیر محمد امین الحسنات بن پیر عبدالرؤف ۱۹۲۳ء میں مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور آپ مسند نشین ہوگئے۔ یہ ملک کا ایک بہت بڑا سجادہ ہے جہاں ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند آتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

تحریک پاکستان کا دور شروع ہوا تو ۱۹۴۵ء میں آپ نے مسلم لیگ میں شرکت فرمائی، نظریہ پاکستان کی حمایت میں بے شمار دورے کئے، صوبہ سرحد میں کانگرس کا بہت زور تھا۔ میدان سیاست میں خان عبدالغفار خان اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کا طوطی بولتا تھا، چنانچہ آپ کانگرسی لیڈروں کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور آپ کے ہزاروں مریدوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر نظریہ پاکستان کی حمایت کی۔ ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت میں آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۶ سال تھی۔

آپ نے مسلم لیگ کے لئے فضا ہموار کر کے قائداعظم کو صوبہ سرحد کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ قائداعظم نے کئی روز تک آپ کے ہاں قیام فرمایا۔ اس طرح سرحد میں کانگرس کا زور ٹوٹنے لگا اور مسلم لیگ کا شہرہ ہونے لگا۔ پھر قائداظم نے آپ کے ایماء پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کو سرحد بھیجا، جنہوں نے یہاں کامیاب جلسے کئے۔

ان دنوں سابق صوبہ سرحد میں صورت حال بڑی نازک تھی، اس کی طرف حضرت قائداعظم نے واضح اشارہ فرمایا تھا........... وہاں سرخ پوشوں نے قیامت اٹھا رکھی تھی، وہ تحریک بے حد منظم اور عوام میں بے پناہ مقبول تھی۔ عبدالغفار خان جو سرحدی گاندھی کے لقب سے مشہور تھا، اس کا عوام پر زبردست اثر تھا، مسلم لیگ اس علاقے میں انتہائی غیر مؤثر اور بے وزن تھی۔ اسے جلسہ عام کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی، ساتھ ساتھ علماء کا ایک گروہ جو دیوبند سے اس زمانے میں فارغ التحصیل ہوا تھا، جب وہاں کانگرسی سیاست غالب آچکی تھی، سرخ پوشوں کی حمایت میں کام کر رہا تھا۔ ڈاکٹر

خان کی وزارت کے نقوش بہت گہرے تھے، ایسے میں پاکستان کے لئے کام کرنا بڑا کٹھن تھا.......... علماء کے ساتھ سابق پیر مانکی شریف اور پیر زکوڑی شریف نے بڑی تندہی سے کام کیا اور سچی بات یہ ہے کہ ان کی تائید وحمایت سے صوبہ سرحد کی سیاسی فضا میں وہ تغیر رونما ہوا جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ (۱)

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں، صوفیوں اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور میں ہوا۔ اس جلسہ میں ایک تجویز منظور ہوئی جس میں مسلم لیگ سے وفاداری اور مسٹر جناح کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔۔ پیر صاحب مانکی شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی سخت ضرورت ہے، ہر مسلمان کو حصول پاکستان کے لئے پوری جدوجہد کرنی چاہیے جہاں وہ عزت اور آزادی سے رہ سکیں گے، حصول پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا کہ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی اور آزادی کے لئے کوشاں ہے۔ (۲)

آپ نے مولانا محمد گل صاحب کی قیادت میں ایک وفد حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا، جس نے نظریہ پاکستان پر گفتگو کی۔ پھر ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کر کے اڑھائی گھنٹے تک تقریر فرمائی، دوران تقریر آپ نے فرمایا۔

''میں نے قائد اعظم سے وعدہ لیا ہے کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دیا یا اسلام کے خلاف کوئی نظام جاری کرنے کی کوشش کی تو آج جس طرح ہم اپ کو دعوت دے رہے ہیں اور آپ کی قیادت کو مان رہے ہیں کل اسی طرح اس کے برعکس ہوگا۔ (۳)

(۱) انٹرویو مفتی محمد شفیع، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور، جولائی ۱۹۶۸ء، ص:۳

(۲) قائد اعظم اور ان کا عہد از رئیس احمد جعفری ۹، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۶ء

(۳) سواد اعظم لاہور ۱۵ جنوری ۱۹۶۰ء

آل انڈیا سنی کانفرنس کے خصوصی اجلاس میں نظریہ پاکستان کی توثیق وتائید میں نہایت سرگرمی سے قرارداد پاس کرائی اور پھر تمام ملک میں اس کی حمایت میں دورے کئے اور عوام کو آمادہ کیا کہ وہ تحریک پاکستان کو بہر صورت کامیاب بنائیں گے۔

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی جب پاکستان تشریف لائے تو دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں چار گھنٹے تک بند کمرے میں گفتگو ہوتی رہی۔ گفتگو میں صدر الافاضل، پیر صاحب مانکی شریف، محدث کچھوچھوی، مفتی محمد عمر نعیمی، مولانا غلام معین الدین نعیمی اور سید ابوالبرکات شریک ہوئے۔ اس موقع پر پیر صاحب نے صدر الافاضل پر زور دیا کہ دستور اسلامی کا ایک خاکہ مرتب کریں جسے ہم قائد اعظم کے سامنے رکھیں اور ان سے اسے لاگو کرنے کو کہیں، لیکن افسوس کہ تین ماہ بعد صدر الافاضل فوت ہوگئے۔ بعد ازاں پیر صاحب حضرت محدث علی پوری اور مجاہد ملت مولانا عبد الستار خاں نیازی مدظلہ کے ساتھ مل کر بعد کی حکومتوں پر اسلامی نظام کے نفاذ پر زور دیتے رہے مگر ان کی یہ کوشش بار آور نہ ہوسکی۔

جب مسلم لیگ کا دور انحطاط آیا تو آپ جناح عوامی مسلم لیگ میں شامل ہوگئے جو بعد میں عوامی لیگ بن گئی۔ ۱۹۵۵ء میں ارباب سیاست کی روش کے پیش نظر سیاست کے کوچہ کو خیرباد کہہ دیا اور ملت اسلامیہ کی روحانی پیشوائی پر تمام تر توجہ صرف کرنا شروع کردی۔

۱۹۵۲ء میں ایک سرکاری وفد کے قائد بن کر چین میں ہونے والی امن کانفرنس میں شرکت فرمائی اور وہاں ہندوستانی نمائندے کو منہ توڑ جواب دیا۔ اس کانفرنس میں آپ نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستانی مؤقف کی بڑی جرات اور پامردی سے ترجمانی کی۔ مشترکہ اعلامیہ کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

''ہندوستان اور پاکستان کے مابین جو بھی تنازعات ہیں ان کا فیصلہ امن وآشتی سے ہونا چاہئے اور یہ حق باشندگان جموں وکشمیر ہی کو حاصل ہے کہ وہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کریں۔'' (۱)

(۱) نیا چین، سفرنامہ پیر صاحب مانکی شریف، مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء، پشاور، از فضل حق شیدا، ص ۱۱۲

اس اعلان پر ہندوستان کی جانب سے ڈاکٹر کچلو، گیان چندروی شنکر، شورام دیاس اور درومیش چندر نے دستخط کئے اور پاکستان کی طرف سے پیر صاحب مانکی شریف، سرادر شوکت حیات، عطاء الرحمٰن اور میر عبدالقیوم نے دستخط کئے تھے۔

۵ جنوری ۱۹۶۰ء/۱۳۷۹ھ کو مانکی شریف سے کیمبل پور جاتے ہوئے آپ کی کار فتح جنگ کے قریب حادثے کا شکار ہوگئی۔ ڈرائیور تو موقع پر ہی دم توڑ گیا مگر آپ بری طرح زخمی ہو جانے کی وجہ سے ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں داخل کئے گئے، لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۸ جنوری ۱۹۶۰ء کو یہ مجاہد آزادی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ لاکھوں عقیدتمندوں نے جنازہ میں شرکت کی، مدفن مانکی شریف میں ہے۔ آپ کے بعد ۲۹ جنوری کو آپ کے صاحبزادے روح الامین سجادہ نشین ہوئے۔

مولانا غلام معین الدین نعیمی مدیر سواد اعظم لاہور نے تاریخ وفات کہی

آہ مرد میداں پیر صاحب مانکی شریف

۱۳۷۹ھ

ملک کے نامور صحافی جناب ظہور عالم شہید نے سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کے زیر عنوان پیر صاحب مانکی شریف کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

"پیر صاحب مانکی شریف کی انقلابی تقریروں نے سارے صوبے میں آگ لگا دی تھی اور انہیں گرفتار کرنے کی کوششیں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی تھیں .... ڈاکٹر خاں صاحب (وزیراعلیٰ سرحد) کی افسوسناک کوششیں بالاخر رنگ لائیں جس طرح پنجاب میں ہندو سکھ رہنماؤں نے فرقہ وارانہ فسادات شروع کرائے تھے اسی طرح سرحدی وزیراعظم (اعلیٰ) نے اپنے صوبے میں بھی ان (ہندو مسلم) فسادات کی آڑ لے کر مسلم لیگ کی تحریک کو کچلنے کا اور جواز مل سکے، پیر صاحب مانکی شریف کے سوا صوبہ کے تمام قابل ذکر مسلم لیگی رہنما جیلوں میں تھے............

۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء کو سرحد مسلم لیگ کے جلیل القدر رہنما اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا

حضرت پیر صاحب مانکی شریف بھی گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری سے پہلے پیر صاحب نے ایک بیان میں سرحدی عوام سے بالعموم اور اپنے معتقدین سے بالخصوص یہ اپیل کہ کہ وہ وزارتی اشتعال انگیزیوں کے باوجود اپنی تحریک کو غیر فرقہ وارانہ رکھیں اور اسے اس وقت تک بند نہ کریں جب تک صوبائی لیگ کے جائز مطالبات کی تکمیل نہیں ہو جاتی۔ پیر صاحب کی گرفتاری ڈاکٹر خاں صاحب کی مجنونانہ مایوسی کی انتہا تھی، اس چھبیس سالہ سیاسی و روحانی قائد کی گرفتاری نے صوبائی مسلمانوں اور ان کے لاکھوں عقیدتمندوں میں تحریک جاری رکھنے کا نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا اور ڈاکٹر خاں صاحب کا اصل مقصد پورا نہ ہوا، ہندو اخبارات نے پیر صاحب کی گرفتاری پر "ملا مانکی" "جناح ایجی ٹیٹر ملا مانکی" اور "سرحدی ایجی ٹیشن کا سرغنہ" ایسی افسوسناک سرخیاں جمائیں جس سے صوبہ سرحد میں وزارت کے لئے حالات اور خراب ہو گئے ...... روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء، ص ۶

روزنامہ نوائے وقت لاہور میں آپ کے انتقال پر اداریہ لکھا گیا جس میں آپ کی خدمات پر یوں روشنی ڈالی گئی۔

"پیر صاحب مانکی شریف مرحوم کو کل ان کے گاؤں میں سپرد خاک کر دیا گیا"۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

محمد امین الحسنات مرحوم جو پیر صاحب مانکی شریف کے نام سے مشہور تھے، تحریک پاکستان کے ان رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے ملک کی آزادی اور قیام پاکستان کے لئے شاندار خدمات انجام دیں۔ وہ اس زمانہ میں صوبہ سرحد کے افق سیاست پر نمودار ہوئے جب اس صوبہ میں خان برادران کا طوطی بولتا تھا اور کانگرس اور انگریز دونوں سابق صوبہ سرحد کو خان عبدالغفار کا گڑھ سمجھتے تھے۔ جن مسلم لیگی لیڈروں نے سرحدی گاندھی کے اس طلسم کو توڑا، پیر صاحب مانکی شریف ان میں سب سے زیادہ نمایاں تھے۔ وہ اس زمانہ میں بالکل نوجوان تھے مگر اللہ تعالیٰ کو ان سے یہ کام لینا مقصود تھا کہ وہ اس اہم علاقہ کو پاکستان کے لئے جیتیں، قیام پاکستان کے بعد ایک مرتبہ انہیں صوبائی وزارت بھی پیش کی گئی مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا، بعد ازاں خان عبدالقیوم نے ایسے

حالات پیدا کردیئے کہ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے یہ مخلص رہنما مسلم لیگ سے علیحدگی پر مجبور ہو گئے۔ پیر صاحب نے عوامی لیگ میں شرکت کی اور پاکستان میں حزب اختلاف کے قیام کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کیا اور دونوں حصہ ہائے ملک میں قریہ قریہ گھومے مگر ادھر چند سالوں سے آپ سیاسی زندگی سے بالکل کنارہ کش ہو چکے تھے۔ پیر صاحب ابھی جوان ہی تھے کہ خالق حقیقی نے انہیں پاس بلالیا۔

خوش درخشید ولے شعلہ مستعجل بود

اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیں۔" روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء

حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری، گجراتی خطیب جامع مسجد عیدگاہ گجرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری "تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان" میں لکھتے ہیں۔

خطیب اہل سنت، عالم باعمل، پیکر خلوص وایثار، مجسمہ علم ورحمت حضرت مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری ثم گجراتی ابن جناب عبدالصمد موضع گومتی تحصیل جھجھر ضلع رہتک میں ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والدین کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا، مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس نظامی کی ابتدائی کتب مختلف اساتذہ سے پڑھیں پھر تحصیل علم کی غرض سے دہلی چلے گئے اور مشہور نعت گو شاعر مولانا صابر حسین صابر سے نحو، منطق اور فقہ کی کتب میں استفادہ کیا، دہلی ہی میں مولانا قاری شبیر حسین سے تجوید وقرات کا درس لیا اور مشق کی۔

اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے قاری صاحب کو پُر سوز آواز اور لحن داؤدی عطا کیا تھا اس لئے وعظ وتقریر کی طرف میلان ہوا اور میدان خطابت میں وہ جوہر دکھائے کہ باید وشاید! آپ نسباً صدیقی اور مشرباً نقشبندی تھے اور حضرت خواجہ عبدالخالق جہانخیلاں کوٹ عبدالخالق (ضلع ہشیار پور) سے نسبت ارادت کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ "خالقی" لکھا کرتے تھے۔

ابتداء میں آپ مسجد قصاباں فیروز پور میں خطیب مقرر ہوئے۔ آپ کے پُر اثر وعظ کا شہرہ دور دراز تک پہنچا،

بمبئی، امرتسر اور جالندھر وغیرہ مقامات پر آپ کی بکثرت تقریریں ہوا کرتی تھیں، فیروز پور میں آپ کی شہرت ومقبولیت اس حد کو پہنچی کہ گجرات (پاکستان) تشریف لانے کے بعد بھی آپ کو فیروز پوری کہا جاتا تھا۔ اسی دوران آپ نے مولانا محمد سعید شبلی عربی ٹیچرز کالج فیروز پور (سابق خطیب دربار حضرت فرید الملۃ والدین گنج شکر قدس سرہ) سے مزید علمی استفادہ کیا۔

غالباً ۱۹۴۵ء میں جب آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو دوران سفر جہاز میں آپ کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی جہاز میں میاں فضل دین پگانوالے مرحوم بھی شریک سفر تھے، وہ قاری صاحب کے وعظ سے بے حد متاثر ہوئے اور گجرات تشریف لانے کی دعوت دی چنانچہ قاری صاحب نے مسجد میاں جلال دین مرحوم میں درس دیا اور رات کو اونچی مسجد منڈی میں تقریر کی۔ آپ کے بیان کا اہل گجرات پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ لوگ دل وجان سے آپ پر فریفتہ ہو گئے اور اصرار کیا کہ آپ ہمارے پاس ہی تشریف لے آئیں اور ہمارے دلوں کو آقائے مدنی ﷺ کی محبت کے نور سے منور فرمائیں، ان حضرات کی طلب صادق رنگ لائی اور قاری صاحب گجرات تشریف لے آئے اور مرکزی جامع مسجد عیدگاہ میں خطبہ دینا شروع کیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس زمانے میں نماز عید تمام لوگ بلا امتیاز، قاری صاحب کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے۔

ویسے تو پورے پاکستان کے علماء سے قاری صاحب کے گہرے مراسم تھے، لیکن خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی
۲۔ پیر طریقت حضرت پیر ولایت شاہ
۳۔ حضرت پیر حبیب اللہ شاہ
۴۔ مولانا فیروز دین
۵۔ الحاج لالہ برکت علی
۶۔ لالہ فضل دین
۷۔ الحاج مرزا اللہ دتا ثابت
۸۔ الحاج سلطان علی
۹۔ مولانا مبارک محی الدین
۱۰۔ مولانا حافظ سید علی

۱۱۔ مولانا حکیم مختار احمد اشرفی　　۱۲۔ مولانا سید محمود شاہ

فی الحقیقت اس وقت گجرات شہر منبع برکات بنا رہا۔

حضرت قاری صاحب نے تحریک پاکستان اور جہاد کشمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور اہل اسلام کو اپنے مسحور کن بیانات سے تائید پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا، تحریک ختم نبوت میں بھی پر جوش حصہ لیا۔ آپ کی تقریر کا خاص وصف یہ تھا کہ اکھڑا ہوا مجمع پھر سے جم جاتا تھا، لطف یہ تھا کہ قاری صاحب کے ہوتے ہوئے تلاوت، نعت، تقریر اور سلام و دعا کے لئے کسی اور شخص کی ضرورت نہیں رہتی تھی، گویا وہ خود ایک انجمن اور جامع اجلاس تھے، خلوص کا یہ عالم تھا کہ جہاں تشریف لے جاتے وہاں اجلاس کی تمام نشستوں میں قیام فرماتے مبادا کسی نشست کا مقرر نہ آئے اور منتظمین جلسہ کو پریشانی ہو، آپ وعدے کو ہر صورت نبھاتے، سردی ہو یا گرمی، طوفان باد و باراں ہوتا شدید بخار، کوئی چیز آپ کو ایفائے وعدہ سے روک نہ سکتی تھی، تقریر کے بعد فوراً اپنا سفر شروع کر دیتے اور جلسہ کے منتظمین سے اجازت لینا بھی پسند نہ کرتے، مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ محرم، صفر ربیع الاول مسلسل تین ماہ ہر رات کراچی میں آپ کی تقریریں ہوا کرتی تھیں، سامعین کی تعداد عموماً چالیس پچاس ہزار سے زائد ہوا کرتی تھی، حیدر آباد، ٹھٹھہ اور نواب شاہ وغیرہ مقامات کے لوگ محض آپ کی تقریر سننے کے لئے کراچی کا رخت سفر باندھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو غضب کی آواز اور بلا کا سوز عطا کیا تھا۔ جب آپ مولانا روم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور علامہ اقبال کا کلام پڑھتے تو مجلس پر ایک کیف طاری ہو جاتا اور جب اس کی تشریح بیان کرتے تو اچھے اچھے اہل علم دنگ رہ جاتے، خاص طور پر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا کلام جس حسن و خوبی سے پڑھتے تھے اس کی نظیر کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے روح پرور نعتیہ کلام کو پنجاب اور سندھ میں سب سے پہلے آپ ہی نے متعارف کرایا تھا۔

سرور کائنات ﷺ کی محبت اور یاد میں شب و روز محو رہتے، آپ کی تقریروں میں یہ عنصر ہمیشہ نمایاں رہتا اور سننے والے کیف و سرور اور لذت محبت میں گم ہو جاتے۔ آپ کو بارہا خواب میں اور بعض اوقات عالم بیداری میں جمال جہاں

آرا کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ نوعمری کا زمانہ تھا، کیا دیکھتے ہیں کہ خواب میں سرور دو عالم ﷺ کے دربار میں حاضر ہیں اور ایسی پیاری نعت عرض کر رہے ہیں جو پہلے انہیں یاد نہ تھی۔ بیدار ہونے پر تجسس پیدا ہوا کہ یہ نعت کس کی لکھی ہوئی ہے۔ ایک دن اتفاقاً حدائق بخشش (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ دیوان) دیکھ رہے تھے کہ اس میں وہی نعت مل گئی جو آپ نے خواب میں دربار رسالت میں پیش کی تھی، اب تو قاری صاحب کو فاضل بریلوی قدس سرہ سے بے انتہا محبت ہو گئی، اسی عقیدت کی بنا پر ایک دفعہ بریلی شریف حاضر ہوئے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور چند دن وہاں قیام کیا۔

قاری صاحب نہایت رقیق القلب اور رحم دل واقع ہوئے تھے، انسان تو انسان حیوان بھی آپ کی شفقت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ باقاعدگی سے تہجد ادا کرنا آپ کا معمول تھا، وعظ و تبلیغ کے علاوہ تدریس اور خاص طور پر قرات پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا اور بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ مولانا قاری محمد علی (لاہور) اور مولانا قاری محمد دین راجوروی (گجرات) آپ کے منظور نظر تلامذہ ہیں، (انہیں حضرات سے حضرت قاری صاحب کے یہ حالات دستیاب ہوئے ہیں)۔

۳ ذی قعدہ، ۳۰ اپریل (۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء) بروز ہفتہ ساڑھے بارہ بجے دن قاری صاحب کا وصال ہوا، آخری کلمہ "اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" زبان پر جاری ہوا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کا جنازہ جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ لاؤڈ سپیکر پر قاری صاحب کی تلاوت کا ریکارڈ لگایا گیا تھا۔ جسے سن کر حاضرین کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ افراد نے باچشم پرنم جنازہ میں شرکت کی جنازگاہ خواجگان، علی پور روڈ میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔(۱)

آپ نے ایک صاحبزادی خورشیدہ بیگم اور ایک صاحبزادہ محمد حسین یادگار چھوڑے۔ مولانا الحاج حکیم محمد مظفر علی خاں مظفر چشتی نظامی ساکن چک عمر نے درج ذیل تاریخ وفات کہی۔

آں　حبیب　محترم　احمد　حسین

شد　روانہ　جانب　خلد　بریں

(۱) محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری، ماہنامہ ضیائے حرم، دسمبر ۱۹۷۲ء، ص ۵۳ تا ۵۵

زینت گجرات، فخر عید گاہ
نام او مشہور تا دیوار چیں
بر زبانش ذکر خالق دائمی
حق پرست و نعت گوئے شاہ دیں
خوبصورت نیک سیرت بے ریا
عابد و زاہد امام الصالحین
گفت تاریخش غلام قادرا
مہر تاباں رفت از چشم بہ بیں

۱۳۷۹ھ

گفت ہائے بلبل باغ رسول

۱۳۷۹ھ

بار دیگر با مظفر دل حزیں

ایضاً منہ

زِ دنیا رفت قاری پاک باطن
خدا رحمت کند برجان و مالش
مظفر گفت در تاریخ ھجری
بفردوس بریں شاداست سالش

۱۳۷۹ھ

حضرت مولانا مفتی محمد امید علی خاں گیاوی (بھارت)

مفتی دار العلوم انوار العلوم ملتان

متولد (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) متوفی (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ''تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد امید علی خاں ابن دلاور حسین پٹھان ساکن موضع سکھ ڈیرہ تحصیل شاہ آباد ضلع گیا (صوبہ بہار) تقریباً ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ آباد میں میٹرک کیا اور ڈاکخانے میں کلرک ہوگئے، پھر کسی صاحب دل کی تاثیر صحبت سے علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا، مولانا محمد رسول خاں ہزاروی صدر مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ سے تعلیم حاصل کی، متوسط کتابیں جامعہ اسلامیہ عربیہ امروہہ میں مولانا محمد امین الدین سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی، مولانا سید محمد عبد العزیز انبیٹھوی سے بھی مستفید ہوئے۔ رامپور ہی میں مولانا قاری علی حسین تلمیذ مولانا قاری محمد عبد الرحمٰن پانی پتی سے تجوید وقرات کی مشق کی۔ بعض مسائل کی تحقیق کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کیا۔

۱۹۴۶ء میں غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی دعوت پر بحثیت مفتی و مدرس انوار العلوم ملتان تشریف لائے اور تاحیات وہیں رہے۔ مفتی صاحب حضرت مولانا سید محمد خلیل محدث امروہوی قدس سرہ (برادر بزرگ علامہ کاظمی مدظلہ) کے ساتھ بعض اسباق میں شریک بھی رہے، مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے۔

''میں خوانین ثلاثہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا حشمت علی خاں لکھنوی اور مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری (قدست سرہم) میں سے ایک (آخر الذکر) کا شاگرد اور تینوں کا فیض یافتہ ہوں۔''

آپ بلند اخلاق، جامع علوم اور بے مثال مدرس تھے، جود وسخا میں بے نظیر تھے، ان گنت علماء نے آپ سے کسب فیض کیا، تصانیف میں سے ایک رسالہ ''القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح'' ۱۹۵۳ء میں مدرسہ

انوار العلوم سے شائع ہوا تھا۔ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء میں ۸۲ سال کی عمر میں وصال فرمایا پسماندگان میں ایک صاحبزادہ، ایک صاحبزادی اور ایک بھائی چھوڑے، مولانا حبیب احمد افق نے درج ذیل تاریخ وصال کہی۔ (۱)

بعد از دعائے مغفرت ، تاریخ نقلش گو افق
شدو اصل حق مفتی امید علی والا مکاں
۱۳۸۳ھ

حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی، پیش کار امام احمد رضا بریلوی

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ''تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان'' میں لکھتے ہیں۔

فدائے رضویت مولانا سید ایوب علی رضوی ابن سید شجاعت علی ابن سید تراب علی ابن سید ببر علی (قدست اسرارہم) بریلی شریف (صوبہ اتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے، مڈل سکول میں مڈل کرنے کے بعد فارسی کی تعلیم حاصل کی، کچھ عرصہ اسلامیہ سکول، بریلی میں پڑھاتے رہے، پھر جب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا تو اپنے آپ کو بارگاہ رضویت کے لئے وقف کر دیا۔ لکھائی کا جو کام آپ کے سپرد کیا جاتا اسے حسن اہتمام سے انجام دیتے، رمضان شریف میں سحری اور افطاری کے نقشے مرتب فرماتے، دیگر علوم کے علاوہ حساب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے خوب خوب استفادہ کیا۔

مولانا سید ایوب علی رضوی، ڈاکٹر ضیاء الدین، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بریلی شریف حاضر ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا، ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے اس پر حضور (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) نے میرے (مولانا سید ایوب علی رضوی) اور قناعت علی (۱) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں، انہیں جس قوت کا آپ سوال دے دیں یہ حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔'' (۲)

(۱) شجاعت علی قادری، مولانا مفتی: مقالہ ''الشیخ مفتی محمد امید علی خاں صاحب، روزنامہ سعادت، لائلپور دائمہ اہل سنت نمبر، اگست ۱۹۶۸ء ص، ۱۷

(۲) متوفی ۱۶ ربیع الاول ۲۰ رجون ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء (۳) ظفر الدین بہاری، ملک العلماء، حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱ ص ۱۵۱

سید صاحب کربلائے معلی، بغداد شریف، نجف اشرف اور بصرہ میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری سے مشرف ہوئے، تین دفعہ حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اڑھائی سال تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وصال کے دو سال بعد بریلی شریف میں رضوی کتب خانہ قائم کیا اور اعلیٰ حضرت کے متعدد رسائل شائع کئے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کے سوانح حیات مرتب کرنے کی تحریک آپ ہی نے شروع کی تھی، حیات اعلیٰ حضرت مؤلفہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ کے اکثر و بیشتر واقعات آپ ہی کی روایت پر مبنی ہیں۔ مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں۔

''ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی اور برادران طریقت کو توجہ دلائی ان کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات ان کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا، جب ان کو میرے حیات اعلیٰ حضرت لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد ان کے پاس تھا، سب مجھے عنایت فرما دیا۔'' (۱)

مولانا سید ایوب علی رضوی، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے فیض صحبت سے حد درجہ متاثر تھے، تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ معاملات میں اس قدر محتاط تھے کہ جب تک ایک ایک پیسے کا حساب نہ چکا دیتے، مطمئن نہ ہوتے۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں پاکستان آ کر لاہور میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں بھی رضوی کتب خانہ قائم کر کے متعدد رسائل شائع کئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائلپوری قدس سرہ کے دل میں آپ کی بیحد قدر و منزلت تھی، آخری چند سال آپ نے جامعہ رضویہ لائل پور میں گزارے۔

قدرت نے آپ کو شعر و سخن کا پاکیزہ ذوق عطا کیا تھا، حمد و نعت اور منقبت ایسے محبوب موضوعات پر عام فہم اور

(۱) ظفر الدین بہاری، ملک العلماء: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱ ص، ز، ح

دلنشیں انداز میں اظہار خیال کیا کرتے تھے، مجموعہ کلام باغ فردوس کے نام سے دو حصوں میں طبع ہو چکا ہے، ایک حصے کا مزید مواد تھا جو شائع نہ ہو سکا، اس کے علاوہ شقاوۃ النجدیہ علی دیار القدسیۃ العربیہ (۱۳۶۸ھ) منظوم اور رفیق زائرین (حجاج اور زائرین کے لئے ہدایات کا مجموعہ) وغیرہ رسائل شائع ہو چکے ہیں، مؤخر الذکر رسالے میں آپ نے اپنی ایک تالیف زیارت الحرمین والعراق (۱۳۶۶ھ) کا بھی ذکر کیا ہے۔ ہر سال عرس رضوی پر نئی منقبت لکھ کر پیش کیا کرتے تھے، ایک نعت کے دو بند ملاحظہ ہوں۔

ہوئی ختم دن رات کی آہ زاری
نہ ہیں سرد آہیں نہ ہے اشکباری
بہت کی ہے سرکار اختر شماری
بس اب آپ ہی کے کرم کی ہے باری
لحد میں تھپک کر سلا دیجیے گا

شہا! میری تربت پہ للہ آئیں
نکیرین جس وقت تشریف لائیں
شبیہ مبارک کے جلوے دکھائیں
اور ایوب رضوی کو جب آزمائیں
تو کلمہ نبی کا پڑھا دیجیے گا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایک منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تمہارے لطف و کرم سے آقا ہوائیں طیبہ کی کھا رہا ہوں
جو داغ فرقت تھے دل پر کھانے وہ رفتہ رفتہ مٹا رہا ہوں
کوئی بغلگیر ہو رہا ہے تو کوئی پیشانی چومتا ہے
جو نام والا کو سن رہا ہے جسے سکونت بتا رہا ہوں

سنے جو حالات حاضری تھے یہ ان کی تصدیق ہو رہی ہے
حرم کے ذی احترام علماء تمہارے مدّاح پا رہا ہوں
فقیر ایوب قادری کی قبول فرمالے منقبت کو
ترے نقیبوں میں بندہ پرور ہمیشہ مدح سرا رہا ہوں

۲۶ ر رمضان المبارک، ۲۶ ر نومبر (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) بروز جمعۃ الوداع نماز فجر سے قبل مولانا سید ایوب علی قادری کا وصال ہوا اور میانی صاحب (لاہور) کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۱)

حضرت مولانا عبدالباقی برہان الحق جبل پوری خلیفہ امام احمد رضا

جناب محمد صادق قصوری ''تحریک پاکستان اور علماء کرام'' میں لکھتے ہیں۔

مولانا مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق بن مولانا شاہ محمد عبدالسلام (۱۸۶۶ھ/۱۹۵۲ء) بن مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی (ف ۱۸۹۹ء) بن شاہ عبدالرحمٰن بن شاہ محمد عبدالرحیم صدیقی کی ولادت جبل پور (سی پی، بھارت) میں ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء بروز جمعرات ہوئی۔ سلسلہ ءنسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ۱۸۹۷ء میں جد امجد نے بسم اللہ شریف کا افتتاح فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ مدرسہ برہانیہ جبل پور میں عم محترم قاری بشیر الدین سے فارسی پڑھی۔ منقولات و معقولات کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ۱۹۰۵ء میں پہلی بار بمبئی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) سے ملاقات ہوئی اور ان کے ہی ہو کر رہ گئے ۱۹۱۳ء میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ دارالافتاء میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشادات قلمبند کئے۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں مولانا ظہور حسین مجددی رامپوری (۱۸۵۷ء۔۱۹۲۴ء) صدر مدرس کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ تین

(۱) مکتوب گرامی جناب سید یعقوب علی شاہ ابن مولانا سید ایوب علی رضوی، وائس پرنسپل گورنمنٹ کالج مردان کینٹ، ۲۶ ر اگست ۱۹۷۳ء، بنام علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔

سال تک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں رہے۔ مارچ ۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ جبل پور شریف تشریف لائے تو ان سے ''علم توقیت'' کی تحصیل کی اور جبل پور میں ہی اسی سال اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دستار فضیلت وسند اجازت وخلافت سے نوازا۔

☆ پیر طریقت حضرت مولانا سید اختر حسین زیب آستانہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ (مولف سیرت امیر ملت)

☆ حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی سابق مہتمم منظر اسلام بریلی، حال شیخ الجامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ ضلع خیر پور (سندھ)، اتالیق پیر پاگارہ متولد ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

☆ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری

متولد ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء متوفی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء

☆ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کانپوری

متولد ۱۲۹۲ھ/ متوفی ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء

☆ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن دھام نگری صدر مدرس مدرسہ سبحانیہ الہ آباد

☆ صوفی باصفا ڈاکٹر پیر حبیب الرحمٰن برق، فاضل فرنگی محل، فاضل دیوبند، فاضل مصر، پی ایچ ڈی

متوفی ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء

☆ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی فاروقی مجددی، سندھ

متولد ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء متوفی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء

☆ شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی۔ متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

☆ حضرت مولانا سید دیدار علی الوری، شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور

متولد ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء متوفی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء

☆ امین شریعت حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین سرپرست مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور (بھارت)

متولد ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء

☆ شمس العلماء حضرت مولانا رحم علی مظفر نگری، صدر مدرس منظر اسلام بریلی، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء

☆ سراج الفقہا حضرت مولانا سراج احمد خانپوری، مفتی سراج العلوم خانپور ضلع رحیم یار خاں

متولد ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء متوفی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

☆ حضرت مولانا سلیمان بھاگل پوری، مدرس مدرسہ اہل سنت مراد آباد

☆ فخر المدرسین حضرت مولانا قاضی شمس الدین جونپوری مدرس منظر اسلام بریلی

☆ قدوۃ الفضلاء حضرت مولانا مفتی صاحب داد خان، قاضی القضاۃ علاقہ قلات، شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ

متولد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء متوفی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا صبغت اللہ فرنگی محلی

☆ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مدینہ منورہ، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متولد ۱۲۹۴ھ/ متوفی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

☆ ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، خلیفہ امام احمد رضا بریلوی

متولد ۱۳۰۳ھ متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

☆ ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد عارف اللہ قادری میرٹھی، خطیب مرکزی جامع مسجد، راولپنڈی

متولد ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء

☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبد الباری فرنگی محلی

متولد ۱۲۹۵ھ متوفی ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء

☆ شیخ القرآن حضرت مولانا ابو الحقائق محمد عبد الغفور ہزاروی، صدر جمعیت علماء پاکستان

متولد ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

☆ استاذ الافاضل حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ حقانی، خطیب آگرہ، شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان

متولد ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء متوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء

☆ حضرت مولانا مفتی ابوالرشید محمد عبدالعزیز، مزنگ لاہور

متولد ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء متوفی ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، خلیفہ امام احمد رضا

متولد ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ھ متوفی ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

☆ مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی، صدر جمعیت علماء پاکستان

متولد ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

☆ بدرالطریقت حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث بریلوی بجنوری، خلیفہ امام احمد رضا

متوفی ۱۳۶۹ھ

☆ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز محدث، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔ متولد ۱۳۱۴ھ

☆ فاضل جلیل حضرت مولانا علامہ عبدالمصطفی ازہری، ایم این اے، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی

متولد ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء

☆ بقیہ السلف حضرت مولانا عزیز احمد قادری بدایونی، خطیب عیدگاہ گڑھی شاہو، لاہور۔ متولد ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

☆ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی، شیخ الجامعہ دارالعلوم مظہریہ امدادیہ بندیال، ضلع سرگودہا

متولد ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء

☆ عزیز المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین نقشبندی، علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ (۱)

☆ تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی نائب ناظم سنی کانفرنس، خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی

متولد ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء متوفی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۶ء

---

(۱) آپ حضرت سید العارفین سید پیر جماعت علی شاہ ثانی لاثانی کے خلف الرشید ہیں۔ برصغیر میں آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد موجود ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے پیر سید علی اصغر شاہ نقشبندی آپ ہی کے ایماء امام احمد رضا محدث بریلوی سے تلمذ حاصل کرنے کیلئے بریلی گئے تھے۔

☆ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، لاہور۔ متولد ۱۹۰۲ء متوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

☆ مناظرِ اہل سنت حضرت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

☆ عزیز العلماء حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری زیب آستانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ

متولد ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء متوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء

☆ حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی مدرس منظر اسلام بریلی و جامعہ نعمانیہ لاہور، خلیفہ امام احمد رضا

متولد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۶ء متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

☆ وحید العصر حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی مدرس اندرکوٹ میرٹھ، مصنف بشیر القاری وغیرہ

۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی صدر المدرسین دارالعلوم فیض الرسول براؤن ضلع بستی

متولد ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء

☆ صدر المشائخ حضرت مولانا فضل عثمان مجددی ملاشور بازار، لاہور

متولد ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

☆ امام المدرسین حضرت مولانا فضل حق رامپوری پرنسپل مدرسہ عالیہ لکھنو

متولد ۱۲۷۸ھ متوفی ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء

☆ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد قدیر بخش بدایونی، صدر مدرس تعلیم الاسلام، جے پور، کراچی

متولد ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء متوفی ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء

☆ مناظر جلیل حضرت مولانا حکیم محمد قطب الدین جھنگوی۔ متوفی ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

☆ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی زیب آستانہ سیال شریف

متولد ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء متوفی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

☆ مجاہد ملت حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر جمعیت علماء پاکستان، امیر حزب الاحناف لاہور

متولد ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء

☆ سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین زیب آستانہ علی پور ضلع سیالکوٹ

متولد ۱۲۹۸ھ/۱۸۷۸ء　　متوفی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

☆ فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ، خلیفہ امام احمد رضا

متوفی ۱۹۵۱ء

☆ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ امام شاہی مسجد فتح پوری دہلی

متولد ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء　　متوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء

☆ سحبان الہند وحید العصر حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی صدر عمومی آل انڈیا سنی کانفرنس، صدر اعلیٰ جماعت رضا مصطفیٰ بریلی۔ متولد ۱۳۱۱ھ　　متوفی ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

☆ زعیم اہل سنت حضرت مولانا محبوب علی خان لکھنوی، خطیب بمبئی۔ متوفی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء

☆ عارف ربانی حضرت مولانا سید محمد معصوم نوری زیب آستانہ چک سادہ ضلع گجرات

متولد ۱۸۹۸ء　　متوفی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء

☆ عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید محمد خلیل احمد کاظمی محدث امروہی

☆ قدوۃ السالکین حضرت پیر سید محمد نواز، سلوشاہ، ضلع مظفر گڑھ

☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا قاری مصلح الدین، مظہر اسلام بریلی

☆ عمدۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد عبد الرب قادری، جبل پوری

☆ زین المدرسین حضرت مولانا سید محمد عبد المسجود قادری، جبل پوری

☆ بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد سعید شبلی فیروز پوری، خطیب دربار پاکپتن

☆ زعیم ملت حضرت پیر محمد شفیع نقشبندی، چورہ شریف، ضلع کیمبل پور

☆ زبدۃ العرفاء حضرت مولانا پیر محمد اکبر علی نقشبندی، پاک پتن

☆ لسان الحسان حضرت مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری ناظم سنی کانفرنس بدایوں، کراچی

☆ فخر العلماء حضرت مولانا قاری محبوب رضا قدسی، کراچی

☆ عمدۃ الفقہا حضرت مولانا محمد مظفر احمد صدیقی قادری بدایونی، جامعہ مظفریہ قصبہ داتا گنج ضلع بدایوں

☆ عمدۃ السالکین حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین رمداسی، گورداسپوری، راولپنڈی

☆ خطیب ملت حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر، مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ

☆ حضرت مولانا محمد محسن فقیہ شافعی، بھمیڑی، کراچی

☆ حضرت مولانا محمد یوسف فقیہ شافعی، بمبئی

☆ حضرت مولانا منسوب احمد شاہ جہان پوری

☆ حضرت مولانا محمد حسین رمز مدنی، مدینہ طیبہ

☆ قدوۃ الواعظین حضرت مولانا قاری محمد مطیع الرضا خطیب لال کرتی، راولپنڈی

متوفی ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

☆ خطیب ملت حضرت مولانا محمد یوسف، سیالکوٹ

☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محبّ الدین، الہ آباد (بھارت)

☆ حضرت مولانا محمد حسین قادری، بنارس

☆ زین العرفا حضرت مولانا سید محمد میاں آل رسول مارہرہ مقدسہ (بھارت)

☆ شیخ طریقت حضرت مولانا الحاج پیر محمد سعید قادری، جلال پور پیروالا

متولد ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء　　متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

☆ فخر العلماء حضرت مولانا نظام الدین، بدایونی

☆ عمدۃ العلماء حضرت مولانا نعمت اللہ، بنارس

☆ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

متولد ۱۳۰۰ھ　　متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء

☆ سراج السالکین حضرت سید نور الحسن بخاری، کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

متولد ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء متوفی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء

☆ عمدۃ المدرسین حضرت مولانا نور اللہ نعیمی، بصیر پوری، ضلع ماہی وال

☆ قدوۃ العلماء حضرت مولانا وسیع احمد، شہرام بہار

☆ عارف ربانی حضرت مولانا سید ولایت علی شاہ، نقشبندی، گجرات۔ متوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

☆ زینت المدرسین حضرت مولانا ولی النبی، بیکی

☆ مجاہد ملت حضرت مولانا ہاشم میاں، فرنگی محلی

☆ فقیہ العصر حضرت مولانا یار محمد فریدی گڑھی اختیار خاں

☆ مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوائی مصنف تفسیر نبوی

متولد ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

اخلاق وسیرت

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے حضور معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا، انہوں نے فرمایا۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنُ (۱)

یعنی آپ کے اخلاق وہ تھے جو قرآن مجید نے اخلاق حسنہ بتائے ہیں۔

مشہور محدث اور شارح علامہ محمد عبدالروف المناوی نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اَیْ مَادَلَّ عَلَيْهِ الْقُرانُ مِنْ اَمْرٍ وَنَهْيٍ وَوَعْدٍ وَعِيْدٍ (۲)

یعنی جن اوامر، نواہی اور وعید سے قرآن مجید نے اگاہی فرمائی ان پر عمل کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق تھے۔

علامہ محمد مرتضیٰ الزبیدی نے خلق کے معنوں میں لکھا ہے۔

"وَالْخُلُقُ بِالضَّمِ وَبِضَمَّتَيْنِ اَلسَّجِيَّةُ وَهُوَمَاخُلِقَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّبْعِ وَمِنْهُ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنُ اَیْ مُتَمَسِّكًابِهٖ وَبِاٰدَابِهٖ وَاَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ وَمَايُشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَكَارِمِ وَالْمَحَاسِنِ وَالْاِ لْطَافِ وَقَالَ اِبْنُ الْاَعْرَابِیُّ اَلْخُلُقُ اَلْمُرُوَّةُ وَالْخُلُقُ اَلدِّيْنُ وَفِى التَّنْزِيْلِ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَالْجَمْعُ اَخْلَاقٌ لَا يُكَسَّرُ عَلٰى ذَالِكَ وَفِى الْحَدِيْثِ لَيْسَ شَىْءٌ فِى الْمِيْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَحَقِيْقَتُهُ اَنَّهُ لِصُوْرَةِ الْاِنْسَانِ الْبَاطِنَةِ وَهِىَ نَفْسُهُ وَاَوْصَافُهَاوَمَعَانِيْهَاالْمُخْتَصَّةُ بِهَابِمَنْزِلَةِ الْخُلُقِ

(۱) رواہ الامام احمد ابوداؤد وابن ماجہ عن حضرت عائشہؓ، جامعہ صغیر، ج ۲ ص ۱۸۷ مطبوعہ مصر

(۲) الفضل الکبیر مختصر شرح جامع الصغیر للمناوی، ملخصہ مصطفیٰ محمد عمارہ، ج ۲ ص ۱۸۷

الصُّوْرَةِ الظَّاهِرَةِ وَاَوْصَافِهَا وَمَعَانِيْهَا وَلَهَا اَوْصَافٌ حَسَنَةٌ وَقَبِيْحَةٌ وَالثَّوَابُ وَالْعِقَابُ يَتَعَلَّقَانِ بِاَوْصَافِ الصُّوْرَةِ الْبَاطِنَةِ اَكْثَرُ مِمَّا يَتَعَلَّقَانِ بِاَوْصَافِ الظَّاهِرَةِ وَلِهٰذَا تَكَرَّرَتِ الْاَحَادِيْثُ فِيْ مَدْحِ حُسْنِ الْخُلُقِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ كَقَوْلِهٖ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَقَوْلُهٗ اِنَّ الْعَبْدَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَقَوْلُهٗ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَكَذٰلِكَ جَاءَتْ فِيْ ذَمِّ سُوْءِ الْخُلُقِ اَيْضًا اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ" (۳)

حاصل کلام یہ ہے۔

خلق ضمہ سے پڑھو اور خا اور لام دونوں کا ضمہ بھی درست ہے۔اس کا معنی ہے، عادت اور وہ شے جس پر طبع کی تخلیق ہوئی۔اسی مفہوم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث نے بیان فرمایا۔ "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" یعنی حضور اکرم ﷺ قرآن، اس کے آداب، اس کے اوامر نواہی اور قرآن کے بیان کردہ مکارم، محاسن اور الطاف کے پوری طرح حامل اور متمسک تھے۔

ابن الاعرابی نے کہا کہ خلق (بالضمہ) مروت ہے اور خلق (بضمتین) دین ہے۔قرآن مجید کی آیت اسی معنی کو بیان کرتی ہے۔"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" خلق کی جمع اخلاق ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور جمع مکسر نہیں۔حدیث شریف میں ہے میزان عدل پر کوئی شے حسن خلق سے بھاری نہیں۔خلق کی حقیقت یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر ایک باطنی صورت ہے۔وہ صورت، اس کے اوصاف اور اس کے سات مختص معانی ایسے ہی ہیں جیسے کہ انسان کی ظاہری صورت، صورت کے اوصاف اور اس کے معانی۔صورت ظاہری اور صورت باطنی دونوں کے اوصاف حسنہ اور اوصاف قبیحہ ہوتے ہیں۔ثواب اور عقاب بہ نسبت اوصاف ظاہرہ کے اوصاف باطنہ سے زیادہ متعلق ہوتے ہیں۔اس لئے حسن خلق کی مدح میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد کہ "تم میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق

(۳) تاج العروس، جلد ۶ ص ۳۳۷ مطبوعہ بیروت

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

اچھے ہیں" نیز فرمایا۔"انسان اخلاق حسنہ سے قائم اللیل اور صائم الدھر عبادت گذار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔نیز حضور معلم اخلاق ﷺ نے فرمایا۔"میں مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں" سوء خلق کے بارے میں بھی بکثرت احادیث وارد ہیں۔

یعنی خلق کے مفہوم میں یہ امر واضح ہے کہ انسان ظاہری صورت سے کہیں زیادہ باطنی صورت کو مزین کرے اور باطنی صورت کی اس طرح تہذیب کرے کہ اس کے انوار ظاہری صوررت میں جلوہ گر ہوں، اس کام کے لئے احکام شرعیہ اور اس کے تقاضوں پر کاربند ہونا ضروری ہے۔قرآنی اوامر ونواہی کی تعمیل ہی اخلاق نبوی ہے۔اور یہی منشاء الٰہی ہے۔اسی کا مطالبہ عام بندوں سے کیا جاتا ہے۔

امام غزالی حسن اخلاق کی تعریف اور اس کے حصول کا راستہ بتاتے ہیں ان کا ارشاد ملاحظہ ہوں۔

"فَنَعْنِيْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ حُسْنُ صُوْرَةِ الْبَاطِنِ فَبِقَدْرِ مَا يُمْحٰى عَنْهُ مِنَ الصِّفَاتِ الْمَذْمُوْمَةِ يَثْبُتُ بَدَلَهَا مِنَ الصِّفَاتِ الْمَحْمُوْدَةِ فَهُوَ حُسْنُ الْخُلُقِ" (۴)

حسن خلق سے مراد انسان کی صورت باطنی کو خوبصورت بنانا ہے، پس جس قدر صفات مذمومہ مٹتی جائیں گی اور ان کی جگہ صفات محمودہ لے لیں گی۔یہی حسن خلق ہے۔

یعنی حسن ظاہر کا نام جمال ہے اور حسن باطن کا نام حسن خلق ہے۔حسن خلق کے لئے ضروری ہے کہ صفات مذمومہ اور عیوب نفس کا مکمل طور تنقیہ اور تصفیہ ہو جائے یا کم از کم صفات مذمومہ اور عیوب نفس پر اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ، صفات محمودہ اور خصائل کمال کا غلبہ ہو جائے۔پس جس قدر خصائل کمال کا غلبہ ہوگا، حسن اخلاق کے مراتب پر اسی قدر فائز المرامی نصیب ہوگی۔جس طرح ظاہر میں احکام شرعیہ کی پابندی فرض ہے اسی طرح باطن کو اوصاف رذیلہ سے پاک کرنا مطلوب اخلاق اور مدار فلاح ہے کہ اوصاف رذیلہ سے تنزیہ کے بغیر فلاح مکمل ممکن نہیں۔نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا ارشاد اس سلسلہ کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔لکھتے ہیں۔

(۴) مختصر احیاء علوم الدین، بر حاشیہ نزہۃ الناظرین مطبوعہ مصر۔ص ۱۶۴

”فلاحِ ظاہر، حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب، جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصور۔ ظاہرہ احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کرلیا اور متقی و مفلح بن گئے۔ اگرچہ باطن ریا و عجب و حسد و کینہ و تکبر و مدح و حب جاہ و محبت دنیا و طلب شہرت و تعظیم امراؤ تحقیر مساکین و اتباع شہوات و مداہنت و کفران نعم و حرص بخل، طول امل و سوئے ظن و عناد حق و اصرار باطل و مکر و غدر، و خیانت و غفلت و قسوت و طمع و تملق و اعتماد خلق و نسیان خالق و نسیان موت و جرأت علی اللہ و نفاق و اتباع شیطان و بندگی نفس و رغبت بطالت و کراہت عمل و قلت خشیت و جزع و عدم خشوع و غضب للنفس و تساہل فی اللہ وغیرہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ، اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی؟ حاشا، معاملہ پڑنے دیجئے کونسی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے، کونسی ناکردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بدستور صالح۔ عوام کی کیا گنتی، آج کل بہت علماء ظاہر اگر متقی ہیں تو پھر اسی قسم کے اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ وَقَلِیْلٌ مَاھُمْ میں اسے زیادہ مشرح کرتا، مگر کیا فائدہ کہ حق ہوتا ہے............ فلاح ظاہر یہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں، سب بجالائے۔ نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے۔ نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں۔ ان پار کاربند نہ ہو۔ مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کرکے ہاتھ کشادہ رکھے، حسد تو محسود کی برائی نہ چاہے، بلکہ علیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے............“(۵)

یہ اخلاق حسنہ کے ایک پہلو ”صورت باطن“ کے تنقیہ و تصفیہ کا معاملہ تھا۔ اب اسی ”صورت باطن“ کی تزین اور تعمیر کے لئے مرشد برحق امام احمد رضا کا ارشاد کافی ہے۔

”یہ اخلاق باطنی کہ قلب و قالب رزائل سے متخلی اور فضائل سے متجلی کرکے بقایائے شرک خفی، دل

(۵) فتاوی افریقہ، مصنفہ امام احمد رضا بریلوی مکتبہ نعیمی اہل سنت، کانپور (بھارت) ۔ص ۱۲۸ تا ۱۳۰

سے دور کیے جائیں۔ یہاں تک کہ لَامَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پھر لَامَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پھر لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ متجلی ہو۔ یعنی اولاً ارادۂ غیر سے خالی ہو، پھر غیر نظر سے معدوم ہو، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے ہے۔ باقی ظلال و پرتو۔ یہ منتہائے فلاح و فلاحِ احسان ہے۔(۶)

احادیث طیبہ، کلام محدثین اور کلمات ائمہ سے یہ امر مبرہن و مشرح ہو چکا ہے کہ صورت باطن و رجسم ظاہر کو عیوب و رزائل سے پاک کررنا اور پاک رکھنا، صورت باطن و رجسم سے ظاہر سے متعلق واجبات کو ادا کرنا ظاہر و باطن کو فضائل و کمالات سے آراستہ کرنا اور ان سے معمور رکھنا ”اخلاق حسنہ“ کہلاتا ہے۔ صورت باطن یا صورت ظاہر سے متعلق احکام میں سے اگر کسی ایک امر میں بھی کمی رہ گئی تو اخلاق حسنہ کی خوبصورت عمارت میں داغ دار ہو جائے گی۔ رزائل کا اگر کوئی فرد ادنیٰ سی حیثیت میں بھی پایا گیا یا فضائل کا کوئی ادنیٰ سا فرد بھی رہ گیا تو اخلاق حسنہ کے حسن لطیف میں کمی پائی جائے گی۔

چونکہ صورت ظاہری اور صورت باطنی سے متعلق احکام الٰہی کو نبی معلم اخلاق ﷺ نے عملاً بیان فرمایا۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان کلمات سے بیان کیا ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ عظیم خلق پر فائز ہیں۔

ہم مسلمان چونکہ حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع کے پابند ہیں۔ غیر مشروط کامل اتباع کے بغیر ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم بندوں کی نسبت سے اخلاق حسنہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضور معلم اخلاق علیہ التحیۃ والثناء نے جن اوصاف حمیدہ اور فضائل مجیدہ پر عمل کی تاکید فرمائی ان پر عمل پیرا ہونا اور جن عیوب نفس اور صفات رزیلہ سے مجتنب رہنے کا حکم فرمایا ان سے اپنے ظاہر و باطن کو پاک رکھنا۔ اسی مفہوم کے پیش نظر نبی متمم اخلاق ﷺ کا ارشاد دوبارہ پڑھئے۔ ایک نئی روشنی حاصل ہوگی۔

”اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا“ (۷)

(۶) السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ ص ۱۳۱

(۷) رواہ احمد وابوداؤد وابن حبان وحاکم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ جامع صغیر، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۹۲

یعنی ایمان کی رو سے تم میں سے کامل تر وہ ہے مومن ہے جس کا ظاہر اس احکام شریعت سے آراستہ ہو، جس کا باطن انوار شریعت سے معمور ہو۔ رزائل قلب وقالب سے دور اور بہار شریعت سے مامور وماجور ہے۔

اخلاق کا یہ ہمہ گیر مفہوم سامنے رکھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔ آپ پر ظاہر ہوگا کہ آپ کی سیرت وصورت اور ظاہر وباطن پر اخلاق نبوی کا بھرپور تو تھا۔ تباع سنت میں آپ کا وجود آپ کے زمانہ میں، ضرب المثل بن چکا تھا۔ حب رسول ﷺ کی بدولت آپ کا ظاہر وباطن فضائل وکمالات سے آراستہ تھا۔ رزائل کا آپ کی زندگی سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ ہر حال میں محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رضا ملحوظ خاطر رہی۔ اسی رضا کے حوالہ سے آپ کو احکام وانوار شریعت سے محبت رہی۔

آئندہ سطور میں آپ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اخلاق وشمائل، عادات واطوار اور گفتار وکردار کا اجمالی بیان پڑھیں گے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ خالق کائنات نے آپ کو ان صفات حمیدہ میں بھی ممتاز مقام عطا فرمایا تھا جن میں انسان کی قدرت اختیار کو دخل نہیں مثلاً کمال خلقت، جمال صورت، قوت عقل، صحت فہم، بالغ نظری، نور بصیرت، بے مثال ذہانت، لاجواب ذکاوت، علمی وثوق، حاضر جوابی، فصاحت لسان، قوت اعضا، اعتدال حرکات اور شرف نسب وغیرہ۔ چونکہ بطور مصلح ورہبر آپ کو ان صفات میں بھی ممتاز فرمایا۔ تاکہ کوئی امر باعث نفرت نہ رہے۔

علاوہ ازیں وہ اوصاف حمیدہ اور فضائل جلیلہ، جو اخلاق حسنہ کا لازمہ ہیں اور ان میں انسانی اختیار وقدرت کو دخل ہے ان میں بھی فیاض فطرت نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا۔ مثلاً احسان، رفق، عدل، امانت، عفت، صدق، زہد فی الدنیا، شفقت، رأفت، رحمت، وفا، حسن عہد، صلہ رحم، تواضع، عفو، صبر، جود، کرم، سخاوت، سماحت، شجاعت، خوف رب، رغبت عبادت، ادب وعشق رسالت، رسوخ فی العقیدہ، اکابر کا احترام، اصاغر پر شفقت، استقامت واستقلال، خلوص وتقویٰ، عمل بالسنۃ، الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، مجاہدانہ ہمت، عزم راسخ، بلند ہمتی، تسلیم ورضا، امراء سے استغناء، حزم واتقاء، مدح وذم سے بے نیازی، بردباری، یقین واعتماد، حسن تفہیم، تلقین صبر، طلباء کی حوصلہ افزائی، خندہ روئی، لطافت بیان، حاجت روائی، ایثار وقربانی، بے قرار تمنا، اور انداز موعظت وغیرہا، اوصاف حمیدہ جلیلہ کثیرہ آپ کی سیرت کا ممتاز پہلو ہیں۔ آپ کی زندگی ان اوصاف سے عبارت ہے۔ رزائل باطن عیوب نفس اور اوصاف رزیلہ سے منزہ

تھا۔ یہی کمال اخلاق ہے اور شمائل وخصائل کی معراج ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ بے باک مبلغ تھے، حق گوئی آپ کا شعار تھا۔ اللہ ورسول کی رضا کے مقابل کسی اور کی رضا کی مطلقاً پرواہ نہ تھی، اس لئے فطرتاً انہیں بے شمار معاندین وحاسدین نے آپ کی عداوت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ مگر عناد اور فساد میں آپ کا کوئی ایک دشمن بھی ایسا نہیں جس نے آپ کی پوری زندگی میں آپ کے کردار واخلاق کی کوئی ادنیٰ سی کمزوری بھی دیکھی ہو۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" آپ کے اخلاق اور معاندین وحاسدین کے کردار کو سامنے رکھ کر "اَلْفَضْلُ مَاشَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ" کی صداقت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آسمان فضیلت کے آفتاب وماہتاب تھے۔ جامع کمالات تھے۔ کمال میں سمندر کی طرح بے کراں مگر قلب انور میں تواضع کا وہ رنگ کہ خود کو قطرہ تصور فرماتے۔ آپ کی ذات قلزم علم، اقلیم ہنر تھی۔ آپ کا وجود ایک مکتب، ایک مدرسہ، ایک خانقاہ تھا۔ عظمت کردار کا درخشاں باب جس کی ضیا پاشیوں نے بہتوں کو راہ دکھائی، ان کا اخلاق بجائے خود ایک نمونہ تھا، علماء کے لئے طلباء کے لئے پیران عظام کے لئے، مریدان باصفا کے لئے، آپ کا حسن سلوک سب کے ساتھ یکساں ہوتا مگر آپ کے متعلقین میں ہر فرد یہی سمجھتا کہ جو خصوصی تعلق اور شفقت مجھ پر ہے وہ شاید دوسروں پر نہیں۔ طریقت کی دنیا میں اسے علامت ولایت وکرامت مانا گیا ہے۔

علماء اہل سنت اور مشائخ عظام سے آپ کا سلوک خصوصی ہوتا۔ آپ اپنے کردار سے ناظرین کو علماء ومشائخ کے آداب سکھاتے۔ چنانچہ جب بھی علماء ومشائخ حضرات میں سے کوئی آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے تو ان کی آمد پر نہایت تزک واحتشام سے استقبال کا انتظام فرماتے۔ ایک مرتبہ کوئٹہ سے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے حضرت پیر سید طاہر علاء الدین گیلانی، لائل پور تشریف لائے۔ آپ نے ان کے استقبال کے لئے شاندار پروگرام ترتیب دیا۔ شہر بھر میں حضرت پیر صاحب کی آمد کا اعلان کرایا، جس کا اثر یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگ اسٹیشن پر جمع ہوگئے۔ حضرت پیر صاحب کو ایک بڑے جلوس کی شکل میں جامعہ رضویہ لایا گیا۔ ریل گاڑی سے موٹر کار تک اور جامعہ رضویہ کے قریب بازار سے جامعہ رضویہ تک حضرت پیر صاحب کی گذرگاہ پر کپڑا اچھا دیا گیا۔ خود حضرت شیخ الحدیث

قدس سرہ دست بستہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

اسی طرح نبیرہ امام احمد رضا، مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں قادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) جب بریلی سے لائل پور تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لئے بھی ایسا ہی اہتمام کیا۔ لاہور سے مفتی پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد، کراچی سے جگر گوشہ صدر الشریعۃ مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری یا کوئی اور عالم یا شیخ طریقت کی لائل پور آمد ہوتی تو ان کے استقبال کے لئے ہی شاندار اہتمام فرماتے۔ اپنے استاذ زادہ علامہ ازہری کو دیگر تحائف کے لئے شیروانی سمیت اعلیٰ قیمتی لباس پیش کرتے۔(۱)

علماء ومشائخ کے احترام میں آپ کے کردار کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں وقار علم وفضل قائم ہو جاتا۔ ادب واحترام کا یہ برتاؤ سادات کرام کے حق میں اور بڑھ جاتا۔ ہر معاملہ میں آپ سادات کرام کو مقدم رکھتے اور انہیں تقسیم میں دوگنا حصہ عطا فرماتے۔

سنی علماء سے غایت درجہ محبت فرماتے۔ ایک مرتبہ مولانا ابوالنور محمد بشیر، کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سے فرمایا۔

''مولانا میں آپ سے اس قدر خوش ہوں کہ اگر آپ مجھ سے ناراض بھی ہو جائیں پھر بھی میں آپ سے راضی رہوں گا۔''(۲)

کسی کے خلاف کہی ہوئی بات کو بغیر تحقیق کے کبھی تسلیم نہ فرماتے، بالخصوص علماء کے بارے میں کسی بیان کو اس وقت تک قبول نہ فرماتے جب تک اس کی پوری تصدیق نہ کر لیتے۔ ایک مرتبہ مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا کہ آپ نے سنی اور شیعہ کے اختلاف کو معمولی اور فروعی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کا اختلاف ''س'' اور ''ش'' کا ہے۔ علماء اہل سنت بالخصوص مناظر اسلام سے منسوب ایسا بیان ایک بڑے فتنہ کا باعث بن سکتا ہے۔ اخبارات میں شائع شدہ یہ بیان عوام وخواص میں زیر بحث آ گیا۔ ایک طالب

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

(۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ۔ ص ۳

علم نے دوران تدریس آپ سے مولانا محمد عمر علیہ الرحمۃ سے منسوب اس بیان پر تبصرہ کرنے اور اس کے قائل سے متعلق حکم شرعی بیان کرنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔

''مولانا محمد عمر صاحب سے پوچھے بغیر ان سے منسوب اس بے بنیاد بیان پر فقیر کچھ نہیں کہنا چاہتا۔''(۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکابر علماء ومشائخ اور سادات کرام کو حسب دستور طریقت نذرانہ پیش کرتے۔ یہ نذرانہ ان کے وقار واحترام کے اظہار کی خاطر ہوتا۔ جناب سید حسین علی رضوی وکیل جاورہ، کلید بردار حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر شریف، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے بیعت تھے۔ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء کو وہ پاکستان تشریف لائے۔ پیر گوٹھ ضلع خیر پور میں مولانا مفتی تقدس علی خاں بریلوی کے ہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حسب قاعدہ آپ نے حضرت وکیل جاورہ کو نذرانہ پیش کیا۔ حضرت وکیل جاورہ لکھتے ہیں۔

''پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب میں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاگارہ کا میں مہمان تھا، اس وقت تقدس میاں صاحب بھی وہیں تھے، ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا، ان سے ملنے تشریف لائے تو مجھ سے وہاں ملاقات ہوگئی، حسب قاعدہ عادت جاریہ نذرانہ دیا..................''(۴)

علماء سے محبت کا یہ عالم تھا کہ دوران تدریس جب بھی اوصاف جمیلہ کا تذکرہ ہوتا آپ بڑی محبت سے علماء اہل سنت کے اوصاف بیان کرنا شروع فرما دیتے۔ فرماتے کہ فلاں مولانا صاحب بہت اچھے مدرس ہیں، فلاں مولانا اچھے مناظر ہیں۔ فلاں مولانا اچھے مقرر ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اکثر علماء کے فضائل بیان فرماتے۔ اس وقت آپ کا لہجہ انتہائی محبت آمیز ہوتا تھا۔ طلباء اور حاضرین کے دلوں میں احترام اور وقار علماء ہو جاتا۔(۵)

(۳) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد۔ ۹ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

(۴) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور ۳ جنوری ۱۹۶۴ء۔ ص ۳

(۵) قلمی روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد

مولانا سید محمد حسن گیلانی، مالک نوری کتب خانہ، لاہور فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے لائل پور بھیجا تا کہ میں آپ کے درس حدیث میں شرکت کروں۔ چنانچہ تین چار ماہ میں آپ کے درس حدیث میں شریک ہوتا رہا۔ اس دوران میرا کھانا آپ کے گھر سے آتا تھا۔ جبکہ دیگر طلباء جامعہ رضویہ کے لنگر سے کھانا حاصل کرتے۔(۶)

ایک مرتبہ لائل پور میں بارش نہ ہوئی۔ لوگ بارش نہ ہونے سے پریشان تھے اور اپنے طور پر دعائیں مانگ رہے تھے اور نماز استسقاء پڑھ رہے تھے۔ مگر ہنوز بارش کے آثار ناپید تھے۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی مشکل پیش کر کے طالب دعا ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ نماز استسقاء کے لئے چند شرائط ہیں، جن کا بیان کتب حدیث اور فقہ میں موجود ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

شہر سے باہر کھلے میدان میں دھوپ میں ادا کی جائے۔

بچے اور بوڑھے بھی دعائیں مانگیں اور گرمی کی شدت برداشت کریں۔

اگر ممکن ہو تو جانوروں کو بھی میدان میں کھڑا کیا جائے۔

نماز استسقاء سے پہلے تین دن روزہ رکھا جائے۔ اور خیرات کی جائے۔

چنانچہ نماز جمعہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ حاضرین میں سے جو حضرات سادات کرام ہیں وہ آگے تشریف لے آئیں۔ چند حضرات آگے آگئے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کا دامن تھا کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ

''اے اللہ! اپنے حبیب پاک ﷺ کی اولاد پاک کے صدقے باران رحمت نازل فرما۔''

دعا کے بعد لوگ ابھی اپنے گھروں کو پہنچے ہی نہ پائے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ پورشہر جل تھل ہوگیا۔ حالانکہ دعا کے وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا موجود نہ تھا۔(۷)

(۶) قلمی روایت مولانا سید محمد حسن گیلانی، لاہور

(۷) قلمی روایت مولانا رشید احمد نوری، مکتبہ معین الاسلام فیصل آباد۔

علماء کا وقار اور ان کی عزت افزائی کس قدر ملحوظ تھی؟ اس سلسلہ میں آپ کی سیرت سے ایک واقعہ مولانا اسد احمد خطیب چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد کی روایت سے حاضر ہے۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

'' مولانا حافظ سیف الدین صاحب ضلع سرگودھا والے جامعہ رضویہ میں استاد تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ یہاں سے جانے کے بعد دوبارہ ملنے کے لئے تشریف لائے۔ میں استاد مولانا سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا۔ مولانا محمد ابراہیم خوشتر آئے تو انہوں نے آکر مولانا سیف الدین صاحب سے پوچھا۔ ''مولانا آپ چائے پئیں گے؟'' تو انہوں نے کہا نہیں۔ پھر خوشتر صاحب نے پوچھا، کھانا کھائیں گے؟ انہوں نے فرمایا، نہیں، پھر پوچھا پانی پئیں گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ جب مولانا سیف الدین جانے لگے تو میں انہیں بس تک چھوڑنے کے لئے ساتھ گیا۔ وہاں انہوں نے خود بھی کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ میں واپس جامعہ رضویہ پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا۔ ''مولانا سیف الدین صاحب نے کھانا کہاں سے کھایا۔ میں نے عرض کی ہوٹل سے۔ آپ نے مولانا خوشتر صاحب کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مولانا یہ کونسا طریقہ ہے کہ مہمان آئے اور آپ اس سے پوچھیں کہ کھانا کھائیں گے؟ یا چائے پئیں گے؟ کھانے کا وقت ہو تو کھانا کھلائیں۔ پانی کا وقت ہو پانی پلائیں، چائے کا وقت ہو چائے پلائیں۔''(۸)

(۸) مکتوب مولانا اسد احمد، چک جھمرہ بنام فقیر قادری عفی عنہ ۸ جولائی ۱۹۸۶ء

طلباء سے سلوک

طالبانِ علم دین پر بڑی مہربانی اور شفقت فرماتے ۔ دینی مدارس اور دینی مدارس کے طلباء کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوتے ۔ اور جتنی زیادہ محنت، دینی خدمت اور مذاہب باطلہ کا رد کرتا آپ اتنا ہی اس سے خوشنودی کا اظہار فرماتے ۔ بعض طلباء کی مالی خدمت اور ان کی دعوت بھی فرماتے ۔ اور علماء اہل سنت کی ضروری تصانیف ان میں تقسیم کرتے ۔ آپ کو کبھی کسی طالب علم کو جھڑکتے، اور مارتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ طلباء کے ساتھ بالخصوص بڑے اخلاق سے پیش آتے ۔ چھوٹے طالب علموں کو ''مولوی صاحب'' ''مولانا صاحب'' ''حافظ صاحب'' کے الفاظ سے یاد فرماتے ۔ ان کی ڈھارس بندھاتے ۔ محنت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے اور خلوص کے ساتھ خدمت دین کی تلقین فرماتے ۔ مذہب حق اہل سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور باطل کے مقابل ڈٹے رہنے کی نصیحت فرماتے ۔ طلباء میں آپ کی نصیحت آمیز شفقت بھری باتوں سے خود بخود علم دین حاصل کرنے کا شوق اور خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو جاتا ۔ آپ کی گفتگو اور زیارت سے کئی دنیادار دیندار بن جاتے اور دنیوی تعلیم اور کاروبار چھوڑ کر علم دین اور خدمت اسلام کو اپنا نصب العین بنا لیتے ۔ آپ نے کئی طلباء کو علم پڑھانے کے علاوہ انہیں حرمین طیبین میں حاضری کی سہولت بہم پہنچائی ۔ ان کی شادی اور نکاح کا اہتمام فرمایا۔ (۱)

مولانا ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔

خود راقم الحروف پر آپ بڑی شفقت و نوازش فرماتے ۔ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہونے کے موقعہ پر آپ نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ روانگی سے قبل شاہی مسجد (فیصل آباد) میں تقریر کرائی اور آپ خود اور دیگر احباب سے امداد دلوائی ۔ اور جب فقیر مع والدہ و ہمشیرہ حج و زیارت کی

(۱) پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ص ۷

سعادت کے حصول کے بعد واپس ہوا تو لاہور ریلوے سٹیشن پر آپ کو استقبال کے لئے موجود پایا۔ پھر آپ نے لائل پور بلایا۔ شاہی مسجد میں تقریر کرائی اور حرمین طیبین کی حاضری کے واقعات سن کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ مختلف اوقات و گرفتاری کے مواقع پر بھی بڑی ہمدردی و خیر خواہی فرماتے رہے، نکاح کے موقعہ پر بھی بنفس نفیس شرکت فرما کر شفقت کا بھرپور مظاہر فرمایا۔'' (۲)

ایک موقعہ پر حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ آپ چھوٹے چھوٹے طالب علموں کو بھی ''مولانا'' کیوں کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

''مولانا! ان طالب علموں کو قریب لانے کی ضرورت ہے۔ اگر ان پر شفقت نہ کی جائے تو بھاگ جائیں گے۔'' (۳)

مولانا مجیب السلام اعظمی (بھارت) آپ کے تلامذہ میں سے ہیں، وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

''طلبہ کے ساتھ کمال شفقت کا ایک واقعہ حاضر ہے، جاگیر سے فقیر کو جو کھانا ملتا وہ کچھ اچھا نہ ہوتا۔ حضرت کی قیام گاہ مسجد بی بی جی کا کمرہ تھا۔ فقیر بھی حضرت کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اکثر و بیشتر کھانا دیکھ کر فرماتے کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے ۔ اپنا کھانا دے دو۔ میں اس وقت کھا لوں، میرا کھانا تم کھا لینا۔ بہت دنوں کو بعد معلوم ہوا کہ حضرت جب ملاحظہ فرماتے کہ کھانا اس کے مزاج کے موافق نہیں تو خود تناول فرما لیتے ۔ اور اپنا کھانا ہمارے لئے چھوڑ دیتے۔ (۴)

مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور آپ کے طلباء پر شفقت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''آپ طلباء کی اکثر خفیہ طور پر امداد فرماتے تا کہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔'' (۵)

(۲) پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۷۵ھ ص ۷، ۹

(۳) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

(۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ۔ ص ۱۳

(۵) قلمی روایت مفتی محمد حسین نعیمی، لاہور

حافظ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز مبارک پوری، شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) آپ کے استاد بھائی ہیں۔آپ سیرت سے متعلق وہ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

''ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

''طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الثَّلٰثَۃَ ...... الحدیث

یعنی ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور دو کا تین کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔

اس حدیث پر حضرت علامہ موصوف (شیخ الحدیث) نے پورا عمل کیا۔واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر السلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مرادآبادی کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔حضرت موصوف نے اس دارالعلوم مظہر السلام میں داخل کرلیا۔مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا۔حضرت کا جو کھانا معمولاً آیا کرتا تھا اسی کھانے میں اپنے ساتھ کھلانا شروع کردیا۔دو چار دس بیس روز تک نہیں بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق بریلی شریف رہے، برابر ان کو اپنے ساتھ اسی ایک کھانے میں شریک رکھا۔ان سے فرمایا کرتے تھے۔''کھاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، ان شاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔''

حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا۔حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔'' (۶)

فرمان رسول پر وثوق، سنت مصطفیٰ پر عمل، طلباء پر شفقت، اپنے معاصر علماء کی دلجوئی، استقبال اور دیگر اوصاف اس ایک ہی واقعہ سے عیاں ہیں۔

جامعہ رضویہ میں دیگر عطیات کے علاوہ زکوٰۃ وصدقات بھی جمع ہوتے۔چونکہ جامعہ میں سید طالب علم بھی ہوتے تھے ان کے اخراجات کا کفیل جامعہ رضویہ ہی ہوتا تھا۔لیکن مسئلہ کی رو سے زکوٰۃ کی رقم سادات پر نہیں خرچ کی

(۶) ماہنامہ نوری کرن، بریلی (محدث اعظم پاکستان نمبر)، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ص ۲۷،۲۸

جاسکتی۔اس صورت حال کے پیش نظر آپ نے ناظم مالیات کو ہدایت کر رکھی تھی کہ زکوٰۃ کی رقم کسی غریب غیر سید طالب علم کو دے کر اس کا مالک بنادیا کریں، وہ طالب علم اپنی رضا سے وہی رقم جامعہ کو ہدیہ دے۔

اس وقت اس رقم کی حیثیت زکوٰۃ بدل کر ہبہ کی بن چکی ہوتی ہے۔لہٰذا اس کا سادات کرام پر صرف کرنا جائز ہوجاتا۔شریعت میں اسے ''حیلہ'' کہتے ہیں۔قرآن وحدیث اس قسم کے صحیح حیلہ کی اجازت دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ناظم مالیات نے آمدہ زکوٰۃ کی رقم ایک غریب طالب علم کی ملک میں دی تاکہ وہ اپنی رضا سے ہبہ کردے۔مگر خلاف توقع اس طالب علم نے وہ رقم واپس ہبہ نہ کی۔جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا۔

''آپ اسے مجبور نہ کریں وہ اس رقم کا مالک ہے۔ہبہ کرنا یا نہ کرنا اس کی رضا پر موقوف ہے۔''

چنانچہ کارکنان جامعہ رضویہ کی طرف سے اس سے باز پرس نہ کی گئی۔(۷)

جامعہ رضویہ کے عطیات کے بارے میں آپ کی عادت اور اتقاء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ دفتر جامعہ میں روپے پیسے کی گنتی ہو رہی تھی۔اسی اثناء میں آپ کے چھوٹے صاحبزادہ صاحب، جو ابھی بچے تھے، آگئے اور کھیلنے لگے۔آپ نے کارکنوں کو تاکیداً سمجھا دیا کہ بچے کو اس پیسوں سے کچھ نہ لینے دیا جائے۔اگر وہ نادانی کی بنا پر کوئی روپیہ اٹھالے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔(۸)

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے کھانا کھانے کے بعد روٹی کا بچا ہوا ٹکڑا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی بھینس کو کھلانا چاہا۔آپ کی نظر پڑ گئی۔فرمایا۔''کیا کر رہے ہو؟''

طالب علم نے عرض کی ''حضور! روٹی کھانے سے ٹکڑا بچ گیا ہے۔بھینس کو دینے لگا ہوں''فرمایا۔

(۷) قلمی یادداشت مولانا محمد معراج الاسلام، صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ، ضلع سرگودھا

(۸) قلمی یادداشت مولانا محمد معراج الاسلام، صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ، ضلع سرگودھا

"لنگر کی روٹیاں طلباء کا حق ہے۔ میری بھینس کا حق نہیں۔ اس بچے ہوئے ٹکڑے کو لنگر میں رکھ آؤ۔ ٹکڑے جمع ہو کر فروخت ہو جائیں گے پھر طلبا کے کام آسکتے ہیں۔"(۹)

طلباء پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ ان سے پوچھے اور بتائے بغیر کہیں تشریف نہ لے جاتے۔ جہاں کہیں وعظ وتبلیغ کے لئے جانا ہوتا یا کسی کے کھانے کی دعوت پر جانا ہوتا تو طلباء کو بتا لیتے اور طلباء کو مطلع کرنے کا انداز یہ ہوتا گویا ان سے اجازت لے رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی حاجت نہ تھی اور نہ ہی متصور تھا کہ اگر آپ انہیں بتائے بغیر کہیں تشریف لے جائیں تو طلباء کبیدگی محسوس کریں گے۔ تاہم جہاں بھی تشریف لے جاتے، کام ختم ہونے کے بعد فوراً واپس ہوتے تا کہ اسباق پڑھانے میں تاخیر یا وقفہ نہ ہونے پائے۔ یہی وجہ ہے اکثر موقعوں پر تقریر ختم ہونے پر آپ رات کو ہی سفر کرتے تا کہ صبح دارالحدیث کے اسباق کا ناغہ نہ ہو۔

ایک مرتبہ ایک نیازمند حاضر ہوا اور عرض کی حضور میں آپ کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دینا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔

"ارے بندۂ خدا! یہ طلباء بیچارے کہاں کہاں سے پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر میں دعوتیں کھاتا پھروں۔ یہ مناسب نہیں۔ میں تو ان کا خادم ہوں ان کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتا۔"

نیازمند نے عرض کی "سرکار اجازت فرمائیں تو میں دردولت پر ہی کھانا پکوالیتا ہوں۔"

فرمایا: "وہ آپ کی مرضی۔ اگر ایسا کرلیں تو ٹھیک ہے۔"

دعوت تیار ہوگئی کچھ احباب باہر سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے حجرہ میں ایک بہترین دسترخوان بچھایا اور فرمایا۔ "یہ دسترخوان مدینہ پاک سے لایا ہوں"

احباب کے ساتھ مل کر خود کھانا تناول فرمایا۔ پھر خدام حاضرین سے کھانا کھا چکے۔ آپ نے فرمایا۔ "مولانا خوب کھائیں، خوب کھائیں" خدام نے آپ کے ارشاد پر دوبارہ کھانا کھایا۔ پھر فرمایا۔

(۹) مکتوب صوفی فرزند علی حال مقیم اڈا پنواں، ضلع شیخوپورہ، بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ مئی ۱۹۷۵ء

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

"آج میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرکار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی سنت ادا کی ہے۔ جس کے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا (۱۰)

طلباء سے خصوصی محبت کا یہ عالم تھا کہ دوسری مرتبہ جب آپ زیارت حرمین اور حج کے لئے تشریف لے گئے تو واپسی پر درجہ حدیث کے طلباء کے لئے مدینہ منورہ سے ٹوپیاں خرید کر لائے۔ فرماتے تھے اس مرتبہ فارغ التحصیل علماء کو دستار بندی کے موقعہ پر مدنی ٹوپی بھی ملے گی۔ چنانچہ سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقعہ پر ساٹھ کے قریب فضلاء کو مدنی ٹوپی پہنائی۔ (۱۱)

طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بہت لحاظ رکھتے۔ تدریس کے دوران اکثر فرمایا کرتے۔

"مولانا! فارغ ہونے کے بعد پیسوں کے لئے تقریر نہ کرنا۔ دین کی خدمت، خدااورسول کی رضا کے لئے وعظ کرنا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے دین کی خدمت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہاں سے روزی دے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔"

اسی سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا۔

ارشاد ہوا "میں نے بہت جگہوں پر تقریریں کی ہیں کہیں سے پانچ روپے ملے، کہیں سے دس روپے اور بعض دفعہ کہیں سے بظاہر کچھ نہ ملا۔ میں بہت خوش ہوتا کہ آج کا بیان خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگیا۔ ایک مرتبہ فلاں جگہ میں نے تقریر کی۔ ان لوگوں نے مجھے کچھ نہ دیا۔ میں بہت خوش گھر لوٹا۔ ابھی گھر پہنچا ہی تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، حضور! میرے ہاں کراچی

(۱۰) مکتوب صوفی فرزند علی، پتواں بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ مئی ۱۹۸۵ء
(۱۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

سے برات آئی ہے۔ کرم فرمائیں اور نکاح آپ پڑھائیں۔ میں نے نکاح پڑھایا۔ ان لوگوں نے دوسو روپے میری نذر کئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ حبیب پاک کے ذکر پاک کی برکت اور انہی کا صدقہ ہے۔ اتنا دلوایا کہ کئی تقریروں سے بھی نہیں مل سکتا۔"

اس واقعہ کے بعد فرمایا۔

"مولانا! اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دین کی خدمت کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اور بہت روزی ملتی ہے۔" (۱۲)

ایک موقعہ پر آپ نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"مولانا! میں آپ کو ایک وظیفہ بتاتا ہوں۔ آپ پتھر پر بیٹھ کر دین کی خدمت کریں گے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پتھر سے آپ کے لئے روزی اُگے گی۔" (۱۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ طلباء کی مالی ضروریات کو بھی پورا کرتے اور پھر ان کے بدلہ کا تصور بھی نہ فرماتے۔ مالی خدمات اس انداز سے فرماتے کہ طالب علم کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہونے پائے۔ حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھانگری (آزاد کشمیر) اپنے طالب علمی کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء کی بات ہے۔ حزب الاحناف لاہور کا سالانہ جلسہ جامع مسجد وزیر خاں میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا حشمت علی لکھنوی اور دیگر اعاظم فضلاء کے علاوہ حضرت مولانا محمد سردار احمد شیخ الحدیث بریلی شریف سے جلوہ فرما ہوئے۔ میں ان دنوں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں درس حدیث میں شامل تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل سے میں بہت متاثر ہوا۔ حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کی کہ بریلی

(۱۲) مکتوب صوفی فرزند علی، پتواں بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۳) مکتوب صوفی فرزند علی، پتواں بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ مئی ۱۹۸۵ء

شریف میں دورہ حدیث میں داخلہ کے لئے کوائف کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی طالب علم دیگر علوم وفنون سے فراغت حاصل کر لے تو اسے دورہ حدیث میں داخلہ مل جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں دورہ حدیث کے لئے بریلی شریف حاضر ہو جاؤں گا۔

اس وقت میرے پاس بریلی شرف پہنچنے کے لئے زادِ راہ نہ تھا۔ آپ نے اسے بھانپ لیا اور فرمایا کہ آپ صبح سامان لے کر آجائیں زادِ رہ ہم پیش کر دیں گے۔ رات کو آپ کا بیان ہوا۔ موضوع تھا "نورانیت مصطفیٰ ﷺ" حسب پروگرام میں صبح حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے ساتھ لیا اور لاہور سے براستہ امرتسر بریلی شریف پہنچ گئے۔ چند دنوں بعد میں نے خط لکھ کر گھر سے پیسے منگوا لئے اور سفر خرچ جتنے پیسے بنتے تھے وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے فرمایا۔

"ارے بندۂ خدا! ہم نے تو یہ کام للہ کیا تھا۔ یہ قرض نہیں۔ اللہ رسول کی رضا کے لئے آپ سے تعاون کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔" (۱۴)

موصوف مذکور فرماتے ہیں کہ میرے دل میں چاہت رہتی تھی کہ آپ کی خدمت میں کچھ تحفہ پیش کروں۔ مگر مجھے موقعہ میسر نہ آتا تھا۔ ایک دن آپ صبح سویرے باہر تشریف لائے۔ میں سامنے کھڑا تھا۔ مجھے فرمایا کہ بازار سے فلاں فلاں چیز لے آؤ۔ میں نے موقع غنیمت جانا بڑی مسرت سے بازار سے مطلوبہ اشیاء خرید کر حاضر کیں۔

آپ اندر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو۔ جتنے پیسے سودا کے بنتے تھے وہ لا کر دیئے۔ مگر میں نے معذرت کر دی۔ آ]پ نے فرمایا کہ مولانا جو چیزیں میں بازار سے لانے کے لئے کہتا ہوں، اس کے پیسے بہرحال میں نے دینے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے بڑی حکمت اور لجاجت سے کام لیتے ہوئے عرض کی۔ حضرت آپ کی کرم نوازی اور نظر شفقت ہوگی۔ آپ دوبارہ اندر تشریف لے گئے۔

(۱۴) (ا) قلمی یادداشت حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھانگری (آزاد کشمیر) مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

(ب) مکتوب مولانا محمد گل احمد خاں عتیقی صدر مدرس انجمن نعمانیہ لاہور، بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ ۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے دست اقدس میں تفسیر عزیزی کا انتیسواں پارہ تھا۔ مجھے عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے یہ بطور تبرک ہے۔ اس کا مطالعہ کیا کرو۔ میں نے لینے سے انکار کیا اور سوچا کہ آپ نے جو سودا منگوایا ہے اس کا بدلہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال آپ کے اصرار پر میں خاموش ہو گیا اور وہ کتاب لے لی۔(۱۵)

آپ کی شفقت، محبت، رأفت اور طالب علموں کی حوصلہ افزائی کے لئے مولانا اسد احمد خطیب چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کی زبانی ایک واقعہ سنیے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

''ایک دفعہ دوران تعلیم حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ نے مجھے فرمایا کہ مولانا محمد شریف کو بلائیں۔ میں نے سوچا کہ محمد شریف نام کے ایک استاد جامعہ رضویہ ہیں اور جبکہ ایک طالب علم کا نام بھی محمد شریف ہے۔ اس تردد میں پڑ گیا کہ استاد مولانا محمد شریف کو بلاؤں یا طالب علم محمد شریف کو۔ میں نے عرض کی حضور! مولانا محمد شریف کو بلاؤں یا طالب علم محمد شریف کو۔ آپ نے فرمایا۔

''ارے طالب علم مولانا نہیں ہوتے؟''(۱۶)

طلباء کی تربیت میں انتہائی ملائم پہلو اختیار فرماتے۔ کبھی سختی نہیں کی، حسب حال درست پہلو ارشاد فرمادیتے۔ مولانا اسد احمد خطیب چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد، جامعہ رضویہ کے طالب علم رہے ہیں وہ اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''جامعہ رضویہ میں دوران تعلیم ایک دفعہ صوفی اللہ رکھا خادم جامعہ سے میرا جھگڑا ہو گیا۔ میں نے صوفی اللہ رکھا سے بہت باتیں کیں۔ حضرت صاحب میرے نام کی مناسبت سے مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ ہمارا شیر ہے۔ دوسرے روز جب حدیث کے اسباق کے دوران حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا تو انہوں نے بڑی بہادری سے اکیلے ہی شیر کی طرح منافقین کا مقابلہ کیا۔ پھر فرمانے لگے۔''ارے شیر! اپنوں پر تو بپھرا نہیں کرتے۔''

---

(۱۵) قلمی یادداشت حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھانگری (آزاد کشمیر) مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۱۲رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

(۱۶) مکتوب مولانا اسد احمد چک جھمرہ، بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۸ جولائی ۱۹۸۶ء

اس سے میری اصلاح مقصود تھی۔ اس ارشاد سے میں بہت متاثر ہوا۔ اور آئندہ کے لئے مزید محتاط رہنے ہو گیا۔''(۱۷)

آپ کی مساعی تبلیغ و اشاعت سے مسلک اہل سنت کا تعارف عام ہوا۔ دور دراز علاقوں بلکہ دیہات کے لوگ اپنی دینی ضروریات کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ اپنی مساجد میں ائمہ و خطبا حضرات کے لئے آپ سے درخواست کرتے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ نے طلباء کرام پر خصوصی توجہ دی اور ان کے لئے مختلف علاقوں میں مدارس کے قیام کا اہتمام فرمایا۔ اساتذہ کرام کو محنت اور لگن سے طلباء کی تعلیم و تربیت کے لئے فرماتے۔ ادھر عوام الناس کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے تیار کرتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ زیر تربیت طلباء کو محنت کر کے جلد از جلد تعلیم سے فراغت کی رغبت دلاتے۔

عوام الناس کو علماء اور طلباء کی عزت و وقار اور علماء و طلباء کو عزت نفس اور استغناء طبع کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ جب بھی کوئی عالم یا طالب علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس سے کارکردگی اور خدمات دینیہ سے متعلق سوال ضرور فرماتے۔ اگر مخاطب عالم یا طالب علم اپنی کارکردگی سے مطلع کرتا تو آپ نہایت خوش ہوتے۔ دعائیں دیتے اور فرماتے۔

''مولانا! خوب محنت سے مسلک حقہ کی خدمت کرو اور جم کر کام کرو''

اور اگر حاضر ہونے والا عالم یا طالب علم اپنی خاطر خواہ کارکردگی کا اظہار نہ کرتا تو آپ اظہار تاسف فرماتے اور اسے خدمت دین کی رغبت دلاتے، اگر کسی مطلوبہ جگہ کے لئے اس کو موزوں پاتے تو فوراً آپ رغبت اور احساس دلا کر اس جگہ کام کے لئے متعین فرمادیتے۔ آپ کے اس طرز عمل سے ایک طرف علماء کرام میں برتری اور خود شناسی کا جذبہ بیدار ہو گیا، جس سے وہ اپنے آپ کو دینی خدمات کا اہل ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ دوسری طرف عوام الناس میں علماء کی قدر شناسی کا جذبہ پیدا ہو گیا جس کی بنا پر لوگ ایک عالم کو گراں قدر تحفہ سمجھ کر حاصل کرتے۔

---

(۱۷) مکتوب مولانا اسد احمد چک جھمرہ، بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۸ جولائی ۱۹۸۶ء

آپ کے اس طریق کار سے جامعہ رضویہ علماء کا وقار بحال ہوگیا اور عوام الناس کی ضرورت پوری ہوجاتی ۔آپ کے اس طریق کار سے جامعہ رضویہ علماء کرام اور عوام الناس دونوں کے لئے مرجع بن گیا۔جس کی وجہ آپ کا جذبہ، تڑپ، خلوص، محنت، اور بے قرار تمنا تھی ۔چنانچہ جامعہ رضویہ ایک تحریک کا نام ہے۔جس نے قلیل عرصہ میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا کردیا۔(۱۸)

رمضان المبارک کی آمد پر پاکستان کے مختلف علاقوں کے حفاظ کرام جامعہ رضویہ میں آنے شروع ہوجاتے۔ ایک مرتبہ حفاظ کرام کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا۔

''لائل پور میں بہت سی منڈیاں ہیں، گھوڑوں کی منڈی، بھینسوں کی منڈی، غلہ منڈی، (دیگر چند قسم کی منڈیوں کا ذکر فرمایا) جامعہ رضویہ بھی طلباء، علماء، ائمہ، خطباء اور حفاظ کی منڈی ہے۔لوگ آتے ہیں اور اپنی اپنی دینی ضروریات کے پیش نظر کوئی حافظ لے جاتا ہے، کوئی حافظ عالم کا سوال کرتا ہے، کوئی حافظ واعظ مانگتا ہے، کسی کو حافظ مناظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ہماری منڈی میں ہر قسم کا حافظ واعظ، عالم، امام اور خطیب دستیاب ہوسکتا ہے۔الحمدللہ رب العالمین۔''(۱۹)

علماء کے کسی جگہ تقرر میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ عالم کو وہاں کام کرنے کا مشورہ دے کر راجح پہلو واضح کردیتے مگر فیصلہ مخاطب پر چھوڑ دیتے ۔کسی عالم پر خواہ مخواہ اپنا حکم مسلط نہ فرماتے ۔اس سلسلہ کا ایک واقعہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے سنئے ۔موصوف بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۰۰ء/ ۱۳۷۵ھ کا واقعہ ہے کہ میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ حنفیہ قصور میں تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے بیمار ہوگیا۔جس کی بنا پر مجھے وہاں سے مستعفی ہونا پڑا۔علالت کے دوران میں چک نمبر ۱۲۶ گ۔ب جڑانوالہ

---

(۱۸) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

نوٹ: جامعہ رضویہ ہمہ گیر روحانی انقلاب سے واقفیت کے لئے کتاب ہذا کا جامعہ رضویہ کا باب پڑھیں۔

(۱۹) مکتوب صوفی فرزند علی پنواں، ضلع شیخوپورہ بنام فقیر قادری عفی عنہ۔محررہ ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء

اپنے گھر میں تھا کہ آپ کو میری علالت کا علم ہوا۔آپ نے مولانا انوار الاسلام صاحب کو جو اس وقت جامعہ رضویہ لائل پور کے طالب علم تھے، میری تیمارداری کے لئے بھیجا۔جب مولانا تشریف لائے تو میں صحت یاب ہو چکا تھا۔مولانا موصوف نے لائل پور واپس جا کر میری صحت کی اطلاع دی ۔تو آپ نے پھر مولانا کو بھیج کر مجھے طلب فرمایا۔میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے فرمایا کہ

''مولانا! سمندری میں اہل سنت کا کوئی مدرسہ نہیں اس لئے آپ وہاں مدرسہ قائم کریں۔''

میں اگرچہ خطابت و امامت کا تجربہ نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس طرف طبعی میلان تھا۔مگر چونکہ آپ نے مدرسہ کے قیام کا بھی ارشاد فرمایا۔اس لئے میں نے ادباً آپ کے ارشاد پر عمل کیا۔چنانچہ میں سمندری پہنچا وہاں کے عوام میں صرف امامت اور خطابت کی ہی دلچسپی محسوس کی، مدرسہ سے بے رغبتی پا کر ایک ہفتہ بعد واپس لائل پور آ کر رپورٹ پیش کردی ۔اور ساتھ ہی عرض کردیا۔کہ حضور میری بجائے وہاں خطابت کے لئے اور صاحب کو تقرر فرمائیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ خطابت میرا طبعی لگاؤ نہیں ۔نیز میرا دیرینہ شوق ہے کہ میں آپ سے تلمذ حاصل کرلوں ۔اگر اجازت ہو تو میں جامعہ رضویہ میں دورۂ حدیث میں شریک ہوجاؤں ۔آپ نے میری درخواست کو قبول فرماتے ہوئے دورہ حدیث میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔

دورہ حدیث میں شرکت کے بعد اختتام سال پر آپ نے مجھے مولانا عبدالغفور صاحب کی درخواست پر پیر محل کے مدرسہ میں صدر مدرس مقرر کرکے بھیج دیا۔چونکہ رمضان المبارک میں سالانہ تعطیلات کا موقعہ تھا۔صرف تعارف کے لئے مولانا عبدالغفور صاحب مجھے ہمراہ لے گئے ۔تعطیلات میں واپس گھر آ گیا۔رمضان المبارک میں آپ نے مجھے اپنے گاؤں سے طلب کیا اور فرمایا کہ آپ کے استاد مولانا غلام رسول صاحب کا لاہور سے خط آیا ہے کہ مولوی محمد عبدالقیوم کو لاہور میرے پاس بھیج دیں ۔کیونکہ یہاں مسجد خراسیاں (اندرون لوہاری گیٹ) میں مدرسہ کا اجرا کرنا ہے۔ اطلاع کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ کیا خیال ہے؟ پیر محل میں مشاہرہ کافی اور آرام ہے۔جبکہ لاہور میں مدرسہ کا ابتدائی دور ہے ۔تکالیف پیش آنا ممکن ہے ۔مشاہرہ بھی کم ہوگا ۔مگر لاہور میں آپ کا ذوق پورا ہوگا اسباق خوب ہوں گے اور پڑھانے کا موقع ملے گا۔

جب کہ پیرمحل میں آپ کا یہ ذوق کم پورا ہوگا۔آپ نے حسب عادت مجھ سے رائے طلب فرمائی۔ کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ مشورہ دینے اور راجح پہلو کو واضح کر کے پھر فیصلہ مخاطب پر چھوڑ دیتے۔مگر میں نے بار بار یہی اصرار کیا کہ جیسے آپ کا حکم ہوگا،عمل کروں گا۔آخر تیسرے روز آپ ے مجھے لاہور جانے کا حکم فرمایا۔اور پیرمحل کے لئے اور انتظام کردیا۔(۲۰)

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ حتی الامکان کسی عالم کو اس کے آبائی گاؤں،شہر یا برادری میں مقرر نہیں فرمایا کرتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس طرح لوگ سابقہ حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے برتاؤ کرتے ہیں اور عالم کی موجودہ علمی حیثیت کو نظرانداز کرتے ہوئے گفتگو یا معاملہ کرتے ہیں۔جس سے اس عالم کی کماحقہ عزت نہیں ہوتی۔

اخلاق کے اس پہلو سے متعلق چند واقعات مولانا مفتی محمد عبدالقیوم،لاہور نے یوں بیان کئے ہیں۔

میری موجودگی میں مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھروی کے برادری کے لوگ آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ مولانا محمد حسین صاحب کو ہی سکھر میں مقرر کی اجائے۔کیونکہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔مگر آپ نے بڑی سختی سے ان کا مطالبہ کو بار بار رد فرمایا۔مگر جب انہوں نے بار بار اس سلسلہ میں مراجعت کی تو آپ نے ان کے اصرار پر ان کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی عالم کا اپنا شہر یا برادری میں رہنا مناسب نہیں ہوتا۔اس طرح تبلیغ دین میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔لوگ عالم کی عالمانہ حیثیت کو نظرانداز کردیتے ہیں اور انہیں بھی برادری اور شہرت کے مسائل میں الجھا دیتے ہیں۔مگر آپ لوگوں کے بار بار اصرار پر مولانا محمد حسین کو آپ کے ہاں بھیجتا ہوں۔

اسی طرح جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مدرس مولانا محمد اللہ بخش مرحوم کے متعلق جب ان کے علاقہ واں بھچراں کے ملک مظفر صاحب کے لڑکے،جو کہ ڈی سی بھی تھے،ان کو واں بھچراں لے جانے کا اصرار کر رہے تھے۔آپ نے متعدد بار ان کے مطالبات کو اسی مصلحت کے تحت مسترد کردیا۔اور یہی فرمایا کہ کسی عالم کا آبائی وطن یا برادری میں رہنا مناسب خیال نہیں کرتا۔اس سے عالم کی علمی حیثیت مجروح ہونے کا امکان ہوتا ہے۔مگر ملک مظفر کے لڑکے نے بار بار

(۲۰) قلمی یادداشت مولانا عبدالقیوم ہزاروی لاہور

اصرار اور مراجعت کی اور مولانا کے منصب کے تحفظات پیش کرنے پر جب آپ نے اطمینان حاصل کرلیا تو آپ نے مولانا اللہ بخش مرحوم کے وہاں تقرر کی منظوری دی۔(۲۱)

میاں غلام رسول مرحوم سیکرٹری انجمن ارشاد الاسلام بیگہ، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہر سال بڑے تزک و احتشام سے میلاد النبی ﷺ کا دو روزہ اجلاس کرواتے۔جس میں برصغیر کے ممتاز علماء کو دعوت دی جاتی۔حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے بھی بریلی سے ان اجلاس میں شرکت فرمائی۔جناب میاں غلام رسول نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ ۱۹۴۸ء/۱۳۶۷ھ میں آپ ہمارے جلسہ میں تشریف لائے۔ہمارا گاؤں پختہ سڑک سے دو میل کے قریب دور واقع ہے۔سڑک سے ہی کسی سواری کا انتظام ممکن ہوتا ہے۔جلسہ سے فراغت کے بعد جب آپ واپس ہونے لگے تو آپ کے ہمراہ مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری گجرات اور مولانا غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ بھی تھے۔

اس وقت گاؤں سے صرف دو گھوڑیاں مہیا ہوسکیں تا کہ علماء حضرات کو پختہ سڑک تک پہنچائیں۔مولانا قاری احمد حسین اور مولانا غلام قادر اشرفی نے عرض کیا کہ ایک گھوڑی پر آپ سوار ہوجائیں اور دوسری پر ہم میں ایک سوار ہوجائیں گے،مگر آپ کا اصرار تھا کہ آپ دونوں سوار ہوں میں پیدل چلتا ہوں۔یہ دونوں بھی اس پر راضی نہ ہوئے۔اس طرح تینوں حضرات پیدل ہی پختہ سڑک تک پہنچے۔وقار و احترام علماء کی خاطر آپ نے گوارا نہ فرمایا کہ میں سوار ہوجاؤں اور علماء پیدل چل رہے ہوں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اپنی ذات سے متعلق کسی الزام کا جواب خود نہ دیتے اور معاصرین علماء اہل سنت سے کبھی کسی مسئلہ پر اختلاف رائے ہوگیا تو عوامی سطح کے اجلاس میں کبھی اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا کہ فلاں صاحب نے آپ سے اختلاف کرتے ہوئے کئی مضامین لکھے ہیں۔آپ بھی ان کا جواب دیں۔فرمایا۔

''مولانا! میں اپنوں سے الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔جتنا وقت اپنوں کی تردید میں لگے گا وہ وقت مخالفین اہل سنت کی تردید میں کیوں نہ صرف کروں۔''(۲۲)

(۲۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

(۲۲) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

اپنے ملنے والے علماء میں سے اگر کسی عالم سے کوئی ایسی حرکت محسوس فرماتے جو قابل اصلاح ہوتی تو اس عالم کی اصلاح اس طرح فرماتے کہ ان کا وقار علم مجروح نہ ہونے پاتا۔ اور وہ صاحب اپنی اصلاح کر کے آپ کے شکر گزار ہوتے۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق، فیصل آباد کی زبانی سنئے۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ ہر سال کی طرح شعبان ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نواب شاہ جلسہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا سید غلام محی الدین گیلانی، اوکاڑوی اور میں بھی تھا۔ ہمارے میزبان حاجی عبدالرحیم اجمیری تھے۔ جلسہ سے فارغ ہو کر بذریعہ گاڑی ہم واپس ہوئے۔ حسب معمول حاجی عبدالرحیم اجمیری نے ہماری نقدی کوئی خدمت نہ کی۔ خانیوال سے جب حضرت مولانا سید غلام محی الدین گیلانی جب گاڑی بدلنے کے باعث آپ کے پاس ڈبہ الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے مولانا موصوف کے چہرہ سے محسوس کیا کہ نواب شاہ سے نقدی خدمت نہ ہونے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی عادت مبارکہ بڑی واضح اور متعارف تھی۔ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ

''شاہ صاحب! علماء پر تبلیغ فرض ہے۔ لوگ جلسوں کا انتظام کر کے علماء کو تبلیغ کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر عوام جلسوں کا انتظام نہ کریں تو بھی علماء جلسوں کا اہتمام کر کے تبلیغ کرنا ضروری ہے۔ عوام کا یہ تھوڑا کام ہے جلسوں کے انتظام کی ذمہ ادا کرتے ہیں۔ ان سے خدمت کی توقع نہ رکھیں۔ بلکہ غنیمت جانو کہ وہ ایک گونہ آپ کا بار اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہاں اگر وہ بطیب خاطر آپ کی کچھ نذر کریں تو قبول کرنے میں حرج نہیں۔'' (۲۳)

علماء اور طلباء کی حوصلہ افزائی اس انداز سے فرماتے کہ مخاطب بڑی مسرت محسوس کرتا۔ وہ یہ بھی محسوس کرتا کہ میرا خدمت دین کا معمولی سا کام اللہ و رسول کے ہاں بڑا مقبول ہے۔ آپ کی حوصلہ افزائی اس کے لئے مزید خدمت دین کا جزبہ پیدا کرنے کا باعث بنتی اور وہ آپ کے کلمات کو حرز جان بنا کر ان پر عمل کرتا۔

---

(۲۳) روایت مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد، ۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ

مولانا الٰہی بخش قادری، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرا نام پوچھا۔ میں نے عرض کیا، الٰہی بخش۔ فرمانے لگے، کیا خوب نام ہے۔ یہ نام اور دعا کی دعا ہے۔ یعنی الٰہی! بخش دے۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ان دنوں میں بندیال ضلع سرگودہا میں استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی سے پڑھتا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، شرح جامی، مختصر معانی، تکملہ۔

فرمایا۔ ''منطق کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق نہیں پڑھتے ہو؟'' (۲۴)

آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ بندیال کے مدرسہ میں معقولات کی تعلیم ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ طلباء کو مختلف کتابیں عطا فرماتے، مثلاً کنز الایمان، حدائق بخشش، الدولۃ المکیۃ، الامن والعلی، فتاویٰ رضویہ وغیرہ اور درجہ حدیث کے اکثر طلباء کو کتب صحاح بھی خرید کر عطا فرماتے۔ اور ساتھ یہ بھی ترغیب دیتے کہ کتابیں پڑھو۔ تحقیق کے بغیر کوئی بات نہ کرو۔ موقعہ ملے تو کتابیں مزید خریدو اور ان سے ضرور استفادہ کرو۔

مولانا حافظ میں فضل احمد، ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد فرماتے ہیں۔

میں بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں پڑھتا تھا۔ لیکن رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید آپ کے ہاں سنی رضوی جامع مسجد میں سنایا کرتا تھا۔ متواتر چھ سال تک میں نے ہی وہاں قرآن مجید سنایا۔ حالانکہ اس عرصہ میں وہاں نہیں پڑھتا تھا۔ پہلے سال ختم قرآن مجید کے موقعہ پر آپ نے نمازیوں کی توجہ اس طرف دلائی کہ یہ ہمارے حافظ صاحب ہیں۔ انہوں نے ہمیں قرآن مجید سنایا ہے۔ ہمیں بھی ان کی خدمت کرنی چاہیئے۔ نمازیوں نے کچھ رقم اکٹھی کی۔ آپ نے اپنی طرف سے اس میں مزید رقم شامل کر کے مجھے عطا کرتے ہوئے فرمایا۔

''مولانا! یہ حقیر سا نذرانہ ہے۔ آپ اسے قبول فرمائیں''۔ (۲۵)

---

(۲۴) روایت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور۔ (۲۵) روایت حافظ محمد فضل احمد، فیصل آباد، ۷ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ آپ کے دوسرے حج کے موقعہ پر میرے والد صاحب آپ کے ہمراہ حج پر گئے تھے۔ میرے والد صاحب کو میرے متعلق ارشاد فرمایا۔

"آپ کا صاحبزادہ خوب چمکے گا۔"

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ مولا تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے خوب عزت و وقار نصیب ہوا ہے۔ (۲۶)

صوفی محمد عمر دراز، نائب صدر انجمن فدایان رسول ﷺ فیصل آباد، خالد آباد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی مجلس میں ابتداً جب نعت شریف پڑھی تو آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ دیر تک میری حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا۔

"اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھا کرو۔ آپ مشہور نعت خواں بنیں گے۔"

میری اصلاح اور حوصلہ افزائی کے لئے خود اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ابتدا میں میں بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھ رہا تھا۔ ایک موقعہ پر حضور مفتی اعظم مدظلہ العالی نے میری اصلاح فرمائی۔ اس واقعہ کے بیان سے میرے حوصلہ افزائی مقصود تھی۔ نعت کے بعد صوفی عبدالخالق، خانیوال کے ہاتھ میرے لئے ایک روپیہ بھیجا اور کہلا بھیجا کہ یہ نذرانہ ہے، اسے قبول کرلیں۔ (۲۷)

---

(۲۶) روایت حافظ محمد فضل احمد، فیصل آباد، ۷ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

(۲۷) صوفی محمد عمر دراز، خالد آباد فیصل آباد، ۴ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

حزم واتقا

پاک باطن پاک طینت، پاک باز
وہ جمالِ اصفیاء جاتا رہا
جو مرقع تھا جمال وحسن کا
وہ نگاہ اولیاء جاتا رہا
تھا خشیت میں خدائے پاک کی
وہ مثال اتقیاء جاتا رہا

جمال اولیاء حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال پر ملال پر آپ کے استاذ گرامی مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے محررہ بالا تاثرات کا اظہار فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تمام زندگی کی ایک ایک حرکت اتباع سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ عالم طفلی، عنفوان شباب کی زندگی بھی فیض فطرت کی بدولت جادۂ شریعت پر مستقیم رہی۔ درس وتدریس کا دور تو حزم واتقا کا کامل نمونہ تھا۔

مولانا نذیر احمد سراجی مقیم باہمنی والا چک نمبر ۲۷/آر ۱۰ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد آپ کے آبائی وطن دیال گڑھ میں آپ کے ہمسائے تھے، انہوں نے بچپن اور ابتدائی تعلیم کا دور آپ کے ساتھ گذارا، وہ آپ کے بچپن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"عارف کامل ومحدث پاکستان میرے عزیز تھے اور زندگی میں مجھے ان سے گہرا لگاؤ تھا۔ محدث صاحب کے بچپن میں میں نے ان سے کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی نہ سنی جو شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہو۔ میرے ناقص ذہن میں یہ خیال سرگرداں رہتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے علم حاصل کرکے تشریف لائے ہیں۔ میں نے کبھی ان سے گالی گلوچ نہ سنی۔ نہ کسی

کے لئے دوسری جماعت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو منتخب کرتی۔ لیکن اس مقابلہ میں سب لوگ پاجامے یا شلوار پہنے ہوئے ہوتے۔ ان کو ستر عورت کا پورا پورا خیال ہوا کرتا تھا۔ اور یہ مقابلہ بڑا دلچسپ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ عام طور پر کھیل کود میں دلچسپی نہ تھی۔" (۶۔۱)

بٹالہ سے جو سڑک گورداسپور کو جاتی تھی، اس کے کنارے آم کے پیڑوں کی قطار تھی، آندھی کی وجہ سے آم گرتے تو طالب علم اکثر اٹھا لیتے۔ مگر آپ نے کبھی بھی ایسا آم نہ اٹھایا۔ (۷)

آپ کے حزم واتقا کے مناظر سفر وحضر میں ہر جگہ دیکھے جاتے۔ حاضرین وناظرین آپ کے پاکیزہ عمل سے متاثر ہوتے۔ چوہدری محمد حسین ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل، مغل پورہ بیان کرتے ہیں۔

۵۲۔۱۹۵۱ء میں ریلوے پولیس میں میری ڈیوٹی کے دوران آپ ایک مرتبہ لائل پور سٹیشن پر تشریف لائے۔ سفر کے دوران میں نے آپ کو اپنے ڈبہ میں بٹھا لیا، میں نے چاہا کہ میری ہمراہی میں اس طرح آپ بغیر ٹکٹ خریدے سفر کر لیں۔ مگر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا اور تاکید فرمائی کہ میرا ٹکٹ خرید لیا جائے۔ (۸)

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں دوسرے حج و زیارت حرمین کے لئے پروگرام بنا۔ تمام ضروری امور اور معمولات سے فارغ ہو کر ریلوے سٹیشن کی طرف روانگی ہوئی، کار بغیر چھت کے تھی، تاکہ لوگ زیارت آسانی سے کر سکیں، سینۂ اقدس پھولوں کے ہاروں سے سجا ہوا تھا۔ کار پر اتنے ہار تھے کہ مزید گنجائش نہ رہی۔ آپ حسب معمول نیچی نگاہیں کئے محبوب کے تصور میں محو تھے۔ الوداعی جلوس میں شرکاء کے علاوہ بازاروں میں مکانوں کی چھتوں پر مردوں اور عورتوں کا ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع تھا اور بعض چھتوں پر لوگ کیمرے لئے ہوئے تھے تاکہ زائر مدینہ کی تصویر بنا لیں۔ باوجود اس محویت کے اچانک آپ نے نگاہ اٹھائی اور ارشاد فرمایا کہ ان کو روکو۔ چنانچہ آپ کے ارشاد پر فوٹو گرافروں کو سختی سے منع

(۶۔۱) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء

(۷) مکتوب چوہدری احمد دین مقیم چک ۲۰۹۔ آر۔ بی۔ فیصل آباد، بنام فقیر قادری عفی عنہ ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء

(۸) روایت چوہدری محمد حسین ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل، مغلپورہ لاہور۔

کر دیا گیا۔ اسی طرح اسٹیشن پر جلوہ گری فرمائی۔ ہجوم کے باعث اسٹیشن کا نظام معطل ہو گیا۔ آپ کے لئے انتظار گاہ (ویٹنگ روم) خالی کرایا گیا۔

لیکن آپ نے انتظار گاہ کے باہر ہی قیام مناسب خیال فرمایا۔ گاڑی آنے میں ابھی وقت باقی تھا۔ حسب معمول نعت خوانی شروع ہو گئی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دیکھیا چوفیرا سارا رب دی زمین دا
سجناں! مدینے باجھوں چج نیہوں جین دا

آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔ نعت خوانوں پر انعام کی بارش ہو رہی تھی، لوگ انہیں نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ اس محویت کے عالم میں آپ نے اچانک نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ "ان کو روکو"۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ریلوے سٹیشن کی عمارت کی چھت پر چھپ کر ایک آدمی کیمرہ لئے آپ کی فوٹو لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسے سختی سے روک دیا گیا۔ باوجود بڑے بڑے اجتماعات میں شرکت کرنے کے آپ نے عمر بھر اپنی تصویر نہ بنوائی۔ ہمیشہ اس سے اجتناب فرمایا۔ اور تصویر کی حرمت کے شرعی مسئلہ پر آپ نے عمل کر کے دکھا دیا۔ بریلی شریف، بغداد شریف اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کی خواہش کے باوجود پاسپورٹ پر فوٹو کی پابندی کی وجہ سے نہ جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ کا کوئی حقیقی فوٹو ثابت نہیں ہو سکا۔ (۹)

مولانا حافظ محمد سلیمان، خانیوال بیان کرتے ہیں کہ میں اور حافظ محمد شریف جامعہ رضویہ میں اکٹھے پڑھتے تھے۔ حافظ محمد شریف ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ ایک مرتبہ وہ آپ کے کمرہ میں داخل ہوا کہ آپ سے تعویذ حاصل کرے۔ مگر آپ نے اسے فوراً واپس باہر بھیج دیا۔ اس لئے کہ نابالغ اکیلا کمرہ میں کسی کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔ (۱۰)

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی دربار داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضر ہوتے تو آپ راستہ میں جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری یا بازار داتا کی چھوٹی مسجد میں وضو فرما لیتے اور اکثر اوقات غسل بھی فرما لیتے۔ ایک مرتبہ آپ بازار

(۹) مکتوب صوفی فرزند علی، پنواں، ضلع شیخوپورہ بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ مئی ۱۹۸۵ء (۱۰) روایت حافظ محمد سلیمان، خانیوال

داتا صاحب کی چھوٹی مسجد میں غسل فرمانے کے لئے غسل خانہ میں تشریف لے گئے۔ حسب معمول غسل کے وقت آپ نے تہ بند باندھ رکھا تھا۔ اتفاق سے غسل خانہ میں لوٹا نہیں تھا۔ آپ نے مجاور داتا گنج بخش میاں لال بادشاہ ابن میاں الحاج محمد صدیق سے جو وہاں مسجد میں موجود تھے، ان سے لوٹا طلب کیا، غسل کے بعد آپ نے میاں لال بادشاہ کو بتایا کہ جس وقت میں نے غسل خانہ میں سے آپ سے لوٹا طلب کیا، اس وقت میں نے تہ بند باندھ رکھا تھا۔ آپ یا کوئی اور غسل خانہ میں سے لوٹا طلب کرنے سے یہ نہ سمجھ لے کہ ننگے بدن کسی سے کلام کرنا یا کچھ طلب کرنا جائز ہے۔ حزم واتقا کا یہ کمال نقطۂ عروج ہے۔ علماء اس کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ (۱۱)

آداب مسجد میں سے ہے کہ اسے ہر قسم کی نجاست کی تلویث سے بچایا جائے بلکہ پاک کپڑے کا گرد وغبار مسجد میں جھاڑنا بھی آداب مسجد کے منافی اور مورث نسیان ہے۔ علامہ شامی نے اس کی صراحت فرما دی ہے۔ (۱۲)

غالباً ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بغرض تبلیغ خانیوال تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ شیروانی بھی پہنے ہوئے تھے۔ آپ مسجد میں جلوہ گر تھے۔ آپ کی شیروانی پر خشک مٹی کے داغ نہ معلوم کب پڑ گئے۔ اچانک آپ کی نظر ان پر پڑ گئی، ان مٹی کے داغوں کو صاف کرنے کے لئے آپ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ مسجد کے باہر کھڑے ہو کر آپ نے مٹی کو جھاڑا۔ اس وقت مسجد میں دیگر حضرات موجود تھے۔ لوگ آپ کی اس احتیاط اور تقویٰ سے بے حد متاثر ہوئے۔ متعدد حضرات نے آپ سے اسی وقت بیعت کر لی۔ ان بیعت کرنے والوں میں صوفی عبدالحق اور دیگر علماء شامل ہیں۔ (۱۳)

راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ رجب ۱۳۸۰ھ/دسمبر ۱۹۶۰ء میں ایک روز عصر کے وقت شاہی مسجد فیصل آباد میں ایک شخص آیا۔ اس نے اپنی چادر اتار کر مسجد کے صحن میں پھینک دی اور وضو کے لئے ٹوٹیوں پر گیا۔ وضو سے فارغ ہو کر وہ شخص دوبارہ مسجد کے صحن میں آیا اور اس نے اپنی چادر اٹھائی، عام عادت کے مطابق نے اس نے اپنی چادر کو

(۱۱) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ضیائی، لاہور۔ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

(۱۲) ملاحظہ ہو: ردالمحتار شرح الدرالمختار۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت، جلد اول، ص ۲۲۵ (۱۳) روایت حافظ محمد سلیمان، خانیوال

مسجد میں جھاڑا۔ یہ سارا منظر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اس آدمی کو قریب بلایا اور اسے بتایا کہ اس طرح مسجد میں کپڑا جھاڑنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے دیگر یہ کہ اس سے مرض نسیان پیدا ہوتا ہے۔ آپ کے اتقاء اور انداز اصلاح سے وہ اجنبی بہت متاثر ہوا۔ (۱۴)

شعبان ۱۳۷۸ھ/مارچ ۱۹۵۹ء کو اڈا مرید والا، ضلع فیصل آباد میں مدرسہ سلطانیہ غوثیہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ یہاں ملاقاتیوں میں آپ نے چند اشخاص کو پہچان کر قریب بلایا اور انہیں فرمایا کہ گذشتہ برس میں یہاں آیا تھا۔ نماز عصر کا وقت تھا، جماعت ہو چکی تھی۔ فقیر یہاں بعد میں پہنچا۔ آپ نے میری اقتداء میں نماز عصر پڑھی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ بعض اسباب کی بنا پر نماز نہیں ہوئی۔ میں نے وہ نماز دوبارہ پڑھ لی تھی۔ آپ بھی اس نماز کا اعادہ کر لیں۔ (۱۵)

آپ نے اس امر کی پروانہ کی کہ عوام اس کو سن کر کیا کہیں گے۔ بلکہ شریعت مطہرہ کے حکم کو نافذ فرما دیا۔ ایسے واقعات کا صدور اسی ذات سے ممکن ہے جس کے قلب ونظر پر پیارے آقا ومولیٰ ﷺ کے فرامین کی حکومت ہو اور وہ انہیں ادا کرنے میں لذت محسوس کرتا ہو۔

لاہور میں ایک پیر صاحب نے آپ کو اپنے ہاں جلسہ میں خطاب کے لئے دعوت دی۔ بعض ذرائع سے آپ کو معلوم ہوا کہ وہ پیر صاحب اپنے مریدوں سے سجدہ تعظیمی کرواتے ہیں، آپ نے اس بے شرع پیر کی دعوت مسترد کر دی اور انہیں کہلا بھیجا کہ جب تک اپنی ان غیر شرعی حرکات سے توبہ نہ کر لو۔ فقیر ان کے جلسہ میں شریک نہ ہوگا۔ (۱۶)

مختلف علوم کی کتابوں کو اکٹھا رکھنے میں آپ کا دستور یہ تھا کہ سب سے اوپر قرآن مجید، نیچے کتب تفسیر، پھر کتب احادیث، پھر کتب فقہ، پھر کتب اصول، پھر کتب ادب اور پھر کتب منطق وفلسفہ سب سے نیچے۔ کسی کتاب پر کوئی دوسری شے قلم، دوات وغیرہ رکھنے سے منع فرماتے۔ ایک مرتبہ مولانا انوار الاسلام نے بخاری شریف پر گلاب کا پھول رکھ

(۱۴) اخی المکرّم مولانا محمد علیم الدین نے فقیر کی روایت سے اسے اپنے ایک مضمون میں شامل کیا۔
ملاحظہ ہو: روزنامہ سعادت، لائل پور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۷

(۱۵) روایت مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری، فیصل آباد۔ ۱۴ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

(۱۶) مکتوب حضرت شیخ الحدیث بنام حاجی مختار احمد راولپنڈی۔ محررہ ۱۹ رجب ۱۳۷۸ھ

دیا۔آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا پھول اگرچہ بڑی لطیف شے ہے بہر حال بخاری شریف سے افضل نہیں۔(۱۷)

مسجد کو ہر بدبودار شے کی تلویث سے محفوظ رکھتے۔ایک مرتبہ بریلی میں مسجد بی بی جی مرحومہ میں رات کو بجلی بجھ گئی۔مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، جوان دنوں بریلی شریف میں آپ سے دورۂ حدیث پڑھا کرتے تھے۔مٹی کے تیل کا گیس لے کر مسجد کے صحن سے گذرنے لگے۔آپ نے دیکھ لیا۔فوراً فرمایا۔

''ارے بندۂ خدا! مسجد کے صحن سے مٹی کے تیل کا گیس لے کر گذر رہے ہو۔یہ منع ہے۔'' (۱۸)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حزم واتقاء کا یہ عالم تھا کہ جامعہ رضویہ کے سالانہ جلسہ یا عرس قادری رضوی کا جو اشتہار آپ شائع فرماتے اس میں تقویم ہجری اور تقویم شمسی دونوں تاریخیں درج فرماتے، تقویم ہجری کی تاریخ مقدم رکھتے۔اشتہار میں ایک وضاحتی نوٹ یوں درج فرماتے۔

۱۔ چاند کی تاریخ ڈائری کے حساب سے لکھ دی ہے۔مگر چاند کی تاریخ اصل میں وہ ہے جو شرعی طور پر ثابت ہو۔

۲۔ باہر سے تشریف لانے والے حضرات موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں۔

۳۔ باہر سے آنے والے حضرات اپنے ہمراہ مستورات کو ہرگز نہ لائیں۔(۱۹)

اشتہار میں چند دیگر نصائح بھی درج ہوتے۔ان کو پڑھ کر آپ کے جذبہ ہمدردی اور اتباع سنت کی ایک جھلک ملتی ہے۔وہ نصائح یہ ہیں۔

''مسلمانو! عقائد دینیہ اسلامیہ پر قائم رہو۔مذہب اہل سنت وجماعت کی پابندی کرو۔پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھو۔مسجد آباد کرو۔رمضان المبارک قریب آرہا ہے۔پابندی سے روزے رکھو۔شب برأت کو جاگو۔نفل ودرود پاک پڑھو۔تلاوت قرآن پاک وذکر خیر کرو۔گناہوں سے

(۱۷) روایت مولانا محمد انوار السلام، مکتبہ حامدیہ لاہور۔ (۱۸) روایت مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی، ۱۴ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

(۱۹) ملاحظہ ہو: اشتہار سالانہ جلسہ دستار فضیلت جامعہ رضویہ لائل پور، متعلقہ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء من جانب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

توبہ کرو۔مولا عزوجل کے دربار میں خشوع وخضوع، تضرع وزاری سے نیک مقاصد کے حصول کے لئے دعائیں کرو۔دینی ودنیوی، ملکی، سیاسی، ترقی، فلاح وبہبودی، کامیابی صرف اس میں ہے کہ حضور نبی کریم سرور عالم ﷺ کی صحیح معنوں میں غلامی اختیار کی جائے۔'' (۲۰)

علاج معالجہ میں عموماً اس امر کا خیال بہت کم رکھا جاتا ہے کہ دوا یا غذا کی ترکیب حلال اجزائے سے ہوئی ہے یا نہیں۔بیماری کی شدت یا اس کے طویل ہو جانے کی صورت میں یہ بے اعتنائی اور بھی بڑھ جاتی ہے بلکہ بعض موقعوں پر تو معالج جب ایسی دوائی استعمال کرائے جس کے اجزاء شرعاً قابل استعمال نہ ہوں تو مریض یا اس کے متعلقین اس کی پرواہ نہیں کرتے۔بلکہ بحال صحت کی خاطر اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا معاملہ اس سے بالکل مختلف تھا۔مسلسل محنت سے جب آپ کی صحت گر گئی اور نقاہت بڑھ گئی، تو علاج شروع ہوا۔آپ نے معالجین سے واضح طور پر فرما دیا کہ میرے علاج میں کوئی ایسی دوائی استعمال نہ کی جائے جس کا استعمال شرعاً جائز نہ ہو۔

بریلی شریف کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اکثر مجالس میں تذکرہ فرماتے۔بریلی شریف کے قیام کے دوران ہر روز بلا ناغہ خانقاہ قلدریہ رضویہ میں حاضری معمول تھا۔قیام پاکستان کے بعد جب پاسپورٹ کی پابندی ہوگئی تو آپ بریلی شریف نہ جا سکے۔تصویر کی حرمت مانع رہی۔اپنی خواہشات کے مقابلہ میں شریعت مطہرہ کی اس قدر پابندی آپ حزم واتقاء کی علامت ہے۔

ثبوت ہلال کے بارے میں آپ کا موقف انتہائی واضح اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق تھا۔اس سلسلے میں آپ کی عزیمت قابل تقلید ہے۔بارہا حکام نے کوشش کی کہ آپ ان کے پروگرام کے مطابق عید پڑھائیں مگر آپ نے حکام کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کی۔آپ کے مخالفین نے آپ کی عزیمت کے مقابل آپ کو متعدد مقدمات میں الجھانے کی کوشش کی مگر آپ کے مضبوط موقف میں فرق نہ آیا۔ذاتی آرام کے مقابل میں شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کی پاداش میں تکالیف آپ کو گوارا تھیں۔مگر احکام شرعیہ سے سرِ مو انحراف برداشت نہ تھا۔ایسا ہی لاؤڈ سپیکر پر نماز کی اقتداء کے معاملے میں آپ کا موقف شرعی اصولوں پر مبنی تھا۔حلت وحرمت اور جواز وعدم کے درمیان دائر معاملہ میں فقہاء کے اصول حرمت اور عدم جواز و عمل حزم واتقاء کی علامت ہے۔

(۲۰) ملاحظہ ہو: اشتہار سالانہ جلسہ دستار فضیلت جامعہ رضویہ لائل پور، متعلقہ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء من جانب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

صلابت دینی

مت سہل انہیں سمجھو ، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتے ہیں

خلوص اور للّٰہیت کی برکات اور اس کے ثمرات یہ ہوتے ہیں کہ شخصیت کے معنوی خدوخال نکھر کر سامنے آتے ہیں ۔ کردار میں عظمت ، شخصیت میں مقناطیسیت ، گفتار میں صداقت ، رائے میں اصابت اور نصب العین میں صلابت پیدا ہو جاتی ہے ۔ متلاشیانِ حق اس شخصیت کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں اور اختلاف رائے رکھنے والے بھی دل کی گہرائیوں سے اس کی حقانیت کے قائل ہو جاتے ہیں ۔ احباب اس شخصیت کی وجاہت سے اپنے اندر ایک طاقت محسوس کرتے ہیں اور مخالف پر اس کا ایسا رعب پڑتا ہے کہ وہ اس کے مقابل اپنے آپ کو نہایت کمتر اور حقیر تصور کرتا ہے ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اپنے نصب العین کی پختگی اور شریعت مطہرہ کی ایک ایک جزئی پر مکمل عمل کرنے میں کوہ وقار تھے ۔ حوادثات زمانہ اور نامساعد حالات آپ کے پائے استقلال میں لغزش کیا ، جنبش بھی پیدا نہ کر سکے ۔ عملی اور اعتقادی اعتبار سے آپ کے کردار میں وہ عظمت تھی کہ اس دور میں اس سے زیادہ کیا اس کی مثل کا تصور بھی مشکل نظر آتا ہے ۔ طفلی سے تادم آخر ان کا پاکیزہ دامن ہر قسم کے گرد و غبار سے صاف نظر آتا ہے اور یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی امتیازی خصوصیت ہے ۔ وہ ہر معاملہ کا فیصلہ بڑے غور وفکر کے بعد کرتے ، احباب سے مشورہ بھی فرماتے مگر فیصلہ کر چکنے کے بعد "وَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ" کی عملی تفسیر بن جاتے ۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بارہا زمانہ نے آپ کی خداداد اصابت رائے کا مشاہدہ کیا ۔ بعض مرتبہ بڑے بڑے ، راہنما ایک فیصلہ کرنے میں خطا کا شکار ہو گئے ، اگرچہ ان کی خطا بھی اجتہادی نوعیت کی ہوتی مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو کبھی بھی اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کی شرعی ضرورت نہ پڑی ۔ یہ فیصلہ خواہ مذہبی مسائل سے متعلق ہو یا سیاسی معاملات سے ، اعتقادی حیثیت رکھتا ہو یا عملی ۔ بہر حال آپ کے موقف کی صداقت بالآخر واضح ہو کر رہی ۔

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام ارشاد فرماتے ہیں ۔

"اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ مِنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ" (۱)

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے محبت اور اللہ کی رضا کی خاطر کسی سے بغض وعداوت بہترین اعمال میں سے ہے ۔

ایک اور حدیث میں کمال ایمان کی کیفیت یوں بیان ہوئی ۔

"مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ" (۲)

جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے محبت کی ، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی سے عداوت کی ، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی کو کچھ دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی کو کچھ نہ دیا ، اس نے ایمان مکمل کر لیا ۔

وَلَنِعْمَ مَاقِيْلَ ؎

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز احادیث مبارکہ پر صدق دل سے عامل تھے ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر عمل کرنے میں وہ کسی مخالفت کی پرواہ نہ فرماتے ۔ آپ کی عطا و منع ، محبت وعداوت چونکہ رضائے الٰہی اور رضائے رسالت پناہ علیہ التحیۃ والثناء کے حصول کی خاطر تھی ، اس حوالہ سے یہ حقیقت بلاخوف و خطر کہی جا سکتی ہے کہ آپ کمال ایمان کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھے اور اعمال کے اعتبار سے کامل ترین شخصیت تھے ۔ صلابت دینی کی بنیاد ہی کمال ایمان اور افضل اعمال ہے ۔ اس موقعہ پر چندان واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی صلابت دینی کا اظہار ہوتا ہے ۔

(۱) رواہ ابوداؤد ، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق ، للعلامہ عبد الرؤف المناوی علیہ الرحمۃ ۔ طبع مصر (۱۳۷۳ھ) ص ۴۲۳

(۲) رواہ ابوداؤد والضیاء عن ابی امامہ ، جامع صغیر للسیوطی ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۷۲

حضرت سید محمد معصوم شاہ نوری (م ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء) بانی نوری کتب خانہ، دربار حضرت گنج بخش قدس سرہما ایام علالت میں لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عیادت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز صاحب فراش تھے، اس لئے اندر مکان میں تشریف فرما تھے۔ نقاہت کی وجہ سے معالجین نے زیادہ ملاقات اور گفتگو پر پابندی لگا رکھی تھی۔ حضرت شاہ صاحب کے آنے کی اطلاع اندر آپ کو ہوگئی۔ آپ نے شاہ صاحب کو اندر بلا لیا۔ احوال پرسی کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے فرمایا۔

"شاہ صاحب میری دو باتوں کا گواہ رہنا، ایک تو یہ کہ یہ فقیر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام اور مرید ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس فقیر نے عمر بھر کسی بے دین سے مصافحہ نہیں کیا۔" (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا یہ ارشاد کہ میں نے عمر بھر کسی بے دین سے مصافحہ نہیں کیا کتنی بڑی عزیمت اور کرامت کی بات ہے۔ یہ بات کہنی تو آسان ہے مگر اس پر عمل کتنا مشکل ہے؟ اس کا اندازہ وہی حضرات کر سکتے ہیں جو بے دینوں کی بے دینی پر مطلع ہوں۔ اور زندگی کے مختلف مراحل میں ان بے دینوں سے معاملہ پڑا ہو۔ بہر حال یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کمال کرامت تھی۔ "اَلْبُغْضُ لِلّٰہِ" کی خاطر آپ نے اس پر عمر بھر عمل کر کے دکھا دیا۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء کو جب آپ دوسری مرتبہ حرمین طیبین کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں ہر جگہ آپ کا بے پایاں استقبال ہوا۔ جہاں گاڑی رکتی عاشقان مصطفیٰ اس پروانہ مصطفیٰ کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتے۔ ملتان اسٹیشن پر گاڑی رکی تو وہاں بھی یہی کیفیت تھی۔ بے شمار احباب اہل سنت استقبال اور زیارت کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ ہر کوئی مصافحہ اور دست بوسی کر رہا تھا۔ بعض خوش نصیب تو قدم بوسی کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے تھے، آپ کی کیفیت تھی کہ آنکھیں جھکائے ہوئے ہر ایک سے ملاقات فرما رہے تھے اور دعاؤں کے تحفے عطا فرما رہے تھے۔

دیوبندی عقائد کے مشہور عالم اور احراری راہنما قاضی احسان احمد شجاع آبادی بھی کسی کام کے لئے اسٹیشن پر

(۳) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا لاہور، ۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ

موجود تھے۔ اس نے بھی چاہا کہ میں بھی آپ سے مصافحہ کرلوں۔ اس نیت سے وہ بھی اہل سنت کے مجمع میں شامل ہو کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے سامنے آیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ اچانک آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا مجھے احسان احمد شجاع آبادی کہتے ہیں۔ آپ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ علمائے دیوبند نے جو کفری عبارات لکھی ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ قاضی صاحب اس سوال سے جھجلا گئے اور کہنے لگے میں یہاں مناظرہ کے لئے نہیں آیا صرف آپ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

"اس فقیر نے کبھی بھی بے دین اور بدمذہب سے مصافحہ نہیں کیا۔ آپ سے مصافحہ نہیں کروں گا۔"

اس پر وہ شرمندہ ہو کر واپس ہوگیا۔ آپ نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ قاضی احسان احمد دیوبندی فرقہ کا مقتدر عالم ہے، بلکہ آپ کا ہاتھ روک لینا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تھا۔ (۴)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ پہلی نظر میں ہی سامنے آنے والے کے متعلق اندازہ فرما لیتے کہ یہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے یا بدعقیدہ بے دین۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب بھی کسی سے مصافحہ کے لئے ہاتھ کھینچ لیتے تفتیش حال پر وہ بدعقیدہ یا بے دین نکلتا۔

سالار والا ضلع فیصل آباد کے قریب ایک گاؤں میں آپ ایک غریب آدمی کی دعوت پر ایک مرتبہ تقریر کے لئے تشریف لے گئے۔ گاؤں میں پہنچے تو دیہاتی ماحول کے مطابق لوگوں نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ آپ کو ملنے والوں میں وہاں نمبردار بھی شامل ہوا۔ جب اس نمبردار نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور اس سے پوچھا کہ تیرا عقیدہ کیا ہے؟ اس نے برملا بتایا کہ وہ مرزائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کسی مرزائی یا بدمذہب بے دین سے مصافحہ نہیں کر سکتا۔ سب سے پہلے اپنی بدعقیدگی سے توبہ کرو تو پھر آپ سے مصافحہ ہوگا۔ اس با اثر نمبردار نے اسے اپنی ہتک سمجھا اور وہ آپ کے مخالف ہوگیا۔ اس نے اس غریب آدمی کو کہہ دیا کہ گاؤں کی اس مسجد میں تم جلسہ نہیں کروا

(۴) ا۔ روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

ب۔ روایت مولانا اسد نظامی، جہانیاں منڈی ۲۸ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

سکتے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے متعلق کہنے لگا اگر اس مولوی صاحب نے گاؤں کی اس مسجد میں تقریر کی تو میں مزاحمت کروں گا۔ اور فساد کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ وہ غریب آدمی سہم گیا۔ اور حیران تھا کہ کیا کرے، آپ نے اپنے میزبان غریب آدمی سے فرمایا، گھبراؤ نہیں۔ ان شاء اللہ آج میں تقریر کروں گا اور حالات بھی پر امن رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے گاؤں کی ایک غیر آباد مسجد میں تقریر کرنے کا اعلان فرمایا۔ بحمدہ تعالیٰ آپ کا وہ بیان تین گھنٹے تک جاری رہا، آپ نے اپنی تقریر میں دیگر مسائل کے علاوہ مرزائیت کا بھی بھرپور رد فرمایا۔ حاضرین کی تعداد کئی ہزار تھی۔ سب لوگ حیران اور خوش تھے کہ اتنے سامعین کس طرح جمع ہوگئے۔ (۵)

آخری ایام علالت میں بغرض تبدیلی آب وہوا ہری پور اور ایبٹ آباد جلوہ گر ہوئے۔ ایبٹ آباد میں آپ کا قیام ملک منظور احمد بزاز کے ہاں تھا۔ ملک صاحب نے بڑی محبت سے آپ کی خدمت کی، اسی دوران وہاں کی مشہور الیاسی مسجد کا خطیب آپ کی شہرت سن کر حاضر ہوا کہ آپ سے ملاقات کرے۔ مگر آپ نے اس کو ملاقات کا موقعہ نہ دیا، فرمایا کہ وہ دیوبندی عقیدہ رکھتا ہے۔ اور فقیر کسی دیوبندی مولوی سے ملاقات نہیں کرتا۔

چنانچہ وہ دیوبندی خطیب ملاقات نہ کر سکے۔ (۶)

حمیت مذہبی اور صلابت دینی میں آپ کی شخصیت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ دین کے معاملہ میں شمشیر برہنہ تھے۔ اس معاملہ میں کسی کا لحاظ ان کو گوارہ نہ تھا۔

فیصل آباد کی ایک شخصیت راجہ نادر خاں تھی، جو بزعم خویش ایک بڑا سیاسی آدمی، رئیس علاقہ اور کسی کو شمار میں نہ لانے والا تھا۔ چونکہ عوام الناس حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی عزت وتوقیر دل وجاں سے کرتے تھے۔ (اور اب بھی کرتے ہیں) اس لئے وہ ایک الیکشن کے سلسلہ میں آپ کی امداد حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور ساتھ ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ اس علاقہ میں شیعوں کا صدر ہے۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا۔

(۵) قلمی یادداشت مولانا محمد احسان الحق، فیصل آباد، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
(۶) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی راولپنڈی ۱۳ رجب ۱۴۰۵ھ

''آپ سے ہاتھ ملا کر میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کیا منہ دکھاؤں گا۔''

یہ واقعہ بھری محفل میں ہوا اور وہ شخص اس کو اپنی توہین خیال کر کے غصہ کی حالت میں واپس خائب وخاسر چلا گیا اور ہمیشہ آپ کی مخالفت کرتا رہا۔ مگر آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ (۷)

عقیدہ حقہ اہل سنت کی تبلیغ عام، محافل میلاد کے انعقاد، گیارہویں شریف اور دیگر ایصال ثواب کی مجالس کے قیام اور عقائد باطلہ کے مؤثر رد کی وجہ سے غیر مقلد، دیوبندی، شیعہ، کانگرسی، احراری، خاکساری بلکہ مرزائیوں نے آپ کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر رکھا تھا۔ عوام آپ کے مدلل اور موثر مواعظ حسنہ میں جوق در جوق شرکت کرتے۔ آپ کے جمعہ کے حاضرین کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا۔ ایک مرتبہ جمعہ کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی طرف سے چوکیدار مقرر ہیں اور چوکیدار کا فرض ہے کہ وہ بتائے کہ فلاں دین کا چور ہے اس سے بچو۔ (۸)

۵۳-۱۹۵۲ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی اور تین بڑے مطالبات پیش کیے گئے۔

۱۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۳۔ ظفر اللہ مرزائی کو وزارت سے ہٹایا جائے۔

تو مرزائیوں کے علاوہ دیگر فرقے اہل حدیث، دیوبندی، شیعہ، مودودی سب اہل سنت کے ساتھ متحد ہوگئے۔ قوم کے جذبات میں طوفان آ گیا۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور دیگر چند علماء اہل سنت نے اشتراک عمل نہ کیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا موقف یہ تھا کہ جہاں تک مطالبات کا تعلق ہے ہم ان کی پوری طرح حمایت کرتے

(۷) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد، بنام فقیر عفی عنہ، محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء
(۸) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد، بنام فقیر عفی عنہ، محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

ہیں۔ مگر جب تک یہ لوگ اپنے اپنے غلط عقیدہ سے تائب نہیں ہوتے ان سے ہمارا اشتراک عمل نہیں ہوسکتا۔ ہم گرفتاریاں اپنے پلیٹ فارم سے دیں گے۔ ناموس رسالت کی حفاظت کی خاطر خون کا آخری قطرہ بہانا ہمارے لئے باعث فخر ومباہات ہے، مگر اہانت مصطفیٰ ﷺ کرنے والوں سے اشتراک عمل کسی طرح بھی پسند نہیں۔ چنانچہ آپ اس صحیح فیصلہ پر آخر دم تک ڈٹے رہے اور جامعہ رضویہ کے پلیٹ فارم سے گرفتاریاں دیں۔ کاش دیگر علماء اہل سنت بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی طرح غیروں سے اپنے پلیٹ فارم کو پاک رکھتے تو تحریک اس طرح ناکام نہ ہوتی، آپ نے اس نازک مرحلہ پر بھی مصلحت بینی سے کام نہ لیا اور اپنے مسلک سے سرمو انحراف نہ کیا۔ بالآخر تاریخ نے ثابت کر دیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حق پر تھے اور حق ان کے ساتھ تھا۔

اس طوفانی اور ہیجانی دور میں بعض نوجوان اہل سنت نے جوش کا مظاہرہ کیا اور آپ سے عرض کیا کہ آپ بھی مشترکہ محاذ میں شرکت فرمائیں۔ لیکن آپ کے موقف میں ذرہ بھر لچک نہ آئی۔ انہی ایام میں ایک جمعہ کے موقع پر فرمایا۔

''اگر میرے مرید میرے شجرے میرے منہ پر ماریں اور تحریک ختم نبوت کے متحدہ محاذ میں شرکت کر جائیں مگر میں ہرگز بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا۔''

نیز فرمایا۔

''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے تحریک ترک موالات میں بھی ایسا ہی فرمایا۔''(۹)

''اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ مِنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ'' پر آپ کا یہ عمل اسلاف کرام کی سیرت کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ اسی دور سے متعلق صلابت دینی کا ایک واقعہ چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، فیصل آباد حال مقیم اسلام آبادیوں بیان کرتے ہیں۔

''ایک روز ایک کانگرسی دیوبندی مولوی تاج محمود اور اہل حدیث کا سیکریٹری میرے اور خان محمد عمر

(۹) روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

خان ایڈووکیٹ کے بار روم میں آئے اور کہا کہ وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صاحب سے تحریک کے سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دونوں ہمارے ساتھ چلیں۔ چنانچہ بعد دوپہر حسب پروگرام ہم ان کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت صاحب سے تحریک میں شامل ہونے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ (یعنی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ) صدر ہوں گے اور وہ لوگ ان کے سپاہی۔ میں (چوہدری مختار احمد) اور خاں (محمد عمر خاں) صاحب سوچ رہے تھے کہ ان لوگوں نے چالاکی سے کام لیا ہے۔ دیکھیں حضرت صاحب کیا کرتے ہیں۔ ان دونوں نے اپنا تعارف یوں کرایا کہ ایک دیوبندی ہیں اور دوسرے اہل حدیث۔ حضرت صاحب نے فوراً ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات اپنے غلط عقائد سے توبہ کرلیں۔ تو آپ تحریک کے صدر اور میں آپ کا سپاہی بننے کو تیار ہوں۔ دونوں ششدر رہ گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔''(۱۰)

مولوی تاج محمود دیوبندی اور اہل حدیث مولوی نے تحریک ختم نبوت میں آپ کو شامل کرنے کی جو چال چلی اس سے بچنا بہت مشکل تھا، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی بصیرت نے انہیں ایسا لاجواب کر دیا کہ انہیں راہ فرار نظر نہ آئی۔

اسی نوعیت کا ایک واقعہ جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب کے جلسہ سے متعلق چوہدری مختار احمد انور کی زبانی سنئے اور آپ کی صلابت دینی کا اندازہ فرمائیں۔

''جماعت اسلامی نے لائل پور میں ایک بہت بڑے جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا اور ان کے لائل پور کے امیر نے مجھے (چوہدری مختار احمد انور) کہا کہ حضرت صاحب کو جلسہ میں تشریف لانے کی دعوت دینی ہے۔ آپ میرے ساتھ حضرت صاحب کے پاس چلیں۔ میں ان کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا۔ حضرت صاحب بے حد اخلاق سے پیش آئے۔ چائے پلائی۔ امیر صاحب نے

(۱۰) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد بنام فقیر عفی عنہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دعوت نامہ پیش کیا اور کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں اور وعدہ فرمائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر میں آپ کے جلسہ میں آؤں تو مودودی صاحب سے ان کے عقیدہ وغیرہ کے متعلق وہ سوال کروں گا جو ان کے بارے میں اپنے وعظ میں کہتا ہوں۔ کیونکہ یہ میرا دینی فرض ہے۔ اس پر وہ امیر صاحب کہنے لگے اچھا آپ تشریف نہ لائیں۔'' (۱۱)

مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن زیب آستانہ آلومہار ضلع سیالکوٹ ابتداً چونکہ مجلس احرار سے وابستہ رہے، اس لئے ان کا میل جول مخالفین اہل سنت سے رہتا۔ انہی ایام میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوشش فرمائی کہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ملاقات کروں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر دونوں حضرات ایک ہی مقام پر جمع ہو گئے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ان سے ملاقات نہ کی۔ بعد میں جب حضرت صاحبزادہ صاحب نے مخالفین اہل سنت سے علیحدگی اختیار کر لی تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے اور اہل سنت کی تبلیغ وخدمت کے سلسلہ میں آپ کی مساعی کی بڑی تعریف فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے فرمایا۔

''کسی کے ساتھ میری محبت وعداوت محض حق اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی بنا پر ہے۔ اس وقت میرا آپ سے ملاقات نہ کرنا بھی اسی جذبہ کے ماتحت تھا۔ کیونکہ آپ کا تعلق و ہمنشینی ان لوگوں کے ساتھ تھی جن کا عقیدہ عظمت وشان رسالت کے خلاف ہے اور مجھے آپ کو اس بات کا احساس دلانا مقصود تھا۔ یہ دین آپ حضرات (سادات) ہی کے گھر سے نکلا ہے میں تو سادات کرام اور دین پاک کا ایک خادم ہوں۔'' (۱۲)

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن نے اس واقعہ کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عرس چہلم کے موقعہ پر جلسہء عام میں یوں بیان فرمایا۔

(۱۱) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد بنام فقیر عفی عنہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء۔ ص ۱۷

''ایک دفعہ ڈھاباں سنگھ میں کسی نے میری دعوت کی۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بھی موجود تھے۔ میں خوش تھا کہ ملاقات ہوگئی۔ مگر جب میں وہاں گیا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے دروازہ نہ کھولا اور ملاقات نہ کی۔ میرے دل میں رنجش پیدا ہوئی کہ حضرت نے یہ مناسب نہیں کیا۔ میں نے بھی عہد کر لیا کہ آئندہ نہ ملوں گا۔ تین سال کے بعد میں آلومہار میں سو رہا تھا کہ مجھے میرے جد امجد کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے ایک دعوت میں بلایا اور فرمایا کہ آؤ ایک عظیم شخصیت سے تعارف کراتا ہوں۔ میرے جد امجد نے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ بزرگ مولوی محمد سردار احمد صاحب ہیں ان سے ملو۔ اور ان کی خدمت میں جایا کرو۔ میں اس خواب سے اتنا متاثر ہوا کہ میری کیفیت ہی بدل گئی۔ اس خواب کی تعبیر یوں ہوئی کہ حضرت مولانا محمد صادق صاحب (گوجرانوالہ) نے ایک خاص دعوت میں ہم دونوں کو بلایا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے پرنم آنکھوں سے مجھے سینے سے لگا لیا۔ میری دنیا بدل گئی۔'' (۱۳)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ظاہری ملاقات سے پہلے جس طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو خواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے متعارف کرایا گیا اسی طرح خواب میں صاحبزادہ صاحب سے آپ کی ملاقات کا اتفاق ہوگیا۔ چنانچہ ملاقات سے کچھ روز پہلے جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب سے ہم پہلے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ کسی نے متعجب ہو کر استفسار کیا کہ حضور! وہ کہاں؟ تو آپ نے فرمایا ''خواب میں''۔

اس کے بعد آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس قائم ہے۔ جس میں میں اور صاحبزادہ صاحب دونوں موجود ہیں۔ اور وہاں پر صاحبزادہ صاحب سے خوب ملاقات ہوئی۔

(۱۳) روزنامہ غریب، لائل پور مجریہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء بحوالہ ہفت روزہ محبوب حق لائل پور دسمبر ۱۹۶۴ء

نوٹ: عرس چہلم پر حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن کی یہ تقریر فقیر قادری عفی عنہ نے خود بھی سنی۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔

عالم خواب میں ملاقات کے بعد مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے سالانہ اجلاس میں دونوں حضرات کی محبت آمیز اور پرخلوص ملاقات ہوئی اور دونوں حضرات کے خوابوں کی عملی تعبیر سامنے آئی۔ اس ملاقات کا منظر بھی عجیب پرکیف اور رقت آمیز تھا۔ ایک طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب بے تابانہ آگے بڑھے۔ دوسری طرف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جذبہ سنیت سے سرشار تھے۔ سلام مسنون، مرحبا اور مصافحہ ومعانقہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ افسوس کہ ہم اتنی دیر آپ کے فیوض وبرکات سے محروم رہے۔ آپ نے فرمایا۔

''ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔''

اس خوش گوار واقعہ سے تمام اہل سنت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ یہ پرخلوص تعلق اور رابطہ دونوں حضرات کے درمیان آخر تک قائم رہا۔ (۱۴)

جس زمانہ میں مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب مخالفین اہل سنت سے ملتے جلتے تھے، اسی زمانہ میں مولانا عبدالغفور شاگرد مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل نے عرض کیا۔ جلسہ میں مولانا سید فیض الحسن کو بھی بلالیا جائے۔ ان کے مریدوں سے کافی چندہ ہوجائے گا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

''کہو اگر وہ ہمارے ہاں آکر مولوی یونس دیوبندی سے ملنے چلے گئے تو پھر ہمارے پاس کیا علاج ہوگا۔ ہمیں چندہ کی ضرورت نہیں دین کی ضرورت ہے۔'' (۱۵۔۱)

حکومت پاکستان نے آج کل متعدد علماء پر مشتمل ایک بااختیار رویت ہلال کمیٹی قائم کردی ہے۔ جو چاند دیکھ کر یا شرعی شہادت ملنے پر چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کردیتی ہے۔ کمیٹی کے چیئرمین کا اعلان بمنزلہ قاضی القضاۃ کے اعلان کے ہے۔ (۱۵)

---

(۱۴) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور، مجریہ ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء، ص ۱۷

(۱۵۔۱) روایت مولانا مفتی محمد مختار احمد جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد، ۹ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

(۱۵) بعض شرعی تقاضوں کے پورا نہ ہونے کے باعث متعدد علماء اس اعلان کا کچھ اعتبار نہیں کرتے۔ فقیر قادری عفی عنہ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زمانہ حیات ظاہری میں یہ صورت حال نہ تھی، اگر کہیں چاند نظر آجاتا تو ریڈیو پر اس خبر کا اعلان ہوجاتا۔ کسی خبر آنے سے رویت ہلال کا ثبوت شرعی طور پر نہیں ہوسکتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شرعی تقاضوں کے مطابق ہی چاند کے ثبوت یا عدم ثبوت پر عمل کرتے۔ کسی جگہ سے محض خبر آجانے کو بے اعتبار قرار دیتے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے کا بہت اہتمام فرماتے۔ اس سلسلہ میں احباب کی خواہش یا کسی افسر مجاز کے حکم کو کوئی وقعت نہ دیتے۔ چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ ادھر مقامی طور پر ماہ رمضان یا شوال کا چاند نہ نظر آیا اور نہ شرعی شہادت حاصل ہوئی، ریڈیو سے ہلال عید یا ہلال رمضان کی خبر نشر ہوگئی۔ لیکن حکام کے رویہ، عوام کے رجحان اور مخالفین کے پراپیگنڈا کے باوجود آپ تصریحات دینی وشرعی کے مطابق اپنے موقف پر قائم رہے۔ اور یہی اعلان فرماتے رہے کہ درباره ہلال ریڈیو کی خبر شرعی معیار پر پوری نہیں اترتی۔ ثبوت ہلال کے لئے رویت یا شہادت وغیرہ درکار ہے۔ کسی نے چاند دیکھا ہے یا کہیں سے شہادت موصول ہوئی ہے تو بے شک روزہ رکھو اور عید کرو۔ ورنہ ثبوت شرعی کے بغیر دینی معاملہ میں مداخلت اور سینہ زوری سے باز رہو۔

اس سلسلہ میں آپ نے کبھی کسی مصلحت یا رورعایت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ آپ نے ہمیشہ مسئلہ شرعی پر عمل کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کو اگرچہ امراء کی ناراضگی، مخالفین کی شرانگیزی، مقدمہ بازی اور شدید منفی قسم کے پراپیگنڈے سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے اور لوگوں نے آپ کی استقامت کے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آپ پر قربان ہوتے رہے۔

مخالفین کی جانب سے آپ کے خلاف دائر ہونے والے مقدمات میں خان محمد عمر خاں ایڈووکیٹ اور چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بطور وکیل کے کچہری میں پیش ہوتے۔ اس لئے یہ حضرات ان مقدمات کی نوعیت اور تفصیل سے بخوبی واقف تھے۔ اسی حیثیت سے چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ (جنھیں ان کی خدمات کے صلہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ''وکیل اہل سنت'' کے معزز لقب سے یاد فرماتے تھے) کا ایک بیان ملاحظہ ہو۔

''رویت ہلال کے سلسلہ میں حضرت صاحب (شیخ الحدیث قدس سرہ) شریعت کے مطابق عمل کرنے کے لئے بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ کسی افسر یا احباب کی خواہش کو وقعت نہ دیتے تھے۔

ان ایام میں لائل پور کے ڈی سی دیو بندی عقیدہ کے تھے یا اہل حدیث تھے، وہ چاہتے تھے کہ سرکاری طور پر اعلان کے مطابق عید ہو۔ مگر حضرت صاحب احکام شریعت کے مطابق عمل کرتے۔

اسی طرح کئی دفعہ دو عیدیں ہوئیں۔ سب مخالفین نے مل کر یہ ایما ڈی۔ سی۔ صاحب، حضرت صاحب کے خلاف فوجداری مقدمہ اے۔ ڈی۔ ایم لائل پور کی عدالت میں دائر کرا دیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے غلط طور پر دوسری عید کروائی ہے۔ ڈی۔ سی۔ نے اے۔ ڈی۔ ایم کو کہہ دیا کہ حضرت صاحب کو عدالت میں ضرور طلب کر لیا جائے۔ میں اور خاں محمد عمر خاں مرحوم حضرت صاحب کی طرف سے وکیل تھے۔ اے۔ ڈی۔ ایم۔ بہت اچھا آدمی تھا، دوسرے اس مقدمہ کی تاریخ پر لائل پور شہر اور دیہات سے بے انداز لوگ احاطہ کچہری میں جمع ہوئے۔

اے۔ ڈی۔ ایم۔ نے دعویٰ خارج کر دیا اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو عدالت میں طلب تک نہ کیا۔ پھر مخالفین نے اسی بنا پر عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کر دیا۔ ہم نے بھی ایک فتویٰ لے کر چار مخالف لیڈر مولویوں پر دعویٰ دائر کر دیا۔ تو وہ مولوی ہمارے پاس آئے کہ آپ اپنا دعویٰ چھوڑ دیں۔ ہم بھی مقدمہ واپس لیتے ہیں۔" (۱۶)

ان مقدمات کے باوجود بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے موقف میں ذرا بھر بھی کمی یا نرمی نہ آئی۔ حکام کی جانبداری بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش یا جنبش پیدا نہ کر سکی۔

مخالفین اہل سنت کی یہ کاروائی ایسی نہ تھی جو یہاں پہنچ کر رک جاتی۔ وہ تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے برسر پیکار رہ کر آپ کے مشن کو ناکام کرنے کا ارادہ کر چکے تھے، ادھر حضرت شیخ الحدیث کی صلابت دینی کے ساتھ ساتھ

(۱۶) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

نوٹ: ثبوت ہلال کے سلسلہ میں ریڈیو کی خبر اور اعلان کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا فتویٰ مندرجہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، مجریہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ/ ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء ص ۲، ۷، ملاحظہ فرمائیں۔ فقیر قادری عفی عنہ

استقلال نے عجب رنگ جمایا۔ بالآخر مخالفین اور جانبدار حکام بھی ہار گئے۔ رویت ہلال کے سلسلہ میں مقدمات کی ناکامی کے باوجود جانبدار حکام اور مخالفین اہل سنت کی کارروائیوں کی روداد جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ کی زبانی سنئے۔

"چونکہ ڈی۔ سی۔ صاحب کا یہ داؤ بھی ناکام ہو گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ حضرت صاحب ان کی عدالت میں آئیں، مگر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ فقیر آدمی ہیں وہ کیوں افسروں کے پاس جائیں۔ چنانچہ ڈی۔ سی۔ وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ پلان بنایا کہ شہر میں حضرت صاحب کی وجہ سے فرقہ بندی بڑھ گئی ہے اور فسادات کا فوری خطرہ ہے اس لئے دونوں گروہوں کے چند اشخاص کے ناموں پر مشتمل کیس بنا دیا کہ ان کی ضمانتیں لی جائیں۔ تا کہ فساد کی روک تھام ہو سکے۔ اس میں حضرت صاحب کے ساتھ میرا، خاں محمد عمر خاں، شیخ بشیر احمد، (سابق چیئر مین بلدیہ لائل پور) غازی محمد حسین، اور مولانا عبد القادر صاحب کے نام تھے۔ اور دوسری طرف مولوی محمد یونس اور ان کے ہمراہیوں کے نام تھے۔ ایک شام ایس۔ پی۔ کی طرف سے حکم نامہ حضرت صاحب کے نام پہنچا کہ اگلے روز نو بجے صبح ایس۔ پی۔ کے دفتر میں حاضر ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھے بلوایا۔ میں ذرا پریشان ہوا کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ حضرت صاحب کسی افسر کے پیش ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے میری پریشانی معلوم کر کے فرمایا۔

"کوئی بات نہیں ہم چلیں گے۔ کیونکہ کسی افسر کے بلانے پر یا عدالت میں جانا شرعاً منع نہیں ہے۔"

اگلی صبح جب میں اپنی کار لے کر حضرت صاحب کو لینے گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب علی الصبح ہی داتا صاحب (لاہور) تشریف لے گئے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ میٹنگ کے لئے ایس پی کے دفتر پہنچ گئے۔ دوسری طرف سے مولوی محمد یونس اور ان کے ہمراہی تھے۔ ان لوگوں نے ایس۔ پی۔ کو بھڑکانے کی خاطر کہا کہ دیکھا سردار احمد نہیں آیا۔ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ایس۔ پی۔ بھی غصہ میں نظر آتا تھا۔ میٹنگ شروع ہونے والی تھی کہ تین اصحاب ایس۔ پی۔ کے کمرہ میں داخل ہوئے

اور ایس۔پی۔کو کہنے لگے ہمارے ساتھ چلو۔ایس۔پی نے کہا کہ ایک بہت اہم میٹنگ بلائی گئی ہے۔معاملہ سنگین ہے اور شہر میں فساد کا خطرہ ہے۔اس پر آنے والوں میں سے ایک، جو کہ خلیفہ شجاع الدین صدر اسمبلی تھے۔نے گرجدار آواز میں کہا کہ کیا بات ہے۔تو ایس۔پی نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل کے انعقاد پر جھگڑا ہے۔تو خلیفہ صاحب نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل ہونی چاہئے۔اس پر مولوی محمد یونس نے ایک قرآنی آیت پڑھ دی۔اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خلیفہ صاحب بلند پایہ وکیل، صدر اسمبلی اور دینی علوم کے ماہر ہیں۔کیونکہ اس وقت انہوں نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔داڑھی مونچھ ندارد۔خلیفہ صاحب، مولوی محمد یونس پر برس پڑے اور کہنے لگے کہ تم کو مولوی کس نے بنایا ہے؟ تم تو جاہل ہو۔جو آیت تم نے پڑھی ہے وہ مشرکین کے متعلق ہے۔غرضیکہ مولوی محمد یونس کی بے حد بے عزتی ہوئی اور میٹنگ برخاست ہوئی اور وہ ایس پی کو ساتھ لے کر چلے گئے۔

اس کا پس منظر یہ ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے داتا دربار پہنچ کر معاملہ ان کے حضور پیش کر دیا اور یہ تین اصحاب لاہور سے چل کر عین بروقت ایس پی کے کمرہ میں پہنچے اور مخالف گروہ کے سرغنہ کی مرمت کر دی۔'' (۱۷)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ شرعی طور پر کسی ایسے جلسہ میں شریک ہونا جائز نہیں سمجھتے تھے جس میں مختلف العقائد علماء مدعو ہوں۔آپ کے نزدیک ایسا اشتراک یا اتحاد شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوتا۔چنانچہ ایک موقعہ پر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں (م ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) لاہور میں مختلف العقائد علماء کے ایک مشترکہ اجلاس میں آپ کو شریک ہونے کے لئے دعوت دینے لائل پور حاضر ہوئے اور مجوزہ جلسہ کی دعوت دی۔آپ نے سختی سے دعوت کو مسترد کر دیا اور فرمایا۔

''مفتی صاحب! اگر آپ کی نسبت بریلی شریف سے نہ ہوتی تو فقیر آپ سے ہمیشہ کے لئے تعلقات منقطع کر لیتا۔'' (۱۸)

(۱۷) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد بنام فقیر قادری عفی عنہ، محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۸) روایت مولانا الٰہی بخش ضیائی، ایم اے۔لاہور ۲۸ صفر ۱۴۰۴ھ

غیر محرم سے پردہ کرنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔مغربی تہذیب کی دیکھا دیکھی ہمارے ہاں یہ روچل نکلی ہے کہ اکثر عورتیں غیر محرم مردوں سے بے حجابانہ ملاقات کرتی اور مصروف گفتگو ہوتی ہیں۔اس کے برے اثرات بھیانک صورت میں ظاہر بھی ہوتے رہتے ہیں۔مگر اس سے عبرت حاصل نہیں کی جاتی۔حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ قطعی طور پر کسی غیر محرم عورت سے نہ ملاقات کرتے اور نہ اس سے ہم کلام ہوتے۔غیر محرم عورتوں کو دیکھ کر آپ اپنی نظریں جھکا لیتے۔ایک موقعہ پر سابق وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ سے ملاقات کی خاطر جمعہ کے روز آئی۔چونکہ بیگم صاحبہ بے حجابانہ نکلتی تھی اور وہ آپ کی غیر محرم تھی۔جب آپ کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اور ساتھ ہی اس کی یہ درخواست بھی پہنچی کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے۔آپ نے سختی سے منع فرما دیا اور کہلا بھیجا کہ فقیر غیر محرم عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا۔(۱۹)

بحیثیت رکن قومی اسمبلی اور وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم کا سماجی وقار اور آئینی منصب اس امر کا مقتضی تھا کہ ان کے معاملہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نرم لہجہ اور موقف اختیار فرماتے تاکہ اس کی طرف سے متوقع انضباطی کارروائی کے شر سے محفوظ رہا جائے۔مگر آپ نے ان تمام امور کو شریعت مطہرہ کے واضح احکام پر قربان کر دیا۔صلابت دینی کے سلسلہ میں اپنے متوسلین کے لئے عمدہ نمونہ قائم فرما دیا۔

سر کے بالوں کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ یا تو انہیں مونڈ دیا جائے یا کانوں کی لو تک بڑھا لئے جائیں اور اگر یہ بال کندھوں تک بڑھ جائیں تو بھی مسنون و جائز ہے۔کندھوں سے نیچے تک بڑھانا، جیسا کہ عورتیں بڑھاتی ہیں، مردوں کے لئے جائز نہیں۔بعض لوگ اسے کندھوں سے بڑھا کر زلفیں بنا کر لٹکا لیتے ہیں اور دعویٰ فقیری کرتے ہیں۔شریعت میں یہ بے اصل اور ناجائز ہے۔حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ اگر ایسی بڑھی ہوئی زلفوں والے سے ملتے تو اسے شرعی مسئلہ بتا کر مسنون انداز سے بال رکھنے کی تاکید فرماتے اور کسی ایسے شخص کو ملنے کبھی نہ جاتے جس کی زلفیں حد شرعی سے تجاوز کر چکی ہوں۔ایسا ہی ایک موقعہ آیا کہ بریلی کوتوالی میں شاہ نیاز کے صاحبزادہ عزیز میاں نے سر کے بال کندھوں سے نیچے تک بڑھا رکھے تھے۔آپ نے ان سے ملاقات گوارہ نہ کی۔(۲۰)

(۱۹) روایت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد، ۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ

(۲۰) روایت مولانا محمد یعقوب، بٹالہ کالونی، فیصل آباد، ۲۲ صفر ۱۴۰۴ھ

مشہور و با اثر سجادہ نشین سے ملاقات اس لئے گوارہ نہ کی کہ وہ شریعت مطہرہ کے مطابق سر کے بال نہیں رکھتے۔ حمایت حق اور صلابت دینی کی یہ مثالیں ہمارے لئے درس ہدایت ہیں۔

لائل پور میں جب آپ نے درس حدیث شروع کیا تو مختلف مشرب، قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی طلباء درس حدیث میں شامل ہوتے۔ ظاہر ہے کہ مختلف مشربوں میں بعض جزئیات کے جواز وعدم جواز میں اختلاف رائے ہمیشہ سے موجود ہے۔ مثلاً ذکر بالجہر افضل ہے یا ذکر خفی، سماع جائز ہے یا نہیں وغیرہ امور میں اختلاف رائے ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی ابتدائی بیعت سلسلہ چشتیہ میں تھی۔ اس کے باوجود آپ قوالی نہیں سنتے تھے۔

لائل پور میں پہلے سال درس حدیث میں ایک طالب علم نے سوال کیا کہ چاچڑاں شریف میں قوالی ہوتی ہے، اس کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ فقیر چشتی قادری، نقشبندی اور سہروردی تمام سلاسل طریقت میں مجاز وماذون ہے۔ مگر طبیعت پر عشق مصطفی ﷺ کا غلبہ ہے۔ اس لئے فقیر سنت رسول کریم ﷺ پر عمل پیرا ہے۔ بالالتزام قوالی نہیں سنتا۔ (۲۱)

آپ وعظ میں اکثر فرمایا کرتے کہ دین مقدم ہے، دنیا مؤخر۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر ترجیح دینا ہی کامل ایمان کی علامت ہے۔ خود آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ فتویٰ دینے یا مسئلہ بتانے پر کبھی نذرانہ یا ہدیہ قبول نہ فرماتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے۔

ایک مرتبہ دو شخص حاضر ہوئے۔ دست بوسی کے بعد انہوں نے علیحدہ علیحدہ نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے دونوں نذرانوں کو الگ الگ رکھا اور ان سے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا۔ ان دونوں نے عرض کی صرف زیارت کے لئے۔ آپ نے پھر پوچھا۔ انہوں نے یہی جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک صاحب نے عرض کی، حضور! ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ آپ نے ان کے نذرانوں کی رقم ان دونوں کو واپس کردی اور فرمایا، ہمارے ہاں مسئلہ بتانے پر اجرت نہیں لی جاتی۔ (۲۲)

(۲۱) قلمی یادداشت مولانا سید محمد جلال الدین، بھکھی۔ مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۲۲) قلمی یادداشت مولانا احسان الحق فیصل آباد، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء میں دوسرے حج کے موقعہ پر حرمین طیبین میں آپ نے کبھی بھی نجدی امام کی اقتداء میں نماز ادا نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ اپنی الگ جماعت کراتے رہے۔ مخالفین نے سازش کر کے سعودی حکومت کے قاضی کے پاس آپ کی شکایت بھی کردی کہ یہ شخص الگ جماعت کروا کر فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آپ کو قاضی نے طلب کیا۔ اور پوچھا کہ آپ کیوں الگ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا کہ ان کی نماز تمہارے مقررہ کردہ نجدی امام کے پیچھے نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ موجودہ سعودی حکومت کے قانون کے مطابق کوئی شخص وہاں حرمین طیبین میں الگ جماعت نہیں کرا سکتا۔ ایسا کرنا ممنوع اور ناقابل معافی جرم ہے۔ مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی عقیدہ کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ ان تمام نتائج وعواقب سے بے نیاز ہو کر اپنی الگ جماعت کروائی۔ (۲۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی حمایت حق اور صلابت دینی کا یہ صلہ آپ کو ملا کہ مولا کریم اور حبیب کریم جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے حضور انہیں وہ قبولیت حاصل ہوئی جسے ہم اپنی اصطلاح میں حضوری کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اولیاء کاملین کی توجہات کا بھی آپ مرکز بنے۔ بطور شواہد اس سلسلہ کا ایک خواب پیش خدمت ہے۔ یہ خواب غیر منقسم ہندوستان کے ایک ثقہ عالم مولانا حکیم محمد احمد علوی کاکوروی نے جون ۱۹۴۴ء میں دیکھا اور خود ہی خواب کی تمام تفاصیل لکھ کر مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی اور آپ کو روانہ کیں۔ مولانا محمد عارف اللہ خطیب اعظم راولپنڈی نے اپنے ماہنامہ سالک میں اکتوبر ۱۹۵۳ء میں درج کیا۔ بعد ازاں یہی خواب ماہنامہ نوری کرن، بریلی کے محدث اعظم پاکستان نمبر میں شائع ہوا۔ نوری کرن سے اقتباس درج ذیل ہے۔

"بسامی خدمت گرامی منزلت محترمی ذوالمجد والکرم مولانا المحترم زید مجدہم السامی تسلیم ممنون وتکریم مشمون۔

ضرورت تحریر عریضہ یہ ہوئی کہ میں نے جس روز آپ حضرات یہاں سے روانہ ہوئے ہیں، ایک عجیب خواب دیکھا۔ جس سے مجھ کو بے حد مسرت بلکہ فخر ہے۔ آپ کی توجہ اور فیض سے جلسے ماشاء

(۲۳) اس واقعہ کی تفصیلات آپ کے سفر حج میں بیان ہو چکی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ نہایت کامیاب رہے۔آپ حضرات کے بیانات اور تقریریں ایسی زبردست ہوئیں کہ الحمدللہ مسلمانوں کے قلوب انوار وبرکات سے منور ہوگئے۔ ارواح طیبہ حضرات بزرگان دین خاص طور پر متوجہ رہیں...... بالخصوص اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا تو کرم ایسا ہوا ہے کہ سبحان اللہ! جس کی تائید میرے اس خواب سے ہوتی ہے۔

آپ حضرات کو رخصت کر کے جب میں اسٹیشن سے واپس آیا تو سونے کے لئے چارپائی پر جلد لیٹ رہا۔ کیونکہ کئی روز کا جاگا ہوا تھا۔سوتے وقت پیران سلاسل شجرہ کے فاتحہ وایصال ثواب کا میرا معمول روزانہ کا ہے۔ جب میں پیران سلسلہ قادریہ کی خدمت میں یہ ہدیہ پیش کرنے لگا تو خصوصیت سے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کی برزخ مبارک میرے سامنے بار بار تشریف لائی۔ مجھ کو بے حد سرور حاصل ہوا کہ اسی حالت میں سوگیا۔کیا دیکھتا ہوں کہ میں بریلی شریف حاضر ہوں، نماز عصر کا وقت ہے۔اس مسجد میں جس میں اعلیٰ حضرت نماز پڑھایا کرتے تھے۔

بعد نماز عصر مجھ کو شرف قدمبوسی نصیب ہوا تو حضور پرنور نے نہایت فرحت وانبساط کے ساتھ مجھ سے معانقہ بھی فرمایا اور فرمایا کہ میرے گھر چلو۔ میں ہمراہ گیا۔اسی پرانی جگہ کا شانہءِ اقدس پر جہاں بعد نماز عصر تشریف لاکر کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔چارپائی بچھی تھی۔اس پر حضرت نے تشریف رکھی، میں ذرا دور بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔اور حضرات بھی موجود تھے۔حضرات شاہزادگان وفرزندان گرامی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب، مولانا ظفر الدین صاحب وغیرہ۔

مجھے ارشاد ہوا کہ آیئے مولانا ادھر میرے قریب آیئے۔چارپائی پر میں قریب بیٹھ گیا۔فرمایا، مولانا ہم نے آپ کے لئے ایک عمدہ تحفہ عرصہ سے رکھ چھوڑا ہے۔وہ آج خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت مولانا (مفتی اعظم) مصطفیٰ میاں صاحب (سجادہ نشین بریلی شریف) سے ایک چوبی بکس منگایا۔اس کو خود اپنے دست مبارک سے کھولا۔اس میں سے ایک زرہ اور خود نکالی۔جس کو نہایت ہی خندہ دلی سے یہ فرماتے ہوئے، اپنے دست اقدس میں لیا کہ آیئے میں ہی آپ کو

پہناؤں میں اس کو آپ کے لئے موزوں سمجھتا ہوں۔یہ سن کر میں قریب حضرت کے جاکر کھڑا ہوگیا۔فرمایا۔

''فقیر کے بہت مخلص اور قدیم کرم فرما احباب سے حبیب اللہ شاہ ہیں۔ان کے بیٹے عارف اللہ شاہ ومولوی سردار احمد ان کو آپ جانتے ہوں گے۔انہیں دونوں نے اس کو تیار کیا ہے۔یہ فرما کر مجھ کو پہلے زرہ پہنائی، خود بھی اپنے دست مبارک سے میرے سر پر رکھی اور کچھ دعا دم فرماتے ہوئے فرمایا کہ جایئے، اللہ جل وعلا اور اس کے رسول ﷺ آپ کے مددگار وحافظ وناصر ہیں .... اس میں شبہ نہیں کہ میرا اور حضرت مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کا کئی دن سے ٹھہرنا اور مسلک اہل سنت کو پیش کرنا کچھ اتنا کامیاب رہا جس پر خود مجھ کو بار بار حیرت ہورہی ہے۔'' (۲۴)

دیگر علماء اہل سنت کی طرح جس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے دین حق کی حمایت واشاعت فرمائی اور وہ اولیاء کاملین بالخصوص امام احمد رضا بریلوی قدست اسرارھم کی توجہ کا مرکز بنی اس کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے اشاعت دین حقہ اس نہج پر فرمائی کہ گویا دین حقہ کے گرد حصار قائم فرمادیا۔اب کوئی بد مذہب، بے دین مداہنت پسند دین حقہ پرحملہ کرے گا تو منہ کی کھائے گا۔

ا . اور ہوں گے جو پانی ملا کے پلاتے ہیں
یہاں قلم لگی بوتل ہلا کے پلاتے ہیں

(۲۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، محدث اعظم پاکستان نمبر، شمارہ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء

تواضع

امام المرسلین ﷺ نے فرمایا ہے۔

"مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" (۱)

جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت ومنزلت عطا فرمائے گا۔

عظمت وجلالت ذات باری کے مشاہدہ نے جس ذات میں یہ کیفیت پیدا کردی کہ اس کی نگاہ میں خود اس کی ذات تمام جہاں سے کم تر محسوس ہو۔ عبودیت اور عجز نے اس کو اوامر الٰہی کے امتثال اور تمام احکام کی تسلیم پر مائل کردیا، وہ ہر حال میں بندہ بن کر رہے اور اللہ جل وعلا کے بندوں سے اس کا پیار ایسا ہو کہ ہر بندہ محسوس کرے کہ وہ اس سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ ایسی تواضع کو اللہ تعالیٰ ایسی رفعت ومنزلت عطا کرتا ہے کہ تمام جہاں اسے اپنا مخدوم سمجھتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی متواضع عادت اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ کریما اور پندنامہ پڑھنے والے مبتدی کو بھی "مولانا" کہہ کر خطاب فرماتے۔ آپ کی مجلس میں اگر کسی ناخواندہ، دیہاتی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو بڑی شفقت سے پوری وضاحت سے مسئلہ کا جواب عطا فرماتے۔ مسائل کی وضاحت میں خواہ کتنا ہی وقت لگ جاتا، اکتاہٹ محسوس نہ کرتے۔ ایک شخص کے بعد اگر دوسرا شخص وہی مسئلہ دریافت فرماتا تو اسے محبت اور وضاحت سے مسئلہ بیان فرماتے۔ مسئلہ کا بیان اس نوعیت کا ہوتا کہ وہ "مشاہدہ" بن جاتا۔

آپ کی مجلس میں جو بھی مسئلہ پوچھنے آیا آپ اس سے بڑی شفقت فرماتے۔ وہ مسئلہ کے جواب سے زیادہ آپ کے اخلاق سے متاثر ہوتا۔

قیام پاکستان سے قبل، جب آپ منظر اسلام بریلی میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، جناب میاں غلام رسول درگاہی ناظم انجمن ارشاد الاسلام بیگہ مہرو چپور تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات کی دعوت پر بیگہ میں میلاد النبی ﷺ کے سالانہ

(۱) رواہ ابو نعیم فی الحلیہ عن ابی ھریرۃ، جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۹۰

اجلاس میں تشریف لائے۔ علاقہ کے دو دیہاتی ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت چارپائی پر جلوہ گر تھے۔ دیہاتیوں نے آپ کے علمی مقام کا پاس کرتے ہوئے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر آپ نے ان دیہاتیوں کو اصرار کرکے نہ صرف چارپائی پر بٹھایا بلکہ اپنی چارپائی کے سرہانے کی طرف بٹھایا۔ امتثال امر کے پیش نظر انہیں آپ کے برابر بیٹھنا پڑا اور ان کے مسئلہ کا جواب مرحمت فرمایا۔ یہ دیہاتی حیران تھے۔ کہ مرکز علم وعرفان بریلی کا شیخ الحدیث عوام (الناس) سے اس بلند اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ (۲)

میاں غلام رسول موصوف نے بیان کیا، قیام پاکستان سے قبل جب آپ ہمارے ہاں سالانہ جلسہ میں تشریف لائے میں نے عرض کیا۔ "حضور! آپ کے کھانے کا انتظام کیسا کیا جائے اور آپ کون کون سی اشیاء کھانے میں پسند فرمائیں گے۔" آپ نے فرمایا۔

"مولانا! خشک روٹی، پسی ہوئی مرچیں اور نلکے کا سادا پانی میرے لئے کافی ہے۔ کسی تکلیف کی ضرورت نہیں۔" (۳)

جناب میاں صاحب موصوف بڑی محبت وعقیدت سے آپ کی تواضع اور استغناء کا یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی اپنا نام لکھتے تو لفظ "فقیر" اپنے نام سے پہلے ضرور لکھتے۔ اور جب کسی تعارف کے موقعہ پر اپنا نام لکھتے تو یوں رقم فرماتے۔

"فقیر محمد سردار احمد غفرلہ خادم اہل سنت" (۴)

مولانا سید محمد جلال الدین بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (م ۴ ربیع النور ۱۴۰۶ھ/۲۷ نومبر ۱۹۸۵ء) نے بیان فرمایا کہ ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء میں بریلی میں دورۂ حدیث کے دوران ایک صبح آپ نے فرمایا کہ آج رات مطالعہ کے

(۲) روایت میاں غلام رسول درگاہی مرحوم

(۳) روایت میاں غلام رسول درگاہی مرحوم

(۴) نوٹ: آپ کی مہر اسی طرح کی بنی ہوئی تھی۔ فقیر قادری عفی عنہ

دوران مسلم شریف میں کعبہ سے متعلق روایت میں ایک لفظ "کلیلٌ" کا مناسب معنی ذہن میں نہ آیا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ بغرض ملاقات حضرت مفتی اعظم مدظلہ کے مکان پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ رات کو ہی میں حضرت استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا اور "کلیلٌ" کا مناسب معنی دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ اس مقام پر مرفوع موزوں ہے۔ دوران تدریس آپ نے مطالعہ کی کیفیت اور رات کو استاذ محترم کے حضور حاضری کا سارا ماجرا بیان فرمایا۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ (۵)

صلہ رحمی

غار حرا میں پہلی وحی کے بعد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ آپ پر آثار خوف نمایاں تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، آپ غم نہ کھایئے۔ خوش رہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کسی خطرہ میں نہ ڈالے گا۔ یقیناً وہ آپ کے ساتھ اچھائی ہی فرمائے گا، کیونکہ

"اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحمِلُ الکَلَّ وَتَکسِبُ المَعدُومَ وَتَقرِی الضَّیفَ وَتُعِینُ عَلٰی نَوَائِبِ الحَقِّ" (۱)

آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، عیال کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے کسوں اور مجبوروں کی دستگیری کرتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں اور لوگوں کی سچائی میں ان کی مدد فرماتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن صفات حمیدہ اور کمالات رفیعہ کا تذکرہ فرمایا ان سے موصوف اعلیٰ اخلاق کا مالک ہوتا ہے۔ یہ اوصاف ہر دین اور ہر معاشرے میں باعث عزت وکمال ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عادات پر حضور معلم اخلاق ﷺ کے اخلاق کا ایسا گہرا پرتو تھا کہ آپ ان اخلاق

(۵) مولانا سید محمد جلال الدین بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

(۱) رواہ البخاری ومسلم عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبوی سے بکمال بہرہ ور ہوئے۔ آپ کی سیرت میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی صلہ رحمی، بے کسوں اور ناداروں کی دستگیری اور حاجت روائی، مہمان نوازی اور راہ حق پر چلنے والوں کی اعانت کی واضح جھلک ملتی ہے۔

آپ کا تعلق چونکہ زمیندار گھرانے سے تھا۔ آپ کے بھائی زمین کی کاشت کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی زمین کی پیداوار سے اپنا حصہ نہ لیا۔ آپ کے بھائی ہی آپ کا حصہ بھی لیتے۔ (۲)

آبائی گاؤں میں بھائیوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہماری زمین میں ایک باغ ہونا چاہئے۔ آپ نے متحدہ ہندوستان کے مختلف شہروں سے عمدہ قسم کے آم اور کیلے کے پودے منگوائے۔ الہ آباد (بھارت) سے امرودوں کے پودے منگوائے اور دیال گڑھ میں باغ لگوایا۔ یہ تمام مصارف آپ نے خود برداشت کئے اگرچہ اس باغ میں بھائیوں کا بھی برابر کا حصہ تھا۔ (۳)

جناب چوہدری محمد اسمٰعیل برادر خورد حضرت شیخ الحدیث بیان کرتے ہیں کہ

"آپ نے باغ کیا لگوایا، گویا خیر وبرکت کی بنیاد رکھ دی گئی"

اپنے خاندان میں جب بھی شادی یا غمی کا موقعہ آتا آپ رشتہ داروں کی مالی امداد فرماتے۔ رشتہ داروں کو دی ہوئی رقوم بطور امداد ہوتیں، قرض نہ ہوتا۔ (۴)

رشتہ داروں میں کوئی بھی اگر آپ کے ہاں آتا تو ان کی خوب خاطر مدارت فرماتے۔ ان کی مہمان نوازی میں مقدور بھر کوشش فرماتے۔ رشتہ داروں کو تاکید کرتے کہ وہ جامعہ رضویہ کے لنگر سے کھانا نہ کھائیں۔

کسی شخص کی حقیقی ہمدردی کا پتہ مشکل وقت میں ہوتا ہے۔ مشکلات میں جو شخص ایثار سے کام لیتا ہے درحقیقت

(۲) روایت چوہدری محمد اسمٰعیل برادر خورد حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۳) روایت چوہدری محمد اسمٰعیل برادر خورد حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

(۴) روایت چوہدری محمد اسمٰعیل برادر خورد حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

اسی کی ہمدردی شک وشبہ سے بالاتر ہوتی۔ ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت ہندوستان سے مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑی۔ سکھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو نہ صرف خوف زدہ کیا بلکہ مسلمانوں کے قتل وغارت کا وہ بازار گرم کیا کہ قیامت صغریٰ کا منظر قائم ہوگیا۔ مسلمانوں کو قیمتی سامان گھربار چھوڑنا پڑا۔ ہر ایک کو اپنی جان کی فکر تھی، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوتا تھا۔ مگر اس حال میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے بھائیوں، ان کی اولاد اور دیگر رشتہ داروں کی دیکھ بھال اس محبت سے فرمائی جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔

سفر ہجرت میں ان کی نگہداشت فرمائی، پاکستان پہنچ کر ان کو بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین اور پھر ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں اپنے پاس رکھا۔ جو قافلے ڈیرہ بابا نانک کے راستے پاکستان سیالکوٹ کے علاقہ میں داخل ہوتے آپ کے کچھ رشتہ داران قافلوں میں شامل تھے۔ آپ نے بھکھی پہنچ کر مولانا عبدالقادر احمد آبادی، جو ان دنوں بطور طالب علم آپ کے ہمراہ تھے، اور چوہدری بہادر کو سیالکوٹ کے علاقے میں بھیجا کہ وہ آپ کے رشتہ داروں کو تلاش کرکے یہاں لے آئیں۔

جب آپ کے رشتہ دار بھکھی شریف پہنچے تو آپ آہلہ سٹیشن پر ان کو لینے کے لئے خود تشریف فرما ہوئے۔ یہاں انہیں رہائش کی سہولت مہیا کی۔ ان کے راشن کا معقول انتظام فرمایا۔ بعد ازاں جب آپ ساروکی تشریف لے گئے تو بھی بھائی اور دیگر اہل خاندان ہمراہ تھے۔ ساروکی بھائیوں کے نام زمین کی عارضی الاٹ منٹ کروادی، اور انہیں تاکید کی کہ ان کو غلہ وغیرہ کی کمی نہ ہونے پائے۔ فیصل آباد کے قیام میں بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو ساتھ رکھا۔ (۵)

حضرت شیخ الحدیث کا لطف وکرم صرف اپنے بھائیوں تک محدود نہ تھا بلکہ ہر بے کس، مجبور، مسافر اور ضرورت مند کی ضرورتیں پوری فرماتے، مولوی نذیر احمد سراجی دیال گڑھی حال مقیم چک باہمنی والا ضلع فیصل آباد اپنے ایک مکتوب میں اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں اپنے لڑکے کو ملنے لائل پور گیا۔ میرا لڑکا اس وقت لائل پور میں کالج میں زیر تعلیم

(۵) روایت چوہدری محمد اسمٰعیل برادر خورد حضرت شیخ الحدیث مقیم چک ۲۰۸، ضلع فیصل آباد، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

تھا۔ میرے پاس اس وقت ساٹھ روپے تھے۔ میرے لڑکے نے بتایا کہ اگر اسے ساٹھ روپے مل جائیں تو اس کا ایک ماہ کا خرچ آسانی سے پورا ہوسکتا ہے۔ میں نے وہ رقم، جو میرے پاس تھی، اسے دے دی اور خود پروگرام کے مطابق خانیوال ملازمت کی تلاش کے لئے سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ میرے معمول میں یہ بات شامل تھی کہ جب بھی لائل پور آتا حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے ضرور ملاقات کرتا۔

حسب معمول ملاقات کے بعد میں اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت چونکہ میرے پاس زادراہ نہیں تھا، اس لئے دل میں پریشانی تھی۔ اسی عالم میں میں نے دل ہی دل میں اپنے مرشد برحق سے استعانت کی اور یا شیخ سراج الحق کا وظیفہ شروع کردیا۔ جامعہ رضویہ سے ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ آپ کو محدث اعظم بلا رہے ہیں۔ میں واپس حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے پختہ وعدہ لیا کہ جو میں کہوں اسے آپ تسلیم کریں۔ پھر آپ نے مجھے ساٹھ روپے عطا فرمائے اور فرمایا، یہ قرض نہیں۔ (۶)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شب قدر (نصف شعبان ۱۳۵۹ھ/ ستمبر ۱۹۴۰ء) اور رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ/ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو اپنے والد مرحوم کی طرف سے تین بار مبلغ چھ چھ سو روپے والدہ مرحومہ کی طرف سے تین مرتبہ مبلغ چھ چھ سو روپے اور دو ہمشیرگان مرحومتان کی جانب سے تین مرتبہ مبلغ دو، دو سو روپے صدقہ وکفارہ از نماز وروزہ ادا کئے۔ (۷)

آپ کا خاندان علاقہ بھر میں اپنی نیکی، تقویٰ اور احکام شرع پر پابندی کی وجہ سے مشہور تھا۔ آپ کے والدین آپ کے بچپن میں ہی وصال فرما چکے تھے۔ آپ نے ان کی طرف سے صدقہ وکفارہ ادا کرکے اظہار امتنان کیا۔ نیز ہر دو مرحوم ہمشیرگان کی طرف سے خطیر رقم کا صدقہ کرکے صلہ رحمی کا حق ادا کردیا۔

(۶) مکتوب مولوی نذیر احمد سراجی مقیم چک باہمنی والا بنام فقیر قادری عفی عنہ موصولہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۵ء

(۷) بیاض حضرت شیخ الحدیث مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد

۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء میں آپ نے پہلا حج کیا۔اسی سال آپ نے اپنے بھائی علی محمد، اپنی بہن فاطمہ بی بی اور سلطان بی بی کی طرف سے حج بدل اپنے اخراجات پر کرایا۔(۸)

۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم دوم کے باعث اہل ہند کی جو اقتصادی حالت تھی، وہ مورخین اور ماہرین اقتصادیات پر واضح ہے، اس ہوشربا گرانی کے ایام میں اپنے حقیقی رشتہ داروں کی طرف سے حج بدل کے اخراجات برداشت کرنا صلہ رحمی کا کمال ہے۔

---

(۸) بیاض حضرت شیخ الحدیث مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد

امراء وغرباء سے سلوک

اعزاز علم وفضل نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خوداری کو امتیازی شان عطا کی۔امراء کی صحبت سے آپ ہمیشہ مجتنب اور نفور رہے۔دنیاداروں، امراء اور اعلیٰ افسروں کے دروازوں پر جانا اور ان کے آستانوں کا طواف کرنا آپ کے نزدیک انتہائی مبغوض ومعیوب تھا۔امراء کی دعوت قبول کرنے سے حتی الامکان اجتناب فرماتے۔اس کے برعکس کوئی غریب سنی دعوت کی پیش کش کرتا تو حتی المقدور اسے قبول فرماتے۔اور اس کے معمولی اور سادہ سے کھانے پر بھی اس کی تحسین کرتے۔اور خوشنودی کا اظہار فرماتے۔غرباء سے مل کر بہت مسرور ہوتے۔طلباء پر والدین سے زیادہ شفیق تھے۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء حج کے موقعہ پر امیر امور شرعیہ مکہ معظمہ کے سامنے آپ نے حرم پاک میں نجدی امام کی اقتداء نہ کرنے کے شرعی دلائل کا انبار لگا دیا۔امیر آپ کے علمی کمالات کا معترف ہوگیا۔اور اس نے اعزاز علم کی خاطر چاہا کہ آپ کی دعوت کروں۔چنانچہ بذریعہ معلم اس نے آپ کو پیغام بھیجا کہ وہ آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہے۔آنے اور جانے کے لئے وہ اپنی کار پیش کرے گا اور گراں قدر تحائف بھی پیش کرے گا۔آپ نے یہ کہہ کر اس کی دعوت مسترد کردی کہ حرمین طیبین میں وہ اللہ ورسول کا مہمان ہے۔کسی دنیادار یا امیر کی دعوت کیسے قبول کرلے۔(۱)

قیام بریلی کے دوران ایک دفعہ ریاست بہاول پور کے نواب نے آپ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی اور ساتھ ہی دس مربعہ زمین کی پیش کش کی۔آپ نے نواب کی دعوت قبول نہ کی۔بھائیوں کو جب معلوم ہوا کہ نواب علاوہ دیگر مراعات کے دس مربعہ زمین بھی دے رہا ہے تو انہوں نے آپ سے کہا کہ اس کی پیش کش قبول کرلینی چاہئے۔دس مربع زمین کے حصول سے ہماری معاشی حالت کافی بہتر ہوسکتی ہے۔آپ نے بھائیوں سے فرمایا کہ روزی رب کے پاس ہے۔(۲)

---

(۱) روایت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ ۹ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

(۲) روایت چوہدری محمد اسمٰعیل برادر حضرت شیخ الحدیث۔ ۱۰ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

خواجہ ناظم الدین نے اپنے دورِ اقتدار میں آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ کراچی سیکرٹریٹ کی جامع مسجد میں خطابت کے لئے مستقل طور پر یہاں تشریف لے آئیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔(۳)

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے آپ کو دعوت دی۔ غریب آدمی تھا۔ کھانے میں اس نے موٹے چاول گنے کی رس ڈال کر پکائے۔ اگرچہ حکماء کی ہدایت کے پیش نظر آپ ان دنوں چاول کے استعمال نہ کرتے تھے۔ مگر آپ نے غریب کے ہاں چاول خوب سیر ہو کر کھائے۔ اور ساتھ ہی اس کی تحسین فرمائی، تاکہ غریب آدمی کی دلجوئی ہو جائے۔(۴)

ایک غریب آدمی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ اس کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا اس کا مکان چھپر نما ہے اور بدبودار علاقہ میں واقع ہے۔ آپ نے اس کی دل جوئی کے لئے اس کے ہاں کھانا تناول فرمایا۔ اپنے کسی عمل سے اس غریب کو محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ بدبو محسوس کر رہے ہیں۔ حالانکہ عام حالات میں معمولی سی بدبو بھی آپ کے لئے ناگوار ہوتی۔(۵)

غریب مسلمان اپنی غربت کا علاج یوں کرتے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے ہاں دعوت پر بلاتے اور آپ سے دعا کرواتے۔ بہت سے غریب مسلمان آپ کی دعا کی برکت سے مرفہ الحال بن گئے۔ ایام غربت میں جب وہ آپ کو اپنے ہاں بلاتے تو حسب استطاعت کھانا پیش کرتے۔ بعض اوقات وہ کھانا آپ کی صحت کے خلاف ہوتا اور اطباء نے ایسا کھانا کھانے سے منع کر رکھا ہوتا۔ مگر آپ اس غریب کی دلجوئی کی خاطر وہ کھانا رغبت سے کھا لیتے۔

ایک مرتبہ شہر کے ایک غریب عقیدت مند نے آپ کو کھانے پر بلایا۔ اس کے ہاں آپ تشریف فرما ہوئے۔ کھانا سامنے آیا تو محسوس ہوا کہ دال میں مرچیں معمول سے زیادہ ہیں۔ ڈاکٹروں نے زیادہ مرچ کے استعمال سے آپ کو منع کر رکھا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا تاکہ غریب میزبان یہ محسوس نہ کرے کہ آپ نے اس کا پیش کیا ہوا کھانا ناپسند فرمایا ہے۔(۶)

---

(۳) روایت چوہدری بشیر احمد پھوپھی زاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، بٹالہ کالونی فیصل آباد۔ ۲۹ رجب ۱۴۰۵ھ
(۴) قلمی یادداشت مولانا منظور حسین خطیب فیصل آباد۔ مخزونہ جامعہ نظامیہ لاہور
(۵) روایت مولانا صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد ، ۹ ربیع النور ۱۴۰۵ھ
(۶) روایت مولانا محمد عبد الغفار ظفر صابری، فیصل آباد۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

شجاعت

عشق مصطفیٰ کی دولت بے کراں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دنیا کے ہر غم و حزن سے بے نیاز کر رکھا تھا، اور پھر شریعت مطہرہ پر استقامت نے آپ کی ذات میں شجاعت کی وہ صفت پیدا کر رکھی تھی، جو اخلاق کریمانہ کی زینت ہے۔ وعدہ ربانی ''لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' کے جلوے آپ کی سیرت میں جا بجا ملاحظہ کئے جاتے رہے، آپ جس مقصد کی خاطر مصروف عمل رہے اس کی راہ میں بے شمار مشکلات آئیں مگر کوئی بڑی بڑی مشکل آپ کے پائے استقامت میں لغزش کیا جنبش بھی پیدا نہ کر سکی۔ کوئی خوف آپ کو ہراساں تو کیا پریشان بھی نہ کر سکا۔ جسمانی شجاعت کے ساتھ قلبی شجاعت سے بھی بہرہ ور ہوئے، کوئی ناگواری ایسی نہ آئی جس نے آپ کو بے قابو کر دیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ ناراض ہوتے تو فرماتے۔ ارے بندۂ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

''لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ''(۱)

یعنی طاقت ور وہ نہیں جو کسی کو بچھاڑ دے، بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ آپ کی سیرت پر خوب صادق آتا ہے۔

ان سطور میں آپ کی سیرت سے چند واقعات کا تذکرہ ہے جن میں آپ کی شجاعت کے مظاہرے ہوئے۔

۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء کے ہندو مسلم فسادات نے پورے متحدہ ہند کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بریلی بھی ہندوؤں کے فساد کی زد میں تھا۔ دیگر مسلمان اہل بریلی کے علاوہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی مرحومہ کے طلباء بھی متاثر ہوئے۔ ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ مظہر اسلام کا ایک طالب علم ہندوؤں کے نرغہ میں پھنس گیا۔ بہت سے ہندو اس پر حملہ آور ہو رہے تھے، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے خطرات سے بے نیاز ہو کر اکیلے ان ہندو حملہ آوروں کو للکارا اور طالب علم کو شرپسندوں کے نرغہ سے نکال لائے۔(۲)

---

(۱) رواہ البخاری و مسلم و احمد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ جامع صغیر ج ۲ ص ۲۲۷
(۲) قلمی یادداشت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کانگریس کے ایما پر انتہا پسند ہندوؤں نے دیگر علاقوں کی طرح بریلی میں بھی اودھم مچا رکھا تھا۔ مسلمانوں کی جانیں اور املاک محفوظ نہ رہی تھیں، لیکن اس افراتفری کے عالم میں بھی آپ نے بریلی شریف کو نہ چھوڑا۔ بلکہ مسلمان محلوں میں بہ نفس نفیس پہرہ دیتے۔ (۳)

۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء رمضان المبارک میں آپ حسب معمول اپنے آبائی وطن دیال گڑھ میں تشریف لائے۔ متحدہ پنجاب ان دنوں ہندوؤں اور سکھوں کے قتل وغارت سے قیامت صغریٰ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ آپ بلاخوف وخطر اپنے گاؤں کے گرد گھوڑی پر سوار ہو کر پہرہ دیتے۔ آپ نے اپنے گاؤں کو کلمات طیبات پڑھ کر حصار میں کر دیا تھا۔ جس کی برکت سے سکھ اور ہندو اس گاؤں کا کوئی نقصان نہ کر سکے۔ (۴)

بریلی شریف سے جب بھی اپنے آبائی گاؤں آتے تو گردونواح کے دیہات میں آپ بغرض وعظ وتبلیغ تشریف لے جاتے۔ راستے میں سکھوں کی آبادیاں بھی آتیں۔ وہ مزاحم ہونے کی کوشش کرتے مگر آپ کی شجاعت ان پر غالب آتی اور وہ اپنے ناپاک عزائم میں نامراد رہتے۔ (۵)

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء جب آپ نے پہلی مرتبہ سرگودھا میں تقریر کی۔ مخالفین اہل سنت کو یہ بات قطعاً ناگوار تھی کہ آپ سرگودھا میں تقریر کریں۔ آپ کی تقریر سے ان کی مصنوعی سنیت کا پول کھل جانا تھا۔ آپ کے جلسہ میں دنگا فساد کرنے کے ان کے ناپاک عزائم کی خبریں برابر آپ تک پہنچ رہی تھیں، مگر آوازِ حق کا بلند کرنے کے لئے آپ نے تہیہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد قمرالدین سیالوی کی زیرِ صدارت آپ کی تقریر جب شروع ہوئی۔ مخالفین اہل سنت مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے۔ تھوڑی دیر جلسہ گاہ میں افراتفری پھیل گئی۔ مگر شیخ الحدیث قدس سرہ نہایت جرأت سے سٹیج پر جلوہ افروز رہے۔ بالآخر سنی مسلمانوں نے مخالفین کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح آپ کی جرأت اور شجاعت سے سرگودھا اہل سنت کے لئے سر ہو گیا۔ (۶)

---

(۳) قلمی یادداشت مولانا محمد معین الدین شافعی، فیصل آباد۔ مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۴) روایت قاری غلام نبی دیال گڑھی حال مقیم فیصل آباد (۵) روایت قاری غلام نبی دیال گڑھی حال مقیم فیصل آباد

(۶) قلمی یادداشت مولانا منظور حسین خطیب فیصل آباد

لائل پور میں آپ کے قیام کے ابتدائی دنوں میں آپ نے حسب معمول محلّہ گورونانک پورہ کی گلی نمبر ۹ میں رات کو جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ سردیوں کی رات تھی۔ اسی محلّہ میں قریب ہی گلی نمبر ۱۱ میں مخالفین اہل سنت کا مدرسہ تھا۔ مدرسہ کے مہتمم نے جلسہ سے پہلے ہی کہلا بھیجا کہ اس طرف جلسہ میں نہ آنا ورنہ فساد ہو جائے گا۔ محبت مصطفیٰ ﷺ کے ترانے ان کو ناگوار تھے۔ مخالفین اہل سنت کے محلّہ میں مجوزہ جلسہ میں متوقع فساد سے آپ بالکل نہ گھبرائے۔ نتائج سے بے خطر آپ پیارے حبیب کی پیاری باتیں سنانے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ نعت خوانی ہوئی۔ آپ نے عربی خطبہ کے بعد اپنے پیارے انداز میں آیت کریمہ "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" ابھی پڑھی ہی تھی کہ مخالفین حسب پروگرام حملہ آور ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے۔ سٹیج پر اس وقت مولانا محمد سلیم (طالب علم جامعہ رضویہ) خطیب جھال خانوآنہ، حوالدار محمد حسین، تاج الدین بٹ، امیر محمد پہلوان اور حاجی عبدالغنی موجود تھے۔ تین اطراف سے یکبارگی حملہ سٹیج پر تھا، جس سے مخالفین کا ارادہ آپ کو گزند پہنچانا تھا۔ مگر یہ حملہ درحقیقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ پر نہ تھا بلکہ مخالفین اہل سنت کا اپنے اوپر تھا۔ سنیوں کی مدافعت سے وہ ایسے فرار ہوئے کہ اپنے گھروں میں جا کر سانس لیا۔ اس ہنگامی اور افراتفری کے عالم میں آپ کا کردار انتہائی مضبوط رہا۔ انتشار ختم ہونے پر آپ نے تقریر شروع کی۔ دورانِ تقریر آپ نے حملہ آوروں کے بارے میں ایک لفظ تک نہ کہا۔ آپ کی شجاعت کے علاوہ عفو ودرگذر کی عادت سے بے شمار جادۂ حق سے ہٹے ہوئے مسلمام صحیح العقیدہ مسلمان بن گئے اور آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

اس واقعہ کے بعد چوہدری سردار علی تھانیدار نے خود عرض پیش کی کہ آپ مخالفین کے خلاف تھانہ میں رپٹ درج کرائیں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ہم نے جہاں درخواست دینا تھی دے دی ہے۔ ہم نے حضور داتا رپٹ درج کرا دی ہے۔ (۷)

---

(۷) روایت مولانا محمد سلیم، جھال خانوآنہ فیصل آباد۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ

﴿عام عادات﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کھانا سادہ اور قلیل مقدار میں کھاتے۔ عموماً ایک چپاتی سالن کے ہمراہ ایک وقت کی غذا ہوتی۔ کھانا خوب چبا کر کھاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا خوب چبا کر کھاؤ۔ دانتوں کا کام معدہ سے نہ لو۔ معمول کے بغیر تناول نہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے پیٹ کبھی خراب نہ ہوا۔

گرمیوں میں ٹھنڈا پانی استعمال کرتے۔ سردیوں میں بھی پانی کی صراحی رات کو باہر صحن میں رکھوا دیتے اور اسی ٹھنڈے پانی کو پیتے۔ حتی کہ ایک وقت دانتوں میں تکلیف ہوگئی تو پائپ سے ٹھنڈا پانی پیتے۔ برتن نہایت صاف استعمال فرماتے۔

بارش میں بڑے شوق سے نہاتے۔ حتی کہ اگر سردیوں میں رات کو بارش ہوتی تو بھی بارش میں نہا لیتے۔ گھر میں جو کھانا پک جاتا وہی کھا لیتے۔ کسی خاص کھانے کی فرمائش کبھی نہ کی۔ روٹی اوپر والی ہی کھاتے۔ اوپر والی روٹی چھوڑ کر نیچے والی گرم روٹی نہ کھاتے۔ ویسے سردیوں میں شلجم اور گرمیوں میں کدو رغبت سے کھاتے۔

پانی کھانے کے درمیان پیتے۔ اگر کھانے کے بعد پانی پینے کی ضرورت ہوتی تو پانی پینے کے بعد سادہ لقمہ کھا لیتے۔ کبھی کبھی چائے بھی پی لیتے۔

سردیوں میں گنے کا رس مرغوب تھا۔

خرید و فروخت کے لئے بازار کبھی نہ جاتے۔

آپ کی نشست دو زانو یا مربعہ ہوتی۔

گرمیوں میں بغیر بچھونے کے چارپائی پر لیٹتے۔ یہ چارپائی عموماً مونج کی ہوتی تھی۔ سردیوں میں کمرے کی کھڑکیاں کھول کر رات کو سوتے۔ سونے میں لحاف سینے تک رکھتے۔ چند لمحوں سے زیادہ نہ سوتے۔ آپ کے بازو یا

جیب میں گھڑی نہ ہوتی۔ نہ ہی کمرے میں ہوتی۔ اس کے باوجود ہر کام اپنے مقررہ وقت پر ادا فرماتے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کے امور کے لئے اوقات متعین کر لو اور پھر ان پر عمل کرو۔

اخبار بینی نہ کرتے۔ اگر کسی خاص وجہ سے اخبار دیکھنا ہوتا تو اخبار پڑھنے سے پہلے وہاں پر موجود جاندار تصاویر کو سیاہی پھیر کر مسخ کر لیتے۔

لکھنے میں بالعموم سیاہ روشنائی استعمال کرتے۔ کسی کتاب پر کاغذ رکھ کر نہ لکھتے۔ کارڈ وغیرہ تو عموماً ہاتھ پر رکھ کر لکھ لیتے۔

سنت تیامن کی پاسداری کا یہ عالم تھا کہ شعوری اور غیر شعوری طور پر بھی اس کا خلاف نہ کرتے۔ (۱) بلکہ اپنے متعلقین کو اس کی بار بار تاکید فرماتے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ

''لینے اور دینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرو۔ یہ عادت ایسی پختہ ہو جائے کہ کل قیامت کو جب نامہ اعمال پیش ہو تو اسی عادت کے موافق دایاں ہاتھ آگے بڑھ جائے تب تو کام بن جائے گا''

جوتا پہننے، اتارنے، مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے نکلنے کے آداب کا خود بڑا لحاظ رکھتے اور دوسروں کو بھی ان کی پابندی کی تاکید فرماتے۔

جب سواری پر سوار ہوتے تو ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اللہ اکبر کہتے اور جب اترتے تو کہتے سبحان اللہ۔

مزارات پر حاضری کے لئے سفر میں ہدیہ قبول نہ کرتے، بلکہ اپنی جیب سے خرچ کرے۔ مزارات پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کھڑے ہو کر کرتے۔

---

(۱) حدیث پاک میں ہے۔
''كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ مَااسْتَطَاعَ فِىْ طُهُوْرِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَفِىْ شَانِهٖ كُلِّهٖ'' عن عائشة.
رواہ البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجہ وابوداؤد والنسائی، جامع صغیر ج ۲۔ ص ۱۹۵

گفتگو میں اکثر نَعَمْ اور طَیِّبْ استعمال کرتے۔ جس سے کلام کا لطف دوبالا ہو جاتا۔

تبلیغی اجلاس میں شامل ہوتے وقت اکثر اپنی جیب سے کرایہ خرچ کرتے۔ جو طالب علم آپ کے ساتھ ہوتا اس کا کرایہ بھی آپ ادا کرتے۔

طلباء اور علماء جو آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ ان کو بڑی فراخ دستی سے ہدایا عطا فرماتے۔

مسائل اور فتاوی وغیرہ پر نذرانہ ہرگز قبول نہ فرماتے۔ دیگر مدارس اہل سنت کو اپنی طرف سے عطیہ دیتے۔(۲)

حوالہ پیش کرنے کے لئے ہمیشہ اصل کتاب کو دیکھ کر پیش کرتے اور اپنے تلامذہ کو یہی تاکید فرماتے کہ

''جب تک اصل کتاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو اس کا حوالہ نہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا زبانی حوالہ دیا ہوا اصل سے مختلف ہو یا اگر تم سے اصل کتاب کا مطالبہ کیا جائے تو تم وقت پر نہ دکھا سکو۔ اس سے علماء کی سبکی ہوگی۔''

اس سلسلہ کے دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

ایک مرتبہ آپ جمعہ کے خطبہ میں اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا بیان فرما رہے تھے۔ یہ مضمون چند جمعوں تک مسلسل جاری رہا۔ اسی سلسلہ میں آپ ایک حدیث کا حوالہ پیش کرنا چاہتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی سے اس شرط پر ایمان قبول فرمالیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا۔ یہ حدیث حضور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب ''الامن والعلی'' میں مسند امام احمد کے حوالہ سے لکھی ہے۔

حدیث کے کلمات یوں ہیں۔

''......عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا صَلَاتَیْنِ فَقَبِلَ ذٰلِکَ مِنْهُ''(۳)

(۲) ملاحظہ ہو: مدرسہ نیازیہ رضویہ، محلہ ہرچیر نپورہ، لائل پور کی رسید نمبرا، مجریہ ۲۵ رمضان المبارک۔ سن ندارد

(۳) الامن والعلی، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۱۸۹

امام احمد رضا قدس سرہ کی دیانت وتقوی پر اعتماد کر کے اگر اس حدیث کا حوالہ دیا جاتا تو اس میں عیب کی بات نہ تھی، مگر امام احمد رضا قدس سرہ پر کلی اعتماد کے باوجود آپ نے اصل کتاب مسند امام احمد کو دیکھنا ضروری خیال فرمایا، چونکہ ان دنوں جامعہ رضویہ اور آپ کے ذاتی کتب خانہ میں مسند امام احمد موجود نہ تھی، آپ نے جامعہ رضویہ کے طالب علم مولانا سید حبیب الرحمٰن، حال ضلع قاضی راولاکوٹ، آزاد کشمیر کو مولانا محمد بشیر مدیر ماہ طیبہ کے پاس کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ بھیجا۔ وہاں سے اصل کتاب مسند امام احمد منگوا کر حوالہ دیکھا، پڑھا اور پھر جمعہ کے خطبہ میں بیان فرمایا۔(۴)

ایک مرتبہ مناظرہ کے لئے جامعہ رضویہ کے طالب علم مولانا سید حبیب الرحمٰن موصوف کو فرمایا کہ تیاری کرلو، فلاں دن، فلاں جگہ آپ سنیوں کی طرف سے مناظر بن کر جائیں گے۔ شاہ صاحب نے دیگر کتابوں کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہ کی تجلی الیقین کو بھی پڑھا اور حوالہ جات نوٹ فرمائے مناظرہ سے پہلے آپ نے شاہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ کون کون سی کتابوں سے تیاری کر رہے ہو۔ انہوں نے کتابوں کے نام بتائے۔ ان میں تجلی الیقین کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آپ مخالف اہل سنت کے سامنے تجلی الیقین کو بطور حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

آپ تجلی الیقین کے ماخذ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ذاتی کتب عاریۃً دیں تاکہ شاہ صاحب موصوف ان سے تیاری کر کے مناظرہ کر سکیں۔(۵)

بحمدہٖ تعالیٰ شاہ صاحب موصوف کو اس مناظرہ میں کامیابی ہوئی۔

ان واقعات سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ آپ اپنی ثقاہت کے پیش نظر سنی سنائی یا کہیں پڑھی ہوئی بات کو بطور حوالہ اس وقت تک پیش نہ فرماتے جب تک کہ اصل ماخذ سے اس کی تصدیق نہ فرمالیتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سخاوت سے عام حاجت مندوں کے علاوہ طلباء اور علماء بھی بہرہ ور ہوتے۔ علماء آپ کے حضور حاضر ہوتے اور مشائخ کرام تشریف لاتے۔ آپ ان کی خوب خاطر مدارت فرماتے اور نقدی صورت میں ان کو کثیر عطایا اور نذرانہ پیش کرتے۔(۶)

(۴) روایت حکیم الحاج محمد موسیٰ ضیائی لاہور۔ ۲۸ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

(۵) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا مناظرہ کا باب

(۶) روایت مولانا الٰہی بخش ضیائی۔ لاہور

مہمانوں کو کھانا اپنے ہاتھ سے کھلاتے ۔ان کے قیام وغیرہ امور کی ذاتی نگرانی فرماتے ۔ بریلی اور لائل پور میں جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس اور عرس قادری رضوی پر آئے ہوئے مہمانوں کو حتی الوسع خود کھانا کھلاتے ۔(۷)

صدر محمد ایوب کے مارشل لاء کے دوران ایک فوجی افسر جامعہ رضویہ کے حسابات کی پڑتال کے لئے آیا۔مارشل لاء کی دہشت اور فوجی افسر کا متکبرانہ لہجہ، خدام جامعہ رضویہ کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو جب فوجی افسر کی آمد اور آمد کا مدعا معلوم ہوا تو آپ نے خدام جامعہ رضویہ سے فرمایا کہ تمام حسابات بلاخوف اس افسر کے سامنے پیش کر دو۔فوجی افسر دوروز تک حسابات کی پڑتال کرتا رہا۔مگر اسے ایک پیسہ کی کمی بیشی نظر نہ آئی۔تمام حسابات قواعد کی رو سے مکمل اور درست تھے۔جب وہ پڑتال کا کام مکمل کر چکا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور حاضر ہوا اور اپنی رائے پیش کی۔آپ نے اس فوجی افسر سے فرمایا کہ ہماری عادت یہ ہے کہ مہمانوں کی حسب موقعہ گرم یا سرد مشروب، سے تواضع کرتے ہیں، مگر ان دودنوں میں ہم نے آپ کو کچھ بھی کھانے پینے کو نہ دیا، تا کہ یہ رشوت نہ سمجھی جائے۔فوجی افسر آپ کی علمی وجاہت اور دیانت داری سے انتہائی متاثر ہوا۔اصرار کرنے لگا کہ آپ کے ہاں سے خالی ہاتھ نہ جاؤں گا۔کچھ نہ کچھ تبرک چاہتا ہوں۔آپ نے اسے قریب پڑے ہوئے دولڈو دیئے۔(۸)

امانت ودیانت کا یہ عالم تھا کہ جامعہ رضویہ کی خطیر رقم جو آپ کی نگرانی میں خدام جامعہ رضویہ کے پاس تھی۔ وصال سے پہلے عمائدین اور معاونین جامعہ کے سپرد کر دی۔(۹)

(۷) ا ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۷ اگست ۱۹۴۴ء۔ص ۸

ب روایت سید امیر علی، مریدوالا، ضلع فیصل آباد

ج روایت مولانا محمد دین مسکین، خطیب فیصل آباد

(۸) روایت مولانا حافظ محمد احسان الحق، فیصل آباد

(۹) قلمی یاداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، حال مقیم اسلام آباد۔

اوراد واشغال

درس قرآن، تدریس حدیث وفقہ، تبلیغ واشاعت دین اور دعوت وارشاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا سب سے بڑا وظیفہ تھا۔علماء ومدرسین کے لئے آپ اسی عمل کو بہترین وظیفہ قرار دیتے۔تاہم آپ اپنے منصب کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ کے اوراد واشغال بالخصوص بڑی پابندی سے ادا فرماتے، تلاوت قرآن مجید، دلائل الخیرات، حزب البحر، قصیدہ غوثیہ، پنج گنج قادریہ اور ادعیہ ماثورہ کی پابندی روزانہ کا معمول تھا۔

علاوہ ازیں درود شریف کثرت سے پڑھتے۔(۱)

(ا) روایت صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی، فیصل آباد

(ب) روایت مولانا پیر محمد فاضل، فاضل جامعہ رضویہ بریلی، ڈھانگری، آزاد کشمیر

(ج) قلمی یاددداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور۔

ذوقِ مطالعہ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دور طالب علمی سے ہی مطالعہ کا ذوق تھا۔ یہ ذوق آخر تک قائم رہا۔ تدریس کے زمانہ میں آپ بغیر مطالعہ کے اسباق نہ پڑھاتے۔ اگرچہ کثرت مطالعہ سے آپ کو اتنی عبارات یاد تھیں۔ کہ معاصرین علماء آپ کو ''عِدل العلم'' یعنی علم کی گٹھڑی اور تلامذہ آپ کو ''کتب خانہ'' سے موسوم کرتے تھے۔

آپ کے ذوق مطالعہ سے متعلق چند شواہد پیش خدمت ہیں۔

مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری دوران تعلیم اجمیر مقدس آپ کی مصروفیات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

''اجمیر شریف کا دور طالب علمی بھی عجیب وغریب دور تھا۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو وہاں طلب علم اور مطالعہ کے علاوہ اور کسی کھیل کود تفریح سے کوئی رغبت نہ تھی۔ اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے دارالاقامہ سے، جو تین منزلہ عمارت بازار میں تھی، اس کی سیڑھی سے اترتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا قدم پھسل گیا۔ غالباً نماز ظہر کے لئے جارہے تھے اور جانے میں جلدی تھی۔ پیر پھسلنے سے زمین پر گر گئے اور سر میں سخت چوٹ لگی۔ جس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور بہت سا خون سر سے بہہ گیا۔ طلباء جب نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو آپ کو سیڑھیوں میں بے ہوش پایا۔ مرہم پٹی ہوئی۔ تین چار دن کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں اور دوسرے احباب بیٹھے تھے اور سیب کا ذکر آیا، آپ سیب کھائیں، تو فرمانے لگے کہ سیب حافظہ کو کمزور کرتا ہے۔ شامی نے ردالمحتار میں ایسا لکھا ہے، لہٰذا میں سیب نہیں کھاؤں گا۔ فوراً اوپر سے کتاب منگوائی اور وہ مقام نکال کر دکھایا۔ یہ زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ درمختار وردالمختار اور دوسری بڑی کتابیں ہمیشہ مطالعہ میں رہا کرتی تھیں۔''(۱)

(۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۲

مولانا مفتی ابوسعید محمد امین سابق مفتی ومدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''تقریباً بارہ تیرہ سال کی بات ہے (۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء) کہ ملتان شریف سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کئے گئے تھے۔ حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب زینت المساجد گوجرانوالہ نے (جو کہ اس وقت جامعہ رضویہ لائل پور میں مدرس تھے) وہ مضمون حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا۔ آپ نے دیکھ کر مولانا موصوف مدظلہ اور فقیر کو فرمایا کہ اس کے متعلق مضمون تیار کرو۔ مولانا موصوف نے کچھ مضمون لکھا اور دکھایا۔ فرمایا۔ اور لکھو اور فلاں کتاب کتب خانہ سے نکال کر مجھے دے جاؤ۔ میں بھی رات کو دیکھوں گا۔ صبح حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ یہ کتاب میں نے دیکھ لی ہے، نشانات بھی لگا دیئے ہیں۔ آج مجھے فلاں کتاب نکال کر دے جانا۔ ہم دونوں نے جب کتاب کو دیکھا تو ہم پر حیرت سی چھا گئی۔ وہ کتاب کئی سو صفحات پر مشتمل تھی۔ پوری کتاب پر جگہ جگہ نشانات لگے ہوئے تھے۔ ہم نے استفسار کیا تو فرمایا۔ ''اس ساری کتاب کا میں نے آج رات میں ہی مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ سارے نشانات آج رات میں ہی لگائے گئے ہیں۔'' اسی طرح روزانہ رات کو ایک دو کتابیں بالاستیعاب دیکھتے تھے اور حسب معمول دورہ حدیث پاک کے طلباء کو دن بھر درس دیتے تھے۔ جو کہ موسم گرما میں صبح سے تقریباً ایک بجے تک ہوتا اور نماز ظہر کے بعد بھی عصر تک حدیث پاک کا درس دیتے اور بعض اوقات رات کو عشا کے بعد بھی طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ اور پھر رات کو کتب بینی کا یہ عالم تھا کہ ایک رات میں اتنی اتنی ضخیم کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا جو کہ ہم کئی ہفتوں میں بھی اتنا مطالعہ نہ کر سکتے۔ اور وہ مضمون ایک رسالے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس میں سے ایک قسط اسی ماہنامہ کے ایڈیٹر کو برائے اشاعت بھیجی تو انہوں نے اس کو شائع کرنے کے ساتھ اپنے مضمون سے توبہ نامہ بھی شائع کر دیا اور وہ مضمون فقیر کے پاس تاحال مسودہ کی صورت میں موجود ہے۔ (۲)

(۲) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد اس مضمون کی چند اقساط ہفت روزہ محبوب حق لائل پور میں شائع ہوئیں۔ پورا مقالہ آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ میں سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، ڈچکوٹ روڈ، فیصل آباد نے شائع کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: جامع الفتاویٰ جلد ششم ص ۵۸۰ تا ۶۰۰

یہ کیا تھا، وہ کون سی طاقت تھی کہ جس کے ذریعہ اتنا کام ہوتا تھا، وہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی طاقت تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں منیۃ المصلی پڑھتا تھا تو اس کے ساتھ رات کو شامی کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اور عموماً یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جب بیمار ہوتے ہیں، بخار ہوتا ہے یا سر درد ہوتا ہے تو دوائی کھاتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو میں حدیث مصطفیٰ ﷺ پڑھاتا ہوں مجھے آرام ہوجاتا ہے............۔" (۳)

ردالمحتار معروف بہ شامی کے جس مضمون کا حوالہ گذشتہ سطور میں ہوا ہے، بطور افادہ اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

"قِيلَ سِتٌّ تُورِثُ النِّسْيَانَ . سُؤْرَةُ الْفَارَةِ وَالْقَاءُ الْقُمْلَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ وَالْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَقَطْعُ الْقِطَارِ وَمَضْغُ الْعَلَكِ وَاَكْلُ التُّفَّاحِ وَمِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ حَدِيْثًا لٰكِنْ قَالَ اَبُو الْفَرَجِ بْنِ الْجَوْزِىْ اِنَّهُ حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ (بَحْرٌ وَحِلْيَة) وَاِطْلَاقُ التُّفَّاحِ هُنَا مُوَافِقٌ لِمَافِيْ كُتُبِ الطِّبِّ مِنْ اَنَّهُ اَكْلُهُ مُوْرِثُ النِّسْيَانِ وَذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْحَدِيْثَ مُقَيِّدًا لِلتُّفَّاحِ بِالْحَامِضِ تَتِمَّةٌ: زَادَ بَعْضُهُمْ مِمَّا يُوْرِثُ النِّسْيَانَ اَشْيَاءً. مِنْهَا الْعِصْيَانُ وَالْهُمُوْمُ وَ لَاحْزَانُ بِسَبَبِ الدُّنْيَا وَكَثْرَةُ الْاِشْتِغَالِ بِهَا وَاَكْلُ الْكُزْبَرَةِ الرَّطْبَةِ وَالنَّظْرِ اِلَى الْمَصْلُوْبِ وَالْحَجْمِ فِيْ نَقْرَةِ الْقَفَا وَاللَّحْمِ الْمِلْحِ وَالْخُبْزِ الْحَامِيْ وَالْاَكْلِ مِنَ الْقِدْرِ وَكَثْرَةِ الْمِزَاحِ وَالضِّحْكِ بَيْنَ الْمَقَابِرِ وَالْوُضُوْءِ فِيْ مَحَلِّ الْاِسْتِنْجَاءِ وَتَوَسُّدِ السَّرَاوِيْلِ اَوِ الْعِمَامَةِ وَنَظْرِ الْجُنُبِ اِلَى السَّمَاءِ وَكَنْسِ الْبَيْتِ بِالْخِرَقِ وَمَسْحِ وَجْهِهٖ اَوْ يَدَيْهِ بِذَيْلِهٖ وَنَفْضِ الثَّوْبِ فِي الْمَسْجِدِ وَدُخُوْلِهٖ بِالْيُسْرٰى وَخُرُوْجِهٖ بِالْيُمْنٰى وَاللَّعْبِ بِالْمَذَاكِيْرِ اَوِ الذَّكَرِ حَتّٰى يَنْزِلَ وَالنَّظْرِ اِلَيْهِ وَالْبَوْلِ فِي الطَّرِيْقِ اَوْتَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ اَوْفِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ اَوْفِي الرَّمَادِ وَالنَّظْرِ اِلَى الْفَرَجِ اَوْفِيْ مِرْاٰةِ الْحَجَّامِ وَالْاِمْتِشَاطِ بِالْمُشْطِ الْمَكْسُوْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ" (۴)

ترجمہ: بیان کیا گیا ہے کہ چھ چیزیں نسیان کا باعث ہیں۔

(۳) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۳۳

(۴) ردالمحتار حاشیہ درمختار، علامہ شامی، مطبوعہ دارالفکر بیروت (۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء ج ۱، ص ۲۲۵

چوہے کا جوٹھا، جوں کو زندہ پھینک دینا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا، صف کو قطع کرنا، مصطگی چبانا، سیب کھانا، بعض علماء نے سیب کے بارے میں ایک حدیث بھی ذکر کی ہے مگر ابن جوزی نے کہا ہے کہ وہ حدیث موضوع ہے۔ (بحر، حلیہ)

یہاں مطلقاً سیب کا ذکر کرنا (کھٹا ہو یا میٹھا) کتب طب کے مضمون کے موافق ہے کہ اس کا کھانا نسیان کا باعث ہے۔ بعض علماء نے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں سیب کھٹا ہونے کی قید ہے۔ (جو مورث نسیان ہے)

تتمہ: بعض علماء نے مورث نسیان اشیاء اور بھی بیان کی ہیں جیسے گناہ کرنا، دنیوی سبب سے غم وحزن، دنیا میں کثرت سے مشغول ہونا۔ سبز دھنیا کھانا، مصلوب کو دیکھنا، گردن کی گدی میں پچھنے لگوانا، چربی کھانا، سخت گرم روٹی کھانا، ہنڈیا سے کھانا، کثرت سے ہنسی مذاق کرنا، قبرستان میں ہنسنا، استنجا خانہ میں وضو کرنا، پاجامہ یا عمامہ کا سرہانا بنانا، جنبی کا آسمان کی طرف دیکھنا، چیتھڑوں سے گھر کا جھاڑو دینا، اپنے دامن سے منہ یا ہاتھ کا پونچھنا، مسجد میں کپڑا جھاڑنا، مسجد میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا، مسجد سے داہنے پاؤں سے نکلنا، فرج یا ذکر کے ساتھ کھیلنا یہاں تک کہ انزال ہوجائے، آلہ تناسل کی طرف دیکھنا، راستہ میں پیشاب کرنا، پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا، کھڑے پانی میں پیشاب کرنا، راکھ میں پیشاب کرنا، عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا، حجام کے آئینہ میں دیکھنا، ٹوٹی ہوئی کنگھی سے کنگھی کرنا وغیرہ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے استاذ گرامی مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ کا بیان ہے کہ

"جب میں ان کو دیکھتا، پڑھتے دیکھتا، مدرسہ میں قیام گاہ پر، حتیٰ کہ مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی اور اگر جماعت میں تاخیر رہتی تو بجائے دیگر اذکار واوراد کے، مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ان کے اس والہانہ ذوق تحصیل علم سے میں بہت متاثر ہوا۔ (۵)

(۵) ماہنامہ نوری کرن بریلی، (محدث اعظم پاکستان نمبر) مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۳۵، ۳۶

مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن دھام نگری، ضلع بالیسر (بھارت) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما کی وقت کی پابندی اور ذوق مطالعہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"ان کی سلامت روی، دینداری اور ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ چند لمحات کے لئے بھی اپنا کوئی وقت بے کار جانے دینا نہیں چاہتے تھے۔ چند منٹ اگر کوئی کسی اور بات میں مشغول کر لیتا تو پریشان ہو جاتے۔ فرماتے، بھئی! بہت وقت ضائع ہو گیا۔ ایک دفعہ ایسے موقعہ پر کسی نے کہا تھا کہ آپ کے یہاں تھوڑی دیر جو بہت وقت قرار پاتا ہے تو یہ گھنٹہ کتنی دیر کا ہوتا ہے؟ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ۱۵ منٹ کا گھنٹہ سمجھ لیجئے۔ یہ بہت ہے۔ پنجگانہ نماز کے لئے مسجد جا کر کبھی جماعت میں تاخیر پاتے تو وظیفہ پڑھتے رہتے۔ یا کتاب کے مضامین کو غور کرتے رہتے۔ کتاب دیکھنے کے لئے بے چینی ہوتی تو ٹہلنے لگتے۔ اس قدر کتب بینی کرتے تھے اور اتنی عبارتیں یاد تھیں کہ ہم لوگوں نے ان کا نام کتب خانہ رکھ دیا تھا۔ ذہانت ومتانت سے ان کی کدوکاوش از حد بڑھی ہوئی تھی۔" (۶)

حضرت شیخ الحدیث کے تلمیذ اور مولانا حسن رضا بریلوی کے پوتے مولانا تحسین رضا بریلوی، آپ کے ذوق مطالعہ اور ذوق تدریس سے متعلق لکھتے ہیں۔

"صبح سے دوپہر تک پڑھاتے رہتے۔ ظہر سے عصر تک پڑھاتے، رات کو بعد مغرب پڑھاتے اور عشاء کے بعد مطالعہ کے لئے بیٹھتے تو ۱۲، ۱ بجے تک مطالعہ کرتے۔ بغیر مطالعہ کے کبھی نہ پڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ آنکھوں میں بڑی تکلیف تھی۔ ڈاکٹر نے ہر چند منع کیا کہ آپ آنکھوں پر زور نہ دیں۔ آپ نے چاہا کہ کچھ دن کے لئے کتب بینی ترک کر دیں، مگر ایسا نہ کر سکے۔ بھلا کتابیں سامنے موجود ہوں اور آپ فرصت میں ہوں پھر مطالعہ نہ کریں، ناممکن ہے۔ فرمایا کرتے تھے جس طرح تازی روٹی اور تازہ سالن مزہ دیتا ہے اسی طرح تازہ سبق اور تازہ مطالعہ مزیدار ہوتا ہے۔ (۷)

(۶) ماہنامہ نوری کرن بریلی، (محدث اعظم پاکستان نمبر) مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۹، ۲۰

(۷) ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۴۲

وصال سے کچھ عرصہ پہلے ایام علالت میں بغرض تبدیلی آب وہوا اور آرام کے لئے ہری پور ہزارہ اور مری تشریف لے گئے، ان دنوں آپ کی علالت اور نقاہت بڑھی ہوئی تھی۔ مدرسہ رحمانیہ ہری پور میں آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ کی مجلس میں اگر کوئی نعت خواں ہوتا تو اس سے نعت شریف سنتے، عمومی طور پر آپ کی مجلس دعوت وارشاد پر مشتمل ہوتی اور مدرسہ کے کتب خانہ سے کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ فرماتے۔ مختلف مسائل میں دلائل کے طور پر پیش ہونے والی عبارت کو نشان لگاتے اور بعد عصر مدرسہ کے مدرسین مولانا سید محمد زبیر شاہ اور مولانا محمد ریاض الدین سے ان کا تذکرہ فرماتے اور انہیں تاکید فرماتے کہ انہیں نوٹ کر لیں تاکہ حوالہ میں کام آسکیں۔ (۸)

مولانا ابو صالح فیض احمد اویسی بہاولپوری حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے کثیر تعداد تصانیف فرمائی ہیں۔ اپنی تصانیف کی کثرت کا راز وہ یوں لکھتے ہیں۔

"اثنائے عبارت (صحاح ستہ کی قرأت) میں حضرت صاحب علیہ الرحمۃ بعض احادیث پر بہترین تقریر اور تبصرہ فرماتے۔ جنہیں فقیر نے بھی نوٹ کیا۔ جس سے ایک مجموعہ تیار ہوا (ان شاء اللہ کبھی منظر عام پر آئے گا) کبھی یوں بھی ہوتا کہ بعد نماز عشاء ہم چند فقیروں کو خصوصی مجلس میں بلوا کر حوالہ جات کے لئے کتابیں اپنے کتب خانہ سے اٹھوا کر نشان لگواتے۔ اور پھر کبھی یوں بھی ہوتا کہ اسی وقت چند حوالہ جات کاپیوں پر لکھوا دیتے۔ اسی مردِ خدا کی برکت ہے جو آج فقیر ہزاروں صفحات پُر کر جاتا ہے جن کے لئے جدید محنت نہیں کرنی پڑتی۔" (۹)

گویا ہزاروں صفحات پر مشتمل تصانیف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا حاصل مطالعہ ہے۔ جسے آپ نے نہایت فراخ دلی سے اپنے تلامذہ تک پہنچا دیا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تصانیف آپ کے تقریری فوائد ہیں۔

(۸) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال۔ یکم شعبان ۱۴۰۶ھ

(۹) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد اویسی بہاولپور۔ محررہ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

ذوق نعت شریف

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ محبّ صادق عاشق مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو نعت شریف سے خاص دلچسپی تھی۔ خصوصاً امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام سننے کا شوق تھا۔ تدریس حدیث کے دوران اکثر ایسے مواقع آجاتے جن میں آپ قصیدہ بردہ شریف، عارف جامی، یا امام احمد رضا کا نعتیہ کلام پڑھنے کا اشارہ فرماتے۔ حاضرین طلباء کے ساتھ مل کر نعت شریف پڑھتے۔ نماز عصر کے بعد عمومی مجلس میں حاضرین میں اگر کوئی نعت خواں ہوتا تو ضرور اس سے نعت شریف پڑھنے کو فرماتے۔ دوران سفر گاڑی میں اور گاڑی کے انتظار میں اسٹیشن یا اڈا پر جہاں بھی بیٹھنا پڑتا وہی مجلس نعت خوانی کی محفل میں بدل دیتے، اکثر طور پر یہ محفل نعت خوانی میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ رومال سے آپ انہیں صاف کر لیتے۔

اندازِ بیعت

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جمیع سلاسل طریقت میں مجاز وماذون تھے۔ انہیں اپنے مشائخ کی طرف سے بیعت لینے کا اذن عام بلکہ حکم تھا۔ لاکھوں بندگان خدا نے آپ سے ہدایت پا کر اپنی دین وآخرت سنوار لی۔ آپ کے متوسلین کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ عقائد میں نہایت پختہ اور اعمال حسنہ پر نہ صرف عامل ہیں بلکہ دوسروں کی ہدایت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ہزاروں علماء آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ بیعت لیتے وقت کا انداز یہ ہوتا کہ مرید کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ کلمات پڑھاتے۔

’’جو میں پڑھوں میرے ساتھ ساتھ وہ آپ بھی کہو۔

پڑھو! ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ ﷺ

(یہ کلمات آپ تین بار پڑھاتے)

میں توبہ کرتا ہوں پچھلے گناہوں سے اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ شریعت مطہرہ پر قائم رہوں گا۔ شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانوں گا۔ میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنا ہاتھ پیروں کے پیر دستگیر حضرت غوث اعظم ابو محمد شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کریم بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھ میں دیا۔

اے اللہ! تو مجھے ان کے غلاموں میں شمار فرما اور ان کے صدقہ سے میری توبہ قبول فرما۔ اور قیامت کے روز ان کے گروہ میں اٹھا۔ دنیا میں، قبر میں، حشر ونشر میں، پل صراط پر ان کے فیض وبرکت سے امداد فرما۔ اور حضرت مخدوم داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری اور حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز سید حسن معین الدین اجمیری اور بزرگان دین اولیاء کاملین قدست اسرارھم کے فیض وبرکت سے بھی نفع عطا فرما۔ دین میں ایمان میں علم وعمل میں، ظاہر وباطن دنیا وآخرت میں برکت، رحمت،

سعادت، حفاظت، استقامت عطا فرما آمین'' (۱)

اس کے بعد مرید کو ایمان وارکان اسلام کی پابندی اور شریعت پر استقامت اور مذہب اہل سنت پر مداومت اور بے دینوں گمراہوں سے نفرت کی ہدایت فرماتے اور ہاتھ اٹھا کر استقامت کی دعا فرماتے۔ آپ کی ہدایت کے الفاظ اس قسم کے ہوتے۔

''پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھنا فرض ہے۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔ جو شخص مالدار شرعاً مالک نصاب ہو تو سال گذرنے کے بعد شریعت کے نصاب وقانون کے مطابق اہل حاجت مسلمانوں کو زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ حج کی توفیق عطا فرمائے تو عمر بھر میں ایک دفع حج کرنا فرض ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے روضہ مقدسہ منورہ کی حاضری ضروری موکد ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب حق ہے۔ صحیح ہے۔ ٹھیک ہے۔ جتنے فرقے اہل سنت و جماعت کے خلاف نکلے یا نکل رہے ہیں ان سب کا مذہب غلط اور باطل ہے۔ جیسے قادیانی مرزائی لاہوری پارٹی، دیوبندی وہابی، غیر مقلد وہابی، نجدی وہابی، تبلیغی وہابی، تنظیمی وہابی، مودودی وہابی، شیعہ، رافضی، تفضیلی۔ نیچری، چکڑالوی، مشرقی خاکساری۔ ان سب کا مذہب باطل ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل آپ کو اور سب احباب حاضرین وغائبین کو اور اس خادم اہل سنت کو مذہب حق مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم ودائم فرمائے۔ آمین (۲)

شجرہ مبارکہ مطبوعہ، جو آپ اپنے مریدین کو عطا فرماتے اس میں اورادواشغال کے علاوہ ''ضروری ہدایات'' کے عنوان سے مفصل ہدایات درج ہوتیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یوں ہے۔

(۱) مکتوب حضرت شیخ الحدیث بنام مولانا ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ۔ محررہ محرم ۱۳۷۴ھ

(۲) تحریر حضرت شیخ الحدیث بقلم مولانا معین الدین رضوی، فیصل آباد

''امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا مسلک مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ حرمین طیبین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ عرب وعجم کے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنا امام وپیشوا تسلیم کیا ہے، اور اس صدی کا مجدد مانا ہے۔ مولا عزوجل ہم سب کا بزرگان دین کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین'' (۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں عورتیں بھی شامل ہوتیں، چونکہ غیر محرم عورت سے پردہ کرنا مرد وعورت دونوں پر فرض ہے۔ اس میں کسی استاد یا پیر کا استثنا نہیں۔ اس لئے آپ عورتوں کو اس طرح بیعت فرماتے کہ عورتیں پردہ میں بیٹھیں اور کلمات بیعت کو اس طرح ادا فرمائیں کہ کوئی غیر محرم مرد نہ سننے پائے۔ چادر یا رومال کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں ہوتا اور دوسرا سرا بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ میں۔

عورتوں کو بیعت کرتے وقت اسی نوعیت کے کلمات بیعت ہوتے جیسے مردوں کی بیعت کے ضمن میں گذرے۔ ہاں اتنے کلمات زیادہ ہوتے۔

''عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے خاوند کی اطاعت کریں۔ اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کریں، اس میں خیانت ہرگز نہ کریں۔ اور خاوند کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی بیوی کے شرعی حقوق ادا کرے۔ عورتیں وضو کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پر چلیں، امہات المومنین کی سیرت پر زندگی بسر کریں۔ جن گھروں میں عورتیں نماز نہیں پڑھتیں ان گھروں میں برکت نہیں ہوتی۔ وہ گھر مثل قبروں کے ہیں۔'' (۴)

علاوہ شجرہ مبارکہ کے دین وایمان، جان ومال اولاد کی حفاظت، دنیا، برزخ، آخرت میں ہر مرض، فقر اور مکر سے

(۳) شجرہ مبارکہ سلسلہ عالیہ قادریہ وسلسلہ عالیہ چشتیہ، مطبوعہ پنجاب پریس لائل پور، ص ۸

(۴) تحریر حضرت شیخ الحدیث بقلم مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد

حفاظت، شیطان کے حملوں سے مدافعت کے لئے مسنون دعاؤں کے پڑھنے کی اجازت وہدایت فرماتے ۔جوں جوں آپ کا مرید روحانی ترقی کرتا اسے دیگر وظائف، اورادواشغال کی اجازت فرماتے ۔قصیدہ بردہ، قصیدہ غوثیہ، دلائل الخیرات، حزب البحر وغیرہ اذکار واوراد کی اجازت بھی عطا فرماتے ۔ان سب اوراد واذکار کی اجازت مشائخ عظام کے ہاں معروف شرائط سے مشروط ہوتی ہے۔ساتھ ہی تاکید ہوتی کہ مذہب اہل سنت اور مسلک اہل طریقت پر مضبوطی سے قائم رہیں ۔نیز مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق اعتقاد رکھیں ۔اسی کے موافق عمل کریں اور تبلیغ کریں ۔جو حضرات علم وعمل میں رسوخ حاصل کر لیتے ہیں اور معیار طریقت پر پورے اترتے انہیں سلاسل طریقت میں مجاز وماذون بھی فرمادیتے ۔آپ کے متعدد خلفاء ہیں ۔(۵)

(۵) مولانا معین الدین، فیصل آباد مولانا عبدالغفار ظفر، مولانا عبدالرشید اور دیگر علماء کو آپ کی طرف سے حاصل ہونے والی سندات اجازت ملاحظہ ہوں۔

انداز اصلاح

علم وفضل کے بادشاہ، ورع وتقوی کے عظیم پیکر، مسلک اہل سنت کے مبلغ اعظم، عقائد حقہ، اعمال صالحہ اور اخلاق مرضیہ کے عظیم ناشر اور مخلص مصلح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ آپ کوئی ایسی حرکت دیکھتے یا کوئی ایسی بات سنتے جو شریعت مطہرہ کے مسلمہ قوانین کے خلاف ہوتی تو حسب حال حکم شرعی سنا دیتے ۔اگر وہ لغزش ایسی ہوتی جو شریعت مطہرہ کے کسی واضح حکم کی خلاف ورزی ہوتی تو فوراً مجمع میں ہی اس پر تنبیہ فرمادیتے ۔چونکہ اس انتباہ کا انداز انتہائی ناصحانہ اور مخلصانہ ہوتا جس سے متعلق فرد اس انتباہ کو قبول کر لیتا اور فوراً ہی اس سے احساس ہو جاتا کہ میری جس لغزش پر متنبہ کیا گیا ہے اس سے فوری اعلانیہ رجوع ضروری ہے ۔اور اگر لغزش ایسی ہوتی جس کا تعلق صرف اسی فرد تک محدود ہوتا تو اس کی اصلاح کا انداز دوسرا ہوتا، خلوت میں بلا کر انتہائی شفقت سے احکام شرعیہ بتا کر اس کی اصلاح کی جاتی ۔مخاطب اس شفقت سے اتنا متاثر ہوتا کہ ایسی خطا سے نہ صرف ہمیشہ کے لئے اجتناب کرتا بلکہ اس کی نگاہ میں آپ کی عظمت اور بڑھ جاتی ۔

یہ فطری امر ہے کہ خلوص ہو تو بے باکی پیدا ہو جایا کرتی ہے ۔بات بھی پر اثر ہوتی ہے ۔اعتماد نفس پیدا ہو جاتا ہے ۔اور مخاطبین بھی ذوق وشوق کا اظہار کرتے ہیں، مخلصانہ انتباہ کے الفاظ دل میں خود بخود جگہ پیدا کر لیتے ہیں ۔حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت جن حضرات کو نصیب ہوئی وہ اکثر اس حقیقت کے مناظر کا مشاہدہ کرتے ۔

علمائے اہل سنت ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ کوئی ایسا کلمہ جس سے انسان شرعی گرفت میں آجاتا ہو، سنتے ہی وہ تنبیہ فرما دیتے ہیں تاکہ کہنے والا بھی شرعی گرفت سے بچ جائے اور سننے والا عالم حق گو بھی حق گوئی کے موقع پر خاموشی اختیار کر لینے کے گناہ سے محفوظ رہے ۔حقیقت یہ ہے کہ مناسب حال اصلاح کرنے کا یہ وصف عالی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ میں اس شان سے موجود تھا کہ اس کی جلوہ گری ہر محفل میں دیکھی جاتی تھی ۔

مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ علماء حضرات کے طریق اصلاح پر ممکنہ خدشات کو سادہ مثال سے دور کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں۔

''آج کل کے مصلحت باز اور پالیسی نواز افراد ممکن ہے اس بات کو اچھا نہ سمجھیں اور یوں کہہ دیں کہ نہیں صاحب! یہ بات مناسب نہیں کہ کسی شریف آدمی کو بھرے مجمع میں ٹوک اور روک دیا جائے۔مگر جن کے پیش نظر شرعی احکام ہیں وہ کوئی ایسا کلمہ سن کر، جس سے غلط تاثر پیدا ہو سکے یا جو کسی شرعی ضابطے سے ٹکرائے۔خاموش نہیں رہ سکتے۔اور فوراً اس پر تنبیہ فرما دیتے ہیں۔''اپنے بائیں ہاتھ چلو''۔ٹریفک کے اس اصول کے خلاف اگر کوئی سوار بھرے مجمع میں عمداً یا سہواً دائیں طرف سے گذرنے لگے۔تو چوک میں اگر کوئی سپاہی کھڑا نہ ہو تو یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنی غلطی سمیت گذر جائے۔لیکن وہاں اگر سپاہی موجود ہو گا تو وہ فوراً سیٹی بجائے گا اور اسے اس کی غلطی پر متنبہ کر کے مجبور کرے گا کہ وہ بائیں سائیڈ اختیار کرے۔فرمائیے کیا یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ سپاہی نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ایک شریف آدمی کو اتنی بڑی شاہراہ میں روک اور ٹوک دیا۔قرآن پاک پڑھنے والا کوئی بھی ہو اس سے زبر زیر کی معمولی بھی لغزش واقع ہو جائے تو بھرے مجمع میں حفاظ فوراً بول اٹھتے ہیں کہ حضرت! یوں نہیں یوں پڑھئے۔یہ نظارہ آپ نے کئی بار دیکھا ہو گا کہ پڑھنے والا استاذ ہو یا پیر و مرشد یا کوئی بہت بڑا عالم ہو، قرآن پڑھتے ہوئے اگر اس کی زبان سے کسی آیت میں تھوڑا سا بھی تغیر واقع ہو جائے تو شاگرد، مرید اور عوام سبھی بول اٹھتے ہیں کہ حضرت یوں نہیں یوں ہے۔(۱)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بروقت انتباہ کے چند مناظر ملاحظہ ہوں۔

مولانا محمد بشیر مدیر ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں۔

(۱) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۳/شعبان ۱۳۸۵ھ/۷/دسمبر ۱۹۶۵ء۔ص ۳

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چک جھمرہ ضلع لائل پور کے ایک جلسہ میں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی صدارت میں میری تقریر ہو رہی تھی۔میں نے تقریر کے دوران ''رَأَیْتُ رَبِّی فِی اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ'' کی حدیث پڑھ کر اس کا ترجمہ پنجابی زبان میں بلفظ ''شکل'' کر دیا اور یوں کہا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو بڑی اچھی شکل میں دیکھا ہے۔حضرت موصوف علیہ الرحمۃ نے جو کرسی صدارت پر رونق افروز تھے۔اسی وقت فرمایا۔مولانا! اللہ تعالیٰ شکل سے پاک ہے۔صورت کا ترجمہ بھی صورت ہی رہنے دیجئے۔چنانچہ میں نے وہیں حضرت کی اس تنبیہ سے خبردار ہو کر اپنے ترجمہ سے رجوع کر لیا۔اور پھر آج تک یہ حدیث پڑھتے یا بیان کرتے وقت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی وہ تنبیہ سامنے آ جاتی ہے۔''(۲)

مولانا ابوالنور محمد بشیر، مولانا غلام محمد ترنم (م ۱۷/محرم ۱۳۷۹ھ/۲۴/جولائی ۱۹۵۹ء) مرکزی نائب صدر جمعیت علماء پاکستان کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ مولانا موصوف تقریر فرما رہے تھے اور اس جلسہ کی صدارت حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کر رہے تھے۔دوران تقریر مولانا ترنم علیہ الرحمۃ کے منہ سے سبقت لسانی سے یہ جملہ نکل گیا۔

''نماز میں ایک طرف بندہ کھڑا ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا کھڑا ہوتا ہے''

حضرت نے یہ بات سن کر فوراً ٹوک دیا اور فرمایا مولانا! اللہ تعالیٰ کھڑا ہونے سے پاک ہے۔توبہ کیجئے۔مولانا ترنم اس انتباہ سے اپنی غلطی کو سمجھ گئے فوراً اسی وقت توبہ کی۔(۳)

سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کی تعمیر کے سلسلہ میں طریق کار یہ تھا کہ جمعہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی تقریر اور خطبہ عربی کے درمیان کوئی صاحب مجمع کی توجہ تعمیر کی اعانت کی طرف دلاتے۔حاضرین حسب استطاعت زرِ اعانت پیش کرتے۔

(۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔مجریہ ۱۳/شعبان ۱۳۸۵ھ۔ص ۳

(۳) ایضاً۔ص ۳

رمضان المبارک بڑی برکتوں والا مہینہ ہے، اس میں کئے گئے صدقات وخیرات کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ زیرِ تعمیر سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر میں بھی عوام اہل سنت رمضان شریف میں عام دنوں سے بڑھ کر حصہ لیتے تاکہ مسجد کی تعمیر کے ثواب کے ساتھ رمضان شریف میں عطیات دینے کا ثواب شامل ہو جائے۔

ایک مرتبہ شوال المکرّم کے ابتدائی جمعہ میں غالباً حوالدار محمد حسین نے زیرِ تعمیر سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں یہ کہہ دیا۔

”لوگو! یہ خیال نہ کرو کہ رمضان شریف گذر گیا ہے، اس لئے اب عطیات بیکار ہیں، بلکہ اب بھی عطیات کا اتنا ہی ثواب ہوگا جتنا رمضان شریف میں تھا۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے سنتے ہی فوراً تنبیہ فرمائی اور فرمایا۔

”رمضان شریف میں دیئے گئے عطیات کا ثواب یقیناً زیادہ تھا۔ اب جب کہ رمضان شریف گذر چکا ہے۔ اب عطیات کا ثواب اتنا نہیں ہوگا۔“ (۴)

اللہ اللہ! اظہارِ حق کے جذبہ کی تڑپ کا اندازہ لگایئے۔ اس کی قطعاً پرواہ نہ کی کہ ایسا کہنے سے مسجد کی تعمیر کی اعانت متاثر ہوگی۔ بلکہ حقیقت کا اظہار مقدم سمجھا۔

مولانا سید حبیب الرحمٰن ضلع قاضی راولاکوٹ، آزاد کشمیر فرماتے ہیں کہ منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں مولانا محمد یوسف نگینہ (اہل سنت) اور مولوی محمد صدیق (اہل حدیث) کی مخالفانہ تقاریر کی وجہ سے انتظامیہ نے دونوں کو شہر بدر کر دیا تھا۔ اس وقت میں جامعہ رضویہ کا طالب علم تھا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مجھے حکم دیا کہ آپ مولانا محمد یوسف نگینہ کی جگہ جمعہ پڑھایا کریں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہو کہ آپ جمعرات کی شام کو منڈی چوہڑکانہ پہنچ جایا کریں۔ رات کو درس قرآن دیں اور صبح جمعہ میں تقریر کریں۔ شام کو لائل پور واپس پہنچ جایا کریں، تاکہ ہفتہ صبح سبق کے لئے مطالعہ کر سکیں۔ حسب ارشاد میں نے چوہڑکانہ میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ دھوبی گھاٹ (فیصل آباد)

(۴) ماہنامہ نوری کرن، بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۵۰

میں جمعرات کو نماز عشاء کے بعد مولانا سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ میں نے از خود یہ پروگرام بنایا کہ رات کو حضرت کاظمی صاحب کی تقریر سنوں گا اور منڈی چوہڑکانہ میں جو درس قرآن جمعرات شام کو دیتا ہوں وہ جمعہ کے بعد رات کو دے کر کمی پوری کر لوں گا۔ چنانچہ کاظمی صاحب کی تقریر کے بعد جب چند خدام جلسہ کی کاروائی سنانے کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ ابتداء میں فلاں صاحب نے تلاوت فرمائی پھر ”نعت شعت“ ہوئی .... یہ لفظ سننا تھا فوراً اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا شروع کیا۔ بار بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ پڑھ رہے تھے۔ اور فرماتے تھے۔

”شاہ صاحب! ہمیں آپ سے یہ توقع نہ تھی“

شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں میرے ذہن میں آیا کہ حسب معمول میں نے آج رات چوہڑکانہ میں جا کر درس دینا تھا۔ آج چونکہ میرے جلسہ سننے کی وجہ سے وہاں کا درس نہ ہو سکا۔ آپ اس کی تنبیہ فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی ایسا معاملہ نہ تھا کہ اس پر ان الفاظ سے گرفت فرمائی جائے۔ میں نے عرض کیا۔

”حضور! میں آج کا درس جمعہ کے بعد رات کو دے کر کمی پوری کر لوں گا“

فرمایا: مولانا! یہ بات نہیں آپ نے تو نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی شان رفیع میں بڑی سوئے ادبی کی ہے۔ یہ ”نعت شعت“ کیا ہے؟“

نیز فرمایا۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی نسبت ایسے فروتر الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ سوئے ادبی ہے۔ آپ نے یہ کیا انٹ شنٹ کہہ دیا ہے۔“

پھر فرمایا۔

”نظم کی صورت میں حضور انور ﷺ کی تعریف کو نعت شریف کہتے ہیں۔ حضور کی نسبت سے نعت شریف کہنا چاہیئے۔“

مولانا! اب اس کا کفارہ ادا ہونا چاہئے۔ بھلا معلوم ہے کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟''

خود ہی ارشاد فرمایا۔

''علماء نے لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا سوئے ادبی ہے۔ علماء نے اس کا کفارہ یہ لکھا ہے کہ جو آدمی ایک مرتبہ یثرب کہے وہ دس بار مدینہ طیبہ کہے۔ آپ بھی دس مرتبہ کہیں کہ نظم کی صورت میں حضور اقدس نور معظم ﷺ کی تعریف کو نعت شریف کہتے ہیں'' (۵)

مولانا محمد سلیم نقشبندی خطیب جامع مسجد جھال خانوآنہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ حاجی مہر الدین مقیم گوشالہ فیصل آباد کے مکان پر ایصال ثواب کی محفل میں آپ کی موجودگی میں میں نے ختم شریف کے کلمات پڑھے۔ ان دنوں میں جامعہ رضویہ کا طالب علم تھا۔ آیت مبارکہ ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا'' پڑھتے وقت میں نے کلمہ ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ'' پر وقف کیا اور محبت و عظمت مصطفیٰ کے اظہار کے لئے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لئے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ مولانا! آیت دوبارہ ابتداء سے پڑھو۔ میں نے دوبارہ پڑھنے میں وہی عمل کیا۔ یعنی لفظ ''مُحَمَّدٌ'' پر وقف کیا۔ آپ نے پھر تنبیہ فرمائی اور فرمایا۔ دوبارہ آیت کو پڑھو۔ میں نے پھر پڑھنے میں لفظ ''مُحَمَّدٌ'' پر وقف کیا۔ درحقیقت میں آپ کے انتباہ کو نہ سمجھ سکا۔ آپ نے پھر وضاحت سے بیان فرمایا۔ کہ آیت مبارکہ میں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ تو محض نفی ہے۔ حالانکہ یہاں نفی کے بعد اثبات ہے جو منشا آیت ہے، آپ نے محض نفی پر توقف کیا ہے۔ جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ میں صرف '' لَا اِلٰهَ '' پر وقف کرے، جو غلط ہے '' اِلَّا اللّٰهُ'' ساتھ ملا کر نہ پڑھے، سانس کا کوئی اعتبار نہیں آئے یا نہ آئے۔ یہاں توقف کے بعد اگر سانس نہ آئے اور اسی حالت میں جان نکل جائے تو نعوذ باللہ حضور انور ﷺ کی صفت رسالت اور ختم نبوت کی نفی پر خاتمہ کا خدشہ ہے۔ لہٰذا آیت مبارکہ میں لفظ ''مُحَمَّدٌ'' پر توقف منع ہے۔ (۶)

(۵) روایت مولانا سید حبیب الرحمٰن ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

(۶) روایت مولانا محمد سلیم، فیصل آباد۔ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

اگر کوئی قاری لفظ ''مُحَمَّدٌ'' پر توقف کئے بغیر تقبیل ابہامین کرے اس کے جواز میں کلام نہیں۔

مولانا سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی بیان فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں ایک تقریر کے بعد حسب معمول ایک نعت خواں نے سلام پڑھایا۔ دوران سلام کچھ اس قسم کے اشعار پڑھے جن کا مفہوم تھا کہ معلوم نہیں کہ حضور اکرم ﷺ بشر ہیں یا نور، سلام کے یہ اشعار سن کر آپ نے نعت خوان کی وہیں اصلاح فرمائی۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک آپ نے یہ مسئلہ سمجھایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں اور آپ کی ظاہری صورت بشری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نور پاک سے پیدا فرمایا۔ چونکہ آپ نے اس دار العمل میں بندوں کی ہدایت کا فریضہ انجام دینا تھا اس لئے آپ نے بشری لباس میں جلوہ گری فرمائی۔ آپ کا بشر ہونا صرف ظاہری اعتبار سے ہے۔ اصل حقیقت کے اعتبار سے آپ کی نورانیت اور ظاہری صورت میں آپ کی بشریت میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ
يَاقُوْتٌ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرِ (۷)

مولانا سید حسین الدین ہی بیان کرتے ہیں کہ ایام علالت میں آپ پہلی مرتبہ مری تشریف لے گئے۔ راولپنڈی میں آپ نے حاجی عبدالحمید (حاجی اینڈ کمپنی) کے ہاں بھی قیام فرمایا۔ آپ کی قیامگاہ کے لئے جو کمرہ تجویز ہوا، جب آپ اس کے دروازہ پر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ کمرہ میں کوئی تصویر تو نہیں۔ جب عرض کیا گیا کہ اس کمرہ میں کسی جاندار کی تصویر نہیں تو آپ اندر تشریف فرما ہوئے۔ اسی راولپنڈی کے قیام کے دوران حاجی عبدالرحیم اور بشیر احمد حاضر ہوئے۔ یہ حضرات اگرچہ آسودہ حال تھے۔ مگر نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ ان کی نعت خوانی محض محبت رسول کی خاطر ہوتی کوئی اور غرض سے نہ ہوتی۔ ان دونوں حضرات نے اجازت پا کر نعت پڑھی۔ دوران نعت ایک مصرعہ اس طرح پڑھا۔

(۷) روایت مولانا سید حسین الدین راولپنڈی۔ ۸ ربیع النور ۱۴۰۴ھ

کعبہ کو چھوڑ زاہد ا ، یار کے در پر پڑھ نماز

آپ نے فوراً روک دیا اور فرمایا اس مصرعہ کو یوں پڑھو۔

کعبہ نہ چھوڑ زاہدا ، یار کے در پر پڑھ نماز

تمام حاضرین آپ کی بروقت اصلاح سے محظوظ اور متاثر ہوئے۔(۸)

کسی مقرر کی ایسی معمولی لغزش جو شرعی گرفت میں نہ آتی ہو تو آپ اس کی اصلاح بھی فرمادیتے۔مگر اس کی اصلاح کا انداز دوسرا ہوتا۔مولانا ابوالنور محمد بشیر مدیر ماہ طیبہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔جس میں آپ کی اصلاح کا یہ پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

''مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور کے ایک سالانہ اجتماع میں حضرت کی موجودگی میں تقریر کررہا تھا،اور اس میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کررہا تھا کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے ایک بار خوش ہو کر فرمایا ''سَلْ'' مانگ۔حضرت ربیعہ نے عرض کیا۔''اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ'' حضور! میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سبقت لسانی سے میرے منہ سے بجائے ''سَلْ'' کے ''سَلْ مَا شِئْتَ''نکل گیا۔اور ایک بار نہیں متعدد بار ''سَلْ مَا شِئْتَ'' مانگ جو تو چاہے۔تقریر ختم ہوئی۔رات کا وقت تھا۔آرام کیا۔صبح اٹھے اور نماز کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے حضور حاضری ہوئی۔چائے پینے کے بعد حضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا۔تھوڑی دیر کے لئے ذرا آپ باہر تشریف لے جائیں۔مجھے ان سے (میری طرف اشارہ فرمایا) کوئی بات کرنا ہے۔حاضرین باہر چلے گئے۔تو مجھ سے فرمایا۔رات کی تقریر ماشاء اللہ خوب تھی۔خدا تعالیٰ اور بھی برکت عطا فرمائے مگر آپ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک میں جو ''سَلْ مَا شِئْتَ'' پڑھا ہے۔اس

(۸) روایت ایضاً۔۸/ربیع النور ۱۴۰۴ھ

روایت میں ''مَاشِئْتَ'' کا لفظ موجود نہیں۔صرف ''سَلْ'' ہے۔ایسا نہ ہو کہ کوئی مخالف اس روایت میں ''مَاشِئْتَ'' کا مطالبہ کر بیٹھے تو مشکل پیدا ہو جائے۔حضرت کی اس طرز اصلاح سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میرے لب حضرت کے ہاتھ چوم رہے تھے اور حضرت کے لب میرے لئے دعائیں فرمارہے تھے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔''(۹)

مولانا الٰہی بخش لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لاہور میں آپ میری دعوت پر تقریر کے لئے تشریف لائے۔رات کو تقریر ہوئی۔صبح کی نماز میں نے پڑھائی۔آپ نے نماز کے بعد جب سب نمازی جاچکے تو مجھے علیحدگی میں فرمایا۔مولانا سجدہ کرتے وقت پاؤں کی دونوں انگلیوں کے پیٹ لگنا ضروری ہے۔پھر خود سجدہ کرکے بتایا۔اس وقت نماز میں میرے پاؤں کی انگلیاں کسی وجہ سے نہ لگی تھیں۔آپ کے اس ناصحانہ انداز اصلاح سے میں بے حد متاثر ہوا۔(۹۔ا)

آپ کی ہر محفل ہر مجلس میں مسائل شرعیہ کا ہی تذکرہ ہوتا۔ملاقات ہو یا رخصت،کھانے کی محفل ہو یا کوئی اور محفل،ہر جگہ سنت طریقہ کی وضاحت فرماتے اور اس پر عمل کی ترغیب دیتے،جہاں کہیں کسی نے سنت طریقہ کے خلاف عمل کیا آپ نے دیکھتے ہی فوراً اسے سنت طریقہ پر عمل کے لئے فرمادیا۔آپ کی اصلاح عوام وخواص سبھی کے لئے ہوتی۔آپ کا انداز اصلاح اتنا مخلصانہ ہوتا کہ سبھی آپ کی ہدایات پر عمل کرنے میں سعادت سمجھتے اور آپ کے انتباہ سے متاثر ہوتے۔

ایک مرتبہ حاجی سراج دین نورانی کیلنڈر فیصل آباد والے حاضر ہوئے۔ان کے دائیں ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔آپ نے فرمایا۔

''حاجی صاحب! سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے منع ہے۔اسے اتاردو۔''

حاجی صاحب نے فوراً انگوٹھی اتاردی اور عرض کی کہ اب اسے مدرسہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔فرمایا کہ گھر کے لئے رکھ لو۔کسی عورت کو پہنا دینا۔حاجی صاحب موصوف آپ کی بات سے انتہائی متاثر ہوئے۔(۱۰)

(۹) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔۱۳/شعبان ۱۳۸۵ھ۔ص ۳ (۹۔ا) روایت مولانا الٰہی بخش لاہور۔۲۸/صفر ۱۴۰۴ھ

(۱۰) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی،فیصل آباد۔۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

اسی نوعیت کا ایک واقعہ صوفی گلزار احمد خادم آستانہ عالیہ رضویہ فیصل آباد نے بیان کیا۔

مولانا محمد سلیم نقشبندی خطیب جھال خانوآنہ، فیصل آباد فرماتے ہیں کہ جب میں جامعہ رضویہ میں زیر تعلیم تھا۔ ایک مرتبہ میں نے کھڑے ہوکر شلوار پہنی۔ آپ نے مجھے بلاکر شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔

''مولانا! شلوار کھڑے ہوکر نہیں پہننی چاہئے''

پھر فرمایا۔

''مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ جو آدمی کھڑے ہوکر شلوار پہنے، سیاہ جوتا پہنے، سبز یا سیاہ تہبند باندھے وہ ساری عمر پریشانی اور مفلسی میں بسر کرتا ہے، اسے سکون نصیب نہیں ہوتا، اور ایسے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے جو لاعلاج ہو۔''(۱۱)

مولانا سید حسین الدین مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی فرماتے ہیں کہ

''۱۹۵۵ء میں جب میں دورہ حدیث سے فارغ ہوا اور آپ سے رخصت لے کر آنے لگا۔ میں نے غلطی سے اپنا جوتا پہلے بائیں پاؤں میں پہن لیا۔ آپ نے مجھے دیکھ لیا۔ فوراً واپس بلالیا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ جوتا پہننے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے اور جوتا اتارنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بائیں پاؤں سے اتارا جائے۔''(۱۲)

ایک مرتبہ قاری علی احمد رہتکی، امام سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد نے عرض کی کہ فلاں جگہ مجلس میں چند آدمی کھڑے تھے۔ فلاں صاحب نے آپ کی مخالفت میں یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا۔

''قاری صاحب! اس مخالف کی بات وہیں رہ گئی ہے۔ اب وہ نہیں کہہ رہا۔ آپ کہہ رہے ہیں''

قاری صاحب موصوف آپ کی تنبیہ سے متاثر ہوئے۔(۱۳)

(۱۱) روایت ایضاً (۱۲) روایت مولانا سید حسین الدین راولپنڈی۔ ۸/ربیع النور ۱۴۰۴ھ

(۱۳) روایت مولانا عبدالغفار ظفر فیصل آباد۔ ۴/ربیع النور ۱۴۰۶ء

آپ اکثر اوقات اولیاء کاملین کے مزارات پر حاضری دیتے اور ایصال ثواب کرتے۔ ایک مرتبہ دربار داتا گنج بخش قدس سرہ حاضر ہوئے۔ مولانا حافظ احسان الحق آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ مزار کے سامنے کھڑے دعا مانگ رہے تھے کہ ایک نووارد آیا اس نے دربار کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا۔ آپ نے دعا کو چھوڑ کر اس کو تنبیہ فرمائی کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لئے روا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو سجدہ روا نہیں۔ اگر کوئی شخص مخلوق میں سے کسی کو معبود سمجھ کر سجدہ کرے، کفر ہے اور اگر اسے معبود نہ سمجھے، صرف تعظیم کے لئے سجدہ کرے پھر بھی ہماری شریعت میں حرام اور ممنوع ہے۔

آپ نے دربار شریف کے منتظمین سے فرمایا کہ اس مضمون کی ایک تختی بنوا کر یہاں لگوادی جائے کہ مزارات کو سجدہ کرنا روا نہیں۔ آپ کی ہدایت کے مطابق وہاں جلی حروف میں لکھی ہوئی تختی آویزاں کردی گئی۔(۱۴)

قیام بریلی کے دوران احمد آباد (بھارت) میں مولوی سلطان حسن سنبھلی سے مناظرہ کے بعد وہاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ شہر کے مختلف مقامات پر روزانہ جلسے سے آپ خطاب فرماتے۔ یہ سلسلہ کئی ہفتوں جاری رہا۔ احمد آباد میں آپ کا قیام مولانا عبدالقادر احمد آبادی کے دادا جان کے ہاں تھا۔ ان دنوں مولانا عبدالقادر بی۔ اے کی تیاری کے لئے کالج میں داخلہ کی تیاری کررہے تھے۔ ایک دن آپ نے ان کی انگریزی وضع دیکھ کر فرمایا، ارے بندہ خدا! تمہارے دادا جان کتنے بڑے عالم ہیں۔ ان کے کتب خانہ میں کیسی کیسی نایاب کتابیں ہیں۔ تم انگریزی تعلیم حاصل کررہے ہو اور انگریزی وضع اختیار کررکھی ہے۔ اگر تم نے انگریزی وضع نہ چھوڑی اور دینی تعلیم حاصل نہ کی تو تمہارے دادا جان کی کتابوں کا مصرف تمہارے والد کے بعد کیا ہوگا۔ تمہیں چاہئے کہ دینی تعلیم حاصل کرو اور اس علمی ورثہ کے صحیح جانشین بنو۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ مولانا عبدالقادر کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئے۔ ان کی طبیعت میں انقلاب آگیا۔ بی اے کرنے کا ارادہ فوری طور پر ترک کردیا۔ آپ کے ساتھ بریلی حاضر ہوئے اور دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔(۱۵)

(۱۴) قلمی یادداشت مولانا احسان الحق، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۱۵) ا تذکرہ شہید اہل سنت، ناشر انجمن غوثیہ رضویہ، فیکٹری ایریا فیصل آباد۔ ص ۴

ب ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ ۶/شوال ۱۳۸۳ھ/۲۲/فروری ۱۹۶۴ء

سفروحضر میں آپ کی تبلیغ سے لوگ ہدایت پاتے۔اوراپنی غلطیوں کی اصلاح کرتے۔تانگہ والوں کی عموماً عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھوڑے کو یا تو گالیاں دیتے ہیں یا پیار سے انہیں بیٹا کہتے ہیں۔آپ انہیں تاکید فرماتے کہ کسی جانور کو گالی دینا جائز نہیں۔اور کسی جانور کو بیٹا کہنا روا نہیں۔(۱۶)

مولانا محمد عبدالرشید رضوی خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ دور طالب علمی میں ایک مرتبہ آپ نے مجھے بریلی شریف میں نل سے لوٹا بھرنے کا حکم دیا۔میں نے نل سے لوٹا بھرا۔لیکن لوٹے کے پانی میں میری انگلیوں کے پورے لگ گئے۔آپ نے فرمایا کہ یہ پانی مستعمل ہوگیا ہے۔اس سے وضو جائز نہیں۔میں نے چاہا کہ اس پانی کو گرا کر دوبارہ لوٹا بھرلوں۔مگر آپ نے فرمایا۔خواہ مخواہ پانی ضائع کرنا اسراف ہے،آپ ایسا کریں کہ اسے مسجد کے تالاب میں ڈال دیں تاکہ اسراف سے بچ جائیں۔(۱۷)

مولانا نذیر احمد قادری مقیم چک ۱۲/۱۱۳ ایل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۷۳ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دن درس حدیث کے دوران جبکہ مسلم شریف کا درس شروع تھا۔ایک صاحب دارالحدیث میں طلباء کے لئے چائے لے آئے۔درس ختم ہونے پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ پر چائے تقسیم ہونے لگی۔جب اس ناچیز کی باری آئی تو بندہ نے دائیں ہاتھ میں کپ پکڑا،پلیٹ میں چائے ڈالی۔بائیں ہاتھ سے پلیٹ منہ کے قریب لے گیا۔حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آواز دارالحدیث میں گونجی،مولانا! آپ بائیں ہاتھ سے پی رہے ہیں۔بندہ نے کپ نیچے رکھ کر دائیں ہاتھ سے پلیٹ پکڑی اور پینے لگا۔جب دوبارہ کپ سے پرچ میں چائے ڈالنے لگا تو پھر آواز آئی،مولانا! آپ بائیں ہاتھ سے ڈال رہے ہیں۔تو بندہ نے پلیٹ رکھ دی۔دائیں ہاتھ میں کپ لے کر پینے لگا۔تو حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے تبسم فرمایا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ فرمائے۔طیب طیب۔اب ٹھیک ہے۔

اس واقعہ پر مولانا نذیر احمد قادری اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں۔کہ اب بھی تنہائی میں بیٹھے جب یہ واقعہ یاد آتا ہے اور طیب طیب کے الفاظ کی گونج کانوں میں آتی ہے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

(۱۶) روایت مولانا عبدالرشید رضوی جھنگوی۔۳۰ر رجب ۱۴۰۵ھ (۱۷) ایضاً

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام(۱۸)

مولانا محمد عبدالرشید رضوی خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ میرے بریلی شریف کے دوران تعلیم ایک مرتبہ استاذ گرامی حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نئی بریلی میں ایک جلسہ میں تقریر کے لئے تشریف لے گئے۔چند طلباء بھی وہاں آپ کا خطاب سننے کے لئے پہنچے۔میں بھی ان میں شامل تھا۔جلسہ گاہ کا فاصلہ مسجد بی بی جی سے اندازاً ڈیڑھ میل تھا۔خطاب کے بعد آپ تانگہ پر سوار ہو کر واپس مدرسہ میں تشریف لائے۔ہم طالب علم پیدل تھے۔ہم درمیانی کم فاصلہ والے راستہ پر ہولئے۔اس طرح ہم کبھی تیز چلتے،کبھی دوڑتے۔اتفاق سے جب آپ مدرسہ کے قریب تانگہ سے اترے،ہم بھی دوڑتے ہوئے پہنچ گئے۔

آپ نے ہمیں دوڑتے ہوئے دیکھ لیا۔اور فرمایا۔

''ارے بندہ خدا! لوگ تمہیں دوڑتا ہوا دیکھ کر کیا کہتے ہوں گے کہ مولوی دوڑ رہے ہیں،اس سے خواہ مخواہ وقار علماء میں کمی آتی ہے۔بغیر ضرورت کے طلباء علماء کا آبادی میں دوڑنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔وقار علماء کے لئے آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔آئندہ محتاط رہیں۔''(۱۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمیشہ اپنے تلامذہ کو فرماتے کہ تبلیغ کے لئے جہاں کہیں بھی جاؤ،بڑی خندہ پیشانی سے جاؤ۔لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔نذرانہ وغیرہ کا مطالبہ ہرگز نہ کرو۔بلکہ تم ان لوگوں کا احسان مانو جنہوں نے تمہیں وعظ کرنے کے لئے دعوت دی۔تبلیغ تم پر فرض ہے۔انہوں نے جلسہ کا اہتمام کیا،اشتہارات شائع کئے،تمہارے کھانے کا انتظام کیا۔آپ سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ وہاں جاکر تبلیغ کریں۔اگر وہ لوگ یہ اہتمام نہ کریں پھر بھی آپ کو تبلیغ فرض ہے۔اللہ کا شکر ادا کیا کرو کہ انہوں نے جلسہ کے تمام انتظام خود کرلئے۔آپ اگر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تبلیغ کریں گے،مولا کریم آپ کے دینی و دنیوی امور میں برکت کرے گا۔

(۱۸) مکتوب مولانا نذیر احمد بنام فقیر قادری،محررہ،۲۵رمئی ۱۹۸۵ء (۱۹) روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی،۱۴ر ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

اسی سلسلہ میں آپ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک گاؤں مجھے جلسہ کے لئے جانا تھا۔ منتظمین جلسہ سواری کے لئے کار لے آئے۔ میں مذکورہ گاؤں میں پہنچا۔ بحمدہ تعالیٰ تین گھنٹے بیان جاری رہا۔ بڑا پرلطف بیان ہوا۔ واپسی پر جلسہ کے منتظمین نے کوئی نذرانہ وغیرہ پیش نہ کیا۔ الحمدللہ یہ پرلطف محفل خالصتاً اللہ کے لئے تھی۔ (۲۰)

اس نوعیت کے بے شمار واقعات آپ کے سیرت طیبہ کی زینت ہیں۔

صوفی محمد بشیر ساکن چک ۶۷ گ ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ جڑانوالہ کا ایک شخص حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوا۔ بیعت ہونے کے بعد وہ جڑانوالہ میں بے دین ملنگوں کی مجلس کا شریک کار ہو گیا۔ ان بے دین ملنگوں کی مجلس کا یہ اثر ہوا کہ وہ شخص علماء کرام سے متنفر ہو گیا۔ چنانچہ بیعت ہونے کے بعد وہ شخص دوبارہ آپ کے ہاں حاضر نہ ہوا۔ بلکہ ایک جلسہ کے سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک مرتبہ جڑانوالہ تشریف لے گئے تو یہ شخص راستہ میں ملنگوں کے ڈیرے پر موجود تھا۔ اس نے حضرت کی آمد کی کوئی پروانہ کی، بلکہ ملنا بھی گوارا نہ کیا۔ کچھ عرصہ اسی حالت بد میں گذرا کہ اس کی قسمت نے یاوری کی۔ اس نے خواب دیکھی جس سے وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور بڑا نادم ہوا۔ ندامت کے عالم میں ہی وہ لائل پور شیخ کامل حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجلس میں اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر آپ نے اس کو مصافحہ کے لئے ہاتھ نہ دیئے۔ چند مرتبہ مختلف اوقات میں اس نے مصافحہ کے لئے کوشش کی۔ مگر آپ نے اظہار ناراضی کے طور پر اس سے مصافحہ نہ کیا۔ چنانچہ وہ شخص رات بھر شاہی مسجد میں روتا رہا۔ اور اپنی غلطی پر ندامت کے آنسو بہاتا رہا۔ میں (صوفی محمد بشیر) نے اس سے رونے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ صبح کو آپ نے اس کو طلب فرمایا اور اس کو نصیحت فرمائی احکام شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس شخص نے سچی توبہ کی۔ بعدازاں وہ آدمی احکام شریعت کا پابند بن گیا۔ (۲۱)

صوفی محمد بشیر موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ایک برادر طریقت (حضرت شاہ

(۲۰) قلمی یادداشت مولانا حافظ احسان الحق مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

(۲۱) روایت صوفی محمد بشیر، ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ

سراج الحق قدس سرہ کے مرید) کا ایک لڑکا محمد اسحٰق آوارہ منش تھا۔ افعال شنیعہ کا عادی تھا۔ اس کا والد اس کی ان حرکات کو دیکھ کر پریشان ہوتا۔ اس نے اس پریشانی کا یہ حل سوچا کہ اپنے اس آوارہ لڑکے کو حضرت شیخ الحدیث سے بیعت کروا دوں۔ شاید آہستہ آہستہ بری حرکات سے باز آجائے۔ اور اپنے آپ کی اصلاح کر لے۔ پروگرام کے مطابق والد، محمد اسحٰق کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے بیعت لینے کے بعد نماز، روزہ، احکام شرع کی پابندی کا حکم دیا۔ محمد اسحٰق نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ زبردستی کرالیں تو اور بات ہے۔ چنانچہ اس کے بعد محمد اسحٰق کچھ عرصہ اپنی پرانی عادت بد پر قائم رہا۔ لیکن اچانک وہ نماز، روزہ احکام شرع کا پابند بن گیا۔ بلکہ اس نے داڑھی تک رکھ لی۔

جب والد نے اس سے اس تبدیلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے ایک خواب کا واقعہ بیان کیا کہ ایک رات حضور اکرم ﷺ کی مجلس دیکھی میں نے چاہا کہ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرلوں۔ چنانچہ اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے جب حضور کی مجلس کے قریب بڑھا۔ تو مجلس میں حاضرین میں سے چند لوگ اٹھے اور انہوں نے مجھے (محمد اسحٰق) سے پوچھا کہ تم کون ہو اور بغیر اجازت کیسے آئے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سرٹیفکیٹ ہونا چاہئے۔ یہ کہنے کے بعد انہوں نے مجھے مارنا شروع کیا۔ میرے کندھوں پر ڈنڈے مارے گئے۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو میرے کندھے واقعی ضربوں سے چور تھے۔ میں نے محسوس کیا یہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کا تصرف ہے۔ اس خواب نے میری دل کی حالت بدل دی اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو گئی۔ میں نے شیخ طریقت کی ہدایات کے مطابق سچی توبہ کر لی اور داڑھی بھی رکھ لی ہے۔

صوفی محمد بشیر موصوف مزید بیان کرتے ہیں کہ وہی محمد اسحٰق اب صوفی محمد اسحٰق کے نام سے مشہور ہے۔ اڈا لاریاں فیصل آباد میں ہوٹل کا مالک ہے اور آج بھی یہ واقعہ بڑے ذوق سے لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ (۲۲)

اپنے دامن گرفتہ حضرات کی اصلاح کا مذکورہ بالا انداز بھی قابل توجہ ہے۔ اس میں آپ کے روحانی تصرف کی

(۲۲) ایضاً۔ ۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ

جلوہ گری مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔اسی نوعیت کے بے شمار واقعات سے چندواقعات کا تذکرہ کرامات کے باب میں آئے گا۔ان شاءاللہ۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اصلاح کا ایسا انداز اختیار فرماتے جس سے مخاطب کی عزت نفس مجروح نہ ہونے پاتی اور مخاطب اپنی غلطی سے بھی تائب ہو جاتا۔مخلص مصلح اور کامل مبلغ کی حیثیت سے انداز اصلاح حسب حال مختلف ہوتا۔راولپنڈی میں آپ کے وابستگان میں سے دو احباب میں آپس میں کسی امر پر رنجش پیدا ہوگئی۔آپ جب ۱۹۶۰ء میں علالت کے دوران مری جاتے ہوئے محمد صالحین دہلوی مالک اوزار زرگری صرافہ بازار کے مکان واقع سیٹلائٹ ٹاؤن میں قیام پذیر ہوئے تو آپ نے ان آپس میں ناراض احباب کو طلب فرمایا۔وہ حاضر ہوئے اور دونوں میں صلح کرانے کے لئے اس تفصیل میں جانے سے گریز فرمایا کہ کون حق پر ہے اور کس نے زیادتی کی ہے۔اس سے یقیناً دونوں میں سے ایک کی عزت نفس مجروح ہوتی۔ بلکہ آپ نے دونوں احباب کو فرمایا کہ ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور صاحب حق سے اپنا حق معاف کرائے۔سب سے پہلے میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔آپ بھی توبہ کریں اور ایک دوسرے سے اپنے حقوق معاف کرالیں۔آپ کے ارشاد کے مطابق ان دونوں احباب نے توبہ کی اور ایک دوسرے سے معافی مانگ لی۔اس طرح ان میں پہلے کے سے تعلقات بحال ہوگئے اور وہ دینی بھائیوں کی طرح رہنے لگے۔ایک دوسرے کے جرم بھی معاف کردیئے عزت نفس بھی مجروح نہ ہونے پائی۔(۲۳)

راولپنڈی کے پہلے سفر علالت (۱۹۶۰ء) میں واپسی کے موقعہ پر جناب محمد صالحین دہلوی نے آپ کے لئے گاڑی کا اول درجہ کا ایک ڈبہ مخصوص کروالیا۔اور شاہانہ انداز سے رخصت کیا۔سٹیشن پر بے شمار احباب آپ کو الوداع کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔چند احباب آپ کے ساتھ فیصل آباد تک آئے مگر ان کے ٹکٹ درجہ دوم کے تھے۔آپ کے ڈبہ میں احباب جمع ہوگئے اور دست بوسی کر کے رخصت ہو رہے تھے۔گاڑی کا گارڈ بھی اس غیر معمولی ہجوم کو دیکھ متاثر ہوا وہ بھی حاضر ہوا اور اس نے بھی دست بوسی کی۔گاڑی چلنے کا وقت قریب ہوا تو آپ نے دیگر احباب کو فرمایا کہ اب

(۲۳) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی راولپنڈی،۱۳ ر رجب ۱۴۰۵ھ

اپنے درجہ کے ڈبہ میں تشریف لے جائیں۔گارڈ نے ان کی عقیدت کے پیش نظر عرض کی کہ میں انہیں اسی درجہ میں سفر کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔آپ نے گارڈ کو اصل مسئلہ سمجھایا۔کہ سرکاری اموال اور حقوق کسی غیر مجاز کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتے۔درحقیقت آپ بھی اس امر کے مجاز نہیں جن لوگوں کے ٹکٹ ادنی درجہ کے ہیں جب تک وہ ٹکٹ تبدیل نہ کروالیں، محض آپ کی زبانی اجازت سے وہ اعلیٰ درجہ میں سفر نہیں کرسکتے۔آپ کے اس ارشاد پر گارڈ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ آپ کے فرمان پر بے حد متاثر ہوا۔(۲۴)

طلباء سے خصوصی محبت وشفقت فرماتے۔ان کی تربیت اس انداز سے فرماتے کہ جس غلطی پر آپ نے ایک مرتبہ تنبیہ فرمائی طالب علم اس غلطی کا اعادہ نہ کرتا۔آپ کی تنبیہ صرف زبانی ہوتی۔جسمانی سزا کا تصور وہاں نہ تھا۔

مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی تھے، جن کو اسباق سے فارغ وقت میں بازار میں گھومنے پھرنے کی عادت تھی۔ایک روز نماز عصر کے بعد وہ آپ کے سامنے آئے آپ نے بلایا اور فرمایا۔

"مولانا! ذرا بتاؤ کہ فلاں بازار میں کتنی اینٹیں ہیں۔"

بس آپ کے اس اشارہ سے وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوگئے اور انہوں یہ عادت ترک کردی۔(۲۵)

بعض طلباء قواعد وضوابط مدارس کی فطرتاً پابندی نہیں کرتے۔ایسے طلباء عموماً انتظامی مسائل پیدا کردیتے ہیں جس سے مدرسہ کے نظم وضبط میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔بالعموم ایسے طلباء معمولی فہمائش سے اصلاح گیر نہیں ہوتے، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا زبانی انتباہ ہی بڑے سے بڑے سرکش طالب علم کی کج روش کو بدل دیتا۔

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے طلباء کی جماعت خدام رضا کے ایک پٹھان طالب علم ایک جمعرات کو حسب معمول تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔دوران

(۲۴) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی راولپنڈی۔۱۳ ر رجب ۱۴۰۵ھ

(۲۵) قلمی یادداشت مولانا عبدالقیوم ہزاروی۔مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تقریر ناظم جماعت خدام رضا نے کسی لفظ پر ٹوکا، تو وہ برہم ہو گئے۔ معاملہ زبانی تو تکار سے ہاتھا پائی تک پہنچ گیا۔ ناظم جماعت وہاں سے اٹھ آئے اور مولانا سید منصور حسین مدرس جامعہ رضویہ کے کمرے میں پہنچ گئے۔ لیکن وہ صاحب غیظ وغضب سے مغلوب وہاں بھی پہنچ گئے اور ناظم جماعت کو مارنے پر تل آئے۔ طلباء میں خوف وہراس پھیل گیا۔ ہر ایک اپنی جگہ پریشان تھا کہ اتنے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں تشریف لے آئے۔ سب دم بخود ہو گئے۔ آپ نے اس مشتعل طالب علم کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا۔

ارے بندہ خدا! تم مدرسہ کی روٹیاں اس لئے کھاتے ہو کہ طالب علموں سے زور آزمائی کرو؟

اتنا فرمانا تھا کہ ان صاحب کی سٹی گم ہو گئی اور چند لمحے پہلے جو شخص کسی کے قابو میں نہ آتا تھا، اب اس کی یہ حالت کہ کاٹو تو لہو نہیں، زبان اظہار مدعا سے عاجز۔

اس کے بعد وہ صاحب جب تک مدرسہ میں رہے وہ کبھی دوسرے طالب علموں سے نہ الجھے۔ (۲۶)

آپ علماء کو بالعموم اور جامعہ رضویہ کے فضلاء کو بالخصوص تاکید فرماتے کہ وقار علم اور علماء کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کوئی ایسا کام نہ کریں کہ وقار علماء مجروح ہو۔ آپ علما سے فرمایا کرتے کہ آپ دین کے مبلغ اور ترجمان ہیں آپ کا کردار بے داغ ہونا چاہئے۔ دنیا داروں سے بے تکلفانہ روابط سے آپ منع فرماتے۔ اور ساتھ علماء کو تاکید فرماتے کہ لباس ہمیشہ اجلا اور اعلیٰ پہنیں، عمدہ جوتا استعمال کریں۔ دنیا دار کی نظر علماء کے جوتا پر رہے۔ بے ضرورت بازار میں جانے اور وہاں مجلس سے آپ منع فرماتے۔

مولانا محمد فضل احمد ضلعی خطیب محکمہ اوقاف فیصل آباد نے جب رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ / مارچ ۱۹۶۰ء میں خوشاب میں مدرسہ جامعہ تو کلیہ رضویہ کا اجراء فرمایا تو آپ نے دیگر ہدایات کے علاوہ انہیں مکتوب لکھا۔ جس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

(۲۶) قلمی یادداشت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، محررہ ۲۵ / صفر ۱۴۰۴ھ

''آپ دین کے خادم ہیں۔ بازار میں نہ جائیں اور نہ کسی دکان پر بیٹھیں اور نہ کسی سے بے تکلفی کریں۔ آپ ہوں اور کتابوں کا مطالعہ۔ مسئلہ جو بیان کریں اس کا ثبوت آپ کے پاس ہو۔ تحقیقاً یا الزاماً۔ بیان ٹھوس کریں۔ جو سنی بے چارے دھوکے میں ہیں ان کی اصلاح کی کوشش رہے۔ نمازیوں سے اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔'' (۲۷)

حضور اقدس ﷺ کا اسم مبارک جب بھی لکھ جائے تو ساتھ درود شریف لکھنا ضروری ہے۔ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا ''علیہ الصلوٰۃ والسلام'' وغیرہ کی بجائے ''صلعم'' یا ''ؐ'' لکھنا ناجائز اور بڑی برکتوں سے محرومی کا باعث ہے۔ علماء نے ایسا لکھنے سے منع فرمایا ہے مگر بعض لوگ عموماً ایسا کرتے ہیں کہ لفظ محمد یا احمد اگر کسی کے نام کا جزو ہو تو اس کا نام لکھتے وقت بھی خواہ مخواہ اس پر ''ؐ'' لکھ دیتے ہیں۔ درحقیقت اس وقت لفظ محمد یا احمد اس آدمی کے نام کا جزو ہوتا ہے۔ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات نہیں ہوتا۔ ایسا لکھنے والے کم از کم دو غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ا جزو اسم کو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مراد لی۔

ب رمز ''ؐ'' جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی روا نہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ لکھ دیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمیشہ اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے اور تاکید فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ پورا درود شریف لکھا جائے اور رمز ''ؐ'' کسی عام آدمی کے نام کے ساتھ نہ لکھی جائے۔

رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ / مارچ ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم جامعہ توکلیہ رضویہ خوشاب کے اجراء کا اشتہار آپ کی خدمت میں پہنچا کاتب نے اشتہار میں مولانا محمد فضل احمد مہتمم مدرسہ مذکور کے نام پر رمز ''ؐ'' غلطی سے لکھ دیا۔ اور نہ ہی مولانا نے اپنی کنیت لکھی۔ آپ نے بذریعہ مکتوب انہیں متنبہ فرمایا۔ لکھتے ہیں۔

(۲۷) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام مولانا محمد فضل احمد، محررہ ۴ / رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ

"آپ نے اپنے اشتہار میں اپنی کنیت ابوسعید کیوں نہیں لکھی اور آپ کے نام پر لفظ محمد واحمد پر "ﷺ" کیوں لکھا گیا ہے۔ آئندہ کاتب کو ہدایت کریں۔ (۲۸)

عوام الناس کو ہمیشہ تاکید فرماتے کہ علماء اہل سنت سے رابطہ رکھیں اور ان کی عزت کریں، اگر آپ کو یہ احساس ہوتا کہ میرے ملنے والا کوئی شخص علماء اہل سنت سے پختہ رابطہ نہیں رکھتا تو آپ اس کے سامنے اس عالم کے اوصاف بیان کر کے توجہ دلاتے کہ ان خوبیوں والا عالم اس لائق ہے کہ اس سے آپ مربوط رہیں۔ خوشاب کے جناب ماسٹر محمد ابوبکر نے آپ کو عریضہ لکھا، مگر اس میں مولانا حافظ محمد فضل احمد خطیب جامع مسجد توکلیہ کا ذکر نہ کیا۔ آپ نے ماسٹر محمد ابوبکر کو خط لکھا۔

"عزیز محترم جناب ماسٹر محمد ابوبکر صاحب سلمہ

دعوات صالحہ۔ سلام مسنون۔ خیروعافیت

آپ کا لفافہ ملا۔ کاشف احوال ہوا۔ آپ کے یہاں جامع مسجد توکلیہ میں عزیزم فاضل نوجوان مولانا حافظ فضل احمد صاحب سلمہ کا تقرر ہوا ہے۔ حافظ صاحب عالم ہیں، مبلغ ہیں، مضبوط سنی ہیں، با اثر ہیں، نیک ہیں، متعدد روز سے خوشاب میں مقیم ہیں، بڑے زور کے حافظ ہیں۔ آپ کے یہاں تراویح پڑھا رہے ہیں۔ امامت وخطابت کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ان کے متعلق کچھ تحریر نہیں کیا۔ ان کی تبلیغ واشاعت کا کیا اثر ہے۔ وہ حافظ صاحب سلمہ فقیر کے خاص عزیزوں میں سے ہیں۔ ان کو اور سب عزیز واحباب پرسان حال کو سلام ودعا کہو۔

والسلام والدعا   فقیر ابوالفضل غفرلہ خادم اہل سنت۔

۴ر رمضان المبارک ۸۰ھ" (۲۹)

(۲۸) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام مولانا محمد فضل احمد، محررہ ۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ

(۲۹) مکتوب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بنام ماسٹر محمد ابوبکر، خوشاب

وقار علماء کی بلندی اور سرفرازی ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہتی اس لئے عوام کی طرف سے اگر کوئی ایسی حرکت یا گفتگو سنتے جس سے وقار علما میں کمی کا شائبہ ہوتا تو فوراً اس کی اصلاح فرمادیتے۔ مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ بمقام مسیتی نزد ٹوبہ میں ایک جلسہ میں آپ کے ہمراہ میں اور مولانا عنایت اللہ خطیب سانگلہ ہل تھے۔ میزبان نے دودھ سے ہماری تواضع کی۔ مولانا عنایت اللہ نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ حاضرین میں سے ایک کسان نے دبی زبان سے اپنے کسی ساتھی سے کہا کہ مولوی صاحب نے بہت دودھ پیا ہے۔ آپ نے سن لیا اور کسان سے مخاطب ہو کر مولانا عنایت اللہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

"یہ ہمارے مولانا امام المناظرین ہیں۔ دین کے شیر ہیں۔ مجاہد ملت ہیں، دین کی تبلیغ میں مشکلات کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں جہاں بھی اور جس حال میں تبلیغ کے لئے دعوت ملی وہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خوب تبلیغ فرماتے ہیں۔ انہیں حق پہنچتا ہے کہ خوب سیر ہو کر کھائیں اور خوب تبلیغ کریں۔ ہاں اگر کوئی آدمی صرف سیر ہو کر کھاتا ہے اور دین کا کام اسی جذبہ سے نہیں کرتا تو اس کا سیر ہو کر کھانا قابل اعتراض ہے"

آپ کے اس ناصحانہ ارشاد سے اس کسان اور حاضرین پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ علماء کا وقار اور عزت بہرحال مقدم ہے اور مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمۃ پر اس کسان کا اعتراض بے جا ہے۔ (۳۰)

علماء طلباء اور عامۃ الناس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ آپ اپنی اولاد کی تربیت میں کوشش فرماتے۔ مولانا قاضی محمد فضل رسول خلف اکبر وخلیفہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ عہد شباب میں مجھے نیند کثرت سے آتی تھی۔ حضور اباجی! اکثر مجھے متنبہ فرماتے اور فرمایا کرتے کہ

"جاگو جاگو۔ یہ جہاں سونے کے لئے نہیں۔ بلکہ جاگنے اور جگانے کے لئے ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں سونے کا بہت موقعہ ملے گا۔ وہاں کوئی نہیں جگائے گا۔"

(۳۰) روایت مولانا محمد احسان الحق۔ ۲۲ر صفر ۱۴۰۳ھ

حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کی اس نصیحت اور کرامت کا یہ اثر ہے اب مجھے بہت کم نیند آتی ہے۔(۳۱)

یہی حضرت قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بچپن میں ہم آپ کے ساتھ تانگہ پر سوار ہوتے۔ بچوں کی عادت کے مطابق ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کرتے تو آپ فرمایا کرتے۔

راستہ میں ہمیشہ آنکھیں نیچے رکھنی چاہئیں۔(۳۲)

مرکزی مجلس رضا لاہور کے بانی اور سرپرست حکیم محمد موسیٰ امرتسری ضیائی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم امرتسر سے آپ کے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں حاضر ہوئے۔ رمضان المبارک کی تعطیلات میں آپ اپنے وطن مالوف میں تشریف فرما تھے۔ ہمیں دیوبندیوں کے چند اعتراضات کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنا تھا۔ آپ نے ہمیں چند عبارات لکھوئیں اور کہا کہ علماء دیوبند کے نام لکھ کر انہیں دعوت دو کہ ان الزامات کا جواب دیں، مگر علماء دیوبند کے ناموں میں عطاء اللہ شاہ بخاری اور بہاؤالحق قاسمی کا نام نہ لکھنا، اگرچہ یہ دونوں بھی دیوبندی عقائد رکھتے ہیں۔ یہ دونوں حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ گولڑوی سے بیعت کے دعویدار ہیں۔ اپنے بچاؤ کے لئے حضرت پیر صاحب کے اسم گرامی کو استعمال کریں گے۔ بدمذہبوں کا وطیرہ یہ ہے کہ جب وہ لاجواب ہوجاتے ہیں تو خواہ مخواہ اکابر اہل سنت سے اپنی نام نہاد نسبت کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کرتے ہیں۔(۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ بیک وقت ایک ممتاز مفتی، عظیم محدث، مخلص مصلح اور رہبر شریعت وطریقت تھے۔ اصلاح عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح اعمال واخلاق پر بھی پورا زور دیتے۔ جگہ جگہ اتباع سنت کی تلقین فرماتے۔ سنت کے خلاف غفلت سے یا عدم واقفیت کی بنا پر مجالس نشست وبرخاست میں جو باتیں رائج ہوگئی ہیں ان پر خصوصیت

(۳۱) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی۔ ۷ر صفر ۱۴۰۴ھ

(۳۲) ایضاً

(۳۳) روایت حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ۱۵ر ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

کے ساتھ تنبیہ فرماتے۔ بدعات کی تردید میں حتی الامکان سعی فرماتے۔ آپ کے اکثر فتاویٰ اس پر شاہد ہیں کہ بدعات کا رد بے خوف وخطر فرمایا۔ ایک فتویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

''صورت مسئولہ میں جب کہ بکرے کو صرف اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے تو اس بکرے کا گوشت حلال وطیب ہے، کھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن بکرے پر پانی چھڑکنا اور اس کے کانپنے کو قبولیت کی علامت قرار دینا اور نہ کانپنے کو عدم قبولیت کی علامت قرار دینا بیکار و بےہودہ ہے۔ بری حرکتیں و بری رسمیں ہیں جو نہ کرنی چاہئیں۔ لیکن ان بری رسموں کی وجہ سے بکرے کی حلت وحرمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ وہ آدمی بھنگ پینے اور اس کا عادی ہونے کی وجہ سے اور بے نمازی ہونے کی وجہ سے، بہت گناہ گار ہے۔ فاسق وفاجر ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی بھنگ نہیں پئے گا اور نہ کبھی پنجگانہ نماز ترک کرے گا۔ اور فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے گا جو اس کے ذمہ ضروری ہیں۔ بزرگان دین کے مزاروں پر ایسے لوگوں کو رکھنا چاہئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ پر چلیں ان کو نہیں چاہئے جو کہ بزرگان دین کے طریقہ کے خلاف چلیں۔ بھنگی چرسی بے نمازی ہوں''۔(۳۴)

(۳۴) مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث، مطبوعہ سنی دارالاشاعت، فیصل آباد (۱۹۷۲ء) ص ۵۴۵

انداز تربیت واصلاح

مولانا ابوالانوار محمد اقبال فاضل جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام فیصل آباد، خطیب جامع مسجد مجددیہ، سرگودھا روڈ فیصل آباد نے ''مسلکِ اولیاء'' نامی تصنیف کے آخر میں محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ملفوظات اور فوائد دورہ حدیث شائع فرمائے ہیں۔ یہ کتاب اسود آفسٹ پریس، فیصل آباد سے شائع ہوئی۔

یاد رہے کہ مولانا محمد اقبال نے ۸۰۔۱۳۷۹ھ/۶۱۔۱۹۶۰ء میں دورہ حدیث پڑھا۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ ایک بات یاد رکھو! جہاں کہیں بھی تم میں سے کوئی خطیب وامام ہو یا مدرس ہو۔ اگر خدانخواستہ آپ کے مقتدیوں سنیوں میں آپ کی وجہ سے پارٹی بازی و افتراق وانتشار کی صورت بن جائے اور اہلِ سنت و جماعت میں آپس میں فساد کا خطرہ پیدا ہونے کا امکان ہو تو فوراً وہاں سے امامت وغیرہ ترک کر دیں۔ اور یہ کہیں کہ ''پائے مالنگ نیست۔ ملک خدا تنگ نیست''

ہاں اگر بدمذہبوں سے مقابلہ ہو تو احسن طریقہ سے مقابلہ کرو اور ان کو شکست دو اور مذہبِ حق اہلِ سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت خوب کرو۔ گول مول عقیدہ نہ رکھو۔ فقیر کہتا ہے کہ سردار احمد رہتا گول باغ میں ہے لیکن سردار احمد کا مذہب گول مول نہیں ہے۔(۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ دنیا کا مال ودولت خاک سے پیدا ہوا اور دولتِ علمِ دین سینہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ اس دولت سے کون سی دولت بہتر ہے جو کہ سینہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیدا ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔(۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ اپنے پیرومرشد کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے فیض لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ اعتقاد رکھے کہ جو فیض مجھے کسی بھی بزرگ سے ملتا ہے وہ میرے مرشد کا ہی صدقہ وبرکت ہے۔(۳)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان' مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۱۰ (۲) ایضاً۔ ص ۲۲ (۳) ایضاً۔ ص ۷۔

﴿☆﴾ فرمایا کہ میں امام بخاری علیہ الرحمۃ سے محبت رکھتا ہوں اور اُن کی عزت اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں اگرچہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے امام بخاری سے زیادہ محبت ہے اور میں حنفی ہوں۔(۱)

﴿☆﴾ فرمایا حدیث پاک کی نو اقسام ہیں۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول وفعل وتقریر۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول وفعل وتقریر۔ تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا قول وفعل وتقریر۔(۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ احادیث پاک کی ۳۸۰ کتب ہیں جو کہ آج کل ساری کتبِ احادیث ملتی نہیں ہیں۔ لہٰذا جب کبھی تم سے کوئی کسی حدیث پاک کے بارے میں سوال کرے تو یہ مت کہو کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں۔ بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث میرے علم میں نہیں ہے۔ یا میں نے نہیں پڑھی۔(۳)

﴿☆﴾ فرمایا۔ شرک کے صرف دو مادے ہیں۔ (۱) مخلوق کو معبود ماننا۔ (۲) مخلوق کو واجب الوجود ماننا۔(۴)

﴿☆﴾ فرمایا، زمیندار عموماً ایک دوسرے کی زمین میں سے بَٹ بنّہ توڑ کر اپنی زمین میں ملاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔(۵)

﴿☆﴾ فرمایا۔ وہابیوں دیوبندیوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف '' البلاغ المبین'' کی غلط نسبت کی ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تفسیر عزیزی میں ''وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ'' کی تفسیر میں بھی خیانت کی ہے۔ اور فتاویٰ عزیزیہ میں بھی افراط وتفریط سے کام لیا ہے۔ یہ وہابیوں کی خیانت ہے۔(۶)

﴿☆﴾ فرمایا۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرک سے مدد نہیں لی تھی۔ دیکھو ترمذی شریف۔ ص ۱۸۸، جلد اول۔ لہٰذا حربی مشرک سے مدد طلب کرنا منع ہے۔ لیکن دیوبندی، گاندی ونہرو سے مدد مانگتے رہے اور مسلم لیگ کی بجائے کانگریس کو ووٹ دئے اور پاکستان کی مخالفت کی۔(۷)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان' مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۶۔ (۲) ایضاً۔ ص ۱۴۔
(۳) ایضاً۔ ص ۴۔ (۴) ایضاً۔ ص ۸۔
(۵) کمانی المسلم۔ ص ۳۲، ۳۳۔ ج ۲۔ ایضاً۔ ص ۱۵۔
(۶) ایضاً۔ ص ۱۶۔ (۷) ایضاً۔ ص ۱۹۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ "وَمَاخَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا بِالْحَقِّ" الآیۃ سورہ حجر اور بخاری شریف ص ۹۳۵۔ج ۲۔میں ہے "مُحَمَّدٌ حَقٌّ" فرمایا کہ "بِالْحَقِّ" میں با مصاحبت کے لئے ہے۔توسل ثابت ہے۔جیسے "کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ" لہٰذا حضورﷺ کے وسیلہ سے تمام کائنات ہے اور "لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" کی آیت بالا اور حدیث بخاری شریف مؤیّد ہیں۔نیز شیخ المحدثین علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوۃ میں بھی لکھا ہے کہ حضورﷺ کا ایک اسم پاک حق بھی تھا۔(۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ "وَمَاعَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ" کا معنی ہے کہ شعر کا ملکہ نہیں دیا۔علم کے کئی معنی ہیں علم کا معنی ادراک، علم کا معنی جاننا، علم کا معنی ملکہ۔اس آیت میں ملکہ کی نفی ہے نہ کہ ادراک اور جاننے کی۔(۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔عینی شرح بخاری۔ص ۵۲۹۔ج ۶ میں ہے۔"وَمَاعَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ الْمَنْفِيَّةُ هُوَ صَنْعَةُ الشَّاعِرِيَّةِ لَاغَيْرَ" لہٰذا اس آیت پاک میں صنعت شاعریت کی نفی ہے ملکہ کی نفی ہے نہ کہ علم شعر کی۔علم شعر کے ثبوت کے لئے دیکھو بخاری شریف۔ص ۳۹۳۔جلد اول۔(۳)

﴿☆﴾ فرمایا۔ "فَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى" الآیۃ میں عصیان صورۃً ہے حقیقۃً نہیں ہے۔"وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا" اور ہم نے ان کے لئے قصد نہ پایا۔معلوم ہوا کہ جب تک گناہ کا قصد نہ کرے گناہ نہیں ہے۔جیسے کہ روزہ دار نے اگر بھول کر کھالیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا، نہ وہ گنہ گار ہے۔لہٰذا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جب ارادہ نہیں فرمایا تو گنہ گار نہ ہوئے۔باذن اللہ نسیان ہوا جو کہ حکمتِ الٰہی پر مبنی تھا۔(۴)

﴿☆﴾ فرمایا۔الآیۃ "فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" کا معنی یہ ہے کہ اے حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام تمام گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں کو اپنے اندر جمع کرلو۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۵)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ص ۲۴۔ (۲) ایضاً۔ص ۱۷۔ (۳) ایضاً۔ص ۱۷۔
(۴) ایضاً۔ص ۲۱۔ (۵) ایضاً۔ص ۲۲

﴿☆﴾ فرمایا۔روح المعانی میں "وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا" کے تحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اے حبیب! میرا قبلہ تو ہے۔یعنی جو چیز میں پیدا فرماتا ہوں تیرے لئے ہے۔(۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ "وَمَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ" الآیۃ میں "مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ" سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنا مراد ہے اور "وَمَاتَاَخَّرَ" سے آپ کی امت کے گناہ معاف کرنا مراد ہیں۔بخاری شریف۔ج ۲، ص ۶۸۵۔حاشیہ نمبر ۲۔(۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔حیات الاموات میں ہے کہ پانچ سو نصوص سے ثابت ہے کہ حیوانات کو علم ہے۔نیز دیکھو بخاری شریف۔ج ۲۔ص ۷۸۰۔حاشیہ نمبر ۷۔وحاشیہ جلالین تحت آیت "قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ الخ" اور تفسیر روح البیان شریف تحت آیت "كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ" (۳)

﴿☆﴾ فرمایا۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں سورہ رعد کی تفسیر تحت آیت "يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ" لکھا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اپنے استاذ کے پاس پڑھ کر آئے تو واپس آکر عرض کی کہ یا حضرت ہم کل اپنے استاذ محترم سے سبق نہ پڑھیں گے کیونکہ ان کی پیشانی پر قلم قدرت سے شقی لکھا ہے تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کل دوسرے دن پڑھنے جاؤ گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے استاذ محترم کی پیشانی پر شقی کی بجائے "سعید" لکھا ہوگا۔صاحبزادے پڑھنے گئے تو دیکھا کہ استاذ محترم کی پیشانی پر "سعید" لکھا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔(۴)

﴿☆﴾ فرمایا۔ "يٰاُخْتَ هٰرُوْنَ" میں ہارون سے موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام مراد نہیں۔بلکہ یہ اور ہارون ہیں۔تفصیل کے لئے دیکھو تفاسیر خازن، بغوی ص ۲۴۴۔ج ۴۔صاوی علی الجلالین، ج ۳۔ص ۳۴۔(۵)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ص ۲۶۔ (۲) ایضاً۔ص ۲۶۔ (۳) ایضاً۔ص ۲۶۔
(۴) ایضاً۔ص ۳۱۔ (۵) ایضاً ص ۳۱، ۳۲۔

☆ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو مستوی نہیں کہہ سکتے۔ خیالی کے حواشی میں فاضل لاہوری سیالکوٹی نے لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو معلّم بھی کہنا منع ہے۔ دیکھو تفسیر بیضاوی تحت آیت "عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ" یا سورۃ الرحمٰن کی تفسیر میں۔(۱)

☆ فرمایا۔ "لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِشَیْءٌ" کے متعلق دیکھو مدارج النبوۃ فارسی۔ ص۸۳، ۸۴ جلد اول۔ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ در بیان فضل وشرافت، باب سوم اور تفسیر صاوی۔ ص۱۵۸ جلد اول مطبوعہ مصر میں ہے۔

"قوله ليس لک من الامرشئ اى لاتملک لهم نفعافتصلحهم ولاضراًفتهلكهم فنفى ذلک من حيث الايجادوالاعدام واَمّامن حيث الدلالةوالشفاعةفهوالدليل الشفيع المشفع جعل الله مفاتيح خزائنهٖ بيده فمن زعم ان النبى ﷺ كاٰحادالناس لايملک شيأ اصلاولاينفع به لا ظاهراولاباطنافهو كافرخاسر الدنياوالاخرةوالاستدلال بهذه الاية ضلال مبين"(۲)

☆ فرمایا۔ "وَمَااَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَابِکُمْ" الآیۃ کے تحت تفسیر صاوی۔ ص۶۳ جلد۴ عربی مصری میں ہے۔

"ولمانزلت هذه الآيةفرح المشركون والمنافقون وقالوا كيف نتبع نبيالايدرى مايفعل به و لابناوانه لافضل له علينافنسخت هذه الآية وراغم اللهانف الكفاربنزول قوله تعالى "لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَاَخَّرَ" الآية فقالت الصحابة هنيأ لک يارسول الله لقد بين اللهلک مايفعل بک فليت شعرناماهوفاعل بنا. فنزلت "لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهَارُ" الآية ونزلت "وَبَشِّرِالْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا" الآية وهذه الآية "وَمَايُفْعَلُ بِىْ وَلَابِكُمْ" نزلت فى اوائل الاسلام قبل بيان مآل النبى عليه الصلوةوالسلام والمؤمنين والكافرين والافماخرج ﷺ من الدنياحتى اعلمه الله تعالى فى القرآن مايحصل له وللمؤمنين والكافرين فى الدنياوالآخرةاجمالا وتفصيلاو كذلک فى الجمل"

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص۳۲۔
(۲) ایضاً۔ ص۳۳۔

"قال محدث باكستان سيدى ومرشدى مولاناابوالفضل محمدسرداراحمد رحمة اللهعليه قوله فرح المشركون والمنافقون وكذلک يفرح الوهابية والديوبندية والنجدية والمودوديةباخذظاهرترجمةمن هذه الآية وينفون علم الغيب العطائى عن النبى ﷺ فى اعتقادهم فارغم امام اهل السنةوالجماعةالعلامةالبريلوى قدس سره العزيزانف الوهابيةواثبت علم الغيب العطائى للنبى ﷺ بالدلائل القاهرةوالبراهين الساطعة"(۱)

☆ فرمایا۔ حدیث پاک میں ہے۔ "واللّٰهمايخفى على ركوعكم ولاسجودكم ولاخضوعكم ولاخشوعكم" خضوع کا تعلق ظاہر جسد سے ہوتا ہے اور خشوع کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ظاہر وباطن کا علم رکھتے ہیں۔(۲)

☆ فرمایا۔ بخاری شریف جلد اول۔ ص۱۱۱۔ حاشیہ بین السطور آخری سطر میں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ "يضحک اللّٰهمنه" نجدی سے اس کا معنی پوچھو۔ ارشاد فرمایا کہ "الضحک" کا لغوی معنی ہے کھل کھلا کر ہنسنا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ تو اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

☆ فرمایا۔ "محمد نبى الرحمة عليه الصلوة والسلام" کا معنی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

"اى دافع الزحمةوكاشف الغمة وشفيع الامة المنعوت بكونه رحمةللعلمين المرسل الى امةمرحومةمن عندارحم الراحمين" (مرقات شرح مشکوۃ۔ ج۳۔ ص۱۵۸۔ مطبوعہ مصر)(۳)

☆ فرمایا۔ بعض واعظ جو بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مہمان کا بول وغیرہ خود دھویا۔ ایسا بیان کرنا نہ چاہیے۔ لانرضى بهذا. "فَصَبَّ عَلَيْهِ" کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے کسی کو دھونے کا حکم دیا ہو۔(۴)

☆ فرمایا۔ جب کسی نجدی سے علم غیب کلی میں گفتگو ہو تو اس سے پوچھو کہ بتاؤ۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کلی ہے یا جزوی۔ اگر کہے کہ جزوی ہے تو اسے کہو کہ دلیل لائے۔ اگر کہے کہ کلی ہے تو جب رحمت کلی ہے تو علم بھی کلی ہے۔(۵)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص۳۳، ۳۴، ۴۰۔ (۲) ایضاً۔ ص۴
(۳) ایضاً۔ ص۵ (۴) ایضاً۔ ص۸۔ (۵) ایضاً ص۹۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ ایک مرتبہ فقیر بعض کتب خریدنے کے لئے مولوی نور محمد (دیو بندی) مالک اصح المطابع کراچی کے کتب خانہ میں گیا۔ مولوی نور محمد دیو بندی نے ایک لکڑی کا تنکا اٹھایا اور مجھے مخاطب کر کے سوال کیا کہ مولوی صاحب! بتاؤ کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تنکے کا بھی علم ہے یا نہیں۔ تو میں نے جواب میں کہا کہ یہ بتاؤ کہ یہ تنکا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا ہے یا نہیں۔ تو مولوی نور محمد دیو بندی خاموش ہو گیا۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ روایت میں جس جگہ صرف عبداللہ سے روایت ہو وہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوں گے۔ (۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ جب بخاری شریف جلد اول۔ ص ۴۹۴ کی مندرجہ ذیل حدیث پاک بیان کرو یا پڑھو تو بعد ازاں یہ پڑھو۔ "لَقَدْ اَعَاذَهَا اللّٰهُ عَنْ ذٰلِکَ" حدیث پاک یہ ہے۔ "قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا". (۳)

﴿☆﴾ فرمایا۔ بخاری شریف جلد اول۔ ص ۲۹۔ میں حدیث پاک میں جو فرمایا کہ "مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ" اس کا معنی یہ کرنا کہ مجھ پر زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی کا احسان نہیں ہے۔ بلکہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام مخلوق پر احسان ہے۔ اس حدیث پاک کے معنی یہ ہوں گے کہ سب سے زیادہ مجھ پر خرچ کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (۴)

﴿☆﴾ فرمایا۔ حدیث پاک بخاری شریف جلد اول۔ ص ۳۷۱، ۳۷۲، ۵۲۵ میں ہے۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا. "اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ" حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا. "اَنْتَ مِنِّیْ" یعنی میں تیرا منشا و اصل ہوں۔ میرے وجود سے تیرا وجود ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو تم نہ ہوتے۔ یہ "مِنْ" ابتدائیہ ہے۔ وَاَنَا مِنْکَ یعنی میرا ظہور تجھ سے ہے۔ یہ حصر نہیں ہے، بلکہ یہ بیانِ واقعی ہے اور تمام صحابہ کرام و اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر ہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو فرمایا. "هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ" (بخاری شریف جلد اول۔ ص ۳۲۸) (۵)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۹۔ (۲) ایضاً۔ ص ۱۰۔ (۳) ایضاً۔ ص ۱۱۔
(۴) ایضاً۔ ص ۱۱۔ (۵) ایضاً۔ ص ۱۱، ۱۲۔

﴿☆﴾ فرمایا حدیث مسلم شریف جلد ۲۔ ص ۳۸۵۔ و مشکوٰۃ۔ ص ۳۰۶۔ ۳۹۷۔ اور بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۱۹۔ میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اس حدیث پاک میں صورت بمعنی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ بیشک آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف پر پیدا فرمایا۔ یعنی مظہرِ صفاتِ الٰہیہ بنایا۔ (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ حدیث پاک مسلم شریف جلد اول۔ ص ۴۹۱۔ میں لفظ شخص کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے اردو پنجابی کے محاورہ میں شخص کہنا منع ہے۔ شخص کا معنی جسم ابھرا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو شخص نہیں کہہ سکتے۔ (۲)

﴿☆﴾ فرمایا۔ بخاری شریف جلد دوم۔ ص ۶۳۶۔ حدیث پاک میں ہے۔ "صدقة الی الله ورسوله" حاشیہ بین السطور میں ہے۔ نسبت الی اللہ بطور عبادت اور نسبت الی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام الی بمعنی لام، بطور تصرف و اختیار ہے۔ (۳)

﴿☆﴾ فرمایا لفظ "لَعَلَّ" کلام رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تحقیق کے لئے آتا ہے۔ شک کے لئے نہیں۔ دیکھو بخاری شریف۔ ج ۲۔ ص ۹۲۵۔ حاشیہ نمبر ۷۔ (۴)

﴿☆﴾ فرمایا۔ دیو بندی وہابی مشکوٰۃ شریف "لَااُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب بخاری شریف جلد دوم۔ ص ۹۳۰۔ میں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا. "فَاتَّقِیْ وَاصْبِرِیْ فَاِنِّیْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَکِ" نیز فرمایا ترمذی شریف میں اسی بالا حدیث پاک "لَااُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" کے تحت حاشیہ بین السطور دیکھو. " ای استقلا لًا" لکھا ہے۔ نیز مشکوٰۃ۔ ص ۴۶۰۔ حاشیہ نمبر ۵۔ (۵)

﴿☆﴾ فرمایا کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایک نجدی کو دیکھا جس کو پھوڑا نکلا ہوا تھا تو ڈاکٹر نے اس کو مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ (۶)

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۱۶۔ (۲) ایضاً۔ ص ۲۱۔ (۳) ایضاً۔ ص ۲۵، ۲۶
(۴) ایضاً۔ ص ۲۸۔ (۵) ایضاً۔ ص ۳۰۔ (۶) ایضاً۔ ص ۵۔

﴿☆﴾ فرمایا۔ تعین یوم، تعین وقت پر نجدی اعتراض کرتا ہے۔ تو اس سے پوچھو کہ بتاؤ کہ کون سی حدیث میں ہے کہ دن کے صحیح ایک بجے ظہر یا جمعہ کی نماز کھڑی ہوگی۔ حالانکہ خود نجدی نمازوں کے اوقات مقرر کرتے ہیں۔ نیز بتاؤ کہ ہر روز نماز فجر کے بعد درس دینا اور وعظ کرنا کون سی حدیث میں لکھا ہے۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے جمعرات مقرر کی تھی۔ (بحوالہ بخاری شریف جلد اول۔ ص ۱۶) (۱)

﴿☆﴾ فرمایا۔ حدیث پاک "اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ" میں "لَاتَدْرِیْ" بطور استفہام پڑھیں۔ کیونکہ مسلم شریف۔ جلد دوم۔ ص ۲۴۹۔ میں ہے۔ "اَمَاشَعِرْتَ مَاعَمِلُوْا بَعْدَکَ"۔ (۲)

☆☆☆☆☆

(۱) ملفوظات محدثِ اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا محمد اقبال۔ ص ۶۔ (۲) ایضاً۔ ص ۱۶۔

﴿وعظ و ارشاد﴾

مسلک اہل سنت کے ایک دردمند اور متحرک فرد کی حیثیت سے آپ حاضرین کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ کی کوئی مجلس وعظ و ارشاد سے خالی نہ ہوتی۔ مجلس میں حاضرین کی حیثیت کی پیش نظر رکھتے۔ اگر علماء اور طلباء کرام ہوتے تو تدریس کے علاوہ تبلیغ دین کی اہمیت اور ضرورت کو واضح فرماتے اور ان کو مسائل حاضرہ اور مختلف فیہ مسائل کے دلائل کی طرف توجہ دلاتے۔ مخالفین اہل سنت کے دلائل اور ان کا رد بیان فرماتے۔ اگر مجلس میں عامۃ الناس ہوتے تو ان کو مسلک اہل سنت کی حقانیت سے آگاہ فرماتے اور عشق رسول سے ان کے دلوں کو لبریز فرماتے۔ اللہ تعالیٰ، حبیب پاک اور بزرگان دین کے گستاخوں سے بچنے اور دور رہنے کی تلقین فرماتے۔ علماء و مشائخ کی خدمت میں حاضری کا شوق دلاتے۔ غرضیکہ آپ کا ہر لمحہ دعوت و ارشاد میں گذرتا۔

درس و تدریس، افتانویسی، خطوں کے جوابات لکھنے یا لکھوانے، مہمان علماء کی ملاقات، تصنیف و تالیف اور اسی نوعیت کی شدید مصروفیات کے باوجود آپ روزانہ عصر کی نماز کے بعد کھلی جگہ تشریف رکھتے، تاکہ زیارت کے لئے آنے والے ہر شخص کو موقعہ مل سکے، اور عوام الناس اپنے مسائل آپ سے حل کرواسکیں۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد عوام و خواص کا کثیر اجتماع ہوتا۔ جس میں آپ مغرب کی اذان تک تشریف فرما ہوتے۔ اس مجلس میں بھی وعظ و ارشاد کا ہی غلبہ ہوتا، آپ کسی مسئلہ پر گفتگو فرماتے اور حاضرین مستفید ہوتے۔ ایسی ہی ایک مجلس میں جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ اور ان کے ایک وکیل ساتھی موجود تھے۔ جناب مختار احمد انور نے شجرہ قادریہ میں امام احمد رضا قدس سرہ کے ایک شعر سے متعلق دریافت فرمایا۔

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

کہ قادری کرنے اور قادری رکھنے کی دعا کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ باقی سلاسل ہائے طریقت امام احمد رضا قدس

سرہ کو پسند نہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ قادری سے مراد یہاں طریقت کا سلسلہ قادریہ مراد نہیں، بلکہ غوث پاک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننے والا ہر ایک قادری ہے۔ اگر چہ وہ مشرباً چشتی ہو، یا نقشبندی یا سہروردی۔(۱)

علاوہ ازیں آپ جمعہ کے خطبہ میں مبسوط تقریر فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کے وعظ کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے پاکستان میں ہوتے ہوئے لائل پور میں جمعہ کے خطبہ کا کبھی ناغہ نہ کیا۔ بلکہ عمر کے آخری ایام میں جب آپ شدید علیل تھے، اس وقت بھی حسب استطاعت جمعہ میں ضرور حاضری دی، جمعہ کے روز آپ کے خطبہ اور وعظ وارشاد کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے سفر کر کے لائل پور پہنچتے تھے۔ آپ کی تقریر سننے کا لوگوں کو اس قدر شوق تھا کہ آپ کے مسجد میں تشریف لے جانے سے قبل ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسجد میں موجود ہوتے۔ جمعہ کو کم وبیش ایک گھنٹہ تقریر فرماتے۔ جماعت کے وقت عظیم اجتماع ہوتا اور نمازیوں کی صفیں وسیع وعریض مسجد سے باہر دور تک بازار میں بھی ہوتیں تھیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد درود وسلام ہوتا۔ بریلی شریف کی طرح یہاں لائل پور سنی رضوی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد آپ مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ بابرکت درود شریف سو مرتبہ پڑھتے۔

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ"

وعظ وارشاد کا تیسرا موقعہ آپ کی وہ خصوصی مجالس ہوتیں جن کا اہتمام ملک کے مختلف علاقوں میں لوگ جلسوں کی صورت میں کرتے تھے۔ ان عوامی جلسوں میں معتقدات اور مختلف فیہ مسائل سے متعلق کثیر آیات واحادیث سے مسلک حقہ کا اثبات فرماتے۔ آپ ایسے اجلاسوں میں کوشش فرماتے کہ حاضرین کو مسلک اہل سنت اور اس کے دلائل سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ عربی خطبہ کے بعد کثیر تعداد میں ان آیات کریمہ کی تلاوت فرمادیتے جن سے اہل سنت کا مسلک ثابت وواضح ہوتا۔ پھر باری باری ہر آیۃ کریمہ پر تقریر فرماتے اور ساتھ ہی اس کی تائید میں احادیث شریفہ اور اسلاف کا عمل پیش کرتے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

دلائل کے بیان میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ دلائل کی آپ پر بارش ہو رہی ہے۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ائمہ دین اور اکابر علماء کے اقوال کے حوالہ جات اس قدر روانی، کثرت اور بے تکلفی سے پیش کرتے کہ گویا یہ تمام مضامین نہیں ازبر ہیں۔ اثناء تقریر میں شعر نہیں پڑھتے تھے۔ روانی اور تسلسل کا یہ عالم تھا کہ الفاظ کی صفیں کی صفیں گویا سامنے حاضر ہیں۔ زبان میں تیزی اور فصاحت وبلاغت، آواز میں گونج اور کڑک، مضامین کی آمد ہو رہی ہے اور گویا آپ عالم وجد میں ہیں اور سامعین پر بھی وجد کی کیفیت طاری ہے۔ شان پاک حضور رسالت مآب ﷺ کے بیان میں وہ سماں باندھ دیتے کہ سامعین اپنے ماحول واطراف کو فراموش کر کے گویا خود کو حضور ﷺ کے دربار میں پاتے۔

مولانا قاری محبوب رضا خاں خطیب کراچی آپ کے انداز بیان کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"مولانا کے یہاں رعد کی گونج، بادل کی گرج، بجلی کی تڑپ شبنم کا رس۔ نسیم کی خنکی، کلی کا رنگ، نرگس کی نظر، شمع کا سوز، پروانہ کا جذبہ، صبح کا نور، آفتاب کی چمک، ماہتاب کی دمک، آبشار کا بہاؤ اور سمندر کے مدوجزر کا نہایت حسین امتزاج نظر آئے گا جو سامعین کو اپنی طرف اس زور سے کھینچتا ہے کہ وہ دوسری طرف اپنی توجہ کو منعطف ومبذول کر ہی نہیں سکتے، محاکمات کا عالم پیش کر کے سامعین کے اذہان کو مسخر کر لیتے ہیں۔ نکتہ سنجیاں فرماتے جاتے ہیں بات میں بات پیدا کر کے رموز وحقائق کو نہایت آسانی اور روانی سے بیان فرماتے جاتے ہیں اور اپنے دعویٰ کو دلیل سے اس قدر تقویت پہنچاتے ہیں کہ مخالف بھی سپر انداز ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور یہی معراج خطابت ہے۔(۲)

تقریر اردو زبان میں فرماتے۔ انداز ایسا سادہ اور عام فہم ہوتا کہ ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ دیہاتی بھی آپ کی بات سن کر سمجھ لیتا۔ اپنا علم وفضل جتانے اور حاضرین پر رعب جمانے کے لئے دقیق نکتے بیان کرنے کی کوشش نہ فرماتے۔ تقریر کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کلمہ طیبہ سے بھی حیات النبی ﷺ پر استدلال قائم کر لیتے۔ فرمایا کرتے کہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۶

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زندہ بھی ہیں اور منصب رسالت پر فائز بھی ہیں۔ اگر آپ زندہ نہ ہوں یا منصب رسالت پر فائز نہ ہوں تو یوں کہا جاتا کہ کَانَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ، یعنی حضور اللہ کے رسول تھے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب وزیر ہیں کمشنر ہیں یا ایس پی ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ زندہ ہیں اور اس منصب پر فائز بھی ہیں۔ اگر وہ صاحب فوت ہو چکے ہوں یا ریٹائرڈ ہو چکے ہوں تو کہا جائے گا کہ فلاں صاحب وزیر تھے کمشنر تھے یا ایس پی تھے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں صاحب وزیر ہیں۔ کمشنر ہیں یا ایس پی ہیں۔ جو شخص حیات النبی ﷺ کے مسئلہ کا منکر ہے۔ اسے اپنا کلمہ بھی نیا بنانا پڑے گا۔ (۳)

جہاں بھی آپ کی تقریر ہوئی وہاں کے لوگوں کے عقائد پختہ ہو جاتے۔ عوام پر گہرا اثر پڑتا۔ لوگ آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ لطیفہ بازی، عامیانہ باتیں، سوقیانہ انداز، ٹھٹھا اور تمسخر سے قطعی اجتناب فرماتے۔ آپ کے انتہائی باعظمت، پروقار، مشفقانہ اور ناصحانہ انداز بیان سے لوگ خالی جھولیاں بھر کر لے جاتے۔ اصلاح عقائد کے ساتھ اصلاح اعمال کی تلقین بھی فرماتے اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کی تاکید فرماتے۔

دوران وعظ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کبھی کبھار اشارہ فرماتے، کبھی دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو جنبش دیتے۔ مسئلہ کے اثبات پر زور دینے کے لئے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے بیرونی حصہ پر مارتے۔ جس سے عجیب لطف پیدا ہو جاتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دعوت ارشاد سے کئی غیر مسلم مسلمان بنے۔ بے شمار متذبذب صحیح العقیدہ متصلب سنی بنے، بے عمل باعمل بلکہ دوسروں کے لئے نمونہ عمل بنے، آپ نے متعلقین ومتوسلین میں یہ جذبہ پیدا فرمادیا کہ شریعت مطہرہ کی خاطر ہر قسم کے مفادات کو قربان کر دیتے اور احکام شرعیہ پر سختی سے عمل کرتے۔ طوالت سے بچتے ہوئے یہاں چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ کی دعوت وارشاد کی تاثیر کی ادنی سی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

''**قبول اسلام** ۔ لائل پور ۲۲ شعبان المعظم (۱۳۷۸ھ) دو عیسائی مرد وعورت (میاں بیوی)

(۳) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور۔

مع اپنے بچہ کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ مرد کا نام محمد دین اور عورت کا نام سعیدہ اور بچہ کا نام شاہ محمد رکھا گیا۔ مولا تعالیٰ نو مسلمین کو اسلام پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین (نامہ نگار) (۴)

آپ کی دعوت پر بدعقیدگی سے توبہ کرنے والوں میں علماء حضرات بھی ہیں۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

''**ازالہ شبہ** ۔ میں اپنے سابق غلط عقائد سے توبہ کر کے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک پر بیعت کر چکا ہوں۔ لہٰذا جن حضرات کو اب تک میری سنیت کے متعلق کوئی شبہ ہو اس کا ازالہ فرما لینا چاہئے۔''

(محمد الیاس قادری رضوی، جڑانوالہ)'' (۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے متوسلین کی احکام شریعت پر استقامت ملاحظہ کرنے کے لئے ایک خبر پڑھئے۔

''**داڑھی اور شادی** ۔ موضع ابدال چیمہ ضلع گوجرانوالہ میں ضلع لائل پور سے ایک برات آئی دولہا میاں حضرت قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ کے مرید باصفا اور متشرع صالح جوان تھے۔ جنہوں نے شریعت مطہرہ کے مطابق داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ ان کی داڑھی مبارک دیکھ کر لڑکی والوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں اور آخر یہ طے پایا کہ لڑکے کی داڑھی منڈوا دی جائے اور پھر نکاح کیا جائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لیکن جب لڑکے کو ان کے ارادۂ بد اور عزم ناپاک کا علم ہوا تو اس مرد مجاہد نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ایک کیا اگر چار لڑکیاں بھی ہوں تو میں ان کو سنت رسول ﷺ پر قربان کر سکتا ہوں۔ مگر سنت رسول ﷺ داڑھی مبارک ایک عورت پر قربان نہیں کی جاسکتی۔

رشتہ مرا خدا کی خدائی سے ٹوٹ جائے
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان مصطفٰی (ﷺ)

(۴) ہفت روزہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ، ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ / ۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء۔ ص ۶

(۵) ہفت روزہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ، ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۵۹ء۔ ص ۶

یہ کہہ کر لڑکے نے بمع برات واپسی کا ارادہ کرلیا۔اور جب وہ جانے کے لئے تیار ہوئے تو لڑکی والوں کو ہوش آیا۔ندامت ہوئی۔ان کے ضمیر نے ملامت کی اور پھر جب انہوں نے معافی مانگی اور بہت منت سماجت کی، تب لڑکے والے راضی ہوئے اور نکاح کی تقریب منعقد ہوئی۔مولا تعالیٰ سب مسلمان کہلانے والوں کو خلاف شرع حرکات، بدعات و بری رسموں سے بچنے اور سنت وشریعت کی اتباع کی توفیق بخشے۔آمین (نامہ نگار) (٦)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دعوت وارشاد کا حلقہ صرف مسجد ومدرسہ ہی نہ تھا بلکہ کالج کے طلباء اور اساتذہ بھی اگر آپ کو اپنے ہاں دعوت تبلیغ دیتے تو آپ ان کے ہاں بھی تشریف لے جاتے۔ایسا ہی ایک مرتبہ آپ میونسپل کالج لائل پور کے جلسہ میں تشریف لے گئے اور وہاں مدلل وعظ فرمایا۔کالج کے اساتذہ اور طلباء متاثر ہوئے۔۔(٧)

---

(٦) ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، ١٢ شوال المکرم ١٣٧٧ھ/٢ مئی ١٩٥٨ء۔ص ٣، ٤

(٧) روایت پروفیسر محمد یوسف ایم اے، پروفیسر میونسپل کالج فیصل آباد۔ ١٤ نومبر ١٩٧٨ء

﴿پیکرِ حسن وجمال﴾

صاحب جمال صوری ومعنوی حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ" (١)

اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو رونق بخشے جس نے ہم سے کچھ سنا تو اسے اسی طرح پہنچادیا جیسا اس نے سنا۔

دوسری روایت یوں ہے۔

"نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ غَیْرَہٗ" (٢)

اللہ تعالیٰ اس آدمی کو حسن بخشے اور اس کے چہرہ کو بارونق کرے، جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی تو اسے یاد کیا۔یہاں تک کہ دوسروں کو پہنچادے۔

ایک اور روایت کے کلمات یوں ہیں۔

"نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا" (٣)

اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بہجت عطا کرے جس نے میرا کلام سنا تو اسے یاد کیا، اسے محفوظ کرلیا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔

ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ نے حدیث کی تشریح میں فرمایا۔

"وَالْمَعْنٰی خَصَّہُ اللّٰہُ بِالْبَھْجَۃِ وَالسُّرُوْرِ" (مرقات)

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے چہرے کو بہجت اور سرور عطا کرتا ہے۔

---

(١) رواہ الترمذی وابن ماجہ واحمد وابن حبان فی صحیحہ عن ابن مسعود ورواہ الداری عن ابی الدرداٗ، جامع صغیر، ج ٢، ص ٣٣٠

(٢) رواہ الترمذی وایضاً عن زید بن ثابت، جامع صغیر ج ٢، ص ٣٣٠

(٣) رواہ الشافعی والبیہقی فی المدخل ورواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی عن زید بن ثابت۔مشکوۃ۔ص ٣٥

علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ مصری نے علامہ مناوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے اس کا معنی یوں بیان فرمایا۔

"اَلْبَسَهُ النُّضْرَةَ اَیْ جَمَلَهُ اللّٰهُ وَزَیَّنَهُ اَوْصَلَهُ اللّٰهُ اِلٰی نُضْرَةِ الْجَنَّةِ وَهِیَ نَعِیْمُهَا" (۴)

نضرت عطا کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جمال وزینت عطا فرمائے، اسے جنت کی رونقوں تک پہنچائے یعنی اس کی نعمتیں عطا فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو جو حسن صوری ومعنوی فطری طور پر عطا فرمایا گیا تھا وہ اپنے معاصرین سے بدرجہا اتم واکمل تھا۔ مزید براں احادیث محبوب رب العالمین کی خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو کمال وجمال، بہجت ونضرت، رونق وزینت اور شرافت ووجاہت آپ کو عطا فرمایا اس کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ کیفیات اگرچہ ظاہری بشرہ سے متعلق تھیں مگر درحقیقت ان کا تعلق حال سے تھا۔ حال کو صاحب حال ہی سمجھ سکتا ہے اور حال ہی زبان سے بیان کرسکتا ہے۔ تاہم تذکرہ نویسی میں شخصیت کا حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ اسی نہج کی اتباع میں، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ظاہری حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور بیان کی عدم صلاحیت کا اعتراف بہرحال ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ علمی وروحانی حیثیت سے قد آور شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ صوری اور جسمانی لحاظ سے بھی قد آور شخصیت تھے۔ آپ کا جسم مبارک لمبائی مائل اور بھاری تھا۔ مگر حد اعتدال سے تجاوز نہ تھا۔ لمبائی اور موٹائی میں خاص موزونیت تھی۔ جس کی بنا پر آپ کو میانہ قد کہنا زیادہ مناسب ہے۔ چہرہ گول منور اور نور برساتا ہوا، غلبہ روحانیت کی بنا پر بھاری اور پررونق تھا۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ سر بڑا اور گول، اس پر عمامہ کی بہار۔ ہر سر اس پر عظمت سر کے آگے خود بخود خم ہوجاتا۔ سر کے بال گھنگریالے اور پتلے۔ گردن فراز تیرہ بختی کو روشن بختی میں بدل دینے والی بڑی بڑی لمبی سیاہی مائل اور چمکدار آنکھیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے۔ بھویں گنجان پلکیں گھنی، ناک متوسط پتلی اور کچھ اٹھی ہوئی، رخسار بھرے ہوئے گداز۔ سینہ کشادہ، الم نشرح کا جمال لئے ہوئے۔ پتلے پتلے سرخ ہونٹ نیچے والے ہونٹ پر سیاہ تل، پیشانی بلند اور کشادہ لمبی لمبی انگلیوں والے اور لمبے لمبے ناخنوں والے خوبصورت ہاتھ۔ جود وسخا

(۴) الفضل الکبیر مختصر شرح الجامع الصغیر للمناوی۔ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ مصر۔ ج ۲، ص ۳۳۰

اور دستگیری کی صفت سے موصوف۔ خط قدرتی، عمر کے آخری دو سالوں میں ذیابیطس کی وجہ سے عمومی صحت اگرچہ کمزور ہوگئی تھی تاہم چہرے کی رونق وجاہت اور جاذبیت بدستور باقی رہی۔ چہرہ کا جلال دیکھ کر کوئی بھی آپ کو مریض متصور نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ چہرے کی سرخ وسفیدی کا حسن آخر وقت تک نمایاں اور قائم رہا۔ جب آپ کے ہاتھ اور پاؤں دیکھے جاتے تو معلوم ہوتا کہ نہایت کمزور ہو چکے ہیں۔

پر جمال اور پر جلال چہرے کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل ہوتا کہ جمال زیادہ ہے یا جلال۔ چاند کی سی تابانی، غلبہ روحانیت سے وجاہت کے غلبہ اور متبسم چہرے کی شگفتگی کے اجتماع نے کچھ ایسی صورت پیدا کر رکھی تھی کہ جیسے دیکھتے ہی بے ساختہ زبان پر سبحان اللہ جاری ہوتا اور دل میں خدا یاد آجاتا۔ (۵)

جلال وجمال کے حسین امتزاج کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے ممتاز دانشور ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحٰق قریشی، فیصل آباد نے ان الفاظ مین بیان کیا ہے۔

"مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں علم وفضل کی بے پایاں دولت سے نوازا تھا، وہاں ذاتی رعب داب اور شکوہ ودبدبہ بھی عطا فرمایا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی خوف ورجا کے ملے جلے جذبات ابھرتے تھے۔ ان کی محفل پاک میں بڑے بڑے فضلاء کو دوزانوں دیکھا جاسکتا تھا۔ ان کے حضور زبان کھولتے خوف محسوس ہوا کرتا تھا کہ نہ جانے کون سی بات سوءِ ادب میں داخل ہوجائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے خیالات سے مستفیض ہونے اور مجلسی نشست کو طول دینے کو جی چاہتا تھا۔

فرزدق کا یہ شعر ان کے بارے میں کتنا حقیقت پسندانہ معلوم ہوتا ہے۔

(۵) اولیاء اللہ کی ایک پہچان یہ ہے کہ انہیں دیکھ کے خدا یاد آجاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔
اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَارُءُ وْاذُكِرَ اللّٰه"
(نزہۃ الناظرین للشیخ تقی الدین عبدالملک بن ابی المنی۔ مطبوعہ مصر (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) ص ۴۳
ایک اور حدیث کے کلمات یوں ہیں۔
خِیَارُكُمُ الَّذِیْنَ اِذَارُءُ وْاذُكِرَ اللّٰهُ بِهِمْ" (بیهقی، جامع صغیر ج ۲، ص ۱۰)
یعنی تم میں سے بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

يَغُضُّ حَيَاءً وَيُغْضٰى مِنْ مَّهَابَةٍ

فَلَا يُكَلِّمُ اِلَّا حِيْنَ يَتَبَسَّمُ

ترجمہ: آپ تو شرم وحیا سے آنکھیں نیچی ہی رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ ان کی ہیبت وجلال کی وجہ سے مجبور ہیں کہ آنکھیں جھکا لیں۔ان کے حضور گفتگو نہیں کی جا سکتی، مگر صرف اس وقت کہ آپ مسکرا رہے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مردانہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ دیکھتے ہی صفت خداوندی پر قربان ہونے کو جی چاہتا تھا۔''(۶)

آپ کی آواز صاف اور رعب دار تھی۔لیکن شیریں اس قدر کہ کانوں میں رس گھولتی تھی۔جب آپ بولتے تو محسوس ہوتا کہ گویا سنت نبوی بول رہی ہے۔اور جب خاموش ہوتے تو فضاؤں پر سکوت طاری ہو جاتا۔

جبین شوق جھکا دی فلک نشینوں نے

کبھی اہل جنوں اس دیار سے گذرے

سینہ بے کینہ پر خفیف بال تھے۔بغل میں نہایت خفیف اور باریک بال تھے۔

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء کے حج کے موقعہ پر حلق کرایا تھا۔۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء میں سر کے بال ترشوائے تھے۔سر کے بال ہمیشہ کانوں کی لو تک رکھتے۔

جمعہ کے روز حجامت بنواتے۔عموماً لبوں کے بال کٹوانے اور ناخن تراشوانے پر مشتمل ہوتی۔

خوشبو کا استعمال بہت کم فرماتے۔لیکن اس کے باوجود آپ کا پسینہ اور کپڑوں سے خوشبو آتی۔

کمرے میں عموماً دری بچھی ہوتی، جس پر مصلی ہوتا۔گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔

(۶) ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مجریہ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء، (حضرت محدث اعظم پاکستان نمبر) ص ۵۱

لباس

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جہاں انتہائی خوبصورت اور حد درجہ خوش اخلاق تھے، وہاں لباس بھی بہت دلکش زیب تن فرماتے تھے۔تدریس حدیث اوقات نماز میں عموماً اور جمعہ کے دن بالالتزام پگڑی باندھتے، جو بعض اوقات سفید، کبھی زرد اور عموماً نسواری (ملاگری) ہوتی۔عمامہ کی لمبائی بالعموم سات گز ہوتی۔گھر پر اور مدرسہ ومسجد میں سردیوں میں عام طور پر یو۔پی کی کشیدہ کاری والی ٹوپی ہوتی۔خاص تقاریب، خطبہ جمعہ وعیدین کے لئے عمامہ پر سفید ململ کا لمبا چادر نما پٹکا بھی اوڑھا کرتے۔جو چہرہ مبارک کے ماسوا سر اور گردن پر لپیٹا ہوتا۔(۱)

کرتا ہمیشہ کھلا اور متوسط پہنتے۔کرتا عموماً سفید اور کبھی رنگ دار ہوتا، گرمیوں میں آرکنڈھی، چکن کا کرتا بھی پہنتے۔شلوار ہمیشہ سفید ہوتی۔دوران علالت پاجامہ بھی استعمال فرمایا۔

صدری اور شیروانی بھی پہنتے۔جمعہ وعیدین میں جبہ بھی زیب تن فرماتے۔پاؤں میں ہمیشہ اعلیٰ قسم کی مراد آبادی جوتی پہنتے تھے۔

آپ علماء اور جامعہ رضویہ کے فضلاء کو فرمایا کرتے تھے کہ علماء کرام کو خوش لباس ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ لباس کی شرعی حیثیت کا خیال بھی ضروری ہے۔ایک موقعہ پر فرمایا کہ عالم کا جوتا ایسا ہونا چاہئے کہ دنیادار کی نگاہ عالم کے جوتے پر رہے۔علماء کو شیروانی کے استعمال کی تاکید فرماتے، فرمایا کرتے تھے کہ اس سے عالم کا وقار بلند ہوتا ہے۔

(۱) مولف اوراق ہذا فقیر قادری عفی عنہ آج تک آپ کے اس چادر نما کو سر اور گردن پر اوڑھنے کو آپ کی ایک خاص ادا سمجھتا رہا ان دنوں حسن اتفاق سے ایک حدیث پاک نظر نواز ہوئی۔

''اَلْاِرْتِدَاءُ لُبْسَةُ الْعَرَبِ وَالْاِلْتِفَاعُ لُبْسَةُ الْاِيْمَانِ''

(رواہ طبرانی فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحوالہ جامع صغیر للسیوطی، مطبوعہ مصر، جلد ۱۔ص ۲۱۰)

ترجمہ وتفہیم: چادر اوڑھنا عربوں کا لباس ہے اور سر اور اکثر چہرے کو (چادر سے) ڈھانکنا ایمان والوں کا لباس ہے۔

حدیث پاک کے مطالعہ کے بعد یہ واضح ہوا کہ مذکورہ انداز میں آپ کا چادر نما پٹکا کا اوڑھنا نہ صرف آپ کی ادا تھی بلکہ حدیث پاک پر عمل بھی تھا۔ سبحان اللہ! کیسی پاکیزہ سیرت تھی، جو پہناوے کے ادنیٰ سے حصہ میں بھی سنت مصطفیٰ کو ملحوظ رکھتے تھے۔ فقیر قادری عفی عنہ

عشقِ مصطفیٰ ﷺ

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

مسلمان کی زندگی کا حقیقی سرمایہ درحقیقت عشق رسول ﷺ ہے۔صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اقطاب، ابدال ،اغواث، اولیائے کاملین، ائمہ مجتہدین، علمائے عارفین .... کی زندگیوں کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان حضرات کی زندگی عشق رسول ﷺ کے محور پر گھومتی رہی۔صحابہ کرام کی جانثاری، تابعین سے لے کر سلف صالحین تک کا جذبہ تبلیغ و جہاد اور ائمہ و فقہا کے اجتہادات سے لے کر اولیائے عارفین کی ریاضتوں اور محاسبات نفس کا مرکز عشق رسول ہی تھا۔

برصغیر اور عالم اسلام میں مسلمانوں کا ہزار سالہ اقتدار عشق رسول کی بدولت تھا۔اور آج بھی ان کی برتری کا راز اسی مرکز سے وابستہ ہے۔؎

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ارشاد خداوندی ہے۔

"اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ"

کائنات پر مسلمان کی برتری اس کے ایمان کی پختگی کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان کی دولت کب اور کس کو نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نبی اکرم ﷺ کے ارشاد واجب الانقیاد میں یوں ہے۔

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"(۱)

---

(۱) بخاری، مسلم، نسائی، ،ابن ماجہ، مسند امام احمد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماں باپ، اولاد، عزیز و اقارب اور جہاں بھر کی ہر محبوب شے محبت ایک طرف اور باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، محبوب رب العالمین حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات والا قدسی صفات سے محبت دوسری طرف۔اگر ان دونوں محبتوں کو ترازو میں رکھنا ممکن ہو تو جب تک حب رسول ﷺ ان سب محبتوں سے غالب نہ ہوگی ایمان کامل نصیب نہ ہوگا۔اور وعدۂ ربانی کے مطابق دنیا جہاں کی برتری کس طرح حاصل ہوگی؟ اسلاف کی بحر و بر پر حکومت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی مقدس زندگیاں عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار تھیں۔

یہ حقیقت بے نقاب، بے حجاب، روشن تر از آفتاب ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے دل و دماغ، قلب وجگر، گوش وہوش، ظاہر و باطن، ....سر سے لے کر پاؤں تک سارے اعضاء رگ و پے، فکر و خیال، دین وایمان، درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، دعوت وارشاد، ....سب میں سرکار طیبہ ﷺ کی محبت کی حکمرانی تھی۔ہر آن حضور پرنور ﷺ کی مدحت ورد زبان رہتی۔کوئی لمحہ ثنائے خواجہء ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثناء سے خالی نہ ہوتا۔قلم حق رقم کا کوئی نقش، اس کی کوئی تحریر ایسی نہ ہوتی جو محبت حبیب کبریا کے حیاضِ رحمت سے شرابور نہ ہو۔یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی زندگی کا مقصد عشق رسول ﷺ تھا۔حب مصطفیٰ ان کی حیات کا مظہر تھا۔تادم حیات، ظاہری و باطنی زندگی میں عشق مصطفیٰ کی جلوہ گری رہی۔انتہا یہ کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا، خلوت جلوت، تحریر و تقریر، گفتگو خاموشی ....سب اتباع سنت میں بلاتکلف وتصنع عشق مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلے ہوتے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی زندگی بے شمار اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھی۔مگر سب سے زیادہ امتیازی وصف عشق رسول ﷺ تھا۔اس کا اظہار صرف زبان پر ہی نہ ہوتا بلکہ آپ کا ہر رگ و ریشہ عشقِ مصطفیٰ سے معمور رہتا۔خلوت وجلوت میں سب سے زیادہ جس امر کا اظہار ہوتا وہ عشق و محبت کی بات تھی۔گویا عشق مصطفیٰ ﷺ ان کی روحانی غذا تھی۔وہ فنافی الرسول کی بدولت حضوری کی دولت بے کراں سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔عشق رسول کے حوالہ سے دورۂ حدیث ان کی روحانی غذا بن چکا تھا۔یہی امر ان کی سب سے بڑی مسرت اور شادمانی کا باعث تھا۔اس کا ذکر دار الحدیث، محراب و منبر اور جلسہ و جلوس تک ہی محدود نہ تھا بلکہ سفر و حضر میں ہر جگہ، ہر مقام پر اس کا مظاہرہ ہوتا۔

جن حضرات نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا نام نامی سن رکھا ہے وہ اگر آپ کی زندگی کے بارے میں اور

کچھ نہیں جانتے تاہم اتنا تو وہ بھی علم رکھتے ہیں کہ آپ کی زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت تھی۔ گویا آپ کی زندگی میں عشق مصطفیٰ کی جلوہ گری بدیہیات میں سے ہے۔ اس کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم آپ کی سیرت سے چند شواہد کا مطالعہ خیر و برکت کا باعث ہوگا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی تقریر کا ایک ایک جملہ مدح سرکار دو عالم ﷺ کا مظہر ہوتا، حاضرین آپ کے کیف آور بیان سے مسحور ہو جاتے، عربی خطبہ کے بعد انتہائی پرسوز لہجہ میں جو فرماتے سامعین آج بھی اس کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

''تمامی احباب نہایت ہی اخلاص، ذوق و شوق اور الفت و محبت کے ساتھ آقا و مولیٰ، مدینے کے تاجدار، احمد مختار، محبوب کبریا، سرور انبیاء، شہ ہردوسرا، شب اسریٰ کے دولھا، عرش کی آنکھوں کے تارے، نبی پیارے ہمارے، نور مجسم، شفیع معظم، نبی محترم، رسول محتشم، سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں تین تین مرتبہ جھوم جھوم کر ہدیہ درود و سلام عرض کریں، پیش کریں،'' (۲)

علم و فضل کا بحر بیکراں جب عشق و محبت میں اپنے پیارے آقا کا ذکر جمیل کرتا ہر ایک جھوم جاتا تھا۔

درس حدیث کے اول و آخر اور درمیان میں قصیدہ بردہ شریف اور عربی، فارسی، اردو نعتیہ کلام جس طرح پڑھتے، سنتے اور جھومتے .... اور عشق رسول ﷺ میں جس طرح آپ کی آنکھوں سے آنسو گر کر داڑھی مبارک کو تر کر دیتے اور حاضرین پر جو کیف طاری ہوتا وہ آپ کے دورۂ حدیث میں شامل اور حاضر ہونے والوں کو بخوبی یاد ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے ذکر پاک میں آپ پر ایسی محویت اور کیفیت طاری ہو جاتی جس کے مناظر آپ کے معاصرین میں بہت کم دیکھنے میں آئے۔

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے احوال کو اپنے احوال بنا لئے جائیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ عشق رسول میں اسی مقام پر فائز تھے۔ سیرت کی کتابوں میں حضور علیہ السلام کے احوال و واردات، صحت و علالت، قوت و طاقت،

(۲) ماہنامہ نوری کرن بریلی، (محدث اعظم پاکستان نمبر) مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۶۳

آثار نقاہت، غم و حزن، سرور و بہجت وغیرہ مروی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ عشق مصطفیٰ میں اس درجہ ممتاز تھے کہ ان احوال کے بیان کے وقت آپ بلا تکلف ان احوال کا مظہر بن جاتے۔

ایک موقعہ پر حضور اکرم ﷺ کے ایام مرض کے احوال بیان فرماتے ہوئے آپ کی ہچکی بندھ گئی، رقت کے باعث پڑھانا بند کر دیا اور خود اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۳)

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ قصیدہ بردہ شریف پڑھاتے وقت دیکھنے میں آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت انوار، آثار اور اعجاز کا بیان جاری تھا کہ آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ فرط محبت میں ہچکی بندھ گئی اور آپ حلقہ درس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ (۴)

حضور نبی اکرم ﷺ کا ہر دم ذکر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا وظیفہ تھا۔

صدر   انشراح   یارکند   ثنائے   جامی

ہر   دم   وظیفہ   گفتن   نام   محمد است

ذکر محبوب کے لئے یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ آپ درس حدیث کے وقت ہی حضور پاک کے تصور میں محو ہوں۔ بلکہ ہر علم و فن کی تدریس میں آپ حضور علیہ السلام کا ذکر پاک اس خوبی سے فرماتے گویا معلوم ہوتا کہ یہ مقام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے بغیر پڑھنا پڑھانا بے فائدہ ہے۔ علم میراث جیسا حسابی فن بھی ذکر مصطفیٰ سے خالی نہ رہنے دیتے۔ اور جب نام نامی حضور نوک زبان پر آجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ فضائل و محامد کا باب کھل گیا ہے۔

بود   در جہاں   ہر   کسے   راخیالے

مرا   از ہمہ   خوش   خیالے   محمد ﷺ (۵)

(۳) روایت مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی ۸ ربیع النور ۱۴۰۴ھ روایت کا تفصیلی بیان کتاب ہذا کے محدث اعظم کے باب میں مذکور ہے۔
فقیر قادری عفی عنہ

(۴) روایت مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی ۸ ربیع النور ۱۴۰۴ھ روایت کا تفصیلی بیان کتاب ہذا کے محدث اعظم کے باب میں مذکور ہے۔
فقیر قادری عفی عنہ

(۵) نوٹ: اسی نوعیت کا ایک واقعہ مولانا ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ کے حوالہ سے کتاب ہذا میں مذکور ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ماہنامہ نوری کرن بریلی، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۶۴

ایک مرتبہ چودھری محمد سلیمان نوری توکلی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان وسجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ فیصل آباد نے آپ کو اپنے گھر دعوت کے لئے مدعو کیا۔ چونکہ آپ نے وعدہ فرمایا کہ فلاں روز دوپہر بارہ بجے آپ کے ہاں حاضر ہوں گا۔ چودھری صاحب مذکور آپ کو لینے حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ درس حدیث میں مشغول تھے۔ چودھری صاحب بیٹھ گئے اور سبق ختم ہونے اور آپ کو ساتھ لے جانے کے لئے انتظار کرنے لگے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ذکر محبوب میں کچھ ایسے محو تھے کہ وقت گذرتا جا رہا تھا اور سبق ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ ادھر چودھری صاحب بار بار اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ کھانے کا طے شدہ وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے سبق ختم فرمایا اور ان کے ساتھ چل دیئے۔ بعد ظہر جب دوبارہ درس حدیث شروع ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہی حدیث دوبارہ پڑھی جائے جو قبل ظہر پڑھی جا رہی تھی۔ شرکاء درس طلباء نے عرض کیا وہ حدیث تو قبل ظہر پڑھ لی ہے۔ فرمایا کہ وکیل صاحب کے انتظار کی وجہ سے اس حدیث پر پوری توجہ نہ رہی تھی۔ اس لئے اب دوبارہ اسی حدیث کو پڑھو۔ (۶)

ایک عاشق صادق کب گوارہ کرتا ہے کہ محبوب کا ذکر پوری توجہ سے نہ ہو۔ اور اگر کسی عارضہ کے باعث ایسا ہو جائے تو پوری توجہ سے اس کا اعادہ اس کا کفارہ بن سکتا ہے۔

مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ سے علم معقول کی مشہور کتاب قاضی مبارک کے کچھ اسباق پڑھے۔ ہر روز سبق کی تقریر کے ضمن میں رسول پاک ﷺ کی تعریف لازماً فرماتے۔ اور انداز بیان ایسا پر درد ہوتا کہ ہماری آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ کمال یہ ہے کہ سبق سے مناسبت بھی قائم رہتی۔ اس موقعہ پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

منطق وفلسفہ جیسے خشک فن کی تدریس میں جو ذات، ذکر محبوب کا کوئی موقعہ خالی نہ جانے دیتی وہ احادیث

(۶) روایت مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی، ۸ ربیع النور ۱۴۰۳ھ

مبارکہ کا درس دیتے ہوئے (جس کا موضوع ہی ذکر مصطفیٰ ہے) کس قدر محبت کے ساتھ ذکر محبوب فرماتے ہوں گے۔ یقین جانئے کہ جب تک دار الحدیث میں آپ رونق افروز رہتے ذکر مصطفیٰ ﷺ کی گونج سے اس کے در و دیوار بھی رقص کیا کرتے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو، کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

ایک مرتبہ آپ منطق کی مشہور کتاب سلم العلوم پڑھا رہے تھے۔ مسئلہ یہ تھا کہ تصدیق کا وجود تصور کے بغیر نہیں ہوتا۔ مسئلہ ذہین نشین کرانے کے بعد فرمایا کہ اسمٰعیل دہلوی کی کیسی جہالت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول پاک کا تصور کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسے اتنا بھی پتہ نہیں کہ نماز مختلف اذکار کا مجموعہ ہے۔ اس میں درود وسلام بھی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت بھی۔ کئی جملے لازماً ایسے آتے ہیں کہ جن میں سید عالم ﷺ کی تعریف وتوصیف کی جلوہ گری اور آپ کے اسم شریف کی رونق افروزی ہوتی ہے۔ اور جب تصدیق کے لئے تصور طرفین کا ہونا ضروری ہے تو نماز میں آنے والے وہ جملے، جو ذکر مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہیں۔ بغیر تصور محبوب کے کس طرح پڑھے جائیں گے اور اس کے بغیر نماز کس طرح ادا ہوگی...... سچے عاشق کی یہاں شان اور پہچان ہے کہ ہر ہر بات میں ذکر محبوب ملحوظ خاطر رہتا ہے۔ (۶۔۱)

چوں کنم قصد سخن نام توم ید برزباں
چوں کنم جاناں کہ جز نام تو ہیچم یاد نیست

سفر کی مصروفیات کچھ اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ حضر کے معمولات آسانی سے ادا نہیں ہو سکتے۔ بالخصوص جب کہ ذریعہ سفر اپنے تابع نہ ہو، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی شان نرالی تھی، سفر میں بھی، سٹیشن پر، اڈا بس پر، جہاں کہیں ذرا رکنا ہوتا نعت خوانی کا سلسلہ شروع فرما دیتے۔

ایک مرتبہ گوجر خاں ضلع راولپنڈی میں تبلیغی جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ واپسی بذریعہ ریل جانے کے لئے

(۶۔۱) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۴

گوجرخاں ریلوے سٹیشن پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہے۔ چنانچہ وہیں ریلوے سٹیشن پر قصیدہ نور، نعت خوانی کا وظیفہ جاری ہو گیا۔ صبح کی نماز باجماعت ریلوے سٹیشن پر پڑھی۔ تب کہیں گاڑی آئی اور آپ سوار ہوئے۔(۷)

ایام علالت میں جب آپ دوسری بار ہری پور ایبٹ آباد جلوہ گر ہوئے تو واپسی پر چند روز جناب عاشق حسین وکیل انکم ٹیکس کی کوٹھی واقع محلہ موہن پورہ، راولپنڈی میں قیام فرمایا۔ دن بھر آپ کی قیام گاہ محفل نعت بنی رہتی۔ ایک روز جب محفل نعت خوانی ختم ہوئی اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جانے لگا۔ اس وقت آپ کو تیز بخار تھا۔ کھڑا ہونا دشوار تھا۔ مگر ذکر محبوب کے وقت آپ فوراً مؤدبانہ دست بدستہ کھڑے ہو گئے اور جب تک سلام پڑھا گیا آپ حالت قیام میں کھڑے رہے۔(۸)

انہی ایام علالت میں ہری پور مدرسہ رحمانیہ میں قیام کے دوران آپ نے کتابوں کے حوالہ جات نوٹ کراتے وقت فرمایا کہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ عام لوگ کعبہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں مگر کعبہ خود ولی کی زیارت کرنے جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔"جب نگاہ اٹھے تو اوصاف مصطفیٰ پر پڑے۔"(۹)

---

(۷) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی، راولپنڈی ۱۲رجب ۱۴۰۵ھ

(۸) روایت حاجی منظور احمد، لال کڑتی، راولپنڈی ۱۲رجب ۱۴۰۵ھ

(۹) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال ۲۹رجب ۱۴۰۵ھ

علامہ شامی نے اپنے مشہور حاشیہ ردالمختار جلد ثالث، باب المرتدین، مطلب کرمات اولیاء میں لکھا ہے۔

"وَالْاِنْصَافُ مَاذَكَرَهُ الْاِمَامُ النَّسْفِيُّ حِيْنَ سُئِلَ عَمَّا يُحْكٰى اَنَّ الْكَعْبَةَ كَانَتْ تَزُوْرُ وَاحِداً مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ هَلْ يَجُوْزُ الْقَوْلُ بِهٖ فَقَالَ نَقْضُ الْعَادَةِ عَلٰى سَبِيْلِ الْكَرَامَةِ لِاَهْلِ الْوِلَايَةِ جَائِزٌ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ"

یعنی صحیح امر وہ ہے جسے امام نسفی نے ذکر فرمایا جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حکایت کہ کعبہ کسی ولی اللہ کی زیارت کو جاتا ہے۔ درست ہے؟ فرمایا اہل ولایت کے لئے بطور کرامت، نقض عادت اہل سنت کے نزدیک جائز ہے، یعنی خلاف عادت، کسی ولی اللہ کے لئے کعبہ زیارت کو جائے تو بے شک یہ کرامت ہے اور اہل سنت کے نزدیک اس کا وقوع ممکن بلکہ واقع ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

دیار حبیب کا تذکرہ محبوب کے حوالہ سے، محبت کی علامات سے ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' مدینہ منورہ کا تذکرہ اکثر اور محبت بھرے انداز میں فرمایا کرتے۔ پہلے حج کے موقعہ پر مدینہ منورہ کی حاضری کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جب پہلی بار مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت میسر آئی تو مجھے سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر یاد آ گیا۔

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم قبلہ کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد فرمایا۔"تو آپ بستر جما دیں"

فرمایا۔

"اس پر میں نے اپنا بستر لیا اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے مزار پر انوار کے سامنے لگا دیا۔ رات کے وقت پیاس محسوس ہوئی۔ فوراً ہی کوئی صاحب جھجری لئے ہوئے آئے اور مجھے پانی پلا گئے۔"(۱۰)

محبت کے صلہ میں محبوب کبریا ﷺ کی آپ پر عنایات بے کراں کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک حاجی صاحب حاضر ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی کھجوریں پیش کیں۔ اس وقت دورہ حدیث ہو رہا تھا۔ خرمائے مدینہ حاضرین طلباء میں تقسیم فرمائیں اور ایک کھجور خود اپنی ڈاڑھوں میں دبالی۔ فرمانے لگے۔

"خرمائے مدینہ کو منہ میں قابو کر لیا ہے۔ جب تک گھل کر اندر جاتی رہے گی ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔"(۱۱)

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ جب دوسری مرتبہ کے حج و زیارت مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے۔ ایک دن فرمایا۔

---

(۱۰) محدث اعظم پاکستان مرتبہ مولانا محمد حسن علی رضوی، میلسی۔ ص ۱۶

(۱۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ۱۳دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۸ مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، سانگلہ ہل

''مدینہ پاک میں مرنا شہادت کی موت ہے۔یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ حج فرض کے لئے مکہ شریف حاضر ہوئے۔اس کے بعد تادم آخریں مدینہ شریف میں ہی قیام پذیر رہے اور فرماتے کہ حج فرض ادا کردیا ہے۔اب مدینہ چھوڑ کر حج کرنے جاؤں تو ہوسکتا ہے کہ میری موت وہیں ہوجائے اور خاک مدینہ میں مدفون ہونے سے محروم ہوجاؤں۔''

اس کے بعد حضرت موصوف فرمانے لگے۔

''فقیر نے مدینہ،رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واپسی کے وقت کچھ بال اور کچھ ناخن مدینہ شریف میں دفن کردیئے اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! مدینہ پاک میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں۔البتہ اپنے جسم کے چند اجزاء دفن کرکے جارہا ہوں کہ ہم غریبوں کے لئے بھی غنیمت ہو۔''(۱۲)

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے۔ہم چند طلباء عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔مولانا محمد حسین صاحب سکھروی قصیدہ بردہ شریف خاص انداز سے پڑھ رہے تھے۔بعد میں آپ فرمانے لگے۔

''طبیب کے علاج سے اتنا فائدہ معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ ذکر حبیب سے۔'' (۱۳)

محبتِ صادق اور عشق کامل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عاشق ہر حال میں شراب محبت میں مخمور رہے۔یہی محبت اس کے ہر دکھ درد کا علاج ہوتا ہے۔

---

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق،لائل پور،۱۳دسمبر۱۹۶۳ءص ۱۸مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد،سانگلہ ہل

نوٹ: حدیث پاک میں ہے ''مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَافَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا''

(احمد،ترمذی،ابن ماجہ،ابن حبان،فی صحیحہ عن ابن عمر) جامع صغیر جلد۲ص ۲۷۷

(۱۳) ہفت روزہ محبوب حق،لائل پور،۱۳دسمبر۱۹۶۳ءص ۱۷مضمون مولانا صاحبزادہ عزیز احمد،سانگلہ ہل

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

بحمدہ تعالیٰ آج کل اہل حرمین طیبین مالی طور پر اس قدر آسودہ ہیں کہ دیگر ممالک اسلامیہ کی مالی طور پر خدمت کرتے ہیں۔ان کی آسودگی ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔نصف صدی پہلے یہی عرب والے قحط رسیدہ تھے۔تیل کی دولت ابھی تک دریافت نہیں ہوئی تھی۔معاشی طور پر اس قدر مجبور تھے کہ برصغیر تک سفر کرتے اور اپنی خستہ حالی پیش کرکے امداد کے طالب ہوتے۔اہل ثروت حضرات ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔انہی ایام میں علماء ومشائخ نے اجتماعی طور پر چندہ کرکے اہل حرمین کی خدمت میں نذرانے حاضر کئے۔اسی زمانہ میں مدینہ منورہ سے حضرت مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی کی وساطت سے دو اہل مدینہ بریلی میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس جلوہ گر ہوئے ان کے پاس مولانا عبدالرحمٰن رضوی عرف حاجی عبدالجبار، جے پور کا تعارفی خط تھا۔اس خط کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''مدینہ منورہ سے مولانا ضیاء الدین صاحب کا ایک کرمنامہ اور سید حمزہ شرارہ ومحمد سعید صاحبان دو صاحب مدنی تشریف لائے ہوئے ہیں،ان کو آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔جس طرح مولانا نے میرے پاس روانہ کیا ہے ان کو فقیر بھی آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہے،بوجہ افلاس مدینہ طیبہ سے ہند کو تشریف لائے ہوئے ہیں۔یہاں کی حالت مالی بہت ہی ابتر ہے۔جو کچھ ہوسکا کوشش کی اور خدمت میں پیش کردیا۔اب آپ اتنا کرم فرمائیں کہ ہمارے دونوں شاہزادوں (۱۴) کی خدمت میں پیش کیجئے اور عرض کردیجئے کہ مدینہ منورہ سے حاضر ہوئے ہیں۔پھر تو ان کا کرم ہی کرم ہے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور عرض کیجئے کہ بنارس حاجی عبدالجبار صاحب اور کلکتہ مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں

---

(۱۴) دونوں شاہزادوں سے مراد حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی اور حضور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہما کی ذات بابرکات ہے۔فقیر قادری عفی عنہ

ایک ایک کرمنامہ سفارش تحریر فرمادیں اور جہاں جہاں مناسب تصور فرمائیں۔اور آپ بھی جہاں مناسب جانیں تحریر فرمائیں۔یہ خدمت اہل مدینہ کی آپ کے سپرد ہے۔یہی خدمت اگر اس سرکار ابدقرار میں قبول ہو جائے تو ہماری اور آپ کی حاضری بارگاہ بے کس پناہ کے لئے بس ہے۔یہی وسیلہ ہے یہی ذریعہ ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

اور بریلی شریف میں بھی اگر آپ کچھ فرمائیں گے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ وعنہ کی برکت سے آپ ناکامیاب نہ رہیں گے۔..............'' (۱۵)

یہ محبت مصطفیٰ ﷺ کا ہی صلہ ہے کہ اوائل عمر میں ہی آپ دیار حبیب کے مفلس محتاج حضرات کے آپ ملجاء وماویٰ بن چکے تھے۔یہ حضرات آپ کے حضور جلوہ گر ہوکر اپنی ضروریات پوری کرتے۔اس وقت آپ کی عمر بتیس (۳۲) سال کے قریب ہے۔

نبی اکرم نورمجسم ﷺ کی آل پاک، چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پیاری ہے۔اسی حوالہ سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سادات کرام کی حددرجہ تعظیم فرماتے۔انہیں عزت کی جگہ پر بٹھاتے اوران سے خصوصی محبت وعظمت کا اظہار فرماتے۔ان کے سامنے فرط تواضع اورانکساری سے بچھ بچھ جاتے۔آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات کرام کو ہمیشہ دوہرا حصہ ملتا۔عام طور پر سادات خاندان کے طلباء کرام سے خدمت نہ لیتے۔لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ پر لنگر کی تقسیم کے موقعہ پر حاضرین کو پانی پلانے کی ذمہ داری سادات کرام کے سپرد کردی جاتی۔کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا۔

''ہم نے پانی سادات کرام کے قبضہ میں دے دیا ہے۔اس سے یزید کی روح کو تکلیف ہوگی۔'' (۱۶)

ممتاز دانشور چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

(۱۵) مکتوب مولانا عبدالرحمٰن قادری جے پور تکیہ آدم شاہ بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ محررہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

(۱۶) روایت مولانا سید محمد زبیر شاہ، چکوال، ۳۰ رجب ۱۴۰۵ھ

''ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک بزرگ سید صاحب آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ان کے ہمراہ ایک بچہ تھا۔انہوں نے اپنے بچے کو کہا کہ حضرت صاحب کو سلام کرو۔حضرت صاحب نے فرمایا۔

''ہم نے سید کو سلام کرنا ہے نہ کہ اس نے ہمیں سلام کرنا ہے۔'' (۱۷)

بدقسمتی سے ہمارے ہاں کچھ اس قسم کا رواج چل نکلا ہے کہ جو حضرات حضور اکرم ﷺ سے خونی رشتہ نہیں رکھتے اور اصطلاحی معنوں میں وہ سادات کرام سے نہیں ہیں۔ان میں سے بعض حضرات سید کہلواتے ہیں اوردعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔حالانکہ یہ ارشاد نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے مطابق بہت بڑا گناہ ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَیَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ" (۱۸)

یعنی جس نے جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنالیا اور وہ دوسرے خاندان سے جاملا اس پر جنت حرام ہے۔

دوسری حدیث یوں ہے۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِاَبِیْهِ اَوِانْتَمٰی اِلٰی غَیْرِمَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" (۱۹)

یعنی جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنالیا یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور سے اپنی نسبت کرلی، اس پر قیامت کے روز تک اللہ کی متواتر لعنت ہے۔

اس قدر وعید کے باوجود اگر کوئی ایسا شخص آپ کے حضور آتا جس نے بطور غلط اپنی نسبت سادات خاندان سے کرلی ہوتی تو بھی آپ بطور سید اس کا احترام کرتے۔

(۱۷) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۸) رواہ البخاری والمسلم وابوداؤد وابن ماجہ والامام احمد عن سعد وابی بکرہ، جامع صغیر ج ۲ ص ۲۷۵

(۱۹) رواہ ابوداؤد عن انس۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۲۷۵

چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ بہت سے لوگ بناوٹی سید بن جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے تو نسبت کا احترام کرنا ہے۔ اگر کوئی غلط طور پر اپنے آپ کو سید بنائے گا، اس کا ذمہ دار وہ ہے۔ ہم نے حضور کی نسبت کا احترام کرنا ہے۔'' (۲۰)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہر آنے والے سید کا احترام فرماتے۔ تقاریب میں شرکت کرنے والے سادات کا خصوصیت سے استقبال کیا جاتا۔ انہیں عزت کی جگہ ٹھہراتے۔ ایک سال عرس قادری رضوی کے موقع پر حضرت سید محمد معصوم شاہ قدس سرہ (م ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء) بانی نوری کتب خانہ، دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور خلاف معمول تشریف نہ لائے۔ بعد اختتام تقریب آپ کے اپنے خلف اکبر صاحبزادہ محمد فضل رسول کو عرس کا تبرک دے کر ان کی خدمت میں لاہور روانہ کیا۔ (۲۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعراس مبارکہ کے تبرک کی اہمیت اور سادات کرام کی عظمت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے نزدیک کس درجہ پر تھی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو محبوب رب العالمین ﷺ سے انتہائی درجہ عشق تھا۔ وہ محبوب پاک ﷺ کے ذکر پاک کو ہر مرض کا علاج بناتے تھے۔ مولانا محمد عبدالرشید رضوی، خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد فرماتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد آپ نارووال ضلع سیالکوٹ میں ایک مرتبہ تقریر کے لئے تشریف لائے۔ کامونکی سے نارووال کے درمیان سفر میں بس میں ایک صاحب جو اپنے آپ کو مودودی صاحب کے متبع کہلاتے تھے، سے مسائل پر تبادلہ خیال شروع ہوا۔ اس آدمی نے حسب عادت حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں انہی خیالات کا اظہار کیا جنھیں علماء دیوبند اپنی مجالس میں بیان کرتے ہیں۔ اس قسم کے عامیانہ اور شان رسالت سے فروتر کلمات کو سن کر آپ

(۲۰) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ از اسلام آباد بنام فقیر عفی عنہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۲۱) روایت حاجی منظور احمد لال کڑتی، راولپنڈی، ۱۲ رجب ۱۴۰۵ھ

نے فضائل محبوب کریم کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ اس کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ چونکہ سفر کے دوران، ہوا کی وجہ سے آپ کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔ نارووال میں آپ نے تقریر کا آغاز خطبہ مسنونہ سے کیا۔ گلہ کی تکلیف کی وجہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ آج بیان مشکل ہوگا، مگر عربی خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا ہمارے پاس ایک نسخہ ہے جو ہر مرض کا علاج اور باذنہ تعالیٰ شفا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے باآواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ درود شریف کا پڑھنا تھا کہ آپ کی آواز صاف ہوگئی۔ گلہ کی تکلیف جاتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے اس جلسہ میں ساڑھے تین گھنٹے وجد آفریں اور ناقابل فراموش بیان فرمایا۔ اس تقریر کے دوران آپ اس قدر جوش سے تقریر فرما رہے تھے کہ ایسا جوش کم دیکھنے میں آیا۔ یہ درود شریف کی برکت تھی۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ آپ کے نزدیک ہر مشکل کا حل اور ہر دکھ کی دوا تھا۔ (۲۲)

استاذ العلماء مولانا عطا محمد چشتی بندیالوی، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے عشق رسول ﷺ کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

''ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے ان کا یہ عشق وجنوں ہی تھا جس نے ان کے تمام مقاصد کو ان کے پاؤں پہ لا کے رکھ دیا تھا۔'' (۲۳)

گویا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو زندگی میں جو شہرت وقبولیت عطا ہوئی، آپ کے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچے اور آپ کے فیوضات وبرکات سے ایک جہاں آباد ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کا عشق مصطفیٰ ﷺ ضرب المثل بن چکا تھا۔

حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا ارشاد ہے۔

''مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ'' (۲۴)

(۲۲) روایت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی، ۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ (۲۳) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۲۸

(۲۴) فردوس دیلمی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ چونکہ عاشق رسول مصطفی ﷺ تھے، اس لئے محبوب کریم کا ذکر اس کثرت سے کرتے کہ شاید و باید۔ اس ذکر پاک کی برکات کا شمار ممکن نہیں۔ اسی ذکر پاک کی برکت سے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری کی دولت نصیب تھی۔ عالم بیداری اور عالم خواب میں ذکر مصطفی کی برکات ہر وقت موجود رہتیں۔ عالم خواب کا ایک واقعہ خود آپ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ ۴ ربیع الاخر ۱۳۷۹ھ/۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء شب جمعہ مبارکہ کی آپ کی خواب کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

''..............نماز عشاء کے بعد بڑے کمرے کی چھت پر آرام کیا۔ نیند خوب آئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مدینہ طیبہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوں۔ چند بزرگان دین بھی حاضر ہیں اور بعض عزیز و احباب بھی ساتھ ہیں۔ جن کے نام یاد نہیں رہے۔ حاضری کی کیفیت یہ ہے کہ سنہری جالیوں کے باہر نہیں بلکہ حجرہ مقدسہ جس جگہ روضہ مقدسہ ہے۔ اس میں حاضر ہوں اور خواب میں یہی کہتا ہوں یہ تو سرکار دو عالم ﷺ کا روضہ مقدسہ ہے اور یہ دونوں نورانی قبریں کس کی ہیں چند بار یہ کہا اور پھر خود ہی جواب دیتا ہوں کہ ایک قبر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور دوسری قبر شریف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ خواب کے درمیان آنکھ کھلی، بیدار ہوا۔ خواب روح پرور تھا، ایمان افروز تھا۔ پھر آنکھ لگ گئی۔ اور دل میں ایک تمنا تھی کہ پھر یہی لطف حاصل ہو۔ چنانچہ رات کو دو تین مرتبہ ایسا ہی ہو۔ اور پھر خواب اور بیداری میں متحیّر رہا کہ روضہ پاک کے اندر کیسے حاضر ہوا۔ پھر دل میں آیا کہ خواب میں حاضری ہے اور یہ مستبعد نہیں، سرکار دو عالم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر وقت درس و تدریس ہوتا ہے ان کا فیض ہے کہ اپنے گداؤں کو کرم سے نوازتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے استقامت عطا فرمائے۔ اور دین و ایمان پر خاتمہ فرمائے۔'' (۲۵)

(۲۵) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ زندگی بھر آپ کا یہی وظیفہ رہا۔ درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور دعوت و ارشاد کی ایک ہی غرض رہی کہ مسلمان صاحبِ قرآن پر قربان ہونے کے لئے تیار رہیں۔ نتیجۃً فیضان محمدی نے آپ کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

یہ امر مسلمات سے ہے کہ فیضان عشق سے عاشق صادق کا حال اور قال دونوں عشق و محبت کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ قال حال بنتا ہے اور حال قال سے جدا نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صرف واعظ مقرر عالم و فاضل ہی نہ تھے، بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر بھی فائز پابند شریعت اور شیدائے سنت مصطفی ﷺ بھی تھے۔ اسی بنا پر آپ کو اپنے آقا و مولیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں سے انتہائی محبت تھی اور محبوب رب العالمین کی شان رفیع میں گستاخی کرنے والوں اور بدمذہبوں سے سخت نفرت و عداوت تھی۔ حضور کے غلاموں سے مل کر انتہائی مسرور ہوتے جبکہ گستاخان شان رسالت و ولایت سے عمر بھر مقاطعہ رہا۔ آپ کے قلب سلیم میں ان گستاخوں کے لئے کوئی نرمی نہ تھی۔

اس کی نفرت بھی عمیق، اس کی محبت بھی عمیق
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پر شفیق
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان (اقبال)

محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے تمامی گستاخوں اور بدمذہبوں سے بلا امتیاز جو شدت و نفرت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ہاں تھی، اس میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہ تھا۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے محبت کی سوزش تھی۔ اسے حدت کہہ لیجئے یا شدت۔ یہ شدت بھی صرف اعدائے خدا اور رسول کے لئے تھی ورنہ آپ تو ہر مومن اور ہر اہل محبت کے لئے سراپا لطف و کرم تھے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو، وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے عمر بھر کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیا اور نہ ہی نفرت و شدت کا

اظہار فرمایا۔مگر جب معاملہ اللہ ورسول کا ہوتا تو پھر ہرگز کسی کی رورعایت نہ کرتے۔ذاتی دشمنی کی صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اپنے ذاتی دشمنوں سے کس طرح درگذر فرمایا۔اللہ اللہ! یہ صرف اولیاء کاملین ہی کا حصہ ہے۔

لائل پور میں قیام کا ابتدائی دور تھا۔شان رسالت سے عداوت رکھنے والوں کے لئے آپ کا ذکر مصطفیٰ کا پیہم وظیفہ ناقابل برداشت تھا۔غلام مصطفیٰ کی حیثیت سے آپ کے خلاف ہر قسم کی سازشیں ہوئیں۔مخالفتوں کے طوفان برپا ہوئے۔مگر آپ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیا۔

محلّہ نانک پورہ (فیصل آباد) میں محفل میلاد کا پروگرام تھا۔سردیوں کی رات تھی،حاضرین سردی کے باعث سمٹ سمٹا کر بیٹھے تھے۔نعت خوانی کے بعد آپ کا بیان شروع ہوا۔عربی مسنون خطبہ کے بعد ابھی آپ نے آیت کریمہ "وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ" تلاوت فرمائی،ابھی ترجمہ بھی نہ کیا کہ دیوبندی حضرات نے ایک منظّم پروگرام کے تحت تین اطراف سے بھرپور حملہ کردیا۔ایک اینٹ سامنے کی طرف سے آپ کی طرف آئی جو مائیکروفون کو لگ کر رک گئی اور آپ بال بال بچ گئے۔اسی طرح دائیں طرف اور پچھلی طرف حملہ بھی ذکر رسول کی برکت سے ناکام ہوگیا۔لیکن دفعتہً اس شورش کے باعث مجمع جب کھڑا ہوا تو آپ کو سٹیج پر تشریف فرما نہ دیکھ کر احباب مضطرب ہوئے اور آپ کی تلاش شروع ہوئی۔اچانک آپ ایک طرف سے نمودار ہوئے اور فرمایا۔

"گبھراؤ نہیں،کوئی بات نہیں۔میں حملہ کی شدت کے باعث سٹیج سے نیچے اتر آیا تھا۔"

چنانچہ آپ دوبارہ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔فضا پرجوش نعرہائے تکبیر ورسالت سے گونج اٹھی اور جہاں سے بیان رکا تھا،آپ نے وہیں سے شروع فرمادیا۔مگر کیا مجال کہ حملہ آوروں کے متعلق ایک لفظ بھی زبان پر لائے ہوں۔یا ان کے اس ذلیل وناپاک اقدام کے متعلق کچھ کہا ہو۔ بلکہ دوران تقریر جب بار بار نعرہ تکبیر ورسالت کے ساتھ محدث پاکستان زندہ باد،قبلہ شیخ الحدیث زندہ باد کا نعرہ لگایا جاتا تو آپ نے روک دیا اور فرمایا میرے نام کی بجائے صرف نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کرو۔رات گئے تک تقریر پرتنویر جاری رہی۔اس کے بعد سلام پڑھا گیا۔اور کامیابی کے ساتھ

جلسہ اختتام پذیر ہوا،صبح آپ کے اس ایمان افروز بیان،تحمل وبرداشت،زبردست اخلاق،بلند حوصلگی اور اپنی ذات کو زیر بحث نہ لانے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے کا بہت چرچا ہو۔بہت سے لوگ ازخود مخالفین سے کٹ گئے اور دامن شیخ الحدیث سے وابستہ ہو گئے۔(۲۶)

ایک مرتبہ مولانا قاضی مظہر الحق جہلمی،جو اس وقت کوئٹہ چھاؤنی کے خطیب تھے،حاضر خدمت ہوئے۔قاضی صاحب براستہ کوئٹہ،زاہداں،بغداد شریف،مدینہ منورہ اور دوسرے مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہو کر آئے تھے۔جب آپ سے قاضی صاحب کا تعارف کروایا گیا تو آپ نے قاضی صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔آپ کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔اگرچہ طبیعت بہت زیادہ کمزور تھی۔بیماری میں اضافہ ہوچکا تھا۔لیکن اس کے باوجود آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔اور قاضی صاحب سے مدینہ منورہ کی باتیں دریافت فرمانے لگے۔مدینہ پاک میں رہنے والے احباب اہل سنت وجماعت کی خیریت دریافت فرمائی۔مدینہ پاک کی گلیوں کی یاد آئی۔گنبد خضریٰ کا نورانی منظر نگاہوں میں پھرنے لگا۔مقدس جالیوں کے جلوے دل میں اترنے لگے۔روضہ اقدس کا وقار دلوں پر چھانے لگا۔تصورات دیار حبیب خدا کی پرنور ضیاؤں میں گم ہونے لگے اور تمام محفل کی یہ کیفیت ہوگئی کہ

غیروں کی جفا یاد نہ اپنوں کی وفا یاد
اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد(۲۶۔ا)

قارئین ذرا سکون قلب سے غور کریں کہ گستاخان شان رسالت اور بدمذہبوں سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اختلاف کی بنیاد دنیوی معاملات اور اس کی آرائشیں نہ تھی۔جائداد،عہدہ یا دنیوی مفاد وغیرہ باعث اختلاف نہ تھا

---

(۲۶) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(ا) مولانا ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ کا مضمون،مندرجہ ماہنامہ نوری کرن بریلی۔مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ص ۶۴

(ب) مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ مقیم اسلام آباد،بنام فقیر قادری عفی عنہ محررہ ۷ جون ۱۹۸۵ء

(ج) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی،خطیب جھال خانوآنہ،فیصل آباد۔ ۱۶ جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

(۲۶۔ا) نائب اعلیٰ حضرت،مولفہ مولانا افضل کوٹلوی،ص ۵۴،۵۵

بلکہ اختلاف کا باعث صرف اور صرف دینی معاملات تھے۔

ممتاز محقق اور دانشور ڈاکٹر پروفیسر محمد اسحق قریشی صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد اپنے ایک مضمون میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی شخصیت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حقیقت یہ ہے کہ ان کا کسی سے ذاتی نزاع نہ تھا۔ ذاتیات پر آپ کبھی نہ آتے تھے۔ ان کی محبت اور دشمنی صرف اور صرف مذہب وعقیدہ کی خاطر تھی۔''

انہوں نے مزید لکھا۔

''آپ اخلاق حسنہ کا پیکر لاثانی تھے۔ گفتگو کیا تھی؟ تواضع وانکساری سے بھری ہوئی تھی اور شخصیت اس قدر بلند تھی کہ مخالفین بھی آپ پر کوئی اعتراض نہ کر پائے تھے۔ دوست ودشمن سب شرافت وکرامت کے قائل تھے۔ ایک دفعہ کسی عقیدت مند نے عرض کیا کہ حضور چند لوگ آپ کو گالیاں دیا کرتے ہیں۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ جتنا عرصہ سردار احمد کو گالیاں دینے میں صرف کرتے ہیں اتنی دیر میرے محبوب آقائے مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تو گستاخی نہیں کرتے'' خدا گواہ ہے کہ ایسا پیکر عشق ومستی ڈھونڈنے سے نہ ملے گا'' (۲۷)

سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفیٰ ﷺ سے فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَآءٌ

یعنی اے بدزبانو! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفیٰ ﷺ کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت کو سپر ہو جائے۔

(۲۷) روزنامہ سعادت لائل پور۔ لاہور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء

انہی جذبات کا اظہار امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے کیا۔ وہ فرماتے ہیں۔

''اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول جل جلالہ و ﷺ کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندۂ خدا کو پچاس ہزار مغلظ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندۂ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا، اکابر علماء قدست اسرارھم کو بھی گالیاں دیں تو ایں ہم برعلم ....'' (۲۸)

خیر یہ جملہ معترضہ تھا، دراصل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفین سے شدت کا تذکرہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت وتذکرہ سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ گستاخان مصطفیٰ اور بدمذہبوں کو آپ نے راہ راست پر لانے کے لئے مفاہمت کی تمام تر کوششیں فرمائیں۔ انہیں ذاتی طور پر خطوط لکھ کر ان کی غلطیوں پر انتباہ فرمایا۔ جب یہ حضرات اس پر بھی متنبہ نہ ہوئے تو مخلصانہ انداز میں شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے آپ نے امن سے مناظرات بھی کئے۔ غرضیکہ مفاہمت کی تمام تر کوششیں کیں۔ بالآخر اتمام حجت کے بعد آپ نے وہی کچھ کیا جو ایک عالم دین، فقیہ وقت اور مفتی زمان سے اس کا منصب مطالبہ کرتا ہے۔ سازشی کاروائیوں سے مرعوب وخائف ہو کر مصلحت یا مداہنت کی بجائے دین حق کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ظاہر ہے اس سلسلہ میں خدا اور رسول کے دشمن آپ کی شدت سے نہ بچ سکتے تھے۔

سب کو علم ہے کہ شدت، بذات خود کچھ نہیں، نہ بھلائی، نہ برائی۔ یہ تو ایک کیفیت اور صفت ہے، جو موصوف کے ساتھ عارض ہو کر اسی کا روپ دھار لیتی ہے۔ مثلاً کفر وشرک فسق وفجور اور اخلاق ذمیمہ کے ساتھ منسلک ہو کر اگر وہ برائی نقص اور عیب کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو دین وایمان، محبت والفت اور اخلاق حسنہ کے کسی فرد کے ساتھ اس کا اشتراک سراپا حسن وخیر اور لائق داد وتحسین بن جاتی ہے۔ یہی شدت بصورت فضل خداوندی اور بشکل نعمت الٰہی قابل رشک امر ہے۔

(۲۸) حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور۔ ص ۵۱، ۵۲

حمیت دینی اور شدت ایمانی کی حقیقت کو مزید سمجھنے کے لئے حکیم خلیل احمد جائسی، لیکچرار اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مضمون کا طویل اقتباس ملاحظہ ہو۔ حکیم موصوف قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

''تاریخ اسلام کا ایک ایک ورق جرأت دینی اور شدت ایمانی کے واقعات سے لبریز ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایسے جانثار نبوت کو جس کی فراست ایمانی اور اصابت رائے کی تصدیق اکثر وحی الٰہی کے ذریعہ ہوتی رہی اور جس کی ذات والا صفات خود بزبان نبوت نبوی آثار وانعکاسات کا تمثال اور نشان امتیاز بنی رہی۔ اس کی سینکڑوں دینی وایمانی اداؤں میں جو ادا اس کے خالق کی منظور نظر بن کر اس کی شخصیت اور کردار کا عنوان قرار پائی وہ شدت ہی نہیں۔ شدت علی الشدۃ یعنی بصیغہ مبالغہ اشد، بلکہ علی المبالغہ یعنی بصیغہ جمع '' اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ '' کا معزز ومفتخر خطاب ہے۔ پھر اگر اس جامع آثار نبوت کے حالات کا جستہ جستہ مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس فدائے رسول کے ایمان کی روح اور ایمانی شدت کی جان ناموس رسالت تھی اور ہر گستاخ رسول کے وجود کو صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کر دینے کا جذبہ! تاریخ اسلام کے بچہ طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ ناموس رسول کے تحفظ کی یہی تڑپ تھی۔ جو کبھی صلح حدیبیہ میں کھلے ہوئے دشمنان رسول، کفار ومشرکین کے انکار نبوت کے گستاخانہ مطالبہ پر بجلی بن کو کوندی۔ اور کبھی اسلام کے پردے میں چھپے ہوئے دشمن رسول، منافق پر، جس نے عدل نبوت کی بے حرمتی کرتے ہوئے عدل فاروقی کا سہارا لینا چاہا تھا۔'' (۲۹)

محبت وشدت کی حیثیت، شرعی معیار وقواعد میں کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے نبی رؤف ورحیم ﷺ کے چند ارشادت ملاحظہ ہوں۔

(۲۹) ماہنامہ المیزان بمبئی (بھارت) کا امام احمد رضا نمبر، ۱۹۷۶ء۔ ص ۴۳۰

ارشاد نبوی ہے۔

''مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَمَنْ اَعْطٰی لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ'' (۳۰)

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے نفرت کی اور جس نے اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو عطا کیا اور اللہ کی رضا کی خاطر کسی کو نہ دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

''ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ'' (۳۱)

تین باتیں جس کے اندر ہونگی اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی

۱۔ اللہ ورسول اس کو ہر دوسری چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔

۲۔ اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ کے لئے اگر نفرت ہو تب بھی اللہ کے لئے۔

۳۔ جب اللہ نے کفر سے اس کو رہا کر دیا تو پھر کفر میں لوٹنے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانے کو۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ فَهُوَ مِنَ الْاَبْدَالِ اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَالصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَالْغَضَبُ فِی ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ'' (۳۲)

تین خوبیاں جس میں ہوں وہ ابدال ہے۔ اللہ کی قضا پر رضا، اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا، اور اللہ عزوجل کے لئے کسی سے غضب کرنا۔

(۳۰) رواہ البخاری ومسلم وترمذی، ابوداؤد

(۳۱) رواہ البخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ واحمد فی مسندہ

(۳۲) فردوس دیلمی فی مسندہ، جامع صغیر ج ۱ ص ۲۳۲

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مَدَارُ الدِّیْنِ حُبٌّ وَبُغْضٌ وَفِعْلٌ وَتَرْکٌ" (۳۳)

یعنی دین کا مدار چار چیزوں پر ہے۔

۱۔ اللہ و رسول کے لئے محبت ۲۔ اللہ و رسول کے لئے عداوت

۳۔ اللہ و رسول کے لئے کام کرنا ۴۔ اللہ و رسول کے لئے کوئی کام نہ کرنا

یعنی جس طرح اللہ و رسول کے لئے محبت دین کی بنیاد ہے اسی طرح عداوت اور شدت بھی دین کا مقتضی ہے۔ بعض طبائع جس شدت اور حدت سے نفور ہیں انہیں نبی رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے چند یہ ارشاد واجب الانقیاد سامنے رکھ کر اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

"اَلْحِدَّةُ تَعْتَرِیْ خِیَارَ اُمَّتِیْ" (۳۴)

حدت میری امت کے بہترین لوگوں کو مجلی بنا دیتی ہے۔

"اَلْحِدَّةُ تَعْتَرِیْ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ لِعِزَّةِ الْقُرْآنِ فِیْ اَجْوَافِهِمْ" (۳۵)

میری امت کے علماء کو گرمی پیش آئے گی، قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے۔ "اَلْحِدَّةُ تَعْتَرِیْ جَمَاعَ الْقُرْآنِ فِیْ اَجْوَافِهِمْ" (۳۶)

جن علماء نے قرآن کو اپنے سینوں میں جمع کیا ہے ان کو حدت پیش آئے گی۔

"اَلْحِدَّةُ لَاتَکُوْنُ اِلَّا فِیْ صَالِحِیْ اُمَّتِیْ وَاَبْرَارِهَا ثُمَّ تَفِیْءُ" (۳۷)

---

(۳۳) الفضل الکبیر مختصر شرح جامع صغیر، مطبوعہ مصر (۱۳۷۳ھ) ج ۲۔ ص ۲۷۲

(۳۴) طبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جامع صغیر ج ۱، ص ۲۵۸
الدرر المنتثرہ۔ ص ۱۷۴، ابو یعلی و طبرانی عن ابن عباس والدیلمی عن انس

(۳۵) ابن عدی فی الکامل عن معاذ (۳۶) فردوس دیلمی، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق۔ ص ۴۳۳

(۳۷) فردوس دیلمی عن انس

حدت میری امت کے نیک اور صالح افراد میں ہوتی ہے پھر وہ لوٹتی ہے۔

ایک روایت میں یوں ہے۔

"خِیَارُ اُمَّتِیْ اَحِدَّاؤُهُمُ الَّذِیْنَ اِذَا غَضِبُوْا رَجَعُوْا" (۳۸)

میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں، نیکی کی طرف جلدی کرنے والے اور دین میں صلابت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ جب غضب ناک ہوتے ہیں تو حق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ کی شرح جامع صغیر سے مدارس امیریہ مصر میں لغت عربیہ کے استاذ علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ نے اختصار کیا۔ علامہ مصطفیٰ محمد عمارہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اِعْلَمْ اَنَّ اُمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِعِزَّةِ الْاِیْمَانِ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَتَزَایُدُ الْحِدَّةِ لِلْحَقِّ وَغَیْرَةٍ عَلَی الدِّیْنِ، کَانَ اِذَا غَضِبَ مُوْسٰی اِشْتَعَلَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ نَارًا" (۳۹)

"یعنی رسول اللہ ﷺ کی امت تو وہ مومن ہیں جو عزت ایمان کے حامل ہیں۔ عزت تو اللہ کے لئے ہے، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔ حق اور غیرت علی الدین کی خاطر حدت و شدت بڑھ جاتی ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدت و شدت کی یہ شان تھی کہ جب آپ غضب ناک ہوتے آپ کی ٹوپی سے آگ کے شعلے بلند ہوتے۔"

احادیث نبویہ اور اقوال ائمہ کی روشنی میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت کا ایک ایک ورق پڑھئے، تعصب کی عینک اتار کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ دشمنان خدا اور رسول کے خلاف آپ کی شدت کا باعث غیرت ایمانی تھا اور ایمان کی جان تو عشق رسول ہے۔ آپ کی شدت میں معاذ اللہ نفسانیت کا جذبہ کارفرما نہ تھا۔ اس کا باعث تو خود ارشاد نبوی تھا۔ اور مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ابدال کی مبارک جماعت کے فرد تھے جس پر آپ کی شدت شاہد عدل ہے۔

---

(۳۸) طبرانی فی الاوسط عن علی رضی اللہ عنہ (۳۹) الفضل الکبیر مختصر شرح جامع صغیر۔ مطبوعہ مصر (۱۳۷۳ھ) ج ۱۔ ص ۹

اب آیئے ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی طائرانہ نظر سے دیکھ لیجئے۔ آپ کو غصہ کی شدت اور انسانی شرافت کا درس دینے والوں کا کردار واضح ملے گا۔ دارالعلوم دیوبند کے ذمہ دار ترجمان اور صدر المدرسین مولوی حسین احمد کی تہذیب ملاحظہ ہو۔ ایک سو بیس صفحات کی کتاب شہاب ثاقب میں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے متعلق چھ سو چالیس مغلظ گالیاں شدت طبع کا رخ متعین کرنے کے لئے کافی ہیں۔

خواجہ حسن نظامی جب مدرسہ دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے تو مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے مخدوم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کی کاپیاں نذر آتش کرنے کے لئے خواجہ صاحب کو مرحمت فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے جو پڑھ کر دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ استاذ کے حکم کے احترام میں آدھی کاپیاں تو جلا دیں اور آدھی محفوظ کر لیں۔ جس پر مولوی اشرفعلی تھانوی نے دو آم بطور انعام دیئے، اس وقت مولوی اشرفعلی تھانوی متقدمین کے مسلک پر قائم تھے اور رسالہ کے مندرجات سے پوری طرح متفق اور کاربند تھے۔" (۴۰)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ، مولوی رشید احمد گنگوہی کے شیخ اور مخدوم تھے۔ لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی کا اپنے شیخ طریقت کے خلاف غیظ وغضب کی شدت محض اس لئے تھی کہ حضرت حاجی صاحب نے اس رسالہ کے ذریعہ عقائد واعمال اہل سنت، فاتحہ، میلاد اور قیام وغیرہ کی نہ صرف تائید کی بلکہ اس کو اپنا معمول بھی بتایا۔

اپنے شیخ (حاجی صاحب) کی غلامی کا دعویٰ کرنے کے باوجود گستاخی اور جنوں خیزی کا یہ عالم! اللہ اللہ! بھلا سوچیں کہ یہ شدت وغلظت کس زمرے کی ہے؟

(۴۰) ماہنامہ منادی (نئی دہلی) جلد ۳۹ شمارہ ۱۲۔ صفحہ ۲۲، بحوالہ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔ ص ۵۰

مشائخِ عظام سے وابستگی

قدوۃ العلماء العارفین، زبدۃ الاولیاء الواصلین، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ کے اجزائے ترکیبی میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی سنتوں کا اتباع اور آپ کا ذکر پاک آپ کی روحانی غذا تھا۔

محبوب رب العالمین ﷺ کی ذات والا قدسی صفات سے والہانہ عشق ومحبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور سے منسوب تمام اشیاء اور امکنہ محبوب بن جائیں۔ چونکہ تمام اولیاء کاملین کا تعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے ہوتا ہے اس لئے لازمی ہے کہ عاشق مصطفیٰ، اولیاء اللہ کا دلدادہ ہو.......... اور پھر طریقت کے عالم میں تو یہ امر مسلمہ ہے کہ مشائخ سلسلہ طریقت کے واسطہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مربوط واسطہ ہو۔ مشائخ سلسلہ طریقت سے تعلق، عقیدت، محبت درحقیقت رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار ہے۔ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. الآية"

کسی بھی صاحب نسبت کے تذکرہ میں اس کے مشائخ کرام کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کی اپنے مشائخ سے نسبت کی کیفیت کا حال بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔.......... لیکن نسبت کی کیفیت اور اس کا حال، قال کی رسائی سے بلند ہوتا ہے۔ ہم ظاہر بیں نسبت کا حال صرف اس کے آثار سے کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث کا اپنے مشائخ سے روحانی کیفیت کا صحیح اندازہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ تاہم تاریخی ضرورت کے پیش نظر چند الفاظ حاضر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کو اپنے اساتذہ کرام اور پیران عظام سے ایسی گہری اور مربوط نسبت حاصل تھی جو عقیدت کی معراج کہلاتی ہے۔ بے شمار قرائن وآثار اور روشن ضمیر حضرات کی شہادات ہمارے اس دعویٰ کا مبنیٰ ہے۔

علم طریقت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل السلام اور محبت مشائخ

سلسلہ کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ راہ سلوک میں یہی زادِراہ ہے۔ اسی سے معرفتِ الٰہیہ کا حصول ممکن ہے۔ اتباع سنت اور محبت، مشائخ .... ان ہر دو میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اس درجہ ممتاز تھے کہ آپ کے مخالفین بھی اس کے معترف ہیں۔

ظاہر ہے کہ عالَم سلوک کے ان اعلیٰ منازل کا حصول محض درس و تدریس اور مطالعہ کتب سے ممکن نہیں۔ بلکہ مردان احرار وابرار کی نگاہِ عرش پناہ اور ان کے اکرام والطاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مردان خدا کی روحانی شفقت و تربیت حال میسر نہ ہو تو محض عقلی قویٰ روحانی درجات کو پالینے سے قاصر ہیں۔ چونکہ اس نعمت کا حصول ذوق اور حال سے وابستہ ہے .... اور ذوق اور حال کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے روحانی مربی کی رضا کے حصول کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اسی حصول رضا کی کوشش میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب اپنے مطلوب ومحبوب کے احوال میں گم ہو جاتا ہے، اس کی سی صفات پیدا کرلیتا ہے۔ اپنے احوال وصفات کو ایسا گم کرتا ہے کہ مطلوب ومحبوب کے احوال وصفات ہی اس کی بقا کے ضامن بن جاتے ہیں۔ طریقت میں اسے فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے جن اساتذہ کرام سے علوم دینیہ کا اکتساب کیا، اکثر وہی آپ کے روحانی مربی ہیں۔ انہی سے آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اس شہباز لامکانی نے ابتدائے عمر میں قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ شاہ سراج الحق چشتی صابری قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ شیخ نے اپنے وصال سے قبل، جب آپ ابھی زیر تعلیم تھے، اپنی خلافت سے ممتاز فرمایا۔ تعلیم اور تدریس بریلی کے دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہما اپنی روحانی توجہات سے آپ کو مشرف فرماتے رہے۔ اور آپ کو سلاسل طریقت میں مجاز و ماذون فرمادیا۔

بریلی میں قیام کے دوران عاشق رسول خدا امام احمد رضا قدس سرہ کے احوال وآثار سے واقفیت کا قریبی موقع ملا۔ اگرچہ آپ کے بریلی قیام سے قبل ہی امام احمد رضا کا وصال ہو چکا تھا۔ ان سے براہ راست استفادہ واستفاضہ کا موقعہ نہ ملا۔ تاہم عشق مصطفیٰ کے حوالہ سے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے ایسی عقیدت پیدا ہوگئی کہ ہر کہ ومہ آپ کو نائبِ اعلیٰ حضرت کے لقب سے پہچانتا ہے۔ آپ بریلی کو بریلی شریف کہا کرتے تھے۔ امام احمد رضا قدس سرہ کے حوالہ

سے ان سے نسبت رکھنے والوں سے آپ عقیدت ومحبت سے پیش آتے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قدس سرہ صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ، الہ آباد (بھارت) آپ کی نسبت روحانی کے حوالہ سے آپ کے پیران طریقت کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''............ ہمارے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا۔ بظاہر حضرت کی محبت میں وہ سدھر گئے اور کچھ کے کچھ ہوگئے۔ لیکن فقیر کے خیال میں حضرت کی قادر نظر کچھ ایسی گہری پڑگئی کہ اس نظر کیمیا اثر نے ان کو جوہر الجواہر بنادیا ....'' (۱)

اسی حقیقت کو حضرت مولانا قاری محبوب رضا خان قدسی، کراچی اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔

''اسلامیان ہند وپاک خوب جانتے ہیں کہ خانقاہ رضویہ (بریلی) کا سرمایہ دین وایمان محبت رسول اللہ ﷺ ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اور حق یہ ہے کہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تھے۔ حالت یہ ہوتی کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک آیا آنکھوں سے عشق ومحبت کے ساغر چھلک پڑے۔

ایں سعادت بروز بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

''ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ''

اعلیٰ حضرت سے شیخ الحدیث کو والہانہ عقیدت تھی اور یہ واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے شیخ

(۱) ماہنامہ نوری کرن بریلی۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۲۰

الحدیث اس قدر متاثر ہوئے کہ ان پر عشق مصطفیٰ ﷺ کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے مریدین ومتوسلین، تلامذہ اور معتقدین میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایک حسین تڑپ پیدا کر کے ان کی فکری اور اعتقادی زندگی میں ایک اجتماعی یک جہتی پیدا فرمادی اور اس مادی دور میں روحانیت کا وہ پرچار کیا کہ اہل باطل بھی ان کے عزم صمیم ویقین محکم اور عمل پیہم کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔'' (۲)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی کے لمحات محبت وعقیدتِ مشائخ سے معمور تھے۔ آپ کا ایک ایک سانس محبتِ مشائخ کا مظہر ہوتا۔ اس لئے محبت مشائخ سے متعلق آپ کی سیرت کے تمام واقعات کا استحصار ممکن نہیں۔ صرف چند شواہد حاضر ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا وصال ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تعلیم کے لئے ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ بریلی حاضر ہوئے۔ اس طرح امام احمد رضا کی زیارت وملاقات نہ ہو سکی۔ اس کا زندگی بھر احساس رہا۔ اسی کا اظہار یوں ہوتا کہ بارہا آپ حضرت حاجی کفایت اللہ (مرید وخادم امام احمد رضا) سے فرمایا کرتے کہ میری زندگی کی تمام نیکیاں لے لیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک زیارت ایسی نیکی کا ثواب مجھے دے دیں۔ (۳)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قدس سرہ کا معمول تھا کہ صبح آٹھ بجے آپ مسجد میں تشریف لاتے اور مجلس ذکرومسائل کے بعد واپس آستانہ پر تشریف لے جاتے۔ زمانہ تدریس بریلی کے دوران حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نہایت اہتمام سے حضرت حجۃ الاسلام کی نعلین اٹھا کر مسجد کے ایک کونہ میں رکھتے اور واپسی پر خود ہی نعلین لا کر سامنے رکھتے۔ آپ نے اس معمول میں کبھی ناغہ نہ ہونے دیا۔ (۴)

منظر اسلام بریلی میں تعلیم اور پھر تدریس کے دوران امام احمد رضا قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضری روزانہ

(۲) روزنامہ عوام لائل پور۔ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء (خصوصی اشاعت)

(۳) روایت جناب شوکت حسن خاں میاں، کراچی۔ (یکے از خاندان رضویہ)

(۴) روایت حضرت میاں شوکت حسن خان صاحب، کراچی

ہوتی۔ اس میں کچھ زیادہ اہتمام کی ضرورت نہ پڑتی کہ مزار اور دارالعلوم منظر اسلام ایک ہی محلّہ، بلکہ ایک ہی جگہ واقع ہیں۔ جب آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں تدریس شروع کی، تو پھر بھی یہ معمول رہا کہ روزانہ اسباق سے فارغ ہو کر مزار امام احمد رضا پر حاضری اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کی زیارت میں ناغہ نہ فرماتے۔ مسجد بی بی جی بریلی اور مزار امام احمد رضا (محلّہ سوداگراں) میں اگرچہ کچھ فاصلہ ہے، مگر آپ ہر حال میں اس معمول کو ادا فرماتے۔ کوئی مشکل آپ کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ (۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے تو حضرت مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں کے داماد جناب شوکت میاں صاحب کے ہاں ضرور جاتے۔ آخری ایام علالت میں کراچی میں ہونے کے باوجود نقاہت کے باعث آپ جناب شوکت میاں کے ہاں نہ جا سکے۔ وصال سے چند روز قبل جناب شوکت میاں تشریف لائے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے عرض کیا۔ ''حضور اس مرتبہ میرے گھر تشریف نہ لا سکے۔'' چنانچہ آپ نے مولانا معین الدین کو فرمایا کہ کل ان شاء اللہ ہم ان کے ہاں چلیں گے۔ نقاہت اتنی تھی کہ چلنا مشکل تھا۔ بظاہر آپ کا یہ وعدہ پورا ہونا مشکل نظر آرہا تھا۔ مگر آپ دوسرے روز ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس طرح شیخ طریقت کے متعلقین سے مل کر آپ نے روحانی مسرت محسوس کی۔ (۶)

جناب میاں شوکت حسن خاں، کراچی فرماتے ہیں کہ صرف دو شخص ایسے تھے کہ بریلی میں جن کا مقام سب سے ممتاز رہا۔ ایک حضرت محدث سورتی اور دوسرے مولانا سردار احمد .... یہی جناب میاں شوکت حسن فرماتے ہیں کہ مولانا سردار احمد واحد شخص ہیں کہ بریلی شریف کی پوری زندگی میں ان سے کوئی قابل اعتراض حرکت بھی نہیں ہوئی۔ بریلی شریف کی ہر فضیلت انہیں حاصل تھی۔ حتیٰ کہ حضور حجۃ الاسلام کا جنازہ بھی آپ نے پڑھایا۔ (۷)

یاد رہے کہ حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے وصال (۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء) کے وقت آپ ان کے پاس موجود تھے۔ وصیت کے مطابق غسل دینے، تجہیز وتکفین اور قبر میں اتارنے میں آپ شریک رہے۔

(۵) ایضاً (۶) ایضاً (۷) ایضاً

امام احمد رضا بریلوی سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ان سے متعلق ہر فرد کا بے حد احترام کرتے ۔مولانا تحسین رضا اور مولانا ریحان رضا خان (نبیرگان امام احمد رضا) نے اگرچہ آپ سے علمی استفادہ کیا۔مگر آپ ان صاحبزادگان کا ادب اس طرح کرتے کہ گویا یہ مخدوم زادے نہیں خود مخدوم ہیں۔(۸)

حضرت سید حسین علی رضوی وکیل جاورہ کلید بردار حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر شریف فرماتے ہیں۔

''چونکہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سادات کی بہت قدر فرماتے تھے، وہی طریقہ مولانا سردار احمد صاحب برتتے تھے، (میں اعلیٰ حضرت سے ۱۹۰۹ء میں بیعت ہوا تھا۔میں تابعدار تھا۔مگر اعلیٰ حضرت بہت قدر فرماتے تھے۔جو میں تابعدارانہ حیثیت کے منافی سمجھتا تھا۔اسی طرح مولانا سردار احمد صاحب مجھ سے محبت فرماتے تھے۔''(۹)

وکیل جاورہ، حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں مزید لکھتے ہیں۔

''پاکستان سے ہر سال میرے پاس آنے والوں کے ہاتھ نذرانہ بھیجتے تھے اور جب میں پاکستان گیا اور پیر صاحب پاگارہ کا مہمان تھا۔اس وقت (مولانا) تقدس میاں صاحب بھی وہیں تھے۔ان کے لڑکے کا انتقال ہوگیا تھا۔ان سے ملنے تشریف لائے۔تو مجھ سے وہاں ملاقات ہوگئی۔حسب قاعدہ جاریہ نذرانہ دیا۔''(۱۰)

مولانا تقدس علی خاں صاحب اتالیق پیر پاگارہ، شیخ الجامعہ جامعہ قادریہ راشدیہ پیر گوٹھ فرماتے ہیں کہ مولانا سردار احمد قدس سرہ خاندان رضویہ اور بریلی شریف کے ہر مسلمان کا احترام کرتے تھے، جب آپ ہجرت کر کے لائل پور آگئے، تو بریلی شریف سے آنے والے ہر مسلمان کا ہاتھ عقیدت سے آپ چوم لیتے۔(۱۱)

(۸) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۱۳/دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۲۳

(۹) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔۳/جنوری ۱۹۶۴ء۔ص ۳

(۱۰) ایضاً۔ص ۳ (۱۱) روایت مولانا تقدس علی مدظلہ ۲۰ صفر ۱۴۰۴ھ

محبت شیخ کا تقاضا ہے کہ جو شخص اس شیخ طریقت کے بارے میں حسن ظن نہ رکھتا ہو یا ان کے خلاف باتیں کرتا ہو، اس سے مقاطعہ کرلیا جائے، خواہ وہ شخص کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔اسی نوعیت کا ایک واقعہ مولانا حافظ محمد احسان الحق لائل پوری کی زبانی سنئے۔

''پانچ چھ برس کی بات ہے کہ کراچی میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادگان کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں سبقت لسانی سے کہہ گئے۔حضرت علیہ الرحمۃ کو اس کی اطلاع لائل پور پہنچی تو بہت غمگین ہوئے۔اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد لائل پور میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا عرس ہونا تھا۔میں نے عرس شریف کے لئے کچھ دن پہلے ان مولوی صاحب کا نام لے کر عرض کی کہ حضور! اب کی مرتبہ عرس میں انہیں بھی بلایا جائے۔فرمایا۔مولانا! کراچی میں انہوں نے صاحبزادگان اعلیٰ حضرت کے خلاف جو باتیں کی ہیں جب تک ان سے توبہ نہ کرلیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ہماری نسبت مضبوط نسبت ہے۔ہم تو وہاں کی خاک کا بھی ادب کرتے ہیں تو آپ کی اولاد کے خلاف کی ہوئی باتیں کس طرح برداشت کرسکتے ہیں''۔(۱۲)

ربیع الاول ۱۳۸۱ھ/ستمبر ۱۹۶۱ء میں ایام علالت میں بغرض تبدیلی آب وہوا ہری پور تشریف لے گئے۔انہی ایام میں، خاندان رضویہ کے ایک فرد حضرت مولانا حکیم محمد حسنین رضا بریلوی سے ملاقات کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔حکیم موصوف سے ملاقات کی اور حضرت مائی صاحبہ (اہلیہ حضرت حکیم صاحب) کو نذرانہ پیش کیا۔(۱۳)

حکیم محمد حسنین رضا بریلوی بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو خاندان رضویہ کا ایک فرد تصور کرتے تھے۔حکیم موصوف، اپنے خاندانی اور گھریلو معاملات میں آپ سے مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے۔(۱۴)

(۱۲) ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔۱۳/دسمبر ۱۹۶۳ء۔ص ۲۳

(۱۳) روایت حاجی منظور احمد، لال کرتی، راولپنڈی ۱۳/رجب ۱۴۰۵ھ

(۱۴) مکتوب حکیم محمد حسنین رضا بنام شیخ الحدیث قدس سرہ۔محررہ ۶ جولائی ۱۹۵۹ء

آپ مولسری کے پھولوں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔اس پسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ پھول بریلی شریف کی مسجد بی بی مرحومہ کے صحن میں موجود تھے۔بریلی شریف میں کسی پھول کا اگ آنا ہی آپ کی پسند کا باعث بن گیا۔(۱۵)

بریلی شریف کے اسی تعلق کی وجہ سے آپ کراچی کے ایام علالت میں فرمایا کرتے کہ میرے کمرے کی سمندر کی جانب کی کھڑکی کھول دو۔اس طرف سے مجھے بریلی شریف کی خوشبو آتی ہے۔(۱۶)

انہی ایام علالت میں اکثر فرمایا کرتے کہ اگر مجھے بریلی شریف کا پانی پینے کو مل جائے تو میں صحت یاب ہو جاؤں۔(۱۷)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے مشائخ کرام سے کس قدر عقیدت رکھتے تھے۔آپ کی مجلس میں ایک حاضر ہونے والے کے تاثرات ملاحظہ ہوں۔

''مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری چشتی قدس سرہ کو ایک باران کے دولت کدہ پر عجیب کیفیت میں دیکھا۔وہ اپنے دست مبارک میں ایک خط لئے ہوئے تھے۔کبھی اپنا عمامہ مبارکہ اٹھا کر اس خط کو اپنے سر مبارک پر رکھ رہے ہیں،کبھی چوم رہے ہیں،کبھی آنکھوں سے لگا رہے ہیں، کبھی اپنا کرتہ مبارکہ اٹھا کر اپنے سینہ انور سے لگا رہے ہیں۔یہ پُرسوز منظر دیکھ کر عرض کیا گیا، حضور!یہ کیا ہے؟ہم بھی زیارت کریں،فرمایا،میرے حضور مفتی اعظم کا خط ہے،یہ شہزادہ اعلیٰ حضرت (کا) مکتوب گرامی ہے۔جس میں آپ کو آپ کی عظیم خدمات پر بے پناہ دعاؤں اور شفقتوں سے نوازا تھا۔کیوں نہ ہو،وہ بارگاہ رضویت ہی کے پروردہ تھے۔لوگ انہیں خاندان رضوی ہی کا ایک فرد تصور کرتے تھے..........''(۱۸)

(۱۵) روایت حضرت قاضی محمد فضل رسول،لائل پور۔۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

(۱۶) روایت مولانا سید محمد جلال الدین، بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین۔۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

(۱۷) روایت مولانا قاضی محمد فضل رسول،فیصل آباد۔۱۴ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

(۱۸) ہفت روزہ الہام،بہاول پور۔۷ اگست ۱۹۷۸ء۔ص ۳

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ،امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ امام احمد رضا سے ملاقات کرنے والوں سے اکثر پوچھا کرتے کہ اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کیا فرمایا کرتے تھے۔حالانکہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مرتبہ موجود ہیں۔آپ کی تحریریں مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کی نظر میں تھیں۔اس سلسلہ میں آپ اکثر جناب حاجی کفایت اللہ بریلوی سے استفسار فرمایا کرتے تھے کہ جناب حاجی موصوف،اعلیٰ حضرت کے پیش کار تھے۔(۱۹)

سید قناعت علی قادری بریلوی ایک مدت تک حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیش کار رہے،ان کے پاس امام احمد رضا کا ایک استعمال شدہ عمامہ برنگ سبز موجود تھا۔سید قناعت علی ایک عرس قادری رضوی کے موقعہ پر لائل پور وہ دستار لائے۔اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور پیش کی۔جناب سید قناعت علی نے اس وقت ایک درخواست کی کہ حضور وعدہ کیجئے کہ کل بروز قیامت جب آپ جنت میں داخل ہوں گے،فقیر کو نہ بھولئے گا۔اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آبدیدہ ہوگئے۔اور فرمایا کہ جنت میں داخلہ تو آپ کے نانا پاک اور آپ کے طفیل ہی ملے گا اور پھر یہ کہ آپ،حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت اور خدمت سے مشرف ہیں۔خود آپ کا تعلق جس گھرانے سے ہے اسی کے صدقہ سب کو جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے اور جناب سید قناعت علی اپنی درخواست پر اصرار کرتے رہے۔یہ منظر حاضرین کے لئے بڑی رقت کا باعث بنا۔بعدازاں آپ نے عمامہ لے کر امام احمد رضا قدس سرہ کی طرز پر باندھا۔(۲۰)

امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کا اعتراف اور آپ کی تجدیدی،علمی وملی خدمات کے تعارف کے طور پر برصغیر بلکہ ساری دنیا میں اب تو جا بجا یوم رضا منعقد کیا جا رہا ہے،ایک وقت تھا کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے کا یہ اثر تھا کہ امام احمد رضا کا نام لینا ہی مشکلات کو دعوت دینا تھا۔قیام پاکستان کے وقت،کم از کم میری معلومات کے مطابق اس علاقہ میں امام احمد رضا کا عرس منعقد نہیں ہوتا تھا۔حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے لائل پور کے قیام کے ساتھ ہی عرس قادری

(۱۹) روایت مولانا تقدس علی خاں بریلوی۔۲۰ صفر ۱۴۰۴ھ

(۲۰) روایت حضرت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی لائل پور۔۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

رضوی۔ کے نام سے حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عرس منعقد کرنا شروع کیا۔ ہر سال باقاعدہ ۲۴، ۲۵ رصفر کو لائل پور میں عرس منعقد فرماتے، اس میں خود وعظ فرماتے اور دیگر علماء و مشائخ کو دعوت دے کر بلواتے اور ان کی تقاریر سے اپنے مشائخ کی خدمات جلیلہ کی اشاعت کرتے۔ یہ سلسلہ آج بھی آپ کے وصال کے بعد بھی آستانہ عالیہ رضویہ لائل پور پر جاری۔ ہے۔ آپ کے صاحبزادگان ان تقاریب کو نہایت عقیدت سے منعقد کرتے ہیں۔

عرس قادری رضوی کی ابتدا محض ایک جلسہ یا عرس کی ابتدا نہ تھی۔ بلکہ یہ عرس ایک علمی و روحانی تحریک تھی۔ امام احمد رضا کی خدمات جلیلہ کے تعارف کی تحریک تھی۔ امام احمد رضا کے معاندین اور حاسدین کے پھیلائے بے بنیاد الزامات، کو تارِ عنکبوت کرنے کی ایک عملی تحریک تھی۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ مساعی بار آور ہوئیں۔ اب پاکستان کیا پورے برصغیر کے چپہ چپہ، بلکہ دیگر ممالکِ اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بڑے تزک و احتشام سے یومِ رضا منایا جاتا ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام یوم رضا، امام احمد رضا کا ایک مثالی عرس ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے عرس کے علاوہ اپنے دیگر مشائخ طریقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (م ۱۸ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (م ۷ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) اور شیخ المشائخ خواجہ سراج الحق (م ۲۸ شوال ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) کے ایامِ وصال پر آپ ان کی فاتحہ خوانی کرواتے اور باقاعدہ جلسہ کی صورت میں ان حضرات مقدسہ کی سیرت و کردار کو خود بیان کرتے اور دوسروں کو بیان کرنے کی دعوت دیتے۔

قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، حضور غوث اعظم جیلانی قدس اللہ اسرارنا بسرہ النوری کے ایصال ثواب کی محفل، گیارھویں شریف، ہر ماہ نہایت اہتمام سے گیارہ چاند، رات کو منعقد کرتے۔ اس میں ناغہ نہ ہوتا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے اساتذہ و مشائخ سے جو گہرا روحانی رابطہ حاصل تھا۔ اور جس کے نتیجہ میں آپ کی زندگی خدمات مشائخ میں بسر ہوئی۔ اس کیفیت کو علامہ سید محمود احمد رضوی، ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے نہایت جامع الفاظ میں یوں بیان کیا۔ ''مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بریلی لازم و ملزوم ہیں۔'' (۲۱)

(۲۱) قلمی یادداشت مولانا سید محمود احمد رضوی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

حضرت علامہ مولانا پیر محمد فاضل ڈھانگری، ضلع میرپور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی مرحومہ (بریلی) میں ختم شریف کی محفل تھی۔ غالباً یہ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور بزرگ کا یوم وصال تھا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دونوں شاہزادوں کو خصوصی دعوت پر مدعو کیا تھا۔ دونوں شاہزادے (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا اور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا قدس سرہما) موجود تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے دونوں اساتذہ و مشائخ کے لئے دو تین دستاریں ملا کر اپنے حجرہ تک بچھا دیں اور دونوں مخدوموں سے عرض کی کہ میرے حجرہ تک تشریف لے چلیں۔ دونوں شہزادوں کو دستاروں کے اوپر سے گذار کر اپنے حجرہ تک ساتھ لے گئے۔ (۲۲)

اپنے اساتذہ و مشائخ کرام سے عقیدت و محبت کے مناظر آپ کی سیرت میں حاضرین مجلس اکثر مشاہدہ کرتے تھے۔

دستور طریقت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ طریقت کو ہمیشہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔ بلکہ خاندان رضویت سے متعلق حضرات اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضور امام احمد رضا قدس سرہ سے متوسل حضرات کو حسبِ قاعدہ نذر پیش کرتے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب چند احباب بریلی حاضری کا قصد فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے ہاتھ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے لئے دیگر نذرانوں کے ہمراہ جبہ کے لئے بہترین کپڑا خرید کر روانہ کیا۔ (۲۳)

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کے مرسلہ تحائف کی وصولی کی اطلاع دی۔ آپ لکھتے ہیں۔

(۲۲) روایت حضرت مولانا پیر محمد فاضل ڈھانگری ضلع میرپور۔ ۲۶ رجب ۱۴۰۶ھ

نوٹ: حضرت پیر محمد فاضل صاحب موصوف نہایت عالم، کامل، فاضل، متورع اور مرتاض بزرگ ہیں۔ ان کے ارادت مندوں کا سلسلہ وسیع ہے۔ بریلی شریف میں ۵۹۔۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء دار العلوم مظہر اسلام میں حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے درس حدیث لیا۔ نہایت محبت اور عقیدت سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے متعلق اپنے مشاہدات بیان فرماتے ہیں۔ ان کے خلف اصغر مولانا عتیق الرحمٰن صدر جمعیت علماء جموں و کشمیر نے اپنے والد ماجد کے مشاہدات اس فقیر قادری کی استدعا پر قلم بند کروا کر ارسال فرمائے ہیں۔ یہ فقیر ان حضرات کا ممنون ہے۔

(۲۳) مضمون جناب میں میاں محبوب الٰہی انجینئر، چونیاں، روزنامہ سعادت لائل پور۔ ۱۹ جون ۱۹۸۳ء

”آپ کی محبت وعنایت کا شکر گذار ہوں۔حضرت مولانا برہان الحق صاحب نے جبل پور میں آپ کے تحفے دیئے تھے۔تسبیح اور کپڑے............“ (۲۴)

اپنے مشائخ عظام کے حوالہ سے بریلی شریف سے آپ کو ایک ایسا تعلق پیدا ہو گیا تھا جس کا بیان الفاظ میں مشکل ہے۔اکثر وبیشتر اوقات بریلی کے درودیوار اور کوچہ وبازار کے تصور میں مستغرق رہتے۔شعبان ۱۳۸۰ھ/جنوری ۱۹۶۱ء میں جلسہ دستار فضیلت فضلاء دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے اختتام پر جب حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں بدایونی، گجراتی آپ سے الوداعی ملاقات کر رہے تھے تو حضرت مفتی صاحب سے اپنے اور اپنے دارالعلوم کے احوال بیان کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا، اس سے بریلی شریف سے آپ کا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔فرمایا۔

”مولانا! جب میں مدرسہ میں ہوتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ بریلی شریف میں ہوں اور جب گھر کی چاردیواری میں داخل ہوتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ لائل پور میں ہوں۔“ (۲۵)

بریلی شریف سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی وابستگی کے احوال بیان کرتے ہوئے جناب صوفی محمد بشیر ساکن چک ۱۷۶ گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث اکثر رات گئے تک علمی کام میں مصروف رہتے۔ایک رات دو بجے مجھے فرمایا کہ صوفی صاحب! چائے لاؤ۔اس وقت بازار کے قریبی ہوٹل بند ہو چکے تھے۔میں گھنٹہ گھر کے قریب ایک ہوٹل سے چائے لے کر حاضر ہوا۔تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ”کتب خانہ سے چائے لائے ہو؟“ عرض کیا گھنٹہ گھر کے پاس سے لایا ہوں۔آپ نے فرمایا، ارے بندۂ خدا! میں تو بریلی شریف کے تصور میں بیٹھا ہوں، چونکہ بریلی شریف میں چائے کتب خانہ کے پاس سے آیا کرتی تھی۔اس لئے میں اسی تصور میں تھا۔(۲۶)

(۲۴) مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما۔محررہ ۹/رجب ۱۳۷۶ھ

(۲۵) اس گفتگو کے وقت حسنِ اتفاق سے یہ فقیر قادری عفی عنہ الہادی موجود تھا۔شاہی مسجد سے متصل اپنے مکان کے دروازہ پر حضرت مفتی صاحب سے گفتگو فرما رہے تھے۔رات کے کوئی بارہ بجے کا عمل تھا۔

(۲۶) قلمی روایت صوفی محمد بشیر، محررہ ۱۳/ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ

صوفی محمد بشیر مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے چند واقعات اور بیان فرمائے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ لائل پور میں ہوتے ہوئے مجھے بریلی شریف میں موجودگی کا تصور رہتا ہے۔چنانچہ ایک مرتبہ غلام محمد آباد (محلّہ فیصل آباد) جلسہ کے بعد رات کو واپس آتے ہوئے تانگہ والے کو بریلی شریف کے محلّہ سوداگراں کا نام لے لیا، کہ مجھے وہاں چلنا ہے۔(۲۸)

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ منظر اسلام بریلی میں علم معقول کی مشہور کتاب ”حمد اللہ“ پڑھا رہے تھے۔آپ کے استاذ محترم وشیخ طریقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی قدس سرہ تشریف لائے۔آپ کو دیکھ کر مسرور ہوئے۔محبت وشفقت سے فرمایا۔

”مولانا! ابھی آپ کے متعلق میرے دل میں آیا ہے کہ آپ جو فتویٰ تحریر فرماتے ہیں۔اس پر آپ کی مہر ثبت ہو، جس میں کندہ ہو۔

بنہ سر بخاکِ در دار احمد
کہ جملہ رسل راست سردار احمد

یا یوں لکھا جائے۔

بسردار سر سردار احمد
تمام رسل راست سردار احمد (۲۹)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ذاتی کتب خانہ میں ایک تحریر محفوظ ہے، جو حضرت حجۃ الاسلام کے قلم سے ہے۔جس پر تحریر ہے۔

بجاں دارو دل دار و سردار احمد
کہ جملہ رسل راست سردار احمد
تمامی رسل راست سردار احمد

(۲۸) ایضاً (۲۹) محدث اعظم پاکستان، مرتبہ مولانا حسن علی رضوی میلسی۔ص۱۰،۱۱

یہ تحریر مذکورہ واقعہ سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے عرصہ تدریس (۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ (۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۷ء) کے زمانہ کی ایک تحریر، وہ بھی کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے، پر، کی حفاظت، اپنے مشائخ سے عقیدت کی مظہر ہے۔ اس عرصہ میں آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ کتابیں بریلی میں رہ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد جب فسادات کم ہوئے تو کتابیں یہاں پہنچیں۔ بہر حال اس صورت حال کے باوجود اپنے شیخ طریقت کی ایک تحریر کی حفاظت اپنے مشائخ سے وابستگی کی مظہر ہے۔ (۳۰)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے نہایت اہتمام سے مشائخ کرام کے تبرکات کو محفوظ فرمایا۔ آپ کے کتب خانہ میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا، مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی، شیخ المشائخ خواجہ سراج الحق قدست اسرارھم اور دیگر اکابر کے تبرکات محفوظ ہیں۔ (۳۱)

ایامِ علالت میں مولانا محمد بشیر، خطیب مدینہ مسجد، ساہیوال عیادت کے لئے حاضر ہوئے دوران گفتگو آپ نے مولانا محمد بشیر سے فرمایا۔

''آپ کے صاحبزادہ سراج الحق.........''

اتنا ہی کہہ پائے کہ زار و قطار آنسو جاری ہوئے۔

دراصل آپ مولانا کے صاحبزادہ سراج الحق کا حال دریافت فرمانا چاہتے تھے، مگر یہ نام تو آپ کے مرشد گرامی کا نام تھا۔ مولانا کے صاحبزادہ کا یہ نام بھی آپ نے خود ہی اپنے مرشد گرامی کے نام کی رعایت سے رکھا تھا۔ مگر ایامِ علالت میں قلب مقدس ایسا رقیق ہو گیا تھا کہ مرشد گرامی کا نام نامی زبان پر آنے سے ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (۳۲)

(۳۰) نوٹ: اس تحریر کا عکس حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول، فیصل آباد کی عنایت سے حاصل کیا۔ فقیر ان کا ممنون ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۱) آج کل یہ تبرکات حضرت شیخ الحدیث کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ محمد فضل رسول زیب آستانہ قادریہ فیصل آباد کی حفاظت میں ہیں، حضرت صاحبزادہ صاحب نے بڑے اہتمام سے ان تبرکات کو محفوظ کر رکھا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۲) روایت مولانا عبد الغفار ظفر صابری، فیصل آباد۔ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

زمانہ تعلیم اجمیر مقدس میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ایک بیاض پر اپنا نام اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ سراج الحق کے حوالہ سے یوں لکھا۔

''فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم العلماء والفقراء سردار احمد غفرلہ الاحد الصمد گورداسپوری طالب حضرت قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین شاہ محمد سراج الحق قادری چشتی صابری کرنالوی ثم گورداسپوری......''

اتفاق کہ اس بیاض پر اور کچھ نہیں۔

۱۵ شعبان ۱۳۴۷ھ/جنوری ۱۹۲۹ء کی ایک سادہ تحریر کی مرورِ زمانہ کے باوجود وصال تک اس طرح حفاظت فرمائی کہ شاید و باید۔ زمانہ تعلیم کے بعد تدریس کا دور، ہجرت اور دیگر پیش آمدہ واقعات کے باوجود شیخ طریقت کے مقدس نام کا ادب واحترام، شیخ کامل سے کامل وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ (۳۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فطری امور اور طبعی جذبات کو بھی اپنے اساتذہ ومشائخ کی مرضیات کے تابع کر دیا تھا۔ دلی وابستگی کی یہ اعلیٰ منزل ہے۔ گذشتہ ابواب میں گذر چکا ہے کہ آپ حضرت صدر الشریعہ کی اتباع میں مچھلی کے گوشت کو نہایت رغبت سے تناول فرماتے۔ (۳۴)

مولانا عبد المصطفیٰ ازہری کراچی فرماتے ہیں کہ وصال سے ایک سال قبل حضرت صدر الشریعہ کے سجادہ نشین

(۳۳) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد بعض ناگفتہ بہ حالات کے پیش آنے کے باوجود حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول مدظلہ نے اپنے والد ماجد اور دیگر مشائخ کرام کے تبرکات کو جس اہتمام سے محفوظ کر رکھا ہے، اس سے اپنے مشائخ طریقت سے گہری عقیدت ومحبت اور وابستگی کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ اہتمام کی حالت یہ ہے کہ جو کاغذ جس لفافہ میں، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے وقت تھا، آج تک اسی لفافہ میں رکھا گیا ہے۔ اگر ان تبرکات ونوادرات سے استفادہ کی اجازت دیتے ہیں تو اس اہتمام اور شرط کے ساتھ کہ وہ کاغذ اسی حالت میں اسی لفافہ میں رکھا جائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۳۴) پاؔلی (بھارت) کے مناظرہ کے موقعہ پر حضرت صدر الشریعہ کی رضا کی خاطر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما نے گوشت کی بجائے مچھلی کو رغبت سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد ہمیشہ مچھلی کو رغبت سے تناول فرماتے۔ حالانکہ پنجابی ہونے کے باعث طبعی طور پر آپ کو گوشت مرغوب تھا۔ اپنے استاذ گرامی کی اتباع میں اپنی پسندیدگی پر شیخ کی پسندیدگی کو ترجیح دے لی۔ یہ واقعہ حضرت مولانا عبد المصطفیٰ ازہری نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ختم قل کے موقعہ پر بیان فرمایا۔ فقیر قادری عفی عنہ

کے طور پر آپ نے دارالعلوم امجدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میری دستار بندی فرمائی۔(۳۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ یہ تھی اپنے اساتذہ کرام کے نام ہمیشہ ادب واحترام سے لیتے۔ بغیر القاب کے کبھی محض نام زبان سے نہ لیا اور نہ کبھی تحریر کیا۔ بلکہ عادت کریمہ تو یہ تھی کہ ہر سنی عالم کا نام بغیر القاب کے نہ لیتے۔آپ اس انداز و پیار سے علماء کا تذکرہ فرماتے کہ حاضرین کے دل میں علماء کی عظمت بیٹھ جاتی۔ اور وقار علماء کی اہمیت واضح ہو جاتی۔

ایام علالت میں ایک مرتبہ آپ صدیقی ہسپتال فیروز شاہ سٹریٹ سے دارالعلوم امجدیہ عالم گیر روڈ کراچی ٹیکسی پر سوار ہو کر تشریف لے جانے لگے۔ مولانا حافظ اسد احمد (حال خطیب چک جھمرا، ضلع فیصل آباد) اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔ اتفاق کہ ٹیکسی والے کو راستہ معلوم نہ تھا۔ وہ راستہ بھول گیا۔ مولانا اسد احمد اور مولانا عنایت اللہ شاہ ٹیکسی رکوا کر جس سے پوچھتے کہ دارالعلوم امجدیہ کس طرف ہے وہی لاعلمی کا اظہار کرتا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اس عرصہ میں خاموش رہے۔ بالآخر آپ نے ٹیکسی رکوا کر ایک آدمی سے پوچھا۔

''ہمارے صدرالشریعہ بدرالطریقہ، قبلہ علیہ الرحمۃ کے نام سے ایک دارالعلوم یہاں ہے ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔''

اتفاق کی بات یہ کہ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ عالم گیر روڈ سامنے نظر آ گیا اور دارالعلوم امجدیہ سامنے تھا۔ اساتذہ کرام کے ادب واحترام سے بھولی ہوئی منزلیں سامنے آ جاتی ہیں۔ (۲۵)

آپ کا تعلق چونکہ غیر منقسم پنجاب سے تھا۔ مادری زبان پنجابی تھی۔ مگر آپ کے اساتذہ کرام کا تعلق یو۔ پی (بھارت) سے تھا۔ چونکہ اساتذہ کی زبان اردو تھی۔ اس حوالہ سے آپ بھی اردو زبان کو مادری زبان کے طور پر بولتے، حتی کہ گھر کی چار دیواری میں بھی اہل خانہ اور دیگر اقارب سے اردو میں گفتگو فرماتے۔

(۳۵) روایت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری۔ یکم جنوری ۱۹۶۳ء۔ (قل کے موقعہ پر)

(۲۵) روایت مولانا اسد احمد خطیب چک جھمرا، ضلع فیصل آباد، یکم شعبان ۱۴۰۶ھ

زندگی بھر عموماً آپ کے لباس میں شلوار شامل رہی۔ مگر آخری ایام میں اپنے استاذ الاساتذہ اور شیخ المشائخ امام احمد رضا بریلوی کی اتباع میں آپ نے پاجامہ بھی استعمال فرمایا۔

اپنے مشائخ کرام سے وابستگی کی معراج ہے کہ لباس، خوراک وغیرہ امور میں بھی ان کی اتباع ملحوظ رہی۔

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب مانند وحی ہوتے ہیں۔ ان سے احکام ثابت ہوتے ہیں اور وہ حجت ہوتے ہیں۔ غیر انبیاء کے خواب مستقلاً کسی حکم کے مثبت نہیں ہوتے۔ ہاں بطور شاہد کسی حکم یا امر کے مؤید ہو سکتے ہیں۔

انسان جس کو اکثر یاد کرے، اس سے محبت رکھے، اسی کے تصور میں اس کے اکثر اوقات گذریں، اگر اس سے بظاہر بیداری میں ملاقات ممکن نہ ہو سکے تو کم از کم خواب میں اس سے ملاقات، زیارت اور کلام ہوتی رہتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے مشائخ طریقت کے ذکر خیر سے اکثر رطب اللسان رہتے۔ انہی کے تصور میں آپ کے اوقات گذرتے۔ ظاہر ہے کہ خواب میں بھی اکثر ان سے ملاقات رہتی۔ اس سلسلہ میں آپ کے چند خوابوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان خوابوں سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو اپنے مشائخ طریقت اور اساتذۂ کرام سے گہرا روحانی رابطہ تھا۔ اور یہ روحانی رابطہ دائمی اور حضوری تھا۔ اس تصور میں آپ تکلف سے گذر چکے تھے۔

مذکورہ ذیل خواب آپ نے مختلف ادوار میں دیکھے، چونکہ آپ کو اپنے محسنین سے روحانی رابطہ تھا، اس لئے آپ نے یہ خواب اپنے وظیفہ کی کتاب کے ملحقہ صفحات پر خود اپنے ہاتھ سے لکھے۔ بعض خواب آپ نے کسی سے لکھوائے، مگر ان کے آخر میں تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے قلم خاص سے لکھا۔

''آج شب کو خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف ہے اور حضرت سیدی حجۃ الاسلام قدس سرہ لباس فاخرانہ زیب تن فرمائے تنہا تخت پر جلوہ گر ہیں۔ اور تمام حاضرین نیچے فرش پر موجود ہیں۔ اور حضرت سیدی مفتی اعظم قبلہ اور سیدی حجۃ الاسلام قبلہ نہایت محبت والفت کے ساتھ آپس میں گفتگو

فرما رہے ہیں اور دونوں اس فقیر سے خوش ہیں۔ اور حاضرین کا مجمع عظیم تھا۔ شب میں اکثر حصہ یہ خواب دیکھا اور بہت لطف وکیف رہا۔

دوشنبہ مبارکہ ۶ ربیع الاول شریف ۷۶ھ۔ بھکھی، ضلع گجرات''۔(۳۶)

''..........رمضان المبارک بروز..........قرآن مجید، ورد دلائل الخیرات شریف وقصیدہ غوثیہ شریف پڑھ کر بڑے کمرے میں تہ خانہ کے اوپر سو گیا۔ خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف حاضر ہوا ہے۔ مزار پر انوار سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ پر فقیر حاضر ہے۔ جب وہاں پر احباب کو معلوم ہوا کہ فقیر آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضر ہے، تو احباب کا ہجوم ہوگیا ہے۔ حاجی کفایت اللہ صاحب رضوی وہاں موجود ہیں۔ فقیر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار شریف کی مشرقی جانب حاضر ہے۔ سیدنا مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور فقیر سے فرمایا کہ تم پاکستان سے کس طرح یہاں آئے۔ فقیر نے کہا کہ یہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا جبہ شریف ہے۔ فقیر نے اس کو پہنا اور اس میں چھپ کر یہاں حاضر ہوا۔ اور اس سفر میں عزیزم مولوی عبد الرشید صاحب سلمہ فقیر کے ہمراہ بریلی شریف حاضر تھے۔ چنانچہ چند روز کے بعد ماہ شوال میں مولوی صاحب مدرس ہوکر جامعہ رضویہ میں آئے۔ اس خواب سے فقیر نے اندازہ لگایا تھا کہ مولوی صاحب ممدوح اس جامعہ رضویہ میں مدرس ہوکر آئیں گے۔ حالانکہ ان کے والد صاحب نے انکار کردیا تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب مدرسہ جامعہ رضویہ میں تشریف لائے۔''(۳۷)

۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں موسم برسات کی بارشیں معمول سے زیادہ ہوئیں جس کے باعث پورا ملک سیلاب کی زد میں آگیا۔ متعدد مکانات منہدم ہوگئے۔ لوگ بے گھر ہوگئے۔ لاہور میں حضرت سید ایوب علی اور حضرت سید قناعت علی

(۳۶) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث، فیصل آباد

(۳۷) بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد۔

نوٹ: بیاض میں تاریخ اور دن کی جگہ خالی ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

بریلوی (جو امام احمد رضا کے ناز پروردہ تھے) کے مکانات بھی سیلاب کی زد میں آگئے۔ ان سیدین کا کافی نقصان ہوا۔ اس نقصان کی اطلاع حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو لائل پور میں ہوئی۔ آپ اپنے طور پر ان کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر چندے تاخیر ہوگئی۔ امام احمد رضا کے ناز پروردہ حضرات پریشانی میں ہوں اور امام احمد رضا کا دلدادہ ان کی اعانت میں تاخیر کرے، امام احمد رضا کو یہ کب گوارا ہے۔ چنانچہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے خواب میں بالواسطہ آپ کو ان کی اعانت کا اشارہ فرمایا۔ پورا خواب اس کی تعبیر اور اس پر عمل کی کیفیت بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے منقول ہے۔

''بروز جمعرات سولہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۵ھ/۳ نومبر ۱۹۵۵ء شب کو یعنی شب جمعہ کو تقریباً ساڑھے دس بجے میں بڑے کمرے میں لیٹا اور مولوی محمد حسین سکھروی کتاب دیکھ رہے تھے اور مولوی غلام رسول، لائل پوری بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آنکھ لگ گئی تو دیکھا کہ جناب مولانا سید ایوب علی صاحب اور جناب سید قناعت علی صاحب میرے پاس سامنے کھڑے ہیں اور میں ان کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسا کہ بیدار ہوں۔ تھوڑی دیر تک وہ مجھے دیکھتے رہے اور میں انہیں دیکھتا رہا۔ وہ بھی خاموش ہیں اور میں بھی خاموش۔ پھر تھوڑی سی گفتگو جناب سید ایوب علی صاحب اور میرے درمیان ہوئی۔ گفتگو یاد نہیں کہ کیا ہوئی۔ ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ جناب سید ایوب علی صاحب بلکہ جناب سید قناعت علی شاہ صاحب کو بھی پریشان پایا۔ ان کی (پریشانی کا اثر) خواب میں بھی میرے دل پر ہوا۔ چنانچہ جب آنکھ کھلی تو اپنے کو بے قرار پایا۔ اس وقت دل میں یہ بات آئی کہ غالباً سیدین صاحبین سیلاب اور طغیانی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ لہٰذا صبح کو ایک سو بارہ روپے کا انتظام کیا اور ہفتہ کے دن دربار داتا حاضر ہوا، اور وہاں سے جناب سیدین صاحبین کی خدمت میں۔

کئی دن سے خیال تھا کہ سیلاب کی وجہ سے چونکہ سید صاحب کا کافی نقصان ہوا ہے، جیسا کہ ان کے گرامی نامہ سے ظاہر ہے۔ جناب سید صاحب کی خدمت کی جائے، کچھ نذر پیش کی جائے، مگر اس میں تاخیر ہوئی۔ تو اس خواب سے غفلت دور ہوئی اور فوری خدمت انجام دی۔ یہ سیدین صاحبین،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے بہت ناز پروردہ ہیں۔اعلیٰ حضرت ان کی بہت ناز برداریاں فرماتے۔
یہ بھی اعلیٰ حضرت کا فیض ہے کہ مجھ سے ان سادات کرام کی خدمت لے لی۔

ابوالفضل غفرلہ'' (۳۸)

زین العرفاء شاہ سراج الحق چشتی صابری قدس سرہ کا تذکرہ اکثر فرماتے۔اسی بدولت خواب میں بھی ان سے ملاقات وزیارت ہوتی رہتی اوران کے فیوضات سے فیضیاب ہوتے۔ایک خواب ملاحظہ ہو۔

'' آج شب کو سحری کے وقت ایک بابرکت خواب دیکھا۔ایک جلسہ ہے غالباً ایک باغ کے اندر ہے،میدان وسیع ہے،مجمع بہت ہے۔اس جلسہ میں حضرت سیدی وسندی شاہ سراج الحق قدس سرہ العزیز رونق افروز ہیں اوربھی اہل علم ہیں۔حسبِ ارشاد پہلے فقیر نے تقریر کی۔حضرت صاحب قبلہ کی برکت سے تقریر کامیاب ہوئی۔پھر حضور قبلہ قدس سرہ العزیز نے خود تقریر پُرتنویر فرمائی۔جس کا اثر حاضرین پر بہت ہوا۔تقریر کا موضوع حیاتِ نبوت تھا۔اور یہ کہ اولیاء کرام بعد وصال بھی زندہ ہیں۔بڑا ہی لطف آیا۔حضرت قبلہ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے۔

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ"

اتنے میں آنکھ کھلی تو مؤذن صاحب اذان سے پہلے صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔

مورخہ ۱۸ جمادی الاخری (۳۷ھ) بروز سہ شنبہ۔ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ'' (۳۹)

"مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ" کے مسلمہ دستور کے مطابق حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اوقاتِ عزیزہ تصورِ مشائخ سے معمور رہتے اور آپ ہر حالت میں انہی سے اکتسابِ فیض فرماتے۔ایک اور خواب پڑھئے اور اس حقیقت سے آگاہی حاصل کیجئے۔

(۳۸) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، نوٹ: اس خواب کی تحریر آپ کے اپنے قلم سے نہیں۔صرف آخر پر دستخط ثبت ہیں۔

(۳۹) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نوٹ: یہ خواب بھی کسی اور کے قلم سے لکھا گیا۔آخر میں آپ کے دستخط ثبت ہیں۔

'' آج پیر اور منگل کی درمیانی رات میں بعد نماز عشاء فقیر تقریباً دس بجے بڑے کمرہ میں لیٹ گیا۔آنکھ لگ گئی۔تو حضرت آقائے نعمت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی خواب میں زیارت کی۔حضرت قبلہ نہایت ہی خوش ہیں۔چہرہ انور چمک رہا ہے۔اور فقیر کو دیدار سے روحانی مسرت حاصل ہورہی ہے۔اور فقیر نے سنا کہ آپ کے حضرت قبلہ یہ پڑھ رہے ہیں۔''اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ''۔فقیر کی آنکھ کھلی تو فقیر کی زبان پر''اَنْتَ الْوَهَّابُ'' کا ذکر جاری تھا۔بیشک دین ودنیا کی سب نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔اس کے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اور بزرگان دین کے طفیل سے ملتی ہیں۔

ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ۔۴ ربیع الاول شریف ۴۷ھ'' (۴۰)

دورۂ حدیث پڑھانے میں عادت مبارکہ یہ تھی کہ اشراق سے لے کر ظہر تک سبق پڑھاتے نماز ظہر کے بعد عصر تک پھر اسباق پڑھاتے۔اور بعض ایام میں نماز عشاء کے بعد بھی اسباق پڑھاتے۔نماز عصر کے بعد عام زائرین سے ملاقات کرتے،تبلیغی سفر،اسباق کا مطالعہ،فتاویٰ کے جوابات اور دیگر علمی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں۔ظاہر ہے کہ آرام کا وقت بہت کم ملتا۔مسلسل کام سے تھکاوٹ ہوجانا طبعی اور فطری امر ہے اسی نوعیت کی ایک تکان اور اس کے صلہ میں حاصل ہونے والا انعام یعنی ایک خواب کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

'' آج بروز سہ شنبہ ۲۶ ربیع الاول شریف اپنے غریب خانہ پر سامنے کمرہ میں نماز ظہر کے بعد لیٹا۔اس دن دورہ حدیث میں سبق پڑھانے میں تاخیر ہوگئی اور سفر کی وجہ سے تکان بھی خوب تھی۔ایک گھنٹہ سے کچھ زیادہ خوب میٹھی نیند آئی۔جس میں ایک مزار پاک کی زیارت کی اور اس مزار شریف کے پاس حضرت زین العارفین عین الذاکرین حضرت سیدی مرشد برحق مولانا شاہ سراج

(۴۰) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: اس خواب کی تحریر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قلم خاص سے ہے۔فقیر قادری عفی عنہ

الحق قدس سرہ العزیز رونق افروز تھے۔ چہرہ انور خوب نورانی دیکھا۔ اور سفید لباس شریف پہنے ہوئے ہیں۔ مکرمی سید پیر محمد شریف صاحب ساکن چوہدری والا بھی خدمت میں حاضر ہیں۔ بعض احباب اور بھی ہیں فقیر کے دل میں تمنا رہی کہ حضور مرشد برحق توجہ فرمائیں تو رات کے آخر حصہ میں قیام کرنا، ذکر کرنا، تہجد پڑھنا نصیب ہو۔ فقیر اسی دھن میں رہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی۔ اس خواب کا ذوق دل میں خوب آیا اور ایک عرصہ تک دل میں کیفیت عرفانی، روحانی رہی۔ اور اسی ماہ کی تیئیس ۲۳ تاریخ کو بروز ہفتہ دربار داتا حاضر ہوا اور وہاں بھی آپ کے صدقہ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مخدوم داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے صدقہ سے رات کے آخر حصہ میں جاگنے اور ذکر و عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ دربار داتا میں جو دعا کی وہ ان شاء المولیٰ العزیز قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بزرگان دین قدست اسرارھم کے وسیلہ سے توفیقِ خیر عطا فرمائے۔ آمین بقلم سید زاہد علی شاہ صاحب سلمہ،

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ۔" (۴۱)

ایک اور خواب کا حال پڑھیں اور اولیاء کاملین کے فیوضات کا اندازہ کریں۔

"بروز ہفتہ ۵ جمادی الاولی ۱۳۷۴ھ یکم جنوری ۱۹۵۵ء چک مسیتی نزد جانیوالا اسٹیشن ضلع لائل پور (سردی کا موسم تھا) مغرب کے وقت فقیر وہاں پہنچا۔ عزیزان مولانا عنایت اللہ صاحب مولانا احسان الحق و مولوی محمد بشیر صاحب سلمھم ساتھ تھے۔ نماز عشاء کے بعد نعت خوانی اور تقریریں ہوئیں۔ تقریباً بارہ بجے شب کے سونا ہوا۔ اس رات خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے پھاٹک میں مقیم و موجود ہے۔ سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس

(۴۱) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: اس خواب کی تحریر مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب کے قلم سے ہوئی۔ آخر میں آپ کے دستخط ثبت ہیں، نیز خواب کی تاریخ کے ساتھ سن درج نہیں۔ غالباً اس خواب کا عرصہ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

سرہ العزیز مکان کے اندر سے پھاٹک میں تشریف لائے فقیر کو دیکھا کہ کمزور ہے۔ فقیر کے دل میں یہ بات تھی کہ اب بہت کمزوری لاحق ہوگئی ہے اور نزلہ کی وجہ سے اکثر دانت نکل گئے ہیں۔ اب تقریر و بیان مشکل ہے حضرت حجۃ الاسلام قبلہ فقیر کے قریب تشریف لا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنی زبان شریف کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اسے چوسو۔ حسبِ حکم فقیر نے حضرت قبلہ کی زبان شریف کو چوسا۔ جس سے طبیعت کو سکون و قرار حاصل ہوا، ایسا فیض ملا کہ جس سے فقیر کے دل میں یہ بات آ گئی کہ اب فقیر بیان و تقریر بلا تکلف کر سکتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد خواب سے بیدار ہوا اور حضرت قبلہ کے فیض کا اثر دل میں محسوس پایا۔ اس دن اکثر یہ خیال و تصور آیا کہ گویا حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہے۔ حیات ظاہری میں حضرت قبلہ فقیر پر خاص نظر شفقت و نظر کرم فرماتے رہے۔ احباب پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ الحمد للہ کہ رحلت فرمانے کے بعد بھی حضرت کا فیض جاری ہے اور نظر کرم باقی ہے۔ (۴۲)

خواب اور اس کے بیان کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔ اولیائے کاملین کے فیوضات بعد وصال بھی جاری و باقی ہوتے ہیں۔ اور پھر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فنافی الشیخ کے مقام و مرتبہ کا حال محسوس کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ قلب و نظر پر حضرات مشائخ کرام کا قبضہ محسوس ہوتا ہے۔

اس خواب میں جو فیوضات مشائخ کرام کی زبان چوسنے سے حاصل ہوئے اس کا اندازہ کرنا اور الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ صاحبان حال ہی اس مقام سے واقف ہو سکتے ہیں۔ خواب کی تحریر کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اس نوعیت کے فیوضات کی سند اور اصل حضور سند الانبیاء و سید الاولیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سیرتِ طیبہ، صحابہ کرام اور اولیاء کاملین کے اسوہ سے پیش کی۔ علمی و روحانی طور پر ثابت کیا کہ اس نوعیت کے مجھ پر وارد ہونے پر فیض بھی سند علمی و روحانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بطور فائدہ آپ نے لکھا۔

(۴۲) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

''حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے نواسوں، نوجوانانِ جنت کے بادشاہوں پیارے سید حسن و پیارے سید حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی زبان شریف چوساتے تو شہزادوں کو دن بھر بھوک پیاس نہ لگتی۔ حضور قطب الاقطاب، پیروں کے پیر، پیر دستگیر حضرت غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص خادم کو بوقت رخصت اپنی زبان شریف چوسائی تو بغداد شریف سے لے کر مصر تک سارے سفر میں اس بزرگ کو پیاس اور بھوک محسوس نہ ہوئی۔ بہجۃ الاسرار۔

پہلی دفعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعظ و تقریر کے لئے مسند پر جلوہ گر ہوئے تو فصحاءِ مجلس کے سامنے بیان کرنے میں کچھ جھجک سی محسوس ہوئی۔ خدا کی شان کہ رسول پاک تشریف لائے اور کچھ گفتگو کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ شریف میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات مرتبہ لعاب شریف ڈالا۔ پھر نماز ظہر کے بعد مسند تقریر پر جلوہ گر ہوئے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خاموش رہے تو باب مدینہ علم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کچھ گفتگو کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے منہ شریف میں ڈالا۔ تو حضور غوث پاک نے مولیٰ علی شیر خدا سے عرض کیا کہ آپ نے چھ مرتبہ یہ تبرک دیا۔ سات مرتبہ کیوں نہیں۔ تو مولیٰ علی شیر خدا نے ارشاد فرمایا۔ تَاَدُّباً مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔ یعنی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ادب کی وجہ سے۔

بزرگانِ دین کی زبان چوسنے اور ان کے لعاب دہن کے تبرک کی یہ سند ہے۔ جو اوپر بیان ہوا۔ مولیٰ عزّ وجل اپنے فضل سے بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے سب اہل سنت و جماعت کو فیضیاب فرمائے آمین۔

ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ'' (۴۳)

(۴۳) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: اس خواب اور اس کی سند کی تحریر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قلم خاص کی ہے اس تحریر کا عکس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

عالمِ رویا میں، ایسی نسبت سے روحانی اور علمی اسناد اور فیوض و برکات کی بات چل نکلی ہے اسی نوعیت کا ایک اور خواب ملاحظہ ہو۔ اس خواب کا تعلق ایام علالت میں مرّی کے قیام سے ہے۔

''آج صبح نماز کے بعد یہاں سے مظفر آباد کی طرف ڈیڑھ میل چوک تک گیا۔ پھر واپس آیا۔ صوفی اللہ رکھا صاحب فقیر کے ہمراہ تھے۔ پھر واپس آ کر ناشتہ کیا۔ پھر حافظ ایوب سلمہ نے پانی گرم کیا۔ پھر غسل کیا۔ پھر حاضرین کے ساتھ رفعتِ شانِ نبوی کے چند مسائل بیان کئے۔ پھر کھانا کھایا۔ پھر بارہ بجے قیلولہ کیا۔ آنکھ لگ گئی اور دیر تک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علامہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں رہا۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کچھ علمی اجازتیں بھی عطا فرمائیں۔ خدمت میں خوب حاضر رہا۔ آنکھ کھلی تو دو پہر کے دو بجے تھے۔ جب آنکھ کھلی تو زبان پر اعلیٰ حضرت کا ذکر خیر تھا اور دل میں یہ بھی تھا کہ خوب حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے، غوث پاک کے فیض سے ایسا کرم ہو۔

فقیر ابو الفضل غفرلہ'

مکان جناب امان اللہ خاں صاحب۔ سنی بنک مری ۹ ربیع الاول شریف بروز پیر'' (۴۴)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے اساتذہ و مشائخ طریقت کی ایک ایک ادا پر نثار ہوتے تھے۔ اپنے آقایانِ نعمت کی ایک ایک ادا کے تصور میں مستغرق رہتے۔ حتیٰ کہ خواب میں بھی وہی صورت آپ کے سامنے یوں پیش آتی گویا عالمِ بیداری ہے۔ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی کا حسنِ قرات اور حسنِ صوت عالمِ رویا میں بھی آپ کے سامنے آتا۔ چنانچہ اپنے قلم سے تحریر شدہ ایک خواب کا حال پڑھئے۔

''بدھ کا دن گذار کر شب جمعرات کو تقریباً سحری کے وقت خواب دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم مولانا

(۴۴) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

نوٹ: تاریخ کے ساتھ سن درج نہیں۔ غالباً ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء ہے۔ یہ خواب کسی اور کے قلم سے ہے۔

مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ فقیر کے مکان (غریب خانہ) پر تشریف لائے ہیں اور نہایت نورانی چہرہ ہے۔ بہت خوش ہیں اور حسن صوت و تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جس کا دل میں بہت اثر ہو رہا ہے اور زیارت سے دل میں فیض پہنچ رہا ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو دل میں عجیب کیفیت تھی اور اس دن خوب ذوق رہا۔ فقیر ابوالفضل غفرلہ۔

بدھ کو ۴ جمادی الاولیٰ ۷۷ھ تاریخ تھی۔" (۴۵)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک اور خواب ملاحظہ ہو۔ اس کو آپ نے اپنی قلم سے تحریر فرمایا۔ اس کے ایک ایک حرف سے محبتِ شیخ کی بو آتی ہے۔ خواب کے بیان کے بعد اس کی تعبیر بھی خود لکھی۔ اس سے بھی محبت شیخ کا درس ملتا ہے۔

"بروز جمعرات ۲۹ر صفر کا دن گذار کر شب جمعہ مبارکہ ۳۰ صفر المظفر کو بڑے کمرے میں، جو مسجد کے متصل ہے، خواب دیکھا کہ یہ فقیر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار پرانوار پر بریلی شریف حاضر ہے۔ آقائے نعمت حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ وہاں تشریف رکھتے ہیں، ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت سیدی مفتی اعظم قبلہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ جب فقیر نے سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے چہرہ انور کو دیکھا تو حضرت کا چہرہ بہت ہی زیادہ نورانی تھا اور حضرت نے اس فقیر کو دیکھا اور خوش ہوئے اور مسکرائے اور محبت اور پیار کی نظر سے خنداں پیشانی اس خادم کو دیکھا۔ جس سے ایک کیفیت طاری ہوئی اور روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ جب لاہور تشریف لائے تھے۔ خادم خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت نے روح پرور نظر محبت سے دیکھا۔ ایسا دیکھا کہ فقیر تارک وطن ہوا۔ یہ اس ایک نظر کرم کا صدقہ ہے کہ فقیر نے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ اس خواب میں نظر کرم سے روحانی ذوق، باطنی شوق حاصل ہوا۔ اس نظر کرم سے وہ نظر کرم یاد آئی اور ذوق دوبالا ہوا۔ یہ نظر

(۴۵) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نوٹ: اس خواب کی تمام تحریر قلم خاص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے ہے۔

کرم خواب میں تھی اور وہ بیداری میں۔ اس بڑے کمرے میں تبرکات رکھے ہیں اور عنقریب عرس مبارک شان و شوکت سے ہوا۔ اس مبارک خواب سے فقیر یہ سمجھا کہ تبرکات کا فیض ہے اور عرس مبارک قبول ہوا ہے۔ جس سے آقائے نعمت بہت خوش ہیں۔ ابوالفضل غفرلہ

جمعہ مبارکہ ۳۰ر صفر المظفر ۷۴ھ۔ لائل پور" (۴۶)

محبت شیخ کے جلوے ہر خوش نصیب کو عطا ہوتے ہی ہیں۔ مگر ایسا شاذ ہی دیکھنے میں آیا کہ بعد وصال کوئی اپنے شیخ کی محبت کے جلوؤں سے بہرور ہو سکے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وصال کے بعد بھی نہ صرف محبتِ شیخ سے سرشار رہے، بلکہ شیخ کے خدام کی خدمت کی تاکید فرمایا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ایک عاشق اور خادم صوفی فرزند علی، پنواں اڈا، ضلع شیخوپورہ کی زبانی انہیں ہی پیش آنے والا واقعہ پڑھیے اور روحانی لذت حاصل کیجئے۔

"ناچیز خادم دربار شریف پر حاضر تھا۔ تقریب عرس مقدس کی تاریخ قریب آئی۔ صاحبزادگان نے تمام طلباء کو جمع کیا اور عرس پاک کے معاملے میں ہر طالب علم کی ڈیوٹی مقرر فرمادی۔ لیکن مجھے کچھ نہ فرمایا۔ مجھے بہت افسوس اور غم ہوا کہ میں کس قدر نا اہل اور بے نصیب ہوں کہ کسی کام کے لئے مجھے نہیں فرمایا۔ نہایت ہی افسردہ اور مایوسی کی حالت میں وضو کیا اور سنی رضوی جامع مسجد میں نفل نیت کر رونا شروع کیا۔ دعا مانگی اور مدرسہ چلا آیا۔ دفتر میں جمگھٹا سا معلوم ہوا دیکھا تو سرکار اعلیٰ حضرت کے مرید (اور ناز پروردہ) سید ایوب علی رضوی (۴۷)، جو سرکار اعلیٰ حضرت کے وقت بریلی شریف میں ناظم اعلیٰ بھی رہے تھے۔ جلوہ گر تھے۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم اور غازی محمد فضل احمد صاحبان بھی موجود تھے۔ اور حضرت موصوف سے خیر و عافیت پوچھ رہے تھے۔

(۴۶) نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

(۴۷) فدائے رضویت سید صاحب موصوف قیام پاکستان کے بعد لاہور میں آ کر مقیم ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ساتھ ان کے گہرے روحانی روابط تھے۔ آخری چند سال آپ نے جامعہ رضویہ لائل پور میں گذارے۔ ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ/۲۶ر نومبر ۱۹۷۰ء بروز جمعہ ان کا وصال ہوا۔ لاہور میانی صاحب کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔

بعد میں سید صاحب موصوف کی آرام گاہ کے لئے قبلہ قاری علی احمد صاحب امام سنی رضوی جامع مسجد کی بیٹھک تجویز ہوئی۔ صاحبزادگان نے سید صاحب کی خدمت کے لئے مجھے ارشاد فرمایا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ایسا معلوم ہوا کہ لوگوں کو تو عرس مبارک ملا ہے اور مجھے ان شاء اللہ عرس پاک کی روح مل گئی ہے۔ سید صاحب قبلہ کی طبیعت نہ صرف بہت ہی کمزور تھی بلکہ رعشہ بھی تھا۔ اپنے دستِ مبارک سے تو پانی بھی نہیں پی سکتے تھے۔ ناچیز انہیں سہارا دے کر قیام گاہ میں لے گیا۔ آرام کے دوران مجھے اپنے ہاتھ سے سید صاحب قبلہ کو چائے وغیرہ پلانے کا بھی شرف حاصل ہوتا رہا۔ اور باقی خدمات بھی حسبِ توفیق کرتا رہا۔ اور سید صاحب بھی شفقت خاص سے نوازتے اور سرکار اعلیٰ حضرت کی زندگی پاک کے اکثر واقعات اور حالات سناتے رہتے۔ غالباً حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مرحوم کی تقریر تھی۔ میں نے تقریر سننے کے لئے اجازت مانگی۔ آپ نے خوشی سے قبول فرمایا۔ خادم ناچیز مدرسہ سے سنی رضوی جامع مسجد کی طرف چلا۔ دربار شریف کے پاس پہنچا تو سرکار محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے آواز آئی فرزند علی! سید صاحب کے پاس جاؤ۔ سرکار کی جاں فزا آواز میرے سر کے کانوں نے سنی اور سرکار کے چہرہ انور کو میرے دل کی آنکھوں نے ہوبہو دیکھا۔ خادم ناچیز اسی وقت واپس آ گیا۔ سید صاحب قبلہ نے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہوئی۔ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے ہو۔ میں نے ایسے ہی عرض کر دیا کہ سرکار محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے واپسی کا حکم دیا ہے۔ سید صاحب بہت ہی خوش ہوئے اور بار بار پوچھتے رہے کہ واقعی کہا ہے اور کیا کہا ہے۔ اور خوش ہوتے رہے اور اکثر فرماتے رہے کہ میری مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یک جان دو قالب کی ہے۔'' (۴۸)

زین العلماء مولانا ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) امام احمد رضا بریلوی قدس سرھا کے خلیفہ اور

(۴۸) مکتوب صوفی بابا فرزند علی پنواں، بنام فقیر قادری عفی عنہ۔ محررہ ۲۴/اپریل ۱۹۸۶ء

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے استاذِ محترم تھے۔ آپ حضرت صدر الشریعہ کا احترام دو سبب سے فرمایا کرتے ایک یہ کہ آپ کے استاذ گرامی ہیں۔ اکثر کتب دینیہ معقول و منقول کا درس انہی سے لیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے روحانی پیشوا امام احمد رضا سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ماذون و مجاز تھے۔ زمانہ طالب علمی اور زمانہ تدریس کے دوران اپنے استاذ کی حیات ظاہری بلکہ بعد وصال بھی ان کا ادب و احترام حد درجہ فرماتے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کے بعد واپسی کے لئے اسٹیشن بریلی پر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث اپنے استاذ محترم کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن تک ساتھ آئے۔ آپ کے کافی طلباء بھی جو امسال فضلاء میں شمار ہوئے، ہمراہ تھے۔ گاڑی آنے میں ابھی تاخیر تھی۔ آپ نے اپنے استاذ محترم کے پاؤں دبانے شروع کئے۔ کافی دیر تک یہ عمل جاری رہا۔ آپ نے اس امر کی پروانہ کی کہ اسی شہر، بلکہ عالم اسلام کی بہت بڑی درس گاہ مظہر اسلام کا میں شیخ الحدیث ہوں۔ میرے ملنے والے اور میرے مدرسہ کے طلباء موجود ہیں۔ بلکہ آپ نے عزت اسی میں سمجھی کہ اپنے ہاتھوں سے استاذ محترم کی خدمت کی جائے۔ (۴۹)

مولانا علامہ عبد المصطفیٰ ازہری فرماتے ہیں کہ زمانہ تدریس اجمیر میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کا جسم بھاری ہو گیا۔ حکماء نے تجویز فرمایا کہ آپ روزانہ سیر کیا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ہر روز درگاہ شریف سے انا ساگر تالاب تک پیدل سیر کو نکلتے۔ اس سیر میں آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد سردار احمد بطور خادم آپ کے ہمراہ ہوتے۔ یہ سیر بعد نماز عصر ہوتی۔ حضرت شیخ الحدیث اس خادمانہ حیثیت سے فائدہ اٹھاتے اور دورانِ سیر کچھ اسباق پڑھ لیتے یا تکرار کر لیتے۔ (۵۰)

دار الخیر اجمیر مقدس کی تدریس کے دوران عرس خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے موقعہ پر مدرسہ میں یکم سے نو رجب المرجب تک تعطیلات رہتیں۔ تعطیلات کے ان ایام میں آپ اپنے استاذِ محترم کے فتاویٰ کی نقل کا کام کرتے۔ (۵۱)

(۴۹) روایت مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی یکم شعبان ۱۴۰۶ھ

(۵۰) ایضاً (۵۱) روایت مولانا عبد المصطفیٰ ازہری۔ کراچی۔ یکم شعبان ۱۴۰۶ھ

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے ۔ چونکہ آپ کا آبائی علاقہ ضلع گورداسپور فسادات کی لپیٹ میں تھا۔ مجبوراً آپ کو ہجرت کرنا پڑی ۔ یہاں پہنچنے کے بعد اکثر مقتدر آستانوں کے زیب سجادہ حضرات اور دیگر اہل ثروت حضرات نے کوشش کی کہ آپ ان کے ہاں رہ کر تدریس کا کام کریں ۔ مگر آئندہ کے بارے میں اپنے تمام پروگراموں میں بجائے خود فیصلہ کرنے کے اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ اور اپنے استاذِ گرامی شیخ طریقت اور امام احمد رضا کے خلف و خلیفہ حضرت مفتی اعظم علیہم الرحمۃ سے استرشاد فرمایا۔ (۵۲)

گذشتہ سطور میں ان اساتذۂ کرام سے عقیدت و احترام کی جھلکیاں تھیں جن سے آپ نے علوم دینیہ حاصل کئے ۔ اور وہ آپ کے روحانی مربی اور شیخ طریقت بھی تھے ۔ آپ ان اساتذۂ کرام کا ہمیشہ ادب و احترام فرمایا کرتے جن سے آپ نے سکول کے دوران تعلیم پائی ۔ مولانا ذوالفقار علی آپ کے درجہ پرائمری کے استاذ تھے ۔ جب ان کا وصال (۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ/۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء) ہوا تو آپ ان کی فاتحہ کے لئے لاہور تشریف لائے ۔ استاد محترم کی قبر پر مراقبہ فرمایا۔ بعد میں ان کے ختم چہلم منعقدہ ۳/ مارچ ۱۹۵۷ء پر تشریف لا کر اپنے استاذ گرامی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

جناب حاجی مولانا پیر محمد خاں اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ (ضلع گورداسپور) میں آپ کے حصہ ہائی کے استاذ تھے۔ مولانا حاجی پیر محمد خاں سکول کے استاذ ہونے کے ساتھ علوم دینیہ سے بھی وافر حصہ رکھتے تھے ۔ دوران تدریس وہ عموماً دینی امور پر بھی گفتگو فرماتے ۔ حضرت شیخ الحدیث کمرہ جماعت میں ان کی دینی مسائل کی باتیں بڑی توجہ سے سنتے ۔ حضرت شیخ الحدیث جب بھی اپنے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرتے تو اپنے استاذ حاجی پیر محمد خاں کو دعوت دیتے اور ان کے مواعظ سے لوگوں کو استفادہ کا موقعہ دیتے ۔ دوران تعلیم دینیہ اور بعد از تکمیل علوم دینیہ آپ کا حاجی صاحب سے سلسلہ ملاقات برابر جاری رہا۔ (۵۳)

---

(۵۲) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۔ ۲۵ شعبان ۱۳۷۸ھ/۶/ مارچ ۱۹۵۹ء ۔ ص ۳

(۵۳) مکتوب ڈاکٹر رشید احمد خاں پروفیسر لاء کالج لاہور (خلف مولانا پیر محمد خاں) بنام فقیر قادری عفی عنہ ۔ محررہ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۴ء

۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں منظر اسلام بریلی میں تدریس کے دوران بعض ناگزیر حالات کے پیش نظر آپ کو منظر اسلام ۔ سے علیحدہ ہونا پڑا۔ مرکزی جامعات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ملک کے اعلیٰ پایہ کے مدرسین ان کے ہاں رہ کر خدمت تدریس بجالائیں ۔ اس سے ان جامعات کی شہرت و عزت میں اضافہ ہوتا ہے ۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد (غیر منقسم) ہندوستان کے مرکزی دار العلوموں نے اس امر کی خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے آئیں اور تدریس کریں ۔ مگر آپ نے اپنے مشائخ کرام کے وطن مالوف کو ترک کرنا گوارا نہ فرمایا۔ وہیں بریلی میں بے سروسامانی کے عالم میں مسجد بی بی مرحومہ میں تدریس کا سلسلہ توکلاً علی اللہ شروع کر دیا۔ ابتدائی چند سالوں میں آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر مشائخ کرام کے آستانہ کی جدائی برداشت نہ کی۔

۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں آپ اپنے گھر تعطیلات گذار رہے تھے کہ آپ کو ہجرت کرنا پڑی ۔ یہ دور بڑا نازک تھا ۔ ہندوؤں اور سکھوں کے فسادات کے باعث سرحدی علاقوں کے مسلمانوں کی جانیں ہر وقت خطرہ میں تھیں ۔ سرحدی علاقوں میں سفر کرنا گویا موت کو دعوت دینا تھا ۔ جب یہ فسادات ذرا فرو ہوئے تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جمادی الاخری ۱۳۶۷ھ/مئی ۱۹۴۸ء اپنے شیخ کے آستانہ، مرکز علم و عرفان بریلی جلوہ گر ہو گئے ۔ اور حسب روایت سابق تدریس میں مشغول ہو گئے ۔ اس عرصہ میں آپ کے اہل خانہ اور عزیز و اقارب پاکستان میں مقیم تھے ۔ بعد میں حکومتوں کے درمیان پاسپورٹ کی پابندی کے باعث آپ کو پاکستان واپس آنا پڑا۔ اوائل رمضان ۱۳۶۷ھ/جولائی ۱۹۴۸ء تک بریلی میں آپ کا قیام ثانی رہا۔ (۵۴)

اپنے کریم اساتذہ اور مشائخ سے گہرے روحانی رابطہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہی اساتذہ اور مشائخ طریقت آپ پر ایسے مہربان ہوئے کہ وہ آپ پر اعتماد فرماتے ۔ آپ کی ذات پر فخر محسوس فرماتے ۔ اور آپ کو اپنا سرمایہ آخرت تصور فرماتے ۔

آپ کے شیخ طریقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی اپنے ایک مکتوب میں آپ کو لکھتے ہیں ۔

---

(۵۴) روایت مولانا عبد الرشید رضوی جھنگوی، ۱۴ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

"..........آپ کی ہمدردی سے دل خوش ہوا۔ میں دل (سے) دعا کرتا ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کو شاد و آباد رکھے اور آپ کے علوم و فیوض کے دریا سے عامہ اہل سنت کو مستفیض فرمائے۔ نعمانی سلمہ کی تعلیم و تربیت و تہذیب اخلاق کی طرف توجہ فرمانا فقیر کے لئے احسان و منت ہے......"(۵۵)

مولانا نعمانی میاں، جن کی تعلیم و تربیت اور تہذیب اخلاق آپ کے سپرد کی جارہی ہے۔ حضور حجۃ الاسلام کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں۔ نام نامی حماد رضا خاں ہے، نعمانی میاں عرف ہے۔ (۵۶)

۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کے وقت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی نے اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی نے متعدد علماء اہل سنت کو پاکستان میں بارہا لکھا کہ مولانا محمد سردار احمد کی خیریت سے مطلع کریں، نیز انہیں ہماری طرف سے ہر قسم کی امداد پہنچائیں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور کے نام متعدد خطوط اس امر کے آئے۔ جب آپ نے سارو کی (ضلع گوجرانوالہ) میں عارضی قیام فرمایا اور آپ کے اساتذہ کو آپ کی اقامت گاہ کا ڈاک کا پتہ معلوم ہوا تو انہوں نے خیریت معلوم کرنے کے لئے متعدد خطوط ارسال کئے۔ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"شوال میں بریلی کے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ تم فتنہ وفساد کی وجہ سے مع اہل وعیال لاہور چلے گئے ہو۔ میں نے کئی خط مولوی سید احمد کے نام لاہور روانہ کئے، تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لئے سخت بے چین تھا۔ جب کسی صورت پتہ نہ چلا تو غالباً دو ہفتے ہوئے ہوں گے (اخباروں) میں شائع کرایا۔ مگر اس کا جواب بھی کسی پرچہ میں شائع نہ ہوا۔ آج عزیزم مولوی اعجاز خاں کا خط بریلی سے آیا ہے۔ جس میں انہوں نے تمہاری خیریت بھی لکھی اور تمہارا پتہ بھی تحریر کیا۔ لہٰذا بے چینی کے ساتھ اس خط کے جواب کا انتظار کروں گا۔ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی خیریت سے اور وہاں کے

(۵۵) مکتوب حجۃ الاسلام بنام شیخ الحدیث، از الور۔ محررہ ۸ جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ (۱۸ اگست ۱۹۳۵ء)

(۵۶) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: انوار رضا، مطبوعہ لاہور (۱۳۹۷ھ)۔ ص ۲۴

حالات سے جلد سے جلد مطلع کرو.........."(۵۷)

اسی مکتوب کے ہمراہ اشرف العلماء مولانا محمد شریف الحق امجدی نے بھی اپنی طرف سے پیغام لکھا۔ اس پیغام کے الفاظ کے ذریعہ آپ کے اساتذہ کرام کے جذبات کا اندازہ نہایت آسانی سے ممکن ہے۔

"سیدی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم

ان حوادث کے دور میں حضور کے احوال سے بے خبری ہم کفش برداروں کے لئے کس قدر جانکاہ ہے، یہ ہمارا قلب ہی جانتا ہے۔ حضرت مرشدی آپ کے لئے کس قدر بے چین ہیں، وہ میں شب و روز دیکھتا ہوں اور خود بھی بے چین ہو جاتا ہوں۔ اس لئے دست بستہ عرض ہے کہ حضور بہت جلد ہمیں اپنے احوال سے مشرف فرمائیں۔

فقط آپ کا کفش بردار محمد شریف الحق

۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ"(۵۸)

پاکستان آنے کے بعد جب آپ دوبارہ بریلی شریف جلوہ گر ہوئے اور صدر الشریعہ کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی۔ وہ ان دنوں اپنے مکان کی از سر نو تعمیر میں مصروف تھے۔ لیکن اپنے نیازمند شاگرد سے ملاقات کے کس قدر متمنی تھے، انہی کے الفاظ پڑھئے اور خود اندازہ کیجئے:

"..........میں نے ایک سخت غلطی کی کہ اپنا پرانا مکان گروا کر از سر نو تعمیر کرانا شروع کر دیا۔ نہ عمارتی سامان دستیاب ہوتا ہے اور نہ معمار و مزدور آسانی سے ملتے ہیں اس غلطی پر نادم ہوں اور نہایت درجہ پریشان۔ دیواریں آج کل مکمل ہوگئی ہیں۔ اب ڈاٹ لگنا اور اوپر کا کام باقی ہے۔ دعا کرو کہ جلد اس سے فرصت ملے اور میں کہیں آنے جانے کے قابل ہو جاؤں۔ اگر یہ دشواری نہ ہوئی تو اجمیر شریف

(۵۷) مکتوب حضرت صدر الشریعہ بنام شیخ الحدیث، محررہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ (یکم دسمبر ۱۹۴۷ء) اس مکتوب کی تحریر حضرت صدر الشریعہ اور حضرت شیخ الحدیث کے تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد شریف الحق امجدی کے قلم سے ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ۔

(۵۸) مکتوب مولانا محمد شریف الحق بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

حاضر ہوا ہوتا اور پالی بھی جاتا اور ممکن تھا کہ بریلی بھی آتا۔ تمہارے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اور یہاں سب لوگ تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ تحریر کرو کہ تم کب یہاں آؤ گے..........'' (۵۹)

اسی مضمون کا دوسرا خط ۱۲ مئی ۱۹۴۸ء کو آپ نے اپنے تلمیذ رشید کے نام بریلی کے قیام ثانی کے عرصہ میں لکھا۔ اس میں بھی یہی تحریر تھا کہ آپ سے جلد از جلد ملاقات کو جی چاہتا ہے۔ اپنے استاذ محترم کی ملاقات کے لئے جب آپ گھوسی ضلع اعظم گڑھ پہنچے تو استاذ محترم اپنے شاگرد رشید کے استقبال کے لئے اسٹیشن کی طرف تشریف لارہے تھے۔ مصافحہ ومعانقہ ہوا اور آپ سے مل کر حضرت صدر الشریعہ از حد خوش ہوئے۔ حمد الٰہی بجالائے۔ اسی خوشی میں رات کو محفل میلاد منعقد کی۔ جس میں اپنے شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے متعلق نہایت محبت کے کلمات ارشاد فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ لائل پور کے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کو اپنے مشائخ واساتذہ کا ہی مدرسہ تصور فرماتے تھے۔ انہی کی نیابت میں آپ تدریس فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مشائخ واساتذہ آپ کے مدرسہ کی طلسماتی ترقی سے ہندوستان میں رہ کر بھی خوش ہوتے اور جب آپ کے ضعف اور علالت کی خبریں بریلی شریف پہنچیں تو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نہایت مغموم ہوئے آپ کے لئے اور آپ کے مدرسہ جامعہ رضویہ کے لے دعائیں فرمائیں۔ ایک مکتوب میں حضور مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں۔

''آپ کے خط سے علالت کا حال، پھر مولانا عبدالقادر صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ ضعیف ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت وقوت عطا فرمائے اور عرصہ دراز مدت مدید تک آپ کو بصحت وقوت ہزاراں ہزار خدمات دین کی انجام دہی کے لئے زندہ وسلامت باکرامت رکھے۔ آپ کے فیوض سے مسلمانوں کو مالا مال فرمائے۔ آپ کے زیر اہتمام وسرپرستی مدرسہ مظہر اسلام کو بیش از بیش ترقیاں

(۵۹) مکتوب حضرت صدر الشریعہ بنام حضرت شیخ الحدیث۔ محررہ مئی ۱۹۴۸ء

نوٹ: مکتوب ہذا کی تحریر مولانا سبحان اللہ امجدی تلمیذ حضرت صدر الشریعہ کے قلم سے ہے۔

بخشے اور آپ کے اس سرچشمہ فیض علوم وعمل صالح سے مسلمانوں کو مستفیض فرماتا رہے۔ آمین۔ اپنی خیر وعافیت اور اپنے متعلقین اور احباب کی خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہا کیجئے۔'' (۶۰)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ایک اور مکتوب میں جو کچھ تحریر فرمایا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

..........مولانا (برہان الحق عبد الباقی) جبل پوری (۶۱) سے آپ کی خیریت دریافت کی تھی انہوں نے کہا تھا کمزور ہو گئے ہیں۔ اور بال سفید ہو گئے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو قوت بخشے اور آپ کے فیض سے اہل سنت کو بہت بہت بہت دیر تک عرصہ دراز دراز دراز تک مستفیض رکھے۔ لائل پور جو کبھی وہابیوں کا گڑھ سنا گیا تھا۔ بڑی مسرت ہوئی کہ اب وہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے دم کی برکت سے سنیوں کا گویا مرکز ہو چکا ہے۔ میں پہلے بھی سنتا رہا تھا مگر جناب حولدار صاحب (۶۲) کے بیان سے اس کی تفصیلی تصدیق ہوئی خدا آپ کو بہتر سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔.......... (۶۳)

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کی جلالتِ علمی رفعتِ روحانی ہر کہ ومہ پر واضح ہے۔ عالم اسلام میں مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھے۔ بایں جلالت ورفعت اپنے شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں، ان کے ایک مکتوب کا ایک اقتباس پڑھئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی اپنے مشائخ عظام سے روحانی نسبت کی عظمت کا اندازہ کیجئے۔

''آپ کے مدرسہ اور خدمات دینی کا حال ہر آنے والے سے معلوم ہوتا رہا۔ ماشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ

(۶۰) مکتوب مفتی اعظم بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما۔ محررہ ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ (اگست ۱۹۵۳ء)

(۶۱) ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں دوسرے حج کے موقعہ پر حضرت مولانا برہان الحق جبل پوری سے آپ کی ملاقات ہوتی رہی۔ بھارت واپس پہنچ کر انہوں نے آپ کا حال حضرت مفتی اعظم سے بیان فرمایا۔

(۶۲) جناب حوالدار محمد حسین صاحب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔ متعدد خدمات کی بدولت حضرت صاحب آپ کو غازی صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ بریلی شریف حاضر ہوئے تھے۔

(۶۳) مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہما۔ محررہ ۹/رجب ۱۳۷۶ھ

الا باللہ۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے فیض کو اور زیادہ سے زیادہ کرے۔ اور دارین کی نعمتوں برکتوں سے آپ کو مالا مال کرے۔ اور بہت بہت ترقیاں ہر قسم کی دینی و دنیوی نصیب فرمائے۔ آپ کی خدمات دینی کو شرف قبول بخشے۔ اور بیش از بیش توفیق خیر دے اور آپ کو اس فقیر حقیر گناہ گار، عصیاں کار کے لئے سرمایہ نجات بنائے۔ آپ کی دینی خدمات سن سن کر دل باغ باغ ہے......" (۶۴)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک عاشق رسول تھے اور عشق رسول میں ایسے صادق اور مخلص کہ ان کی زندگی باوجود علمی مصروفیات کے روحانی اعتبار سے اس مرتبہ پر فائز تھی کہ ظاہر بین آپ کے روحانی منازل کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے۔ عارف باللہ، فانی فی الرسول حضرت شیخ الحدیث اپنے مشائخ کا اس درجہ ادب و احترام فرماتے کہ انہیں دیکھ کر ائمہ اولیاء کی یاد تازہ ہو جاتی۔

(۶۴) مکتوب حضرت مفتی اعظم بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ۔ محررہ ۱۶ شوال ۱۳۷۶ھ

﴿بہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز﴾

سید العارفین سند المحققین زبدۃ الکاملین حضرت سید علی ہجویری معروف بہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پُر انوار پر آپ ہر ماہ بالالتزام حاضر ہوتے۔ اس حاضری کے لئے بالقصد سفر فرماتے۔ اگر کسی اور وجہ سے لاہور کا سفر کرنا ہوتا تو بھی دربار شریف میں حاضری دیتے مگر اس حاضری کو معمول کی حاضری محسوب نہ فرماتے، معمول کی حاضری بالعموم پیر یا بدھ وار کو ہوتی۔ حاضری کا طریقہ کار یہ تھا کہ لاہور پہنچ کر، اگر تازہ وضو کی ضرورت ہوتی تو وضو فرماتے، دربار میں حاضری سے پہلے وضو کا التزام اس لئے ہوتا تا کہ احاطہ دربار میں داخل ہو کر سیدھے مزار شریف پر حاضری ہو۔

آپ اپنے تلامذہ، مریدین اور متعلقین سے فرمایا کرتے تھے کہ مزار داتا صاحب پر پابندی سے حاضری دیا کرو۔ کچھ زیادہ دیر وہاں پر پڑھنا یا لمبی دعا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حاضری دینے والے کی طرف کسی نہ کسی روز صاحب مزار کی توجہ ضرور ہو جاتی ہے۔ مثال دے کر سمجھایا کرتے کہ بادشاہ کے دربار میں ایک شخص روزانہ صرف حاضری دے کر واپس چلا جائے تو بادشاہ کو خود بخود خیال آجاتا ہے کہ یہ شخص روزانہ حاضری دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ یہ خیال کر کے بادشاہ خود اس کو پوچھ لیتا ہے کہ آپ کس مقصد کے لئے آتے ہو۔

مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے مجھے مخاطب کر کے اسی نوعیت کی ہدایت فرمائی۔ میں نے غور کیا کہ آج حضرت نے مجھے ہی کیوں خطاب فرمایا ہے؟ میں نے غور کیا تو احساس ہوا کہ یہ میری ایک کمزوری پر تنبیہ تھی۔ میری کمزوری یہ تھی کہ جب میں دربار داتا صاحب میں حاضر ہوتا تو تلاوت اور دعا میں زیادہ وقت صرف کرتا۔ مگر دوبارہ حاضری کے لئے جلد زیادہ وقت نہ نکال سکتا۔ اس لئے تاخیر ہو جاتی۔ (۱)

لاہور میں حضرت شاہ ابوالمعالی، حضرت میاں میر، حضرت شاہ محمد غوث قادری کے مزارات پر بھی حاضری بار داتا میں آپ کی حاضری کا معمول یہ تھا کہ مزار شریف کے سامنے مغربی جانب مزار شریف کی طرف منہ کر کے چند منٹ کھڑے ہوتے، کچھ کلمات پڑھتے اور دعا فرماتے۔ آپ کی دعا میں یہ جملے ضرور ہوتے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ　　　اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

دعا کے بعد آپ سید محمد معصوم شاہ نوری کے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ یہ حجرہ مسجد کے شمال میں دربار کے احاطہ میں واقع تھا۔ اگر حجرہ بند ہوتا یا شاہ صاحب حجرہ میں نہ ہوتے تو مسجد میں مزار شریف کی طرف منہ کر کے بیٹھتے۔ حجرہ میں بھی آپ مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے۔

احاطہ مزار میں داخل ہونے کے لئے آپ مزار کے قدموں کی طرف سے یعنی جنوبی طرف سے سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے سیدھے مزار شریف کے برآمدے میں پہنچتے۔ مسجد کے صحن میں سے آپ نہیں گزرتے تھے۔ کیونکہ مسجد کے صحن کو گذرگاہ بنانا جائز نہیں۔

ایک مرتبہ آپ دربار شریف میں حاضر ہوئے۔ مولوی غلام رسول مجاور دربار اور بعض دیگر مجاورین نے حضور داتا کی قدیم مسجد کے آثار کا تعارف کرایا۔ مسجد میں نصب شدہ سنگ مرمر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہاں قدیم مسجد کا محراب تھا اور اس نشانی کے لئے سنگ مرمر کا مصلی نصب کیا گیا۔ اس پر آپ نے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔ پھر فرمایا کہ فقیر مسجد کے صحن سے گزرنے سے پرہیز کرتا ہے، اس لئے سیڑھیوں سے سیدھا مزار شریف کی طرف جاتا ہے کہ یہ جگہ مسجد نہیں۔ اب آپ کے بتانے سے معلوم ہوا ہے کہ مسجد کے موجودہ بالائی صحن سے نیچے مشرقی جانب بھی صحن مسجد ہے۔ کیونکہ جب یہ پتھر قدیم مسجد کا محراب ہے تو بالائی صحن سے نیچے بھی قدیم مسجد ہے۔ حالانکہ میں اس حصہ کو غیر مسجد سمجھ کر گزرتا رہا تھا۔ اس وقت دیگر خدام کے علاوہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم متعلم جامعہ رضویہ لائل پور (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) بھی تھے۔ آپ نے مفتی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

''مولانا! ناواقفیت بھی کبھی کبھی رحمت ہوتی ہے جب تک مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حصہ مسجد ہے میں آزادی سے گزرتا تھا اب جب کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حصہ مسجد ہے تو میرے لئے پابندی ہو گئی ہے کہ اب بغیر نیت اعتکاف نہیں گذر سکوں گا۔ (۲)

یاد رہے کہ موجودہ صحن مسجد بالائی کے آخر میں چلہ گاہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ کے برآمدہ سے متصل مغرب میں واقع حصہ صحن میں لگا ہوا ہے۔ حصہ بالائی کے انتہا مشرق پر اس پتھر کے قریب ایک نیم کا درخت تھا۔ یہ سنگ مرمر اس درخت کے سایہ میں واقع تھا۔ اب وہ درخت کاٹ دیا گیا ہے۔

(۲) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

اولیاءِ کاملین کے حضور قدر و منزلت

شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز (م ۱۳/ جمادی الاخری ۱۰۵۳ھ/ جولائی ۱۶۴۳ء) زیارت قبور کی مشروعیت اور افادیت کے بیان میں لکھتے ہیں۔

''سیدی احمد بن مرزوق کہ از اعاظم فقہاء علماء و مشائخ دیار مغرب ست، گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقویٰ است یا امداد میت۔ من بگفتم قومے میگویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگوئم کہ امداد میت قوی تر ست۔ پس شیخ گفت، نعم، زیرا کہ وے در بساط حق ست و در حضرت اوست و نقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازاں است کہ حصر و احصاء کردہ شود و یافتہ نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کند ایں را۔ و بتحقیق ثابت شدہ است بایآت و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور زائراں و احوال ایشاں ثابت است و ارواح کاملاں را قربے و مکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازاں و اولیاء را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آں نیست مگر ارواح ایشاں را و ارواح باقی ست و متصرف حقیقی نیست مگر خدا عزشانہ، و ہمہ بقدرت اوست و ایشاں فانی اند در جلال حق در حیات و بعد ازممات پس اگر دادہ شود مر احدے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق و مکانتے کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشیدہ است دلیلے براں۔'' (۱)

سید احمد بن مرزوق، جو دیار مغرب میں بلند مرتبت فقہاء علماء اور مشائخ کرام سے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک روز

(۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول مطبوعہ تیج کمار، لکھنؤ (۱۹۶۴ء)۔ ص ۷۱۶

حضرت شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ آدمی کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ زندہ شخص کی امداد زیادہ قوی ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد زندہ سے قوی تر ہے۔ شیخ ابوالعباس حضرمی فرمانے لگے۔ ہاں (ایسا ہی ہے) کہ وہ میت حق تعالیٰ کی حضوری میں ہوتی ہے۔ فقہاء علماء اور مشائخ سے اس بارے میں اتنی عبارات منقول ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔ کتاب وسنت اور اقوال سلف میں کوئی ایسی دلیل نہیں کہ اس دعویٰ کی مخالف اور منافی ہو یا اس کا رد کرتی ہو۔ اور یہ امر آیات واحادیث سے محقق ہے کہ روح باقی ہے اور روح کو زائرین اور ان کے احوال کا علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اور کاملین حضرات کے ارواح مقدسہ کو جناب حق تعالیٰ میں ایک خاص قرب اور منزلت حاصل ہوتی ہے۔ یہ خصوصیت جو ان کی حیات میں انہیں حاصل تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اولیاء کرام کو تمام عوالم میں تصرف اور کرامات کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ان کی ارواح کو حاصل ہوتا ہے۔ (یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ) ارواح باقی ہیں متصرف حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ سب کچھ اس کی قدرت اور عطا سے ہوتا ہے۔ یہ حضرات کاملین اپنی حیات اور مرنے کے بعد بھی جلال حق میں فانی ہو چکے ہوتے ہیں۔

پس کسی کو ان دوستان خدا میں سے کسی ایک کی برکت سے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی منزلت کے باعث اگر کچھ عطا کیا جائے تو یہ امر بعید نہیں۔ جیسا کہ ان کی حیات ظاہری میں ہوتا تھا۔ زندگی اور موت کے بعد تصرف اور فعل تو اللہ تعالیٰ عزاسمہ کے لئے حاصل ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو ہر دو حالت (موت وحیات) کے درمیان (تصرف کرنے کے) فرق کرے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل موجود ہے۔

عارف باللہ الشیخ محمد زاہد بن الشیخ حسن الدوز جوی زیارت قبور اولیاء کی مشروعیت کے ضمن میں قبور اولیا سے حاصل ہونے والے فیوضات وبرکات اور ان کی کمی بیشی کے اسباب یوں لکھتے ہیں۔

"قال الامام فخر الدین الرازی ایضافی الفصل الثامن عشر من "المطالب العالیه" بعد بسط مقدمات و اذا عرفت هذه المقدمات فنقول ان الانسان اذاذهب الی قبر انسان قوی النفس کامل الجوهر شدیدالتا ثر ووقف هناک ساعة وتاثرت نفسه من تلک التربةحصل لنفس النائم تعلق بتلک التربةوقدعرفت ان النفس المیت

تعلقابتلک التربة ایضافح یحصل لنفس هذاالزائرالحی ولنفس ذلک الانسان المیت ملاقاة بسبب اجتماعهما علی تلک التربة فصارت ها تان النفسان شبیهتین بمرآتین صیقلتین وضعتابحیث ینعکس الشعاع من واحدة منهماالی الاخری فکل ماحصل فی نفس هذاالزائرالحی من المعارف البرها نیةوالعلوم الکسبیة والاخلاق الفاضلة من الخضوع لله تعالی والرضا بقضاء الله ینعکس منه نور الی روح ذلک الانسان المیت وکل ماحصل فی نفس ذلک الانسان المیت من العلوم المشرفة والآثار العلویة الکاملة فا نه ینعکس منهانورالی روح هذاالزائرالحی وبهذاالطریق تصیرتلک الزیارةسببالحصول المنفعةالکبری والبهجة العظمی لروح الزائرولروح المزور فهذا هوالسبب الاصلی فی مشروعیة الزیارةولا یبعدان یحصل فیهااسرار اخری ادقّ و احق مما ذکرناوتمام العلم بالحقائق لیس الاعند الله" (۲)

ترجمہ ومفہوم: امام فخر الدین رازی نے مطالب عالیہ کی اٹھارہویں فصل میں مقدمات کی تفصیل کے بعد لکھا ہے کہ جب تو نے ان مقدمات کو جان لیا تو اب میں ان کی روشنی میں کہتا ہوں کہ جب کوئی انسان ایسے انسان کی قبر پر جائے جو قوی النفس کامل الجوہر اور شدید التاثر ہو، وہ وہاں ایک ساعت ٹھہرے اس قبر سے اس کا نفس متاثر ہو، تب زائر کو اس قبر سے ایک تعلق قائم ہو جائے گا اور تجھے معلوم ہے کہ میت کو اس قبر سے بھی ایک تعلق ہے اب اس زائر کے نفس اور اس میت انسان کو اس قبر پر اجتماع کے باعث ملاقات حاصل ہوگی۔ پس دونوں نفس ان دو صیقل آئینوں کی مانند ہو جائیں گے جو اس طرح آمنے سامنے رکھے ہوں کہ ایک کی شعاع دوسرے میں منعکس ہو۔ پس جو معارف برہانیہ، علوم کسبیہ اور اللہ کی طرف خضوع اور اس کی قضا سے رضا کے اخلاق فاضلہ اس زائر زندہ کے نفس کو حاصل ہوں گے، ان سے نور کی ایک شعاع اس میت کے نفس تک منعکس ہوگی۔ اور جو علوم شریفہ اور آثار علویہ کاملہ اس میت انسان کے نفس کو حاصل ہیں ان سے نور منعکس ہو کر اس زائر زندہ تک پہنچے گا۔ اس طریقہ سے یہ زیارت (قبور) زائر اور میت دونوں کے

(۲) ارغام المرید فی شرح النظم العتید لتوسل المرید، مطبوعہ ترکیہ، استانبول (۱۴۰۴ھ)۔ ص ۴۷، ۴۸

لئے منفعت کبری اور بہجت عظمی کے حصول کا سبب بن جاتی ہے۔ زیارت قبور کی مشروعیت کا یہی سبب اصلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ امر بعید نہیں اس زیارت سے وہ امور حاصل ہوں جو نہایت دقیق ہوں۔ حقائق کا تمام علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہونے والے تمام زائرین صفائی باطنی میں یکساں نہیں ہوتے۔ عوام وخواص سبھی ہوتے ہیں۔ بعض زائر وہ بھی ہوتے ہیں جن کے قلب صافی پر معارف برہانیہ کا ورود ہوتا ہے۔ جو اپنے رب کی قضا سے راضی اور اس کے حضور، خشوع وخضوع کا ایسا اعلیٰ وارفع مقام رکھتے ہیں جس کے باعث زندگی میں بھی مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا کے باعث فنافی اللہ اور بقاباللہ کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا وجود مخلوق خدا کے لئے باعثِ فیضان ہوتا ہے۔ ایسے زائرین سے صاحب مزار کو کمال مسرت وبہجت حاصل ہوتی ہے۔ ایسے ہی زائرین کی برکت سے عامۃ الناس کی قبور اللہ تعالیٰ کے الطاف کا مورد بنتی ہیں۔ اور کاملین عرفاء کے مزارات کی حاضری سے انہیں وہ معارف وحقائق حاصل ہوتے ہیں جن کے بیان سے زبان ساکت اور قلم عاجز ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے رب کریم جل وعلاء اور نبی رؤف رحیم ﷺ سے جمیع معاملات کی بروجہ اکمل ادائیگی کے باعث معارفِ الٰہیہ کا مورد بن چکے تھے۔ آپ کے وارداتِ قلبی اور الطاف واکرام الٰہی پر صرف صاحبانِ بصیرت ہی مطلع تھے۔ ظاہر بین نگاہیں آپ کے اس وصف عالی کے ادراک سے عاجز وعاری رہیں۔ یہ عاجز وحقیر آپ کے اس وصف عالی کے بیان کی تاب نہ رکھتا ہے۔ یہاں صرف ان آثار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو آپ کے علومِ مرتبت کے غماض ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عادت مبارکہ تھی کہ تبلیغی سلسلہ میں جب بھی کسی مقام کی طرف سفر اختیار فرماتے تو اس مقام کے اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری دیتے۔ بعض مزارات کی طرف بطور خاص زیارت کی نیت سے سفر فرماتے۔ ایصالِ ثواب، مراقبہ کی کیفیت عجیب ہوتی۔ صاحبِ مزار سے اسی طرح عرض ومعروض اور گفتگو ہوتی جس طرح کسی زندہ کامل انسان سے۔ حجابات اس معاملہ میں حائل نہ ہوتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اولیاء کرام سے استغاثہ فرمایا دراں حالیکہ آپ اس مزار پر حاضر نہ ہوئے۔ یہ عدم حاضری حجاب نہ بن سکی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ مختار

وماذون اور متصرف بامر اللہ کے حضور حاضر ہو کر استغاثہ کیا ہے۔ جس کی قبولیت میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔

برصغیر پاک وہند میں آپ جن مزارات پر عموماً تشریف لے جاتے ان میں سے چند ایک یہ ہیں اجمیر، بریلی، دہلی، بمبئی، سورت، کاٹھیاواڑ، بہار، گجرات (بھارت)، بنارس، بدایوں، مرادآباد، رجپا، تلہر، احمد آباد، مین پور، بنگال، گورداسپور (بھارت) ودیگر متعدد مقامات کے مزارات۔

پاکستان میں حضرت داتا گنج بخش، میراں حسین زنجانی، شاہ ابوالمعالی، شاہ محمد غوث قادری، میاں میر (لاہور میں)، بارگاہ پاکپتن، اوچ، ملتان، چشتیاں، ہری پور، حیدرآباد، کراچی، گجرات، شرقپور، ٹھٹھہ، قصور اور دیگر مقامات کے اولیاء اللہ کے مزارات۔

قیام بریلی کے دوران آپ بلا ناغہ مزار پر انوار حضور اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا رضی اللہ عنہما پر حاضری دیتے اور قیام پاکستان کے بعد مہینہ میں ایک بار بالالتزام دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ میں حاضری دیتے۔ کبھی یہ حاضری دو سے زیادہ مرتبہ بھی بڑھ جاتی۔ دربار داتا کی حاضری جس کیف اور حضوری سے ہوتی اس کا احوال الفاظ میں بتانا ممکن نہیں۔ صاحبِ بصیرت اور روشن ضمیر حضرات ہی کچھ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء میں (جب کہ آپ کی عمر شریف چالیس برس کے قریب تھی) احمد آباد (بھارت) میں دیوبندی مولوی سلطان حسن علمائے اہل سنت کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دے رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اس مقابلہ کے لئے احمد آباد پہنچ گئے۔ مخالفین نے اشتعال پھیلا کر خود ہی حکام تک رپورٹ پہنچادی کہ نقضِ امن کا خدشہ ہے، اس لئے مولانا سردار احمد کو شہر بدر کر دیا جائے۔ مگر شان خداوندی خود دیوبندی ہی خائب وخاسر ہوئے۔ اس واقعہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا جلال علمی اور سیدنا غوث اعظم اور حضرت شاہ عالم (احمد آباد) علیہما الرحمہ سے استمداد نے اپنا اثر دکھایا پورا واقعہ اس سفر کے شریک سفر مولانا محمد شفیع حیدری، خطیب نارہ ضلع راولپنڈی سے سنئے۔

"..........ان دنوں (۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) احمد آباد میں فریق مخالف کے مفتی سلطان حسن کے

جلسے بھی ہو رہے تھے۔ ایک رات اہل سنت و جماعت کا جلسہ نہایت دھوم دھام سے ہو رہا تھا۔ اور حضرت شیخ الحدیث عشق رسالت میں مخمور ہو کر نہایت پر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں آپ کے پاس ایک رقعہ پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ مفتی سلطان حسن نے تھانہ میں رپٹ درج کرائی ہے کہ مولوی سردار احمد کو شہر بدر کیا جائے، کیوں کہ فساد کا خطرہ ہے۔ آپ نے یہ رقعہ پڑھ کر حاضرین سے فرمایا۔ سنو! اس رقعہ میں لکھا ہے کہ مفتی سلطان حسن نے ہمارے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے، اور ہم اس کے خلاف دربار شاہ عالم (احمد آباد کے ایک مشہور بزرگ) اور دربار غوث اعظم میں رپورٹ درج کراتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ ''اے حضور شاہ عالم! میں آپ کے دربار میں رپورٹ درج کراتا ہوں کہ سلطان حسن کو شہر بدر فرمادو''۔ اور پھر اسی طرح بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا اور اس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ مفتی سلطان حسن نے بھی رپورٹ درج کرادی ہے اور ہم نے بھی یہ دو رپورٹیں درج کرادی ہیں۔ اور ان کا نتیجہ کل اسی وقت اسی جگہ اسی جلسہ میں سنایا جائے گا۔'' کل عام لوگ اسی وقت اسی مقام پر آکر فیصلہ سن لیں۔''

اس کے بعد آپ نے مسلسل تقریر شروع فرمادی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ صبح ہوتے ہی یہ اطلاع ملی کہ خدا جانے مفتی سلطان حسن کو کیا ہوا کہ بوریا بستر باندھ کر پہلی ٹرین پر احمد آباد سے چلے گئے۔ شہر میں جو ان کے پروگرام تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ رات کو اسی جگہ پر اہل سنت و جماعت کا جلسہ کمال شان و شوکت سے ہو رہا تھا اور آپ گذشتہ رات کی طرح پر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اس دوران میں ایک رقعہ آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ کل کا فیصلہ سنایا جائے۔ آپ نے فرمایا۔

''ٹھیک ہے لو اب فیصلہ سنو۔ فیصلہ یہ ہے کہ شہر میں مفتی سلطان حسن کے اشتہارات لگے ہوئے ہیں۔ پروگرام چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن مفتی سلطان حسن شہر میں موجود نہیں ہیں۔ حضور غوث اعظم اور

سرکار شاہ عالم نے خدا کے فضل سے انہیں شہر بدر کر دیا ہے۔ اور فقیر، جس کے خلاف مفتی سلطان حسن نے تھانے میں رپورٹ کرائی تھی، کل کی طرح آج بھی تقریر کر رہا ہے اور آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اب خود سمجھ لو کہ تھانے والوں کی طاقت زیادہ ہے، جس سے مفتی سلطان حسن نے مدد مانگی تھی یا اللہ والوں کا تصرف زیادہ ہے، جن کے دربار میں ہم نے رپورٹ کرائی تھی''۔ آپ کے اس ارشاد پر مجمع تڑپ گیا اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت، نعرہ غوثیہ اور مولانا سردار احمد زندہ باد کے پر جوش نعروں سے شہر گونج اٹھا۔'' (۳)

مسلمان اولیاء اللہ سے استمداد کرتے ہیں اور اولیاء اللہ باذن اللہ ان کے امور میں متصرف ہوتے ہیں۔ لیکن جس شان اور اعتماد سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضور غوث پاک اور حضرت شاہ عالم (احمد آبادی) کے حضور استمداد فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اولیاء کاملین سے آپ کو ایک خصوصی نسبت حاصل تھی۔ جس پر آپ کا پر اعتماد انداز شاہد ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تلامذہ و مریدین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو آپ کی معیت میں دربار سرکار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضر نہ ہوا ہو۔ آپ کثرت سے دربار شریف کی حاضری دیتے۔ آپ کا ہر متوسل، جس نے آپ کی معیت میں دربار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضری دی ہے، آپ کی حاضری کے وقت آپ کے احوال کماحقہ بیان کرنے سے قاصر ہے ایسا محسوس ہوتا تھا، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ دربار حضور داتا میں آکر اپنے احوال بیان فرماتے ہیں۔ حضور داتا سے عرض و معروض کرتے ہیں، اپنے مخلصین کے حوائج باذنِ الٰہی ان سے عرض کرتے ہیں، بعض امور میں سفارش کرتے ہیں اور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ سے بلاواسطہ کلام کرتے ہیں۔ ان سے ہدایات لیتے ہیں۔ بایں ہمہ ضبط آپ کا شعار تھا۔

بقیۃ السلف قدوۃ العلماء العارفین مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی، لاہور نے ایک ملاقات پر فرمایا۔

(۳) روزنامہ عوام، لائل پور (اشاعت خاص) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء۔ ص ۲

’’حضرت مولانا شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دربار داتا گنج بخش قدس سرہ میں اکثر حاضر ہوتے۔ خاص طریقہ سے مراقبہ فرماتے۔ وہیں سے فیض پاتے۔ ان کا مدرسہ حضرت داتا صاحب کے اشارے سے قائم ہوا۔‘‘ (۴)

چند واقعات کا تذکرہ پڑھئے اور خود اندازہ لگایئے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور اولیاء اللہ اور ان کے مزارات سے انہیں نسبت خصوصی کس درجہ کی تھی۔

صوفی اصغر علی رضوی، فیصل آباد اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ دربار داتا کی حاضری کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں بسوں کا اڈا سرائے میں ہوتا تھا۔ آپ اڈا سے تانگہ پر سوار ہوکر براستہ لنڈا بازار روانہ ہوئے۔ جب تانگہ لنڈا بازار میں آیا تو ایک مست حال مجذوب نے تانگہ روک لیا۔ پانچ منٹ تک خاموشی سے وہ مست تانگے کے آگے کھڑا رہا۔ اس کے بعد پیچھے ہٹ گیا۔ تانگہ چل پڑا۔ ہمارے ایک پیر بھائی نے اس مست سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ نہ آپ بولے نہ حضرت صاحب نے کچھ فرمایا۔ مجذوب نے آنکھیں لال کیں اور فرمایا کہ آپ کو کیسے جرات ہوئی پوچھنے کی۔ اگر تم قبلہ شیخ الحدیث کے مرید نہ ہوتے تو ابھی آپ کو زمین میں غرق کردیتا۔ ہمارے پیر بھائی نے عرض کی کہ میرے پیر کا صدقہ، بتادو۔ مجذوب نے فرمایا۔: اچھا ہمیں حلوا کھلاؤ ہمارے پیر بھائی نے قریبی حلوائی کی دکان سے حلوا لا کر مجذوب کے نذر کیا۔ مجذوب نے حلوا کھانے کے بعد فرمایا کہ میری ڈیوٹی سرکار داتا شہر لاہور سے باہر لگادیتے ہیں۔ جب میں باہر جاتا ہوں تو اداس ہوجاتا ہوں۔ تیرے پیر کی سرکار داتا سے گفتگو ہے۔ میں نے انہیں عرض کردیا ہے کہ جب آپ کی سرکار داتا سے گفتگو ہو تو میرے بارے میں بھی عرض کردینا کہ میری ڈیوٹی شہر لاہور سے باہر نہ لگائی جائے۔ آپ کے پیر مجھے کہہ گئے ہیں کہ میں سرکار داتا کے حضور عرض کردوں گا۔ اور انہیں منالوں گا، جب آپ لائل پور واپس تشریف لائے تو اس مرید کو حجرہ میں طلب فرمایا اور اسے فرمایا کہ ارے بندہ خدا! تو لاہور میں لنڈا بازار میں مست سے کیا پوچھنے لگ گیا تھا۔ کیا ہم پر اعتماد نہیں خبردار! آئندہ کسی مست آدمی سے ایسی حرکت نہ کریں۔ مجذوب اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے۔ (۶)

---

(۴) روایت مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی، لاہور، ۲۱ رصفر ۱۴۰۴ھ

(۶) قلمی یادداشت صوفی اصغر علی رضوی، فیصل آباد محررہ ۲۹ ررجب ۱۴۰۵ھ

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ صوفی بابا فرزند علی خادم حضرت شیخ الحدیث، حال مقیم اڈا پنواں ضلع شیخوپورہ مولانا غلام رسول، سمندری والے کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ شب برات کی رات تھی، آدھی رات گذرنے کے بعد مولانا غلام رسول سمندری والے حاضری کے لئے دربار شریف (حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ) آئے۔ میں نے عرض کی، مولانا! کچھ سنادیجئے۔ فرمانے لگے شب برات کی رات ہے، سحری کا مبارک وقت ہے، پیر طریقت کے دربار میں حاضر ہوں اور مسجد بھی ہے اس لئے آنکھوں دیکھی کہوں گا۔ ایک دفعہ سرکار محدث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سرکار داتا صاحب حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ سرکار نے دعا شروع فرمائی۔ گرمی کی وجہ سے پیاس تھی۔ خیال کیا کہ دعا سے فارغ ہوکر سرکار میں لسی کے لئے عرض کرتے ہیں۔ اتنے میں ایک اجنبی شخص حاضر ہوا۔ اور پاؤں میں گر کر زاروقطار رونے لگا۔ سرکار نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا۔ ’’ہوجائے گا۔ کروادیں گے‘‘

اتنا فرمانا تھا وہ خوشی سے اٹھا اور چلتا بنا۔ ہمیں حیرت اور تعجب ہوئی کہ اس آنے والے نے بتایا تو کچھ بھی نہیں اور سرکار نے خود ہی فرمادیا۔ ’’ہوجائے گا کروادیں گے۔‘‘

یہ کیا بات ہے؟ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔ ہم نے اس اجنبی کا تعاقب کیا اور اس کے قریب پہنچ کر آواز دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دیکھتے ہی کہنے لگا۔: ’’لسی پینی ہے؟‘‘

ہم حیران ہوئے کہ ہم تو اس کا درد پوچھنے آئے ہیں اور یہ ہمارے درد کی دوا بتا رہا ہے۔ بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ ’’لسی نہیں پینی‘‘ ہماری بات ابھی پوری نہ ہونے پائی، فوراً بولا۔ ’’پینی بھی ہے اور جھوٹ کہہ رہے ہو۔‘‘

ہم نے کہا، بھئی یہ تو بتا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ آپ نے سرکار سے کچھ بھی نہیں فرمایا، صرف قدموں پر گر کر رونا شروع کردیا اور سرکار نے بجائے کچھ دریافت کرنے کے اپنا دست شفقت تمہارے سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ’’ہوجائے گا، کروادیں گے‘‘ یہ کیا معاملہ ہے؟ بڑے اصرار کے بعد وہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں اس علاقہ کا ابدال ہوں۔ سرکار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری ڈیوٹیاں بدل رہے تھے۔ میرا تبادلہ سندھ فرمادیا۔ میں آپ کے حضور رہنا چاہتا ہوں۔ میری قسمت کا ستارہ چمکا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے۔ سرکار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جتنی بات

حضرت محدث اعظم کی مانتے ہیں اتنی اور کسی کی بھی نہیں مانتے ۔ میں نے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں درخواست پیش کردی ۔تو آپ نے فرمایا۔

''ہو جائے گا، کروادیں گے''

چنانچہ میرا تبادلہ رک گیا ہے ۔(۶)

مولانا سید حبیب الرحمٰن ضلع قاضی راولا کوٹ (آزاد کشمیر)، جو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ ہر بات کی اجازت حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے لیتے ۔اپنی تمام مشکلات ان کے حضور پیش کر کے استغاثہ فرماتے ۔آپ کی معیت میں دربار داتا میں بھی متعدد بار حاضر ہوا۔ایک مرتبہ رات کو آپ نے حضرت سید محمد معصوم شاہ نوری علیہ الرحمۃ کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ میں بھی بطور خادم آپ کے ہمراہ تھا۔خصوصی امور عرض کرنے کے لئے آپ عموماً نصف شب کے بعد دربار میں حاضری دیتے ۔چنانچہ اس مرتبہ بھی ایسا ہی پروگرام تھا۔ میں نے سن رکھا تھا کہ آپ، جب بھی رات کو حاضری دیتے ہیں کچھ خصوصی حاضری ہوتی ہے ۔میں نے بھی جی میں ٹھان لی کہ آج آپ کی آنکھوں سے اوجھل رہ کر آپ کی حاضری کی کیفیت دیکھوں گا اور آپ کے واردات کا جائزہ لوں گا ۔یہ میری غلطی تھی ۔جس کا احساس مجھے بعد میں ہوا۔ چنانچہ حسب دستور آپ نصف شب کو بیدار ہوئے ۔آپ نے غسل فرمایا۔ اجلا لباس زیب تن فرمایا۔اور دربار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضری کے لئے قبلہ کی جانب سے آگے بڑھے ۔ان دنوں دربار شریف اور مسجد کی حد پر ایک چھوٹی سی جالی دار دیوار تھی ۔ میں چونکہ آج آپ کی حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔ چپکے سے، آنکھ بچا کر، آپ کی پشت کی طرف دیوار کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ میں نے پوری کوشش کر رکھی تھی کہ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں لیکن میں آپ کی تمام حرکات وسکنات کا جائزہ لے لوں ۔فاتحہ شریف کے بعد آپ نے مراقبہ فرمایا۔ اس وقت تک میں باہوش تھا۔ بعد ازاں آپ نے حضرت داتا سے گفتگو شروع فرمائی ۔حضرت داتا کی طرف سے جواب بھی ملتا۔ گفتگو کا انداز وہی تھا جس طرح دو آدمی آمنے سامنے بیٹھ کر کرتے ہیں ۔لیکن اب میری حالت یہ تھی کہ گفتگو سن تو رہا تھا مگر ہیبت

(۶) مکتوب بابا فرزند علی حال مقیم اڈا پنواں، بنام فقیر قادری عفی عنہ، محررہ ۲۴ را پریل ۱۹۸۶ء

طاری تھی جس کی وجہ سے کلام کو سمجھنا میرے بس سے باہر تھا۔ ہیبتِ حق کا غلبہ اس قدر طاری ہو گیا کہ اب مجھ سے حرکت کرنا سلب ہو گیا۔ اب مجھے صحیح اندازہ نہیں کہ یہ کلام کتنی دیر جاری رہا۔ البتہ اتنا محسوس ہوتا ہے کہ کافی دیر گذری۔ بعد ازاں آپ دربار سے واپس ہوئے تو مجھے نیم ہوش، بے حس پڑا پایا۔ آپ کی واپسی کی برکت سے مجھے ہوش آیا اور وہیں اٹھنے کے قابل ہوا، واپس آکر آپ نے فرمایا، مولا کریم نے اولیاء کاملین کی برکت سے آپ کی جان کی حفاظت فرمائی ہے ورنہ ایسے موقعوں پر اکثر جان جاتی رہتی ہے ۔دو شخصوں کی گفتگو کے درمیان مداخلت کرنا شرعاً جائز نہیں ۔چہ جائے کہ آپ نے فقیر کی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے کلام میں مداخلت فرمائی ۔ بعد ازاں میری زندگی بچے رہنے پر خود نیاز دلائی اور فرمایا۔

''آپ کو سردار احمد کی دین کی خدمت پسند نہیں ۔اگر آپ کو میرا کچھ وقت اور رہنا پسند ہے تو میری زندگی میں آپ اس واقعہ کا اظہار ہرگز نہ کریں ۔''

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے توبہ کی ۔مجھے احساس ہوا کہ اولیاء کاملین کے کاموں میں مداخلت کرنا اور ان کی ٹوہ میں لگنا سخت غلطی ہے ۔اب میں نے عہد کر لیا کہ اس واقعہ کو آپ کی حیاتِ ظاہری میں کسی سے بھی بیان نہ کروں گا ۔آج آپ کے وصال کو عرصہ ہو چکا ہے اس لئے اب واقعہ کو بیان کر رہا ہوں ۔اس روز مجھے محسوس ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ صرف عالم ہی نہیں عرفان کے اعلیٰ مقامات طے کئے ہوئے ہیں ۔(۷)

اس واقعہ کی تصدیق حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ کے قول سے ہوتی ہے ۔آپ کا وہ ارشاد دوبارہ پڑھئے ۔

''پس اگر دادہ شود مراحدے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق و مکانتے کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانچہ در حالت حیات بود..............''

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عنایت اللہ خطیب سانگلہ ہل اور حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق خطیب گوجرانوالہ ایک

(۷) روایت مولانا سید حبیب الرحمٰن، ضلع قاضی راولا کوٹ (آزاد کشمیر) ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ

تقریر کے سلسلہ میں گرفتار کر لئے گئے ۔ یہ دونوں حضرات گوجرانوالہ جیل میں تھے۔ ضمانت کے لئے ہائی کورٹ میں اپیل دائر تھی ۔ تاریخ سماعت سے ایک دن پیشتر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ لاہور، دربار داتا پر حاضر ہوئے ۔ سانگلہ ہل سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بھی ہمراہ ہو گئے ۔ حضرت موصوف حسبِ عادت رات دربار پر رہے ۔ دربار کی ملحقہ مسجد میں کافی دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی ۔ ۔ نعت خوانی کے بعد آپ نے نہایت پر اعتماد لہجہ میں یہ اشعار پڑھنا شروع کئے ۔

☆تمنا ہو پوری جو فرمائیں حضرت
کہ صادق، عنایت کو چھٹی ملی ہے
☆تیرے صادق ، عنایت دوڑے آئیں
کرم تیرا اگر باذل ہو یا غوث

خدا کی شان کہ صبح تاریخ تھی ۔ اسی دن دونوں حضرات ضمانت پر رہا ہو گئے یہ حضور غوث پاک اور حضور داتا گنج بخش قدس سرہما سے استغاثہ کی برکت تھی ۔ (۸)

حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے خصوصی روحانی تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کے جنازہ میں حضور داتا نے شرکت فرمائی ۔ (۹)

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کے وقت آپ پر انوار و تجلیات اور فیوض و برکات کی بارش کس قدر ہوتی ۔ اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے ۔ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے کیجئے ۔ جو مولانا محمد شفیع حیدری خطیب نارہ ضلع راولپنڈی کو پیش آیا ۔ مولانا موصوف کے الفاظ میں واقعہ پڑھئے ۔

''جب فقیر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ احمد آباد (بھارت) پہنچا ۔ تو آپ نے سب

(۸) مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کا مضمون، مندرجہ ہفت روزہ محبوب حق لائل پور ۔ ۱۳ ؍ دسمبر ۱۹۶۳ء ۔ ص ۲۱
(۹) روایت مولانا سید فیض الحسین آلومہار، روزنامہ غریب لائل پور ۔ ۹ مارچ ۱۹۶۳ء ۔ ص ۳

سے پہلے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی ۔ اس وقت فقیر آپ کے بائیں جانب کھڑا تھا ۔ حاضری کے دوران فقیر کے قلب پر فیض کا ایک ایسا شعلہ نمودار ہوا کہ جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیسا نور تھا ۔ اور اس کی چمک و لذت کا کیسا عالم تھا ۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ الحدیث کا صدقہ تھا اور ان کی معیت کی برکت سے مجھ کو یہ حصہ نصیب ہوا ۔ جن کے صدقہ میں فقیر پر اس قدر فیضان ہوا ۔ ذرا اندازہ فرمائیے ان پر حضرت شاہ عالم کا فیضان کس قدر ہوا ہوگا ۔'' (۱۰)

یاد رہے کہ حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم المعروف بہ ابوالبرکات نویں صدی ہجری کے اولیاء کاملین میں سے ہیں ۔ ان کا وصال ۸ ؍ جمادی الاخری ۸۸۰ھ بروز شنبہ ہوا ۔ احمد آباد (بھارت) میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے ۔ (۱۱)

ملک کے ممتاز ادیب اور دانشور جناب عنصر صابری، لاہور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے نہ شاگرد ہیں اور نہ ہی مرید ۔ مگر انہیں آپ کی مجالس اور درسِ حدیث کے حلقہ میں اکثر بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے، نہایت ناقدانہ نظر رکھتے ہیں ۔

(۱۰) روزنامہ عوام لائل پور ۔ ۸ ؍ مارچ ۱۹۶۳ء ۔ ص ۲
(۱۱) شہزادہ دارا شکوہ نے ان کے احوال یوں لکھے ہیں ۔
''آپ کی کنیت ابوالبرکات اور نام محمد بن قطب عالم ہے ۔ اپنے والد ماجد کے خلف صادق اور خلیفہ رشید و مرید ہیں ۔ صاحب کشف و کرامات اور مقاماتِ عالیہ کے حامل تھے ۔ ظاہر و باطن میں اپنے وقت کے سردار تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا حلیہ شریف آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارک سے بہت مشابہ تھا اور آپ کی عمر اور والدین نیز دایہ کا نام بھی آنحضرت کے والدین و عمر سے مطابق تھا ۔
روایت ہے کہ ایک بوڑھی عورت آپ سے بیعت تھی ۔ اس کا ایک بیٹا تھا ۔ جس کی عمر چار پانچ سال تھی، جو بیمار ہو کر فوت ہو گیا ۔ وہ ضعیفہ اس کی جدائی اور فراق میں اس درجہ رنجیدہ تھی کہ فرط الم میں اس نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور گڑگڑانا شروع کیا کہ جب تک میرا لڑکا مجھے نہیں مل جائیگا ۔ میں آپ کا دامن نہیں چھوڑوں گی ۔ جب اس کا گریہ و تضرع حد سے بڑھا ۔ آپ نے اس کو تسلی دی اور اندر تشریف لے گئے ۔ آپ کا بھی ایک لڑکا تھا، جو چھوٹا تھا ۔ اس کو گود میں اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی کہ خدایا وہ لڑکا نہیں، یہ لڑکا ۔ اسی وقت آپ کا لڑکا فوت ہو گیا ۔ باہر آ کر اس ضعیفہ سے فرمایا ۔ جا تیرا لڑکا زندہ ہو گیا ۔ جب وہ عورت گھر گئی ۔ اپنے لڑکے کو زندہ پایا ۔ آپ کی ولادت ۷ ؍ ذی قعدہ ۸۱۷ھ کو ہوئی اور وفات شنبہ کی شب ۲۰ ؍ جمادی الاخری ۸۸۰ھ کو ہوئی عمر شریف ۶۳ سال پائی ۔ مزار مبارک شہر احمد آباد میں ہے ۔''
(سفینۃ الاولیاء (اردو) مطبع انٹرنیشنل پریس کراچی (۱۹۵۹ء) ۔ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دوسرے حج سے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں انہیں کے الفاظ میں پڑھیے۔ اگر چہ اس واقعہ کا تعلق آپ کا حضور سید وسرور عالم ﷺ کے ہاں مرتبہ کا پتہ چلتا ہے، تاہم ضمناً سید العارفین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز سے آپ کی نسبت روحانی مترشح ہوتی ہے۔ جناب عنصر صابری کے مضمون ''خوشبو کا سفر'' کا ایک اقتباس پڑھیے۔

''انار کلی بازار (لاہور) کے لوہاری گیٹ کے چوراہے کے ایک کونہ میں اخبارات کا ایک سٹال ہے یہ سٹال اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس پر اضلاعی اخبار، جن میں فیصل آباد کے غریب، سعادت، ڈیلی بزنس اور کنگال تک ہوتے تھے۔ ایک دن کنگال فیصل آباد کی شہ سرخی تھی۔

''مولانا سردار احمد، مکہ معظمہ میں گرفتار کر لئے گئے۔'' (۱۲)

میں کنگال اخبار سے لے کر تمام معروف اخبار لے کر (پنجاب یونیورسٹی) ہوسٹل جانے کی بجائے اپنے دوست کے ہمراہ ہولیا۔ ان کی والدہ نے ہمارے لئے نہایت ہی عمدہ اور طرح طرح کے کھانے تیار کر رکھے تھے۔ دوسرے دوست، جنہوں نے آنا تھا وہ نہ آئے۔ ان کا انتظار کرتے رہے۔ کھانا کھانے سے جی بھر گیا۔ شام کے قریب سب باری باری معذرت کے لئے آئے۔ تو دعوت شروع ہوئی۔ وہی کھانا جوان کا مقدر بن چکا تھا، کھانے کے بعد، سعودی حکومت کو کوستے رہے۔ رات ایسا ہوا کہ وہاں میں لیٹ گیا۔ بار بار اخبار کی سرخی اور مفصل خبر ذہن میں گھومتی رہی۔ بہت سے مفکر، صوفی اور صاحبِ دل تو شب خیزی کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ شب خیزی نہیں، نیند میں میرے نصیبہ نے یاوری کی، کیا دیکھتا ہوں کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار فخر رسل ﷺ، جن کے چہرہ اقدس کو دیکھنے کی تاب نہ ہے، آپ اپنے دائیں بازو میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بلکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں بازو میں اسی جسامت

(۱۲) نوٹ:۔ اس بے بنیاد اور شرانگیز خبر اور اس کے محرکات کا بیان حج کے باب میں گذر چکا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

کی شخصیت یعنی جسم کے اعتبار سے اسی قدر ہیں، حضرت مولانا محمد سردار احمد کو لئے ہوئے۔ شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان باغ کے درختوں کے اوپر بلندیوں میں پرواز کرتے جا رہے ہیں.........زہے مقدر.........''خدایا ایں کرم باد گرکن'' (۱۳)

اس واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں، جنہوں نے اپنی ذات وصفات کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذات وصفات میں فنا کر کے بقاو دوام حاصل کر لیا ہے۔ ان کی ذات وصفات حضور اکرم ﷺ کی ذات وصفات سے قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث ان محفوظ عن الخطا حضرات کی طرح اپنی زندگی میں بحمدہ تعالیٰ خطا سے محفوظ رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

(۱۳) ''خوشبو کا سفر'' از قلم عنصر صابری، ایم۔ اے، چاہ میراں، لاہور

نوٹ: اسی نوعیت کی ایک سرگذشت حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے اپنی معروف تصنیف کشف المحجوب میں ذکر کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

''من کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہ بشام بودم بر سر روضہ بلال موذن پیغامبر ﷺ خفتہ بودم، خود را بمکہ دیدم اندر خواب کہ پیغامبر ﷺ از باب بنی شیبہ اندر آمد و پیرے را در کنار گرفتہ، چناں کہ اطفال را گیرند بشفقتی، من پیش وے دویدم و بر پشت پائش بوسہ دادم، و اندر تعجب آں بودم تا آں پیر کیست۔ وے بحکم اعجاز بر باطن و اندیشہ من مشرف شد۔ و مرا گفت ایں امام تست و اہل دیار تو، یعنی ابو حنیفہ، و مرا ازیں خواب امید بزرگ ست و باہل شہر خود ہم و درست شد ازیں خواب مرا کہ وی یکے از آناں بودہ است کہ از اوصاف طبع فانی بودہ اند و باحکام شرع باقی و بدو قائم، چناں کہ برندۂ وے پیغامبر ﷺ بودہ است و اگر وی خود رفتی باقی الصفت بودی و باقی الصفت یا مخطی بود یا مصیب، چوں برندۂ وی پیغامبر ﷺ فانی الصفت باشد بقاء صفت پیغامبر ﷺ وچوں بر پیغامبر خطا صورت نگیرد بر آنکہ بدو قائم بود ہم نگیرد و ایں رمز لطیف است''

حاصل کلام یہ ہے۔ میں (داتا گنج بخش) علی بن عثمان جلابی (ہجویری رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ حضرت بلال موذن رسول اللہ ﷺ کے مزار واقع ملک شام پر سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں حضور ﷺ باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لئے ہوئے تھے، جیسے لوگ شفقت سے بچوں کو اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی۔ حیران تھا کہ یہ پیرانہ سال آدمی کون ہے۔ حضور ﷺ نے میرے دل کی بات سمجھ لی اور فرمایا، یہ تیرا امام اور تیرے اپنے دیار کا رہنے والا ابو حنیفہ ہے۔ مجھے اس خواب سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے تھے جو اوصاف طبع میں فانی اور احکام شرع سے باقی اور قائم ہیں۔ یہ حقیقت اس امر سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ آپ کو اٹھا کر لائے۔ اگر وہ خود چل کر آتے تو باقی الصفت ہوتے۔ باقی الصفت لوگ منزل کو پا بھی سکتے ہیں اور منزل سے بھٹک بھی سکتے ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ نے ان کو اٹھایا ہوا تھا، یقیناً ان کے ذاتی صفات فنا ہو چکے تھے اور حضور ﷺ کے صفات کے ساتھ صاحب بقا تھے۔ حضور علیہ السلام خطا سے بالاتر ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ جسے ان کا سہارا نصیب ہو وہ خطا کا مرتکب ہو سکے۔ یہ ایک لطیف رمز ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس واقعہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے روحانی تعلق اور مناسبت کا پتہ ملتا ہے۔

اس خواب میں جناب عنصر صابری کے لئے لطیف اشارہ تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حضور اکرم ﷺ کی حفاظت میں ہیں۔ انہیں دنیا کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس خواب کے بعد جناب عنصر صابری اپنی سرگزشت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''بالآخر آپ کی واپسی زیارت مدینہ منورہ کے بعد ہوئی۔ حج و زیارت روضہ رسول اکرم ﷺ سے واپسی اور فیصل آباد میں آمد کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اڑ کر فیصل آباد چلا جاؤں۔ مگر کچھ ایسی مجبوری آڑے آئی کہ نہ جا سکا۔ دوسرے دن آپ کو جلوس کی شکل میں اسٹیشن سے جامعہ رضویہ لایا گیا۔ میں تصور کی دنیا میں اس جلوس کو دیکھتا رہا۔ کچھ دنوں بعد حضرت مولانا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ درس دے رہے تھے۔ درس دیتے ہوئے فرمایا ''خوب رہی، یہ سوچتے رہے کہ جلوس میں ملاقات کا مزا نہ آئے گا۔ کیونکہ رش ہوگا.......... اچھا ہوا آپ آگئے۔'' پھر آپ درس میں مشغول ہو گئے۔ میں اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا آپ کے قریب ہو گیا اور دل میں سوچا کہ خواب کے واقعہ کو زبان پر لایا جائے۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اپنے منہ پر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں نے خیال کیا کہ میں درس میں مداخلت کر رہا ہوں۔ شاید اس لئے آپ نے منع فرمایا ہے۔ دوسری مرتبہ پھر کوشش کی۔ تو آپ نے منع فرما دیا۔ درس کے بعد فارغ ہو کر فرمایا۔ ''اگر آپ نے کچھ دیکھ ہی لیا ہے تو ضبط فرمائیے۔''

لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ اکثر محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہو۔ حالانکہ ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھنا چاہئے.......... جس آنکھ نے انہیں حضور ﷺ کے ساتھ ان کے جلو میں دیکھ لیا اس پر لازم آتا ہے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی لکھے۔'' (۱۴)

(۱۴) ''خوشبو کا سفر'' از قلم عنصر صابری، لاہور۔ محررہ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

مقبولیت عامہ

ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (۱)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کردے گا، یعنی اسے اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔

محبوب کبریا حبیب مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد فیض بنیاد ہے۔

''اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَئِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ'' (۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

مولانا صدر الافاضل فرماتے ہیں۔

''مومنین صالحین و اولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔ جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر

(۱) سورہ مریم، آیت نمبر ۹۶

(۲) رواہ البخاری۔ ج ۱، ص ۴۵۶، ج ۲، ص ۸۹۲ و مسلم عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ

سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرت اولیاءے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔(۳)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت عامہ کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ اپنے کمرے سے باہر نکلتے تو لوگوں کا ہجوم ہو جاتا۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد سنی رضوی جامع مسجد سے جب آپ واپس دولت کدہ تک آتے تو راستہ میں دو رویہ قطار میں کھڑے عقیدت مند مصافحہ کرنے میں مسابقت کرتے۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہو جاتے کہ چند گزوں کا یہ فاصلہ آپ کم و بیش ایک گھنٹہ میں طے کرتے۔ سفر و حضر میں مقبولیت کا یہی عالم ہوتا تھا۔

سفر میں ناواقف حضرات بھی آپ کے مقدس چہرہ کو دیکھ کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے، اور بغیر کسی ظاہری تعلق کے یہ حضرات بھی آپ کی طرف کھچے چلے آتے۔ لاہور حضور داتا گنج علیہ الرحمۃ کی حاضری کے لئے جب آپ تشریف لاتے تو ریلوے اسٹیشن اور دربار پر لوگ ہجوم کی صورت میں آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ لوگ دیوانہ وار بے مقصد آپ کے گرد صرف زیارت اور حصول برکت کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دیتا ہے۔ غرضیکہ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر لوگ اپنی مصروفیات بھول جاتے تھے۔

اسی طرح سال میں ایک دو مرتبہ آپ کو احباب و مخلصین کی دعوت پر کراچی، حیدر آباد، نواب شاہ، سکھر، وغیرہ کے لئے سفر کرنا پڑتا۔ چونکہ ان علاقوں میں آپ کے عقیدت مند اور مرید کثیر تعداد میں تھے، ان کے اصرار پر آپ کو کسی نہ کسی تبلیغی پروگرام میں شریک ہونا پڑتا تو فیصل آباد سے کراچی تک اسٹیشنوں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کی زیارت کے لئے منتظر ہوتے۔ خصوصاً خانیوال، ملتان کے علاقوں میں تو اکثر گاڑی لیٹ ہو جایا کرتی تھی۔ کیونکہ یہاں پر لوگ زبردستی گاڑی کو رکوا لیتے تا کہ آپ کی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔ کراچی کے میمن حضرات بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ ان کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ آپ کا پیغام بھی ان کو مل جاتا تو اسے سر آنکھوں پر جگہ دیتے۔

(۳) خزائن العرفان، سورہ مریم، آیت ۹۶

مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، لاہور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی امداد کے لئے کراچی جانا پڑا میں نے اپنے پروگرام کی اطلاع حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو دی۔ آپ نے مجھے جناب حاجی عبد الشکور میمن کے نام ایک چٹھی دی۔ جب میں نے وہ چٹھی کراچی میں حاجی صاحب کو دی تو انہوں نے اس چٹھی کو نہایت عقیدت واحترام سے بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا اور پھر اپنے سر پر رکھا۔ اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پیغام کا یہ ادب واحترام دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔(۴)

قبولیت عامہ کی یہ کیفیت مولا کریم نے آپ کو عنفوان شباب میں ہی عطا فرمادی تھی۔ جامعہ رضویہ بریلی کا یہ فاضل نوجوان مدرس اپنے وقت کے اکابر علماء کی صف میں شمار ہوتا تھا۔ پورے برصغیر میں اس کی مقبولیت ومحبوبیت یکساں تھی۔ جہاں کہیں بھی تبلیغ کے لئے یہ فاضل نوجوان تشریف لے جاتا استقبالی جلوس اپنی آنکھیں بچھا دیتا۔(۵)

ظاہر ہے کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ عقیدت ومحبت بھی بڑھتی رہی۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے سالانہ اجلاس میں شرکاء کی کثرت وعقیدت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت ومحبوبیت کا نظارہ پیش کرتے تھے۔ علماء، فضلاء مشائخ عظام، طلباء اور زندگی کے ہر شعبے سے متعلق عامۃ الناس آپ کے گرد یوں جمع ہوتے جیسے شمع کے گرد پروانے۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء جامعہ رضویہ سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں نبیرہ امام احمد رضا، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں پوری قدس سرہ (م ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ/۱۱ مئی ۱۹۶۵ء) زیب آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ ومہتمم منظر اسلام بریلی جلوہ فرما ہوئے۔ آپ نے جو کچھ دیکھا اسے لکھا۔ آپ کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"امابعد۔ فقیر بے بضاعت نے اس سال ۱۳۷۹ھ میں جامعہ رضویہ لائل پور کے جلسہ دستار فضیلت

(۴) قلمی یادداشت، مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، لاہور

(۵) مولانا سید محمد مرغوب اختر الحامدی، حیدر آباد نے تقسیم ہند سے قبل جودھ پور (بھارت) میں ایک جلسہ میں آپ کی تشریف آوری پر استقبالی جلوس کا الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روزہ محبوب حق لائل پور۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء۔ ص ۱۹، ۲۰

میں شرکت کی سُبحٰنَ اللہِ. مَاشَاءَ اللہُ. وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ، بریلی کے ایک لعل بے بہا کو لائل پور میں درخشاں دیکھا۔ جس کی آب و تاب سے پنجاب کو چمکتا ہوا پایا۔ اور جس شمع ہدایت کے گرد ہزاروں پروانوں کو تصدق ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ عظیم الشان مجمع، اہل حق کا، اہل سنت کا دیکھا۔ جس کی مثال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف میں دیکھتا ہوں۔ اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نظر آتی ہے۔ ویسا ہی یا اس سے بدرجہا زائد۔

علماء، فضلاء، مشائخ، عوام و خواص، محبان رسول اللہ ﷺ اور فدایان حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس نائب اعلیٰ حضرت خلیفہ حضرت حجۃ الاسلام، شمع ہدایت، فخر اہل بریلی، محدث بے مثال فقیہ باکمال کے گرداگرد مجتمع ہیں۔

یہ ثمرہ اخلاص کا ہے، یہ ثمرہ محبت اعلیٰ حضرت کا ہے۔ یہ نتیجہ ان تھک دینی خدمت کا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب اَطَالَ اللہُ عُمُرَہٗ وَعَافَاہُ اللہُ مِنْ جَمِیْعِ الْمِحَنِ کو آج دنیائے رضویت وسنیت میں وہ مقام حاصل ہو گیا جس میں کوئی اون کا ہم سرو مقابل نہیں۔'' (۶)

نماز پنج گانہ کے بعد جب آپ اپنے وظائف سے فارغ ہوتے۔ پروانوں کا ارد گرد جھمگھٹا لگ جاتا۔ ہر کوئی زیارت کا مشتاق ہوتا۔ حالانکہ آپ باقاعدہ جماعت میں شامل ہوتے۔ پانچوں وقت نمازی اور حاضرین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ پھر بھی ان کی سیری نہ ہوتی۔ مقبولیت و محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ دورہ حدیث کے طلباء ہر روز آپ کی زیارت کرتے اور آپ سے اسباق پڑھتے۔ دن رات کا معتد بہ حصہ آپ ان کے ساتھ گذارتے، مگر وہ بھی پنج گانہ نماز کے بعد آپ سے اسی طرح اشتیاق کے ساتھ ملاقات کرتے گویا پہلی بار ملاقات کر رہے ہیں۔

بارہا مشاہدہ میں آیا کہ آپ جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لا رہے ہیں اور عقیدت مندوں نے اپنی چادریں رومال اور دستاریں آپ کے رستہ میں بچھادی ہیں، اس طرح یہ لوگ آپ سے نیاز حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مقبولیت عامہ کا اندازہ آپ کے وصال اور جلوس جنازہ میں ہوا۔ برصغیر اور حرمین طیبین میں آپ کے وصال کا صدمہ محسوس کیا گیا۔ لاکھوں آنکھیں اشک بار ہوئیں۔ (۷)

---

(۶) قلمی تحریر مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی، محررہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ، مخزونہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث

(۷) مکمل تفصیل آپ کے وصال کے باب میں موجود ہے، فقیر قادری عفی عنہ

استقبال کا ایک یادگار منظر

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی مقبولیت عامہ کا یہ عالم تھا جہاں بیٹھ جاتے وہاں جلسہ بن جاتا، جدھر سے گذر جاتے جلوس بن جاتا۔ دور نزدیک آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اس علاقے کے عوام و خواص آپ کے استقبال میں پیش پیش ہوتے۔ لوگوں کو آپ کے استقبالی جلوسوں کا منظر آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔

ذیل میں ہم صرف ایک استقبال کا نقشہ بلبل باغ مدینہ حضرت سید محمد مرغوب احمد اختر الحامدی مقیم امریکن کوارٹرز حیدر آباد (سندھ) کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

سید اختر الحامدی نے ایک نوٹ ابتداء میں لکھا۔

حضرت مولانا المکرّم! السلام علیکم۔

مضمون ارسال خدمت ہے۔ یہ حضور والا (حضرت شیخ الحدیث) کے جودھ پور (بھارت) کے ایک جلوس کا مختصر سا خاکہ ہے، سرکار محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ہر سال دسویں گیارہویں بارہویں ربیع الاول شریف یہاں کے لئے حضرت صدر الشریعہ کی طرف سے پابند کر دیے گئے تھے۔ حضور کی ایک یادگار تقریر کا عکس اور جلوس کا منظر، جو میرے دماغ میں محفوظ تھا، آج پیش کر رہا ہوں۔

''تاریک شب نے اپنی سیاہ چادر سمیٹی، عروس سحر نے زرتار آنچل منہ سے ہٹایا مست انگڑائی لیتے ہوئے خمار آلود نگاہیں کائنات پر ڈالیں۔ پوری دنیا بارہ سرمدی میں غرق ہوگئی۔ مطربۂ نسیم قدرتی ستار پر دھیمے سروں میں گاتی، وجد کرتی، جھومتی جھامتی، پھولوں کو نمود سحر کا پیغام دینے لگی۔ کلیاں مسکرا اٹھیں، غنچے کھل کھلا پڑے، طائران خوش الحان نے آمد صبح نو پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، مرغان چمن نے نغمات حمد و نعت، عالم رنگ و بو پر بکھیر دیئے۔ موذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ ہر ذی روح نے اس جان آفرین وحیات پرور پیغام کو لبیک کہا۔ پوری زندگی بیدار ہوگئی۔

معبودِ حقیقی کو معبودیت کے جلوے کائنات کے ذرے ذرے میں نظر آنے لگے۔کیا آج عید ہے؟ جی ہاں! آج عید ہے! غیر منقسم ہندوستان کے شہر جودھ پور کے مسلمانوں کی عید۔آج دسویں ربیع الاول شریف ہے۔صبح کاذب سے قبل ہی محلّہ جوبداراں کے سنی مسلمان، رضوی صاحب ایمان باشندے بیدار ہو چکے ہیں، کوئی غسل کر رہا ہے۔کوئی لباس تبدیل کر رہا ہے۔لیجئے وہ مسجد سے پھر پیاری پیاری آواز بلند ہوئی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ. اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ (ﷺ)

کتنی کشش ہے ان نورانی الفاظ میں۔الٰہی! کتنا پیارا نغمہ ہے یہ جو کانوں کے راستے دل کی گہرائی میں اترتا ہوا سارے جسم میں روح بن کر دوڑ جاتا ہے۔یہ لطیف ونورانی اشارہ ہے کہ اب جماعت میں صرف چند منٹ رہ گئے ہیں۔وہ دیکھئے، ایک سیلابِ حسن ونور محو تحمید وثنا بارگاہ معبود کی جانب اپنی عبدیت کا اقرار کرنے کے لئے رواں دواں ہے۔لیجئے جماعت قائم ہوگئی۔فرائض امامت جودھ پور کے مشہور حضرت اخی المعظم ریاض العلماء حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن صاحب حسنی الحسینی حامدی رضوی دامت برکاتہم العالیہ انجام دے رہے ہیں۔آپ کا شمار حضور پرنور مرشدی ومولائی امام حجۃ الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے اجل وامجد خلفاء میں ہے۔جماعت ختم ہوئی۔آج کثیر اجتماع ہے مسجد میں چھوٹے بڑے بچے بھی کثیر تعداد میں اپنے ابا جان کے ساتھ جامع مسجد میں حاضر ہیں۔پورے محلّہ میں عجیب گھما گھمی، جگہ جگہ محرابیں سجائی جارہی ہیں۔محلّہ کے چوک سے سٹیشن تک پورے راستے کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ذرا سنئے نعرہ تکبیر ورسالت کی آواز سامعہ نواز ہوئی۔سبحان اللہ اہل محلّہ نے حضرت مفتی سید ریاض الحسن صاحب مدظلہ کو قائد جلوس چن لیا ہے۔۷ بجنے والے ہیں۔اجمیر شریف کی گاڑی ٹھیک ۷ بجے جودھ پور پہنچی ہے۔انسانوں کا سیلاب عظیم زرق برق لباس میں ملبوس، ہاتھوں میں ہار پھول لئے ہوئے اپنے ننے منے بچوں کو کاندھوں پر اٹھائے اسٹیشن کی جانب چل پڑا، نعرہ تکبیر

ورسالت سے فضا گونج رہی ہے۔پیشانیوں پر مسرت وشادمانی کا نور آنکھیں تصور جلوہ دیدار سے مخمور، فضائیں نغمہ نعت سے معمور، یوں تو پورا ماہ ربیع النور ہمہ نور وعید نور ہے۔مگر آج اس ربیع الاول ہی کے صدقے میں اللہ نے ہمیں ایک اور عید نور علی نور سے ہمکنا فرمایا ہے۔یہ اسی عید کا خیر مقدم ہے۔

جودھ پور اسٹیشن کا پلیٹ فارم کثرت اجتماع سے ایک چھوٹا سا شہر معلوم ہوتا ہے۔اقاہ! یہاں تو شہر کی مشہور ومبارک ہستیاں پہلے ہی رونق افروز ہیں۔غالبًا ان بزرگوں نے نماز فجر یہیں قریب ہی کی مسجد میں ادا فرمائی ہے۔یہ ہیں سید مفتی ریاض الحسن صاحب واختر الحامدی کے نانا جان قطب الوقت حضرت علامہ مفتی حافظ قاری سید محمد راحت علی صاحب قادری جیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) ان سے ملئے، یہ ہیں حضرت سلطان الواعظین علامہ سید عنایت لی صاحب قادری حامدی رضوی، یہ حضرت سید ریاض الحسن صاحب کے والد ماجد ہیں (علیہ الرحمۃ) ان سے ملاقات کیجئے، یہ ہیں ارسطوئے زماں، فخر الشعرا یادگار داغ دہلوی حضرت مولانا حکیم سید اصغر علی صاحب اصغر حامدی رضوی (علیہ الرحمۃ) سید حضرت مفتی ریاض الحسن صاحب اور اختر الحامدی کے ماموں جان ہیں، ان سے دست بوس ہوجایئے۔آپ ہیں مناظر اسلام، شیر اہل سنت مداح خیر الانام، فصیح البیان حضرت علامہ کبیر احمد صاحب چشتی (علیہ الرحمۃ) یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کے دم سے جودھ پور جیسے پس ماندہ شہر میں سنیت کا چراغ روشن ہے۔انہی حضرات کی کوششوں سے آج یہ شہر رضویت وبریلویت کا سرسبز وشاداب چمن بنا ہوا ہے۔انہیں کے طفیل میں آج ہم اس عید کی مسرتوں سے ہمکنار ہورہے ہیں۔

فضا نعرۂ تکبیر ورسالت سے گونج اٹھی ...... لیجئے سگنل ہوگیا۔سب کی نگاہیں مشرق کی جانب بیتابانہ اٹھنے لگیں، رضوی آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔انجن کے وسل کی آواز سامعہ نواز ہوئی۔پی ...... پی ...... پی۔ہوشیار ہوجاؤ کہ تمہارا ''پی'' آرہا ہے۔پی؟ سب کا ''پی'' تم سب کا محبوب، تم سب کا

پیارا،اہل سنت کا سردار۔نشاط ومسرت کی ہزاروں گھنٹیاں کانوں میں بجنے لگیں۔دھویں کا غبارہ نظر آیا۔غبارہ نے غبار کی شکل اختیار کی۔غبار چھٹا۔دور گاڑی نظر آئی۔آج ٹرین بھی عجیب تمکنت ووقار سے خراماں خراماں چلی آرہی ہے،ہجوم دورویہ باادب ایستادہ ہوگیا۔

گاڑی بصد جاہ وجلال پلیٹ فارم میں داخل ہوئی۔فضا نعرہ رسالت ونعرہ غوثیت سے معمور ہوگئی۔

ہجوم ہار پھول لئے باادب سیکنڈ کلاس کی درجہ کی جانب بڑھا۔پہلی صف علمائے عظام کی ہے۔جس کی قیادت اسٹیشن پر حضور قطب الوقت علامہ سید محمد راحت علی صاحب جیلانی (علیہ الرحمۃ) نے سنبھالی ہے۔سیکنڈ کلاس کی کھڑکی کھلی۔رضوی آفتاب نے اپنی نورانی شعاعوں سے پلیٹ فارم کو منور فرمادیا۔پروانے شمع امجدی،چراغ حامدی پر نثار ہونے لگے۔ایک پر ایک سبقت لے جانے کی کوشش کررہا ہے۔رضوی دلہا ماشاء اللہ ماشاء اللہ فرماتے جارہے ہیں اور ایک ایک سے مصافحہ فرمارہے ہیں۔سب سے مزاج پرسی ہورہی ہے۔بچوں کے سروں پر پیار سے دست شفقت پھیر رہے ہیں۔علماء کرام نے بدقت بسیار لوگوں کے والہانہ جوش عقیدت ومحبت کو نہایت موثر الفاظ میں حسن تنظیم سے سنبھالا۔ہجوم مؤدبانہ سیکنڈ کلاس سے لے کر باادب صف بصف کھڑا ہوگیا۔سیکنڈ کلاس کا دروازہ کھلا،مصور نے اپنے کیمرے کی نوک پلک درست کی۔کسی دنیوی قائد کی بے جان تصویر لینے والا فوٹو گرافر نہیں۔مصور فطرت شاعر جس کے پاس مشینی کیمرہ نہیں،جس کے پاس قدرتی کیمرہ ذہنی کیمرہ ہے۔جو آج اپنے لافانی مذہب حقہ اہل سنت وجماعت کے لافانی قائد کی جاندار حقیقی وابدی تصویر اپنے ذہنی کیمرے میں منضبط ومحفوظ کررہا ہے،(جس کی نقل آپ بھی دیکھ رہے ہیں) رضوی دولھا جلوہ آرائے پلیٹ فارم ہوا۔پھولوں کی کثرت نے چہرہ انور کو چھپا رکھا ہے،سردار اہل سنت حضرت قبلہ سردار احمد زندہ باد رضوی دولھا زندہ باد۔رضوی دولھا زندہ باد۔یہ اختر الحامدی کی آواز تھی۔پورے ہجوم نے اس نعرہ کی تکرار کی۔ارے یہ ہے ہمارا رضوی دولھا۔جی ہاں یہ ہے ہمارا رضوی دولھا۔تبع میں اعلیٰ حضرت کا مظہر،حضور حجۃ الاسلام کا لخت جگر،سیدنا مفتی

اعظم ہند کا نور بصر،حضور صدر الشریعہ کا پارہ دل،حضرت صدر الافاضل مفسر اعظم مرادآبادی کا سرمایہ صد افتخار،بریلوی کچھار کا شیر نر،رضوی فوج کا سالار نڈر،شریعت کا پیکر،طریقت کا ماہ منور،معرفت کا مہر انور،حقیقت کا مظہر،ضیغم ملت،سردار اہل سنت،حضرت علامہ شاہ ابوالمنظور سیدنا شیخ الحدیث محدث اعظم محمد سردار احمد صاحب قبلہ رضوی حامدی چشتی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی وہ پاکیزہ ہستی ہے جس کا جودھ پور والوں کو مدت سے انتظار تھا۔وہ مقدس پیکر جس کے قدم چومنے کے لئے سرزمین مارواڑ بیقرار تھی۔وہ متبرک شخصیت جس کی افضلیت وبرتری کی دلیل آج کا یہ زبردست اجتماع ہے۔

زندہ باد اے سیدی سردار احمد زندہ باد
اے مجسم حق،مجسم سنیت پائندہ باد

وکٹوریہ پہلے ہی سے پھاٹک سے آگئی ہے۔حضرت اس میں رونق افروز ہوئے،ساتھ ہی مقامی علماء کرام بھی تشریف فرما ہیں۔تانگوں اور بیل گاڑیوں کی ایک لمبی قطار پیچھے پیچھے چل رہی ہے۔نعت خوانی بھی ہورہی ہے۔راہ گیر اور عام لوگ بھی نعرہ تکبیر ورسالت کا جواب نعرہ تکبیر ورسالت سے دے رہے ہیں۔حقانیت مصطفیٰ،عظمت سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء (کا) پرچم اڑاتا ہوا جلوس آہستہ آہستہ دار العلوم یادگار اسحاقیہ حنفیہ محلّہ چوبداراں پہنچ گیا۔حضور شیخ الحدیث وکٹوریہ سے نیچے تشریف لائے۔دار العلوم کا ایک بڑا کمرہ حضور کے لئے پہلے مخصوص کردیا گیا ہے۔کمرہ خوشبو سے معطر ہورہا ہے۔سامنے ایک مسند لگادی گئی ہے۔رضوی دولھا کمرہ میں علماء کرام کے ساتھ تشریف لائے۔حضرت قطب الوقت علامہ حافظ سید راحت علی صاحب (علیہ الرحمۃ) سے رضوی دولھا فرمارہے ہیں کہ پہلے آپ مسند پر تشریف رکھیئے۔حضور قطب الوقت کا اصرار ہے کہ مسند تو صرف دولھا ہی کو زیب دیتی ہے۔

اور اس وقت اس نورانی بزم کے آپ ہی دولھا ہیں۔مگر رضوی دولھا نے جب تک حضور قطب

الوقت کو مسند نشینی ہونے پر مجبور نہ کر دیا۔خود بھی مسند نشین نہ ہوئے۔

اللہ اللہ! یہ بلندی وعظمت ، یہ علمی دبدبہ ، یہ خداداد شہرت و ہر دل عزیزی مگر یہ انکساری اور کسر نفسی ، یہ علمائے کرام اور سادات عظام وبزرگان دین کا ادب واحترام ۔چہرے پر سفر کی تکان کے آثار ہیں۔اب حضور کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔رات کو تقریر بھی کرنا ہے۔لوگ ایک ایک کر کے بعد مصافحہ ودست بوسی رخصت ہونے لگے۔''(۱)

(۱) منقول از ہفت روزہ محبوب حق لائل پور مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۰،۱۹

ملفوظات

۲۲ شعبان ۱۳۷۷ھ/۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے فارغ ہونے والے علماء کو قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کے بعد دورہ حدیث شریف کا آخری درس دیا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی آخری احادیث پڑھائیں اور پھر فارغ التحصیل علماء کو موعظت ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''آج آپ لوگ رخصت ہو رہے ہیں۔ہم ان شاءاللہ دیکھیں گے کہ آپ اپنے اپنے علاقوں میں کس طرح کام کرتے ہیں۔آپ لوگوں کو چاہئے کہ شیر بن کر تبلیغ کے میدان میں آئیں اور پوری جانفشانی کے ساتھ دین پاک اور مذہب مہذب اہل سنت کی خدمت اور بے دینی ، بدمذہبی و باطل پرستی کی سرکوبی و بیخ کنی کریں۔

آئندہ زندگی میں ایسے مواقع بھی پیش آئیں گے کہ نفس پرست و دنیا دار لوگ اپنی خواہش کے مطابق اور شریعت کے خلاف آپ سے فتویٰ لینے کی کوشش کریں گے۔اس سلسلہ میں آپ پر رعب بھی ڈالا جائے گا۔اور آپ کو لالچ بھی دیا جائے گا۔لہٰذا ایسے مواقع پر لازم ہے کہ آپ ایسی باتوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔حق پر قائم رہیں۔حق کا اعلان کریں اور دین کے تحفظ و ناموس اور کلمۂ حق کی خاطر اگر آپ کو کوئی قربانی بھی پیش کرنا پڑے تو آپ اس سے ہرگز دریغ نہ کریں۔علماء کا کام ہے پہرہ دینا ، خلافِ شریعت حرکات سے روکنا اور کلمۂ حق بلند کرنا۔تو جو پہرے دار چوروں کے ساتھ مل جائے ، چوروں کی حوصلہ افزائی کرے ، ایسا پہرے دار غدار ہے۔اس طرح جو شخص مولوی کہلاتا ہو اگر وہی بدمذہبوں بے دینوں سے مل جائے ۔شرعی مجرموں کی حوصلہ افزائی کرے اور لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اصولِ اسلام و احکامِ شریعت کو ذبح کر ڈالے تو ایسا نام نہاد

مولوی بھی اسلام وشریعت سے غداری کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنِ الْتَمَسَ رَضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رَضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ"(الحدیث)

یعنی جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو راضی کرلیا۔ اللہ تعالی اسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہے اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کیا۔ اللہ اسے اپنی نصرت وحفاظت سے محروم فرمادے گا۔ اور لوگوں کو اس پر مسلط کردے گا۔

لہٰذا آپ کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھیں اگرچہ لوگ ناراض ہوجائیں۔"

انہی ارشادات کے دوران میں آپ نے علماء کے سامنے گوجرانوالہ کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

"دیکھئے! گوجرانوالہ، جو مخالفین اہل سنت کا پرانا اڈہ تھا اب ماشاءاللہ وہاں اہل سنت کا چرچا ہے۔"

ان بیش بہا نصائح وزریں ارشادات کے بعد آپ نے اہل سنت کی ترقی، علماء کی استقامت ودینی خدمات، سنی اخبار ورسائل کی اشاعت میں برکت اور فلاحِ دارین کے لئے دعا فرمائی۔ یہ سماں نہایت پرکیف ورقت آمیز تھا اور دارالحدیث کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ (۱)

ادھر جامعہ رضویہ میں دارالحدیث میں قصیدہ بردہ شریف ونعت خوانی کے بعد محدث پاکستان حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے امسال فارغ ہونے اور دورہ حدیث ختم کرنے والے علماء کرام کو حدیث پاک کا آخری درس دیا اور بخاری ونسائی شریف کی آخری احادیث پڑھائیں اور پھر فارغ التحصیل علماء کو موعظت ونصیحت کرتے ہوئے انہیں اعلاءِ کلمۃ الحق، خدمتِ دین وزہد وتقوی کی تعلیم اور مجاہدانہ زندگی واعمالِ صالحہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور بیش بہا نصائح و

(۱) منقول از ہفت روزہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ۔ مجریہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ۔ ص ۳

نورانی ارشادات کے بعد مسلمانوں کی فلاح وبہبود، استقامت دین، اہل سنت کی ترقی وسنی اداروں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ یہ سماں نہایت پرکیف ورقت آمیز تھا۔ اور دارالحدیث کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ (۲)

نبراس المحدثین، عمدۃ المتکلمین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سنی رضوی جامع مسجد لائل پور میں جون ۱۹۵۶ء کے ایک جمعہ کو ہزاروں کے اجتماع میں آیت کریمہ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ کے نورانی بیان کا منظر، ایک سامع کے قلم سے۔

وعظ کیا تھا؟ فن وعظ وتقریر کا نمونہ تھا۔ وعظ میں الفاظ کی شُستگی وہم آہنگی، ایجاز واختصار، جملوں کی خوبی، استدلال کی خوبی، امثال کی ندرت، معانی کی سادگی، افکار کی گہرائی، نور مصطفی ﷺ پر ایک سے ایک بڑھ کر دلیل، نئی نظیریں، اچھوتے نکتے، زور بیان، حسن استدلال کی شگوفہ کاریاں، زبان کی گلکاریاں اور دلائل کی پرکاریاں ..... وعظ میں کیا کچھ نہیں تھا؟ سبھی کچھ تھا۔ وہ نور مصطفی ﷺ کی ضیاؤں سے سامعین کو روشناس کرارہے تھے، ان کی جھولی تشریح وبیان کے موتیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ مطلع اجتماع پر ان موتیوں کی بارش کررہے تھے۔ اور تشنگان اپنی پیاس بجھا رہے تھے، وہ تحقیق وتدقیق کے جواہر بکھیر رہے تھے۔ اس دن میں نے بھی اپنا حصہ لیا۔ عقائد باطلہ کی ایک ایک دلیل جو میرے ذہن میں گذشتہ رات پہاڑ کی طرح وزنی اور چٹان کی طرح مضبوط تھی۔ اب روئی کے گالوں کی طرح گول باغ میں بکھر رہی تھی .... (۳)

جودھ پور بھارت میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی ایک تقریر، جسے مولانا محمد مرغوب احمد اختر الحامدی نے اپنے لفظوں میں لکھا، آپ بھی پڑھئے اور ذکر حبیب کی محفل میں حاضری دیجئے۔

"مخصوص انداز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ (اِلٰی آخرہٖ) آیہ کریمہ

(۲) منقول از ہفت روزہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ۔ مجریہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ ص ۴،۵

(۳) مضمون: محمد نذیر احمد نقشبندی ڈجکوٹ، مندرجہ ہفت روزہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ۔ مجریہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ ص ۶

تلاوت فرمائی "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ (اِلٰی آخِرِہٖ) ذوق وشوق کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ، جھوم جھوم کر اپنے آقا و مولیٰ مدینے کے تاجدار، سرکار ابدقرار، احمد مختار، معراج کے دولھا پیارے مصطفیٰ ﷺ پر تین تین مرتبہ درود شریف کا نذرانہ پیش کیجئے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ"

سبحان اللہ ہر حرف کوثر کی حلاوتوں اور تسنیم و سلسبیل کی لطافتوں میں ڈوب کر نکلا ہے۔ شیریں اور معطر۔ ایک محبّ جب اپنے محبوب کا نام لیتا ہے یا تذکرہ کرتا ہے تو اس کا اندازِ تخاطب از خود والہانہ ہو جاتا ہے اور پھر محبّ بھی سچا محب، سچا غلام اور جس کا محبوب بھی محبوب حق ہو۔ اس کے الفاظ کا والہانہ پن کیوں نہ سامعین کو وارفتہ کردے۔ پورا جلسہ کیف و سرور میں ڈوب گیا۔ رضوی دولھا نے پھر وہی آیہ مبارکہ (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) تلاوت فرما کر مجمع کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اے پیارے مصطفیٰ ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں۔

اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اہل شریعت فرماتے ہیں۔ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ محض تواضعاً فرمایا گیا ہے۔ جیسے ایک استاذ (بلاتشبیہ) اپنے شاگرد کو سند فراغ و دستار فضیلت مرحمت فرما کر فرمائے کہ دیکھو اپنے عالم فاضل ہونے کا دعویٰ نہ کرنا۔ اب وہ شاگرد وعظ کرنے کھڑا ہو اور کہے میں کوئی عالم فاضل تو نہیں ہوں۔ محض ایک طالب علم ہوں تو کیا اس تواضعاً کہنے سے وہ فہرست علماء سے خارج کر دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح حضور نے فرمایا کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

اہل طریقت فرماتے ہیں کہ مِثْلُکُمْ کی ضمیر تمام جہاں والوں کی طرف ہے جو ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں۔ تو مِثْلُکُمْ میں یہ اشارہ فرمایا کہ تم سب کی بشریت ایک طرف اور مجھ اکیلے کی بشریت ایک طرف اور یہ بھی محض تواضعاً ہے۔ حدیث شریف میں ہے (دیکھئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۸) کہ حضور کو ایک امتی مرد کے برابر تولا تو حضور بھاری نکلے۔ پھر فرشتے نے دس مردوں کے برابر تولا تو بھی سرکار ان سب پر بھاری نکلے۔ دوسرے فرشتے نے وزن کرنے والے فرشتے سے کہا

چھوڑیئے اگر سرکار کو ساری امت سے وزن کیا جائے جب بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے اور ان کا پلہ بھاری ہی رہے گا۔ اب اہل معرفت کچھ اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر فرماتے ہیں، بشریت کے معنی ہیں ظاہری جسم کے۔ یعنی میرا ظاہری جسم تمہاری روحانیت کے مثل ہے۔ اہل حقیقت تو پھر اہل حقیقت ہیں، فرماتے ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا؟ بس جملہ ختم ہو گیا۔ ارے میں ہی میں ہوں۔ اِنَّمَا اَنَا میرے سوا کیا ہے۔ (۴) میری ہی خوبی ہے ساری کائنات میں۔ اِنَّمَا اَنَا بات اَنَا پر ختم ہو جاتی ہے بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تو دوسرا جملہ ہے۔ پہلا جملہ ہی زیر بحث ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا میری ہی ذات ہے یہ جو کچھ ہے۔

جز محمد نیست در ارض وسما

محمد کے سوا زمین آسمان میں کچھ بھی نہیں۔ اور اہل نکات نے تو دشمنانِ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ پر پہاڑ توڑ دیا۔ فرماتے ہیں کہ یہاں ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ یعنی کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہارے مثل بشر ہوں؟ ہمزہ استفہام قرآن کریم میں بعض جگہ محذوف ہوتی ہے۔ دلیلاً فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا بھی محال ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

"فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ اللَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غار سے باہر تشریف لائے تو چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھا فرمایا ھٰذَا رَبِّیْ یہ میرا رب ہے۔ تو یہ کلمات تو شرکیہ ہیں اور نبی سے شرک کجا، گناہ صغیرہ بھی عمداً محال۔ اب تفاسیر اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ یہاں بھی ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے یعنی قَالَ ھٰذَا

(۴) کونہ جملة مبنی علی الحذف ولا یجب ذکر کل من الاحتمالات فی الکتب بل السماع من الاکابر کاف فافھم کی لا یغرک من اغر الشیطان (مولانا محمد احسان الحق مدیر محبوب حق لائل پور)

رَبِّــیْ ۔کیا یہ میرا رب ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ اپنی قوم سے بحث ہو رہی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی۔ جیسا کہ آگے فرمایا گیا۔

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ

اے میری قوم میں ان مشرکانہ باتوں سے بری ہوں اور تم شرک میں مبتلا ہو۔ تو معلوم ہوا یہ قوم سے مناظرہ تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہوتا ہے تو پھر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں ہمزہ استفہام انکاری مانتے ہوئے منکرین کے کلیجے کیوں پھٹتے ہیں۔ ارے اقرار کرلو۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۔ کہہ دو پیارے مصطفیٰ ارے پیارے حبیب کہ کیا میں بھی تمہارے مثل بشر ہوں؟ ارے مجھ پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔

دوسرا نکتہ اور سن لیجئے خوف تھا اس بات کا کہ کہیں امت محمد یہ اس آن بان والے محبوب کو دیکھ کر ان کے معجزات دیکھ کر کافر نہ ہو جائے۔ حضور کو (نعوذ باللہ) خدا نہ کہنے لگے۔ لہٰذا ارشاد ہوا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ تم فرما دو میں بھی تمہارے مثل ایک بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ میں خدا نہیں ہوں۔

ایک نکتہ یہ بھی ہے اس میں۔ اللہ تعالیٰ محبّ ہے اور حضور حبیبِ خاص۔ محبّ تو کبھی محبوب کی شان گھٹا نہیں سکتا۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے اے حبیب میں تمہاری شان کیونکر گھٹا سکتا ہوں۔ میں تو محبّ ہوں مگر تمہاری امت والے تمہاری آن بان، تمہارے کمالات دیکھ کر مشرک نہ ہو جائیں تو تم ہی اپنی زبان سے فرما دو تمہارا یہ کہنا بھی تمہارے اوصاف میں داخل ہے کہ سرور عالم ہو کر کہے کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ کہ میں تمہارے مثل ایک بشر ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔ اے حبیب! اہل شریعت، اہل طریقت، اہل معرفت، اہل حقیقت، اہل نکات تو ان امور کو سمجھ جائیں گے۔ تیرے عشاق، تیرے غلام تیری عظمت شان دیکھ کر خوش ہوں گے۔ ناز کریں گے، اپنے حبیب پر، مگر اس وقت کے چودھویں صدی کے ملاجی بچارے نجدی اس رمز کو کیا سمجھیں گے۔ لہٰذا

بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے ساتھ یُوْحٰٓی اِلَیَّ کی قید اور بڑھا دو کہ مولوی جی مجھ پر تو وحی بھی آتی ہے تجھ پر کبھی...... بھی آیا۔

نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ۔ نعرہ قادری یا غوث، حضرت ابوالمنظور زندہ باد۔ مجمع میں ایک عجیب جوش پیدا ہو گیا۔ رضوی دولہا کی مدلل تقریر۔ زبان کی تیزی، الفاظ کا شکوہ، سلاست، پاکیزگی، سبحان اللہ۔ پنجابی ہوتے ہوئے کہیں اردو زبان میں بھول نہ ہوئی۔ ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو رہی ہے۔ لیجئے...... ولادت شریف کا ذکر شروع ہو گیا۔ ذکر ولادت ادباً بیٹھ کر بیان فرما رہے ہیں...... اب سلام پڑھا جا رہا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

سلام آبر صاحب کی پرزور آواز پھر عین ولادت کا وقت۔ عجیب سماں ہے ادھر سلام کا مقطع آیا۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اور ادھر جامع مسجد سے موذن نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ جلسہ برخاست ہو گیا۔ سبحان اللہ پورے چھ گھنٹے بیان فرمایا۔ مگر نہ کہیں زبان نے لکنت کی۔ نہ کہیں آواز میں خراش پیدا ہوئی نہ گلا خشک ہوا۔ نہ پانی پیا۔ نہ پاؤں کو جنبش ہوئی۔ جیسے کسی نے پیروں کو تخت یا سٹیج پر چپکا دیا ہو۔ کاش کہ ہر مقرر میں ایسا ادب و احترام پیدا ہو جائے۔ چلئے اب سرکار سردار احمد علیہ الرحمۃ کی امامت میں نماز فجر بھی ادا کرلیں۔" (۵)

ایک دفعہ جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر احباب اہل سنت جوق در جوق حاضر ہو رہے تھے۔ اور آپ ان سے مل کر بڑی خوشی کا اظہار فرما رہے تھے، ارشاد فرماتے تھے۔

(۵) منقول از ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۰، ۲۱

"سنی بمنزلہ ایک چراغ کے ہے۔ جتنے سنیوں کا اجتماع ہوگا اتنے چراغ زیادہ ہوں گے۔ اوران کی روشنی وخیروبرکت عام ہوگی۔"(۶)

تلامذ کو آپ اکثر نصیحت کرتے ہوئے فرماتے۔

"قرآن واحادیث اورکتب دینی کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ وہاں پڑی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہاں رکھی ہیں۔"(۷)

حضرت شیخ الحدیث اکثر فرمایا کرتے۔

"حضور نبی اکرم ﷺ کا ذکر اتنا کریں کہ لوگ آپ کو دیوانہ تصور کریں"

اپنے تلامذہ کی تربیت کرتے ہوئے آپ انہیں بارہا اس طرح کی نصیحت فرماتے۔

"مولانا! دین کی خدمت، دین کے لئے کریں، لالچ نہ کریں۔ اگر ایک جگہ سے خدمت کم ہوگی تو دوسری جگہ سے کسر پوری ہوجائے گی۔"

اپنی اشیاء کی حفاظت کی توجہ دلاتے تو فرماتے۔

"مالِ عرب پیشِ عرب"

اپنے بھائی یا اعزاء واقارب میں سے اگر کوئی حاضر ہوکر دنیوی خانگی معاملات سے متعلق آپ سے گفتگو کرنا چاہتا تو آپ اسے فرماتے۔

"طلباء میری برادری ہیں۔ مجھ سے خدا اور سول کی بات پوچھ لو۔ دنیا کے معاملات تو تم جانو۔ مجھے ان سے غرض نہیں۔"(۸)

(۶) مضمون مولانا محمد صادق صاحب ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۳ شعبان ۱۳۸۵ھ۔ص ۷

(۷) روایت مولانا عبدالغفار ظفر، مقیم فیصل آباد

(۸) روایت مولانا عبدالغفار ظفر، مقیم فیصل آباد

ساہیوال میں مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی سے ایک جلسہ پر ملاقات ہوئی۔ مولانا ہزاروی علیہ الرحمۃ نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی کہ فلاں صاحب آپ کے متعلق کچھ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"مولانا! میں اپنوں سے الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اتنا وقت میں تبلیغ دین اور بدمذہبوں کی تردید میں صرف کروں گا۔"(۹)

مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ، ضلع قاضی راولاکوٹ آزاد کشمیر فرماتے ہیں کہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں طالب علمی کے دوران آپ نے ہمیں فرمایا۔

"شاہ صاحب! کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اس کے حواشی اور بین السطور وغیرہ بڑے غور سے پڑھا کرو۔ بعض اوقات چھوٹے سے حاشیہ میں بڑے بڑے مسائل کا بیان ہوتا ہے۔"

نورالانوار کے خطبہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ

"صاحبِ نورالانوار کے جملہ "مَنِ اخْتُصَّ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ" پر محشی نے خلق کے معنوں میں لکھا ہے "اَلْجُوْدُ بِالْکَوْنَیْنِ وَالتَّوَجُّہُ اِلٰی خَالِقِھِمَا"

یعنی دو جہانوں کی دولت کی سخاوت کرنا اور خود کونین کے خالق کی طرف توجہ کرنا خلق عظیم ہے۔

(۹) روایت مولانا عبدالغفار ظفر صابری

تصانیف وتالیفات

درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، رشد وہدایت کی مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہونا آسان نہ تھا۔ مظہر اسلام بریلی کی تدریس کے دوران ہندو مسلم فسادات اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ دیگر مقامات کی طرح بریلی شہر ہندو غنڈوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا تھا۔ اساتذہ طلبہ.......... جو مسلم حقوق کی نگہداشت کرتے ان کی جان، مال اور آبرو ہر وقت خطرے میں رہتی۔ ان فسادات نے خطرناک صورت اختیار کر رکھی تھی۔ مئی ۱۹۴۶ء میں مشہور ہوگیا کہ مولانا محمد سردار احمد مسلم حقوق کی نگہداشت کرتے ہوئے ان فسادات میں شہید ہوگئے ہیں، ملک کے طول وعرض میں آپ کے ایصال ثواب کی مجالس منعقد ہوئیں۔ مگر بحمدہ تعالیٰ چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور آپ خیریت سے ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد مہاجرین کو پیش آمدہ مسائل کا تصور صرف اُسی کے لئے ممکن ہے جو ان حالات سے دوچار ہوا۔ فیصل آباد کو آئندہ کے لئے تعلیم وتبلیغ کا مرکز بنانا بھی بے شمار موانع اور مشکلات کا موجب بنا۔ فیصل آباد دیوبندی وہابی مولویوں کا مرکز تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کی طرف سے مخالفت ہونا تھی، سو ہوئی۔ آپ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے لئے حملے ہوئے۔ ادھر اسلامی یونیورسٹی مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور سنی رضوی جامع مسجد کی وسیع اور عالیشان عمارات کی تعمیر اور درس حدیث کی مصروفیات تھیں۔ ان حالات میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے لئے تصنیف وتالیف کی طرف توجہ دینا آسان نہ تھا۔ ان موانع کے باوجود آپ نے اس ضمن میں کافی علمی ذخیرہ چھوڑا۔ ان تصانیف وتالیفات میں بعض مطبوعہ ہیں اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ کی تصانیف دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کثیر التصانیف ہیں۔ اور یہ تصانیف (اردو، عربی) اپنے موضوعات پر مدلل اور محققانہ ہیں۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر، شرح احادیث، فقہ، کلام، عقائد، فضائل کے علاوہ، ردِّ مذاہب باطلہ سبھی موضوعات شامل ہیں۔ آپ کی غیر مطبوعہ تصانیف آپ کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد فضل رسول مدظلہ کی معرفت ہمیں ان سے استفادہ کا موقع ملا۔

﴿۱﴾

تبصرہ مذہبی بر تذکرہ مشرقی

علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار نے کتاب تذکرہ میں ضروریاتِ دین، ارکانِ اسلام اور اصولِ دین کا صاف انکار کیا۔ اصولِ ایمان اور ارکانِ اسلام کو بے حقیقت اور بے کار بتایا۔ اس طرح وہ قادیانیوں کی طرح ایک نئے فرقے کا بانی بنا۔ مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرنے کے لئے اس نے بیلچہ اور خاکسار تحریک شروع کی۔ یہ تحریک سیاسی اور مذہبی تھی۔ اس تحریک کی سیاسی اور مذہبی حیثیت مسلمانوں کے مفادات کے خلاف تھی۔ ان حالات میں علماءِ دین، قائدین اور اکابر مسلمان راہنماؤں نے عوام کو بروقت انتباہ کیا کہ مشرقی کے تذکرہ میں پیش کردہ عقائد اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں اور اس کی سیاسی حیثیت مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی (بھارت) اور منشی عبدالعزیز بریلوی کے مشترکہ استفتاء پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے مدرسہ مظہر اسلام بریلی کی تدریس کے دوران اس کا مفصل جواب لکھا جس میں مشرقی کے مزعومات کا رد نہایت شرح وبسط سے کیا۔ یہ مفصل فتویٰ کتابی شکل میں بریلی الیکٹرک پریس بریلی سے شائع ہوا۔ کتاب کے آخر میں درج ذیل کی تصدیق وتقریظ ہے۔

☆ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری بریلوی

☆ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی

☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا عبدالرزاق کیمبل پوری مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا عبدالمصطفیٰ ماجد علی ازہری مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا وقار الدین پیلی بھیتی مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا عطاء المصطفیٰ واجد علی مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا محمد حامد بخاری مدرس مظہر اسلام بریلی

☆ مولانا غلام یسین بہاری مدرس جامعہ رضویہ شہر کہنہ بریلی (قدس سرہم) (۱)

﴿۲﴾

اسلامی قانون وراثت

اسلامی شرعی قانون وراثت میں بیٹے، بیٹی کی موجودگی میں پوتا، پوتی ترکہ سے محروم رہتے ہیں۔ یونہی بھائی، بہن کی موجودگی میں بھتیجا اور بھتیجی ترکہ سے محروم ہیں۔ مگر چوہدری محمد اقبال چیمہ سابق ایم ایل اے سیالکوٹ نے ۱۹۵۳ء میں وراثت کا ایک ترمیمی بل پیش کیا۔ جس کا مسودہ یہ تھا۔

۲۔الف۔ اگر کسی بیٹے یا بیٹی، بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت ہو جائے جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اسے ملنا چاہیے تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ وہ ابھی زندہ تھے۔ یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے اس کے بعد فوت ہوئے۔

اس ترمیم کی وجہ یہ بیان کی گئی۔

یہ عام خیال ہے کہ اصول نمائندگی وراثت شرعی کے لئے ایک اجنبی اصول ہے۔ اس وقت پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی بھائی یا بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ ایسی اولاد کو ترکہ پانے سے روکے۔ اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکا، لڑکی، بھائی بہن کے بچوں کی زندگی تباہ حال بنا دیتا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ بالا ترمیم تجویز کی گئی ہے'' (۲)

چونکہ اس ترمیمی بل سے وراثت کے مسلمہ شرعی اصول وضوابط پر زد پڑتی تھی، اس لئے مولانا محمد حسن (بھاولپور) اور مولانا قاری محبوب رضا بریلوی (عارف والا، منٹگمری) نے اس ترمیم کے بارے میں شرعی حکم دریافت کرنے

(۱) تبصرہ مذہبی بر تذکرہ مشرقی، مطبوعہ بریلی الیکٹرک پریس بریلی۔ ص ۳۲

(۲) اسلامی قانون وراثت۔ مطبوعہ طور الیکٹرک پریس لائل پور۔ ص ۱

کے لئے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ چیمہ صاحب، کا ترمیمی بل نصوص قرآنی، احادیث نبوی، تعامل صحابہ وتابعین اور اقوال فقہاء کی تصریحات کے سراسر منافی و متصادم ہے۔ چالیس صفحات کا یہ مبسوط فتویٰ صورت مسئولہ کے علاوہ وراثت کے دیگر متعدد مسائل کی توضیح کرتا ہے۔ حضرت، شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی جولانی طبع اور اندازِ تحقیق وتفہیم معلوم کرنے کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ دورانِ بحث بتیس کتابوں سے ایک حدیث کی تخریج کی۔ نیز وراثت کے اس مسئلہ میں مودودی صاحب کے اختلاف پر محققانہ انداز میں گرفت فرمائی اور انہیں اپنے مسلک کے علماء کے اقوال دکھا کر راہ ہدایت دکھائی۔

﴿۳﴾

نصرت خداداد (۱۳۵۴ھ) معروف بہ مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد (۱۹۳۵ء)

اکبری مسجد کہنہ شہر بریلی میں ۲۰ محرم سے ۲۳ محرم ۱۳۵۴ھ/۲۴۔۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کو اہلِ سنت کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ مدرس دوم منظر اسلام بریلی دیوبندیوں کی طرف سے مولوی منظور احمد سنبھلی کے درمیان حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی کی درج ذیل عبارت پر تین دن مناظرہ ہوا۔

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید وعمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے دلائلِ قاہرہ سے ثابت کیا کہ تھانوی صاحب کی یہ عبارت توہین مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل اور کفریہ ہے اور اس پر علماء عرب وعجم کا فتویٰ کفر درست اور صحیح ہے۔ تیسرے روز دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی بغیر توبہ کئے میدان مناظرہ سے ایسا بھاگا کہ پھر کبھی بھی آپ کے سامنے نہ آسکا۔ اس مناظرہ کی مکمل روئداد مولانا محمد حامد فقیہ شافعی، مقیم بریلی نے (جو مناظرہ میں ابتداء سے آخر تک موجود رہے) قلم بند کی۔ یہ کتاب اگرچہ حضرت شیخ الحدیث، علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف نہیں، مگر مناظرہ میں آپ کے بیان کردہ لاجواب دلائل پر مشتمل ہے، تاریخی اعتبار

کے علاوہ اس کی علمی حیثیت قابل لحاظ ہے، اس سے آپ کی علمی شان جلالت واضح ہوتی ہے۔ حضرت سید محمد معصوم جیلانی نوری (م ۲۹ شوال ۱۳۸۸ھ/۱۸ جنوری ۱۹۶۹ء) نے اپنے کتب خانہ نوری کتب خانہ لاہور سے ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء کو شائع کیا۔

﴿۴﴾

موت کا پیغام دیو بندی مولویوں کے نام

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں ایک عبارت ایسی لکھی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی مقدس شان میں توہین پائی جاتی ہے۔ اس ناپاک عبارت پر عرب وعجم کے علماء نے فتویٰ دیا کہ اس کا قائل وقابل توہین مصطفیٰ ﷺ کا مرتکب ہے، لہٰذہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ علماء دیوبند نے اس عبارت کی اپنے طور پر توجیہہ کی۔ خود مصنف مولوی اشرف علی نے اس کی تاویل کی اور بسط البنان کے نام سے شائع کی۔ عجیب اتفاق کہ علماء دیوبند نے اس ناپاک عبارت کی جو تاویلات کیں وہ آپس میں اس قدر متصادم ہیں کہ اگر ایک تاویل مان لی جائے تو دوسری تاویل کا قائل وقابل شان مصطفیٰ ﷺ میں توہین کا مرتکب بتایا گیا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ان ہی علماء کی تاویلات کو جمع کر کے ثابت کیا ہے کہ حفظ الایمان کی مذکورہ عبارت ہر طرح سے جناب رسول اکرم ﷺ کی مقدس شان میں توہین پر مشتمل ہے۔ علماء دیوبند کی اس خانہ جنگی اور توہین سے ان کے لئے سوائے توبہ کے اور کوئی راہ نہیں۔ (۴)

کتاب کا سن تالیف ۱۳۵۴ھ/۳۶-۱۹۳۵ء (مناظرہ بریلی کے بعد) معلوم ہوتا ہے۔ مولانا محمد اسلم علوی نے اپنے کتب خانہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد سے ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں پہلی بار شائع کیا۔ کتاب کے ابتداء میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مختصر سوانح حیات شامل کر دیئے گئے ہیں۔

(۳) اس سے قبل جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے بریلی سے شائع ہو چکا تھا۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد، مطبوعہ، لاہور

(۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام، مطبوعہ فیصل آباد۔

﴿۵﴾

سیدنا امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)

جلیل القدر صحابی رسول، کاتبِ وحی، ام المومنین سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روافض غلط اور بے بنیاد روایات کی بنا پر ناپاک اعتراضات کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے ان عاقبت نا اندیشوں کے ملعون بکواسات کے ازالہ کے لئے ایک موقعہ پر تقریر فرمائی تھی۔ تقریر کیا تھی۔ علم وتحقیق کا رواں دریا تھا۔ تقریر کے بعض حصوں کو حضرت مولانا مفتی محمد امین سابق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد نے اس وقت قلم بند کر لیا تھا۔ تقریر دراصل مقدمات پر مشتمل ہے۔ تعصب وعناد سے دور رہ کر ان فاضلانہ ومحققانہ مقدمات کو پڑھ کر کوئی شخص جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی نازیبا لفظ استعمال کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ (۵)

تقریر کے متن کا ایک حصہ ہفت روزہ محبوبِ حق فیصل آباد کے مختلف شماروں (۲۴ فروری ۱۹۶۴ء، ۲۸ فروری، ۶ مارچ، ۲۰ مارچ، ۲۷ مارچ، ۱۳ اپریل ۱۹۶۴ء) میں شائع ہوا۔

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مجموعہ فتاویٰ میں پورے متن کو شامل کر لیا ہے۔

﴿۶﴾

مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ

دورِ حاضر کے خطرناک فتنوں میں مودودی صاحب کی تحریک ہے۔ خاکساریوں کی طرح یہ تحریک بھی سیاسی اور مذہبی نوعیت کی ہے۔ مودودی صاحب نے اپنی کتابوں، رسالوں میں دورِ اول سے لے کر آج تک علماء محققین کے درمیان

(۵) مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث مطبوعہ فیصل آباد۔ ص ۵۸۰-۶۰۰۔

مسلمہ مسائل اور عقائد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ فقہاءِ کاملین کو جہالت کی پیداوار کہا ہے۔ اسی نوعیت کی بے شمار غیر محتاط عبارات سے ملتِ اسلامیہ کے شیرازہ کو بکھیرا۔ علماء نے اپنے طور پر اس کی تردید میں فتاویٰ اور کتابیں لکھی ہیں۔

مولانا سیّد محمد جلال الدین شاہ مہتمم دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین اور مولانا محمد نواز مدرس دارالعلوم مذکورہ نے مودودی کی تحریک اور اس کے عقائد کے بارے میں ایک استفتاء حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بریلی پیش کیا۔ جس کا جواب آپ نے ۱۵ شعبان ۱۳۶۶ھ/۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو دیا۔ (۶)

فتویٰ میں آپ نے مودودی کے عقائد پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ ان کا قائل گمراہ بے دین ہے۔ یہ فتویٰ کئی بار شائع ہوا ہفت روزہ محبوب حق فیصل آباد نے اپنی ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں اسے شامل کیا ہے اور سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد کے شائع کردہ مجموعہ فتاویٰ میں شامل ہے۔

﴿۷﴾

فتاویٰ

مرکز علم وعرفان بریلی کے قیام کے دوران بے شمار استفتاء آتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ ان کا جواب لکھتے۔ اس طرح جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد بھی مرکزی ادارہ تھا۔ اس لئے یہاں بھی کافی تعداد میں سوالات آتے، جن کے جواب آپ لکھتے یا لکھواتے۔ اس طرح آپ کے کثیر فتاویٰ محفوظ ہیں اور نہ معلوم کتنے فتاویٰ کی نقل محفوظ نہ رہ سکی۔ اس کی پوری تفصیل فتویٰ نویسی کے ضمن میں آ چکی ہے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک حصہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔

علاوہ ازیں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ کے فتاویٰ امجدیہ کی نقول آپ نے کیں۔ (۷)

(۶) مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث، مطبوعہ فیصل آباد۔ ص ۵۶۷۔۵۷۳۔

(۷) دیباچہ فتاویٰ امجدیہ از قلم مولانا عبدالمصطفی ازہری

﴿۸﴾

مرزا مرد ہے یا عورت

مرزا قادیانی نے ادعائے نبوت کے علاوہ بعض ایسے الہامات بھی پیش کئے جو خود اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان متضاد بیانات کی روشنی میں آپ نے مرزا قادیانی کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ (۸)

﴿۹ تا ۱۴﴾

حواشی وافادات صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد)

صحاح ستہ حدیث کی متداول ومشہور کتب ہیں۔ ہر دور کے علماء نے ان کی شرحیں لکھیں۔ ان کی تدریس کو حواشی سے آسان بنایا۔ ان بے شمار شرحوں اور حواشی کی موجودگی کے باوجود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے صحاح ستہ پر بڑے مفید اور مفصل حواشی لکھیں ہیں۔ یہ حواشی آپ کی ذاتی کتابوں پر ہیں، جو آپ کے زیر مطالعہ رہیں اور انہی سے آپ نے طویل عرصہ دورہ حدیث پڑھایا۔ حواشی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی آپ ''محدث اعظم'' ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ علم ان کو ترتیب دے تو علماء اور طلباء کے لئے یکساں فائدہ ہوگا۔ یہ حواشی عربی زبان میں ہیں۔ حواشی کے چند صفحات، کا عکس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

﴿۱۵﴾

حدیث ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ'' کی تحقیق (اردو اور عربی زبان میں)

مسودہ کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں موجود ہے۔

(۸) (ا) حالات حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ۔ از قلم مولانا محمد اصغر، مطبوعہ لائل پور۔ ص ۴۵

(ب) روایت مولانا محمد مختار احمد مفتی جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

﴿۱۶﴾

بے مثلیت مصطفیٰ ﷺ (عربی)، مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۱۷﴾

علوم خمسہ کا بیان اور ثبوت (عربی) آیات واحادیث کے دلائل سے مزین۔ مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۱۸﴾

آیت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ...... الآیۃ" پر تقریر...... ۱۴ صفحات کا مسودہ موجود ہے۔

﴿۱۹﴾

آیت "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" کی تفسیر اور ابن تیمیہ اور مودودی کی تردید باریک قلم کے آٹھ صفحات کا یہ مسودہ خود حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے قلم سے کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۰﴾

آیت "کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ" کی تفسیر۔ ۱۰ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۱﴾

رسالہ در تحقیق لفظ "اِنْ"...... اس امر کی تحقیق کہ یہ صرف شک کے لئے نہیں آتا۔ لغت اور تفسیر پر مشتمل ۶ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۲﴾

لفظ 'وفات'' کی تحقیق۔ مرزائیوں کے اعتراضات کا مدلل جواب مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۳﴾

حقیقت محمدیہ کی تحقیق (بزبان عربی) مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۴﴾

فضائل کعبہ مکرمہ (عربی) مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۲۵﴾

فضائل مدینہ منورہ (عربی زبان میں) مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۶﴾

فضائل صحابہ کرام (عربی زبان میں) مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۷﴾

فضائل حج۔ مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۲۸﴾

فضائل سیدتنا فاطمۃ رضی اللہ عنہا (عربی زبان میں) مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۲۹﴾

علم حیوانات کی تحقیق (عربی زبان میں) مسودہ موجود ہے۔

﴿۳۰﴾

علم حیوانات کی تحقیق (اردو زبان میں) مسودہ موجود ہے۔

﴿۳۱﴾

فتویٰ علم حیوانات۔ مصدقہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا و دیگر علماءِ ہند کتب خانہ میں قلمی موجود ہے۔

﴿۳۲﴾

عقیدہ اہل سنت در بارہ افضلیت جبرئیل وصدیق (اردو)

احسن التحریر مولفہ مولانا احمد سعید کاظمی، ردّ التکفیر مولفہ ابوالعلاء مبصر نعیمی، توفیق انیق مولفہ مولوی محمد بشیر سندھو کے رسالوں کا جواب۔ اس تحریر میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے مسئلہ کو پوری وضاحت اور مکمل دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ مسودہ کی صورت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۳﴾

رسالہ اس امر کی تحقیق میں کہ رُسلِ بشر رُسلِ ملائکہ سے افضل ہیں، رُسلِ ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں اور عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں......اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۴﴾

عقیدہ اہل سنت در بارہ علم حیوانات......اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۵﴾

فاتحہ وایصال ثواب۔۴۸صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۷﴾

رسالہ در تحقیق فاتحہ مروجہ۔مصدقہ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ۔۲۰صفحات کا مضمون مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۳۸﴾

ایصال ثواب (عربی زبان میں) مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب کے قلم سے مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۳۹﴾

رسول پاک اپنے اہل بیت کی رضا چاہتے تھے۔

مولانا ابوالظفر غلام رسول فیضی، چک نمبر ۱۹، R، 8 خانیوال (ملتان) کے قلم سے۔۶ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۰﴾

محرم ومیلاد میں سبیل لگانے کا حکم، احادیث سے......اردو زبان میں ۴۸صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۱﴾

عصمت انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام......مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۲﴾

علمِ مصطفیٰ ﷺ، احادیث سے......عربی کے گیارہ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۳﴾

رسالہ در تحقیق نکاح سیدہ باغیر سید......باریک قلم کے بڑے سائز کے ۶ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۴﴾

کلمہ طیبہ کی تفسیر......۶ صفحات کا مسودہ ہے۔

﴿۴۵﴾

مزارات پر حاضری کا ثبوت اور اس کے آداب۔مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۶﴾

رویت ہلال کے احکام......اردو زبان میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۴۷﴾

رسالہ در تحقیق تقلید......اردو زبان میں مسودہ موجود ہے۔

﴿۴۸﴾

امکانِ کذب باری سے متعلق تحقیق اور علماءِ دیوبند سے سوالات۔۴صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۴۹﴾

خط بنام عبدالشکور ایڈیٹر النجم لکھنؤ۔سیف یمانی اور دیگر عبارات سے متعلق استفسار......لاجواب تحریر ہے۔

﴿۵۰﴾

اطلاق لفظ بشر......۸صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۵۱﴾

ردّ قادیانی......۸صفحات کا مسودہ موجود ہے۔

﴿۵۲﴾

سوالات مناظرہ احمد آباد (بھارت)

۲۰ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ/ ۲۷ مارچ ۱۹۴۳ء کو مولوی سلطان حسن دیو بندی سے آپ کا احمد آباد میں مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ کی قلمی روئداد اور مولوی سلطان حسن پر کئے گئے سوالات کی تحریر کتب خانہ میں موجود ہے۔ آپ نے یہ تحریر احمد آباد میں اپنے میزبان حاجی احمد صاحب کے مکان پر لکھی تھی۔

﴿۵۳﴾

مولوی ثناء اللہ امرتسری (اہل حدیث) سے آٹھ تراویح پر بیس سوالات کتب خانہ میں قلمی مسودہ موجود ہے۔ یہ سوالات ہفت روزہ الفقیہ امرتسر میں اس کے بعد مجموعہ فتاویٰ حضرت شیخ الحدیث میں طبع ہو چکے ہیں۔ ان سوالات کو دیانت داری سے پڑھنے والا آٹھ تراویح کا قائل نہیں رہ سکتا۔

﴿۵۴﴾

امام مہدی کی آمد کی بشارت، احادیث سے (عربی زبان میں) ردمرزائیہ پر بہترین رسالہ ہے۔

﴿۵۵﴾

حیات مسیح علیہ السلام (عربی زبان میں) آیات واحادیث کی روشنی میں مرزائیوں کا رد بلیغ فرمایا۔ مسودہ کی صورت میں موجود ہے۔

﴿۵۶﴾

آنے والے فتنوں کی پیش گوئی حضور کی زبانی۔ (علم مصطفیٰ ﷺ) عربی زبان میں...... احادیث کی روشنی میں ......بے نظیر تحریر ہے۔

﴿۵۷﴾

لیلۃ القدر کے فضائل (عربی زبان میں) احادیث مبارکہ کی روشنی میں فضائل کا بیان ہے۔

﴿۵۸﴾

ترکہ مصطفیٰ ﷺ (عربی زبان میں) ردّ شیعہ پر بہترین تحریر ہے۔ مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۵۹﴾

استعانت بہ رسول اللہ ﷺ (اردو زبان میں) مسودہ کی حالت میں کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۰﴾

استعانت اور غوث کے معنوں کی تحقیق (عربی) اپنے موضوع پر بے نظیر تحریر ہے۔ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۱﴾

رسالہ در تحقیق علم مصطفیٰ ﷺ، احادیث کی روشنی میں۔ عربی زبان میں چودہ بڑے صفحات پر مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۶۲﴾

حجیت حدیث، قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین آٹھ صفحات کا مسودہ کتب خانہ میں موجود ہے۔

﴿۶۳﴾

فوائد خصائص کبریٰ (جلد اول)

خصائص کبریٰ (مصنفہ علامہ سیوطی) کا مطالعہ کرنے کے لئے ان فوائد کا مطالعہ از حد مفید ہے۔ ۵۸ صفحات میں دو کالموں میں مسودہ کی حالت میں موجود ہے۔

﴿۶۴﴾

حج کی دعاؤں اور ارکان کا بیان۔ مسودہ کتب خانہ میں ہے۔

﴿۶۵﴾

مودودی صاحب کا تعارف۔ مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۶۶﴾

مودودی کی تحریک ایک نئی تحریک ہے۔ مسودہ کی حالت میں ہے۔

﴿۶۷﴾

شفاعت اور ردمودودیت۔ مسودہ موجود ہے۔

﴿۶۸﴾

مودودی کی تحریک کا ماخذ ومنشا۔ ردمودودیت پر عمدہ تحریر ہے۔

﴿۶۹﴾

مودودی کا شفاعت سے انکار۔ مطبوعہ اشتہار موجود ہے۔

﴿۷۰﴾

دیوبندی مولویوں کے علم وعرفان کی کہانی۔ مطبوعہ اشتہار

علاوہ ازیں چند اور مسودات بھی کتب خانہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ میں موجود ہیں۔ اگر یہ مسودات شائع ہوجائیں تو اہل سنت کے لٹریچر میں گراں قدر اضافہ ہوجائے گا۔

اگرچہ ان تصانیف میں ضخیم کتابیں کم ہیں۔ تاہم ہر تصنیف کے دلائل اور انداز تحریر بڑی بڑی کتابوں سے مستغنی کردیتی ہے۔ جو تصانیف مسودہ کی صورت میں ہیں ان کے نام ہم نے رکھے ہیں۔

تصنیف وتالیف کے لئے جس پرسکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے وہ آپ کو بہت کم ملی۔ اس کے باوجود آپ کی کثیر تصانیف آپ کی کرامت پردال ہیں۔

﴿کرامات﴾

عارف باللہ الشیخ محمد آفندی ابن عابدین معروف بہ شامی (م ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء) کرامت اور صاحبِ کرامت کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں۔

"اَلْکَرَامَۃُ ھِیَ ظُھُوْرُ اَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَۃِ عَلٰی یَدِ عَبْدٍ ظَاھِرِ الصَّلَاحِ مُلْتَزِمٍ لِمُتَابِعَۃِ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ مُقْتَرِنًا بِصَحِیْحِ الْاِعْتِقَادِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ غَیْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَی النُّبُوَّۃِ" (۱)

"خلاف عادت امر کا ظہور ایسی ہستی سے جس کا ظاہر صلاح سے مزین ہو، انبیاء میں سے کسی نبی کی متابعت کرنے والا ہو، صحیح العقائد ہو، عملِ صالح کرنے والا ہو اور دعویٰ نبوت نہ کرنے والا ہو، کرامت کہلاتا ہے۔"

اس مختصر جملہ میں علامہ شامی نے کرامت کی تعریف کے ساتھ ساتھ صاحبِ کرامت ولی اللہ کی پہچان بھی کرادی ہے۔

عارف باللہ شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی عزمِ راسخ، عالی ہمتی، اتباعِ سنت اور استقامت سے عبارت تھی۔ ایسی صفات کا حامل یقیناً ولی کامل ہوتا ہے۔ سعید طبائع اور قدسی ارواح ایسے بلند پایہ افراد کو احسان خداوندی سمجھتی ہیں اور اپنی دینی واخروی بلکہ دنیوی امور بھی ایسی ذات قدسی صفات سے وابستہ کرلیتی ہیں۔ ولایت کا یہ وہ معیار ہے جو متقدین اولیاء کا شعار ہے۔

ایسی عزیز الوجود صفات کی موجودگی میں ظاہری کرامات لازمی نہیں سمجھی جاتیں۔ تاہم عوام الناس کی آسان پہچان کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خارق العادت کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ ان خرقِ عادت امور سے عوام الناس کو بھی آپ کے ولی کامل ہونے کا یقین ہوگیا۔

---

(۱) اجابۃ الغوث ببیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد والغوث (رسائل ابن عابدین) مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور (۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) ج۲۔ ص ۲۷۸

جدید فنِ سوانح نگاری میں خرقِ عادات کرامات کے لئے شاید کوئی اہمیت نہیں۔ بعض شخصیات پر یہ اصول درست طور پر منطبق ہے۔ مگر بعض شخصیات وہ ہیں جن کے لئے کچھ دیگر قواعد ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے بعض سوانح نگار خرقِ عادت واقعات کو بعید از قیاس خیال کر کے نظر انداز کر دیں۔ لیکن جن حضرات کی نظر علومِ اسلامیہ پر ہے وہ کرامات کے وجود اور اس کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اولیاءِ کاملین کے تذکرے خارق العادت کرامات سے پُر ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی اگرچہ قال اللہ وقال الرسول میں گذری۔ علومِ دینیہ کی تبلیغ وتدریس آپ کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ رہا۔ اس حوالہ سے آپ کی علمی حیثیت غالب رہی، تاہم اکثر موقعوں پر آپ سے خرقِ عادت کرامات کا ظہور ہوا۔ جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی ذات ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ آپ کی خارق العادت کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار میرے لئے ممکن نہیں اور نہ ہی اس کتاب میں ان کا بتمامہ ذکر مقصود ہے۔ کاش کوئی صاحبِ دل اس طرف متوجہ ہو اور آپ کی کرامات کے واقعات کو جمع کر لے۔

بطورِ برکت آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

﴿ ۱ ﴾

ایک مرتبہ دورہ حدیث کے دوران شہید کی حیات کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے حیاتِ شہداء کا مدلل بیان فرمایا، بعد ازاں تصوف کے انداز میں بھی اس مسئلہ پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ مگر شریکِ درس ایک طالب علم مولانا محمد سلیم نقشبندی (حال خطیب جھال خانوآنہ، فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے انداز میں، میں نے چند سوالات وارد کئے۔ آپ نے ان سوالات کا جواب بھی دیا۔ آپ کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے۔ جسم میں حرکت نہ رہی۔

بالآخر میں نے عرض کیا کہ میں کروڑ مرتبہ توبہ کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ حیاتِ شہداء پر ایمان ہونے کے باوجود یہ مسئلہ سمجھ نہیں آ رہا۔ صرف اطمینانِ قلب چاہتا ہوں۔ حضرت کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ قرآن وحدیث کے مقابل میں اگر کوئی شخص اپنا عندیہ پیش کرتا تو اکثر جلال کا اظہار فرماتے۔ لیکن آج خلاف عادت مسکرا دیئے اور فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ اپنے پاک محبوب ﷺ اور اولیاءِ کاملین کے صدقے تمہیں اپنے وقت پر اس مسئلہ کی سمجھ آجائے گی۔''

مولانا محمد سلیم بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ علم وفضل کے ساتھ ساتھ بے کراں روحانیت وولایت سے بھی ممتاز تھے، خدام وتلانذہ کے علاوہ ملک کے طول وعرض سے مشائخ عظام بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ مجھے یقین کامل تھا کہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس مسئلہ میں مجھے عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔ اس کا ایک باعث اور بھی تھا کہ میں آپ کے ہمراہ تبلیغی جلسوں میں حاضر ہوتا تھا۔

اسی رات کو جب میں سویا تو قسمت بیدار ہوگئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حسب عادت آپ نے فرمایا۔ مولانا! سامان جلدی تیار کر لو، محفل پاک کا وقت قریب ہوگیا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ محفل کہاں ہوگی۔ تانگہ لایا گیا۔ آپ سوار ہوگئے، میں بھی خادمانہ حیثیت سے سوار ہوگیا۔ بڑی دیر تک تانگہ چلتا رہا۔ اچانک ہم اس جگہ پہنچ گئے جو دو مسجدوں (سنی رضوی جامع اور شاہی مسجد) کے درمیان ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر مجمع ہے۔ سینکڑوں اکابر ملت موجود ہیں، حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

''اس محفل مبارک میں حضور سیدنا غوث پاک، حضور سیدنا شہاب الدین سہروردی اور دیگر سلاسل کے عظیم المرتبت حضرات موجود ہیں۔ ادب ملحوظ رہے''۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حسب عادت اولیاء کاملین کے اسماء بڑے ادب سے بیان فرمائے۔ یہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ اولیاءِ کاملین سے میرا تعارف کرایا اور آپ خود سٹیج پر بیٹھ گئے۔ اولیاءِ کاملین نے آپ کو وعظ کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے کھڑے ہو کر وعظ کرنا چاہا۔ مگر حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا۔ آپ کرسی پر تشریف رکھیں۔ آپ نے عرض کیا۔ میرے لئے یہ کیسے روا ہے؟ ارشاد ہوا جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت خوانی کے لئے عرض کرتے تو ان کے لئے منبر بچھا دیا جاتا۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور آپ نے آیت کریمہ ''وَلَاتَقُوْلُوْالِمَنْ

یُقْتَلُ فِی سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتٌ" الخ تلاوت فرمائی۔ترجمہ کے بعد بخاری شریف کی موید احادیث بھی پڑھیں اور حیات شہداء کا بیان شروع فرمایا۔دوران تقریر کبھی کبھی میری طرف بھی توجہ فرماتے۔ارشاد فرمایا۔

حیات شہداء کا ثبوت نصِ قطعی سے ثابت ہے، جو اس کا منکر ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ہے تم میں کوئی ایسا جو اپنی گردن کٹوا کر اس کا مشاہدہ کرنا چاہے۔اس پر ایک نوعمر لڑکا کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میں اپنی گردن اللہ کی راہ میں کٹواتا ہوں۔آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو تھا۔آپ نے وہ مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گردن قلم کردو۔یہ چاقو کیا تھا گویا ایک مقناطیس تھا۔ذرا سے اشارہ سے اس نوعمر کی گردن جدا ہوگئی۔لیکن وہ خود کھڑے کا کھڑا رہا۔بلکہ کہہ رہا تھا کہ میں زندہ ہوں۔میری حیات میں شک کرنے والا بے ایمان ہے۔اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے دوسری مرتبہ اعلان کیا کہ ہے کوئی جو اپنی گردی اللہ کی راہ میں کٹوا کر حیات حاصل کرے۔مولانا محمد سلیم نے عرض کیا کہ حضور میں بھی شوق رکھتا ہوں۔چنانچہ آپ نے اسی چاقو سے اشارہ فرمایا کہ میری گردن سینہ سے جدا ہوگئی۔لیکن اس کے باوجود میں زندہ ہوں، بلکہ تمام کائنات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔میں احباب سے کہہ رہا ہوں کہ میری طرف دیکھو میں زندہ ہوں۔

اختتام محفل پر آپ واپس تشریف لائے۔اچانک میری آنکھ کھل گئی۔سردی کا موسم تھا۔رات کا کوئی دو بجے کا عمل تھا۔مشائخ کرام کی جلوہ گری اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وعظ اور میری شہادت اور حیات کے منظر سے دل میں سرور اور لذت کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔کئی دن تک یہ سرور و لذت کی کیفیت رہی۔صبح کو حسبِ معمول آپ نے حدیث کا سبق شروع کرایا تو اسی حدیث سے جس میں حیاتِ شہداء کا بیان تھا، آپ نے نہایت مسرت بھرے لہجے میں فرمایا۔لَاشَکَّ فِیْہِ صَدَقَ اللہُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَدَقَ النَّبِیُّ ﷺ ترچھی نگاہوں سے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

کیوں مولوی سلیم! آیت کریمہ برحق ہے نا! کوئی شبہ تو نہیں؟ میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا کوئی شبہ نہیں۔

مولوی سلیم بیان کرتے ہیں کہ مجھ ایسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے عین الیقین اور حق الیقین پا چکے ہیں۔جب میں نے رات کے خواب کا واقعہ مولانا مفتی نواب الدین مدرس و مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔

"ایسی باتیں تو حضرت کے لئے معمولی ہیں۔" (۱)

﴿۲﴾

جناب قیوم سلیم نائب صدر انجمن تاجران و چیئر مین زکوٰۃ و عشر کمیٹی فیصل آباد نے جناب شیخ بشیر احمد سابق چیئر مین بلدیہ فیصل آباد کی موجودگی میں بیان کیا کہ میری بیوی عسرِ ولادت کی وجہ سے بیمار ہوگئی۔ڈاکٹروں نے علاج سے معذوری ظاہر کردی۔لیڈی ڈاکٹر منور سلطانہ اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر منور سلطانہ نے بڑی کوشش سے علاج معالجہ کیا، مگر یہ بھی بے بس ہوگئیں۔ادھر حالت یہ تھی کہ ایک ایک لمحہ میری بیوی کے لئے موت سے کم نہ تھا۔طبی امداد سے ہم مایوس ہوگئے۔

اس عالم یاس میں میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور حاضر ہوا اور ساری داستان عرض کی، آپ نے دعا فرمائی۔جس کی برکت سے میری بیوی کے ہاں توام بچے پیدا ہوئے۔ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔چند دنوں کے بعد وہ دونوں بچے کیلے کی طرح خشک ہونے لگے۔بیماری کے باعث ان کا حجم بھی خشک کیلے کی طرح گھٹنے لگا۔رفتہ رفتہ وہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا ہوگئے۔ہر قسم کا علاج معالجہ ناکام ہوگیا۔

میری بیوی نے سوچا کہ جن کی برکت سے ان کی ولادت آسان ہوگئی تھی، انہی سے ان کی تندرستی کے لئے دعا کرانی چاہئے۔چنانچہ میری بیوی حاضر ہوئی اور پردے میں رہتے ہوئے بچوں کی لاعلاج بیماری کے لئے دعا کی استدعا کی، آپ نے دو بینگن منگوائے، انہیں دم فرمایا۔اور ہدایت کی کہ دونوں بچوں کو ان بیگنوں کے نیچے لٹا دیا کریں۔الحمدللہ آپ کی دعا اور دم سے جوں جوں بینگن خشک ہوتے گئے، توں توں وہ دونوں بچے تندرست اور صحت یاب ہوتے گئے۔ اور آج بحمدہ تعالیٰ دونوں بہن بھائی صاحب علم اور صاحب اولاد ہیں۔(۲)

(۱) روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی، خطیب جھال خانوآنہ، فیصل آباد ۱۶ جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

(۲) روایت جناب قیوم سلیم، مقیم ۸۹۔بی گلبرگ، فیصل آباد۔۱۷ جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

﴿۳﴾

صوفی حاجی عبدالحفیظ حال مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے چھوٹے لڑکے...... کے گلے میں تربوز کا بیج پھنس گیا تھا۔ یہ بیج خوراک کی نالی کی بجائے سانس کی نالی میں چلا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکے کو سانس لینا دشوار ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دمہ کی بیماری ہوگئی ہے۔ ہر چند کافی علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اور نہ ہی مرض کی صحیح تشخیص ہوسکی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان دنوں حاجی مہرالدین مقیم ہرچرن پورہ، فیصل آباد کے ہاں ایک دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ میرا مکان بھی اسی محلّہ میں راستہ میں تھا۔ دعوت سے واپسی پر آپ نے خادم سے فرمایا کہ یہاں ہمارے صوفی صاحب کا لڑکا بیمار ہے، اس کی تیمارداری کرنی چاہئے۔ دروازہ پر دستک دی گئی۔ اندر سے جواب آیا کہ صوفی صاحب دکان پر ہیں۔ آپ نے باہر دروازہ پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا کہ صوفی صاحب کے بچے کے لئے دعا فرمانی چاہئے۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور شفا کے لئے دعا فرمائی۔ یہ نماز عصر کے بعد کا وقت تھا۔ شام کو جب صوفی عبدالحفیظ صاحب واپس گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ ان کا بیمار بچہ بالکل تندرست ہے۔ بچے نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ یہاں جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھڑے کھڑے ہی دعا فرمائی۔ جس کے نتیجے میں میری سانس کی نالی میں اٹکا ہوا تربوز کا بیج چھینک سے باہر آگیا۔ اور اب میں بالکل تندرست ہوں، نہ سانس کی تکلیف ہے نہ بخار وغیرہ۔

یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دعا کی برکت تھی کہ لاعلاج مریض فوراً شفایاب ہوگیا۔ (۱)

﴿۴﴾

مرشد برحق شاہ سراج الحق قدس سرہ کے ایک مرید کا لڑکا محمد اسحٰق نامی نہایت آوارہ منش تھا۔ عادات قبیحہ کا مرتکب ہوگیا۔ والد نے اس کو بہت سمجھایا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ والد پریشان ہوا۔ اسے اپنی پریشانی کا یہ حل نظر آیا کہ لڑکے محمد اسحٰق کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا مرید کرادیا جائے۔ اس طرح شاید وہ بری حرکات سے باز رہے۔

(۱) روایت صوفی عبدالحفیظ مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد

پروگرام کے مطابق والد محمد اسحٰق کو لے کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے اسے بیعت فرمالیا۔ بیعت کے بعد آپ نے حسبِ عادت نماز، روزہ اور احکامِ شرعیہ کی پابندی کا حکم فرمایا۔ اس پر محمد اسحٰق نے بے باکانہ جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر آپ روحانی قوت سے ایسا کروالیں تو اور بات ہے۔

بیعت کے بعد کچھ عرصہ محمد اسحٰق اپنی پرانی عادت پر قائم رہا لیکن اچانک وہ نماز روزہ کا پابند بن گیا۔ بلکہ داڑھی بھی رکھ لی۔ جب اس سے والد نے اس کا باعث پوچھا تو اس نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضور اکرم ﷺ کی مجلس مبارک دیکھی۔ میں نے خیال کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہولوں۔ اس ارادہ سے میں آگے بڑھا تو حاضرین مجلس سے چند افراد اٹھے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیوں اور کیسے بغیر اجازت یہاں آئے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سرٹیفکیٹ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے مارنا شروع کیا۔ میرے کندھے پر ڈنڈے برسائے۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو واقعی میرے کندھے ضربوں سے چور تھے۔ اس واقعہ کو میں نے شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت سمجھا۔ محمد اسحٰق نے تمام برائیوں سے توبہ کرلی۔ اب وہ لاری اڈا فیصل آباد میں ایک ہوٹل کا مالک صوفی محمد اسحٰق ہے۔ (۱)

﴿۵﴾

مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ چند سال قبل گڑھی شاہو لاہور میں دو متحارب فریقوں میں صلح کرانے کے لئے چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ کے دفتر میں بیٹھا تھا۔ وکیل صاحب نے صوفی معراج دین گڑھی شاہو لاہور اور چوہدری غلام رسول سے تعارف کرایا۔ چوہدری غلام رسول گڑھی شاہو کے زمیندار ہیں، دوبئی میں کام کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مرید تو نہ تھے البتہ ان کی عقیدت مریدوں سے کم نہ تھی، چوہدری غلام رسول نے بتایا کہ جب میں حج کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا ان دنوں لائل پور حضرت شیخ

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی، لاہور

الحدیث قدس سرہ کے حضور اجازت کے لئے حاضر ہوا۔آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔آپ نے میری خوب خاطر مدارت کی۔الوداع ہوتے وقت آپ نے فرمایا کہ

''جب مدینہ منورہ حاضری ہوتو باب جبرئیل کی طرف روضہ انور کے قریب آپ کو ایک بزرگ ملیں گے،ان سے معانقہ کرنا''

چوہدری غلام رسول بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔کئی روز اس بزرگ کی تلاش کی،مگر کامیاب نہ ہوسکا۔میری واپسی کی تاریخ قریب آرہی تھی اور مجھے اس بزرگ کی ملاقات کی تمنا زیادہ ہورہی تھی۔آخر ایک روز عشاء کے بعد روضہ انور کے قریب حاضر تھا۔اچانک وہ بزرگ نظر آئے۔کشیدہ کاری والی ٹوپی پہن رکھی تھی۔میں نے جی ہی جی میں کہا کہ واہ رے قسمت! معانقہ کا ارادہ کیا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ تو خود حضرت شیخ الحدیث ہیں۔اس منظر سے میں بے خود ہوگیا۔اپنے حواس پر قابو نہ رہا،اسی عالم میں روضہ انور کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔حسب معمول عشا کے بعد شرطی نمازیوں کو مسجد سے نکال رہے تھے۔انہوں نے مجھے بھی نکالنا چاہا،میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا ذرا ٹھہریئے۔حواس درست ہوئے تو ارادہ کیا کہ حضرت سے پوچھوں کہ آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں؟ مگر آپ وہاں نہ تھے۔یادرہے یہ واقعہ اس سال کا نہیں جب آپ ۱۹۵۶ء کو حج پر گئے تھے۔(۱)

﴿۶﴾

چوہدری محمد منیر نمبردار چک ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ فروری ۱۹۶۰ء میں ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمارے ہاں تقریر کے لئے تشریف لائے۔بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی۔اسی دوران گہرے بادل بن آئے۔ایسا لگتا تھا کہ ابھی بارش ہونے والی ہے۔ظاہر ہے بارش ہونے کی صورت میں جلسہ کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے تقریر کے ابتدا میں فرمایا۔

(۱) روایت مولانا مفتی محمد امین،فیصل آباد۔۱۰ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

''اے بادل کے فرشتے! آپ کو معلوم ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہم یہاں جمع ہیں۔ہم سب حضور کے غلام ہیں۔تو بھی حضور کا غلام ہے جب تک ہم ذکر مصطفیٰ میں مشغول ہیں تو بارش نہ برسا۔''

آپ نے یہ کہہ کر تقریر شروع کی۔تقریر دو گھنٹے جاری رہی۔اس دوران بارش کی ایک بوند بھی نہ گری۔دراں حالیکہ گہرے بادل چھائے رہے۔تقریر کے بعد رات کو خوب بارش ہوئی۔

اگلے روز جمعہ کے موقع پر بھی بارش کے آثار تھے،سنی رضوی جامع مسجد میں کثیر مجمع حاضر تھا۔بارش ہونے کی صورت میں صحن میں موجود نمازیوں کے لئے کوئی معقول انتظام نہ تھا۔اس موقعہ پر بھی آپ نے وہی ارشاد فرمایا جو رات ہمارے ہاں بادل کے موکل فرشتہ سے کہا تھا۔چنانچہ دوران جمعہ بارش نہ ہوئی،نماز کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔(۱)

﴿۷﴾

لائل پور میں مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس،محلہ گرونانک پورہ دیوبندی علماء سے مل کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔

آپ کے خلاف ہمیشہ بے سروپا الزامات کی اشاعت میں اپنی پوری کوشش کرتا رہا۔مگر ہر موقعہ پر اسے غضب خداوندی نے آگھیرا۔مدرسہ عربیہ اشرف المدارس کا سالانہ اجلاس آپ کے خلاف منظم تحریک کے طور پر منعقد کروایا جاتا۔ان اجلاسوں میں دیوبندی احراری علماء کو اس لئے دعوت دی جاتی کہ وہ اپنے بیانات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تبلیغی مساعی پر پانی پھیرنے کی ناپاک کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کی شان،انہیں ہر بار اپنے منصوبے کی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۱۹ تا ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ/۲۳ تا ۲۵ اپریل ۱۹۵۴ء کو مدرسہ عربیہ اشرف المدارس لائل پور کا پانچواں سالانہ

(۱) روایت چوہدری محمد منیر نمبردار چک ۱۲۱ ج،ب فیصل آباد۔۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ کی نشست گاہ دھوبی گھاٹ میں مقرر تھی۔ موسم بالکل صاف تھا۔ ان دنوں (اواخر اپریل) بارش کا امکان نہ تھا۔ مگر دوران تقریر ایسی آندھی آئی اور اولے پڑے کہ جلسہ کا مکمل انتظام درہم برہم ہوگیا۔

اسی طرح مدرسہ مذکورہ کا چھٹا سالانہ جلسہ ۱۶ تا ۱۸ شعبان ۱۳۷۴ھ/۱۰ تا ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا۔ قاری عبدالحق کی زیر صدارت قاری محمد حسین دیوبندی تقریر کر رہے تھے۔ سنیت کی تردید اور دیوبندیت کی تبلیغ کے لئے امسال قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بھارت) بھی مدعو تھا۔ قاری محمد حسین کی تقریر کے دوران قاری طیب جلسہ میں آئے۔ قاری محمد طیب کے آنے پر جلسہ گاہ میں ایسا بھگدڑ مچ گیا کہ تمام انتظام معطل ہوگیا۔ بار بار کی اپیل کے باوجود مجمع سے انتشار ختم نہ ہوا۔ آخر ناظم جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ قاری محمد طیب کی تقریر کل دس بجے صبح ہوگی۔ اسی دوران یہ آواز بھی سنائی دی گئی کہ یہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی کرامت ہے۔ (۱)

﴿۸﴾

مولانا محمد شریف خطیب منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء کو حج سے واپسی کے بعد لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے اعزاز میں بعد نماز عشا شاہی مسجد میں ایک جلسہ کا اہتمام فرمایا۔ جلسہ میں مولانا محمد شریف نے اپنا حج پر جانے کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔

''مولانا! آپ کے گناہوں کی مغفرت دربار رسالت مآب ﷺ میں ہوگی۔''

دوسری بار حاضر ہوا۔ حجرہ مبارکہ میں بیٹھ کر رو رہا تھا۔ حضرت نے میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا۔

''دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضری ہوگی اور آپ کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔''

تیسری مرتبہ حاضری ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

(۱) نقل رجسٹر کارروائی اجلاس ہائے مخالفین۔ مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث فیصل آباد

''اب دربار رسالت میں ضرور حاضری ہوگی۔ حج کی درخواست دے دو۔''

مولانا بیان کر رہے تھے کہ میں بے زر تھا۔ حتیٰ کہ ان دنوں مشاہرہ بھی نہ مل رہا تھا۔ مالی حالت کی کیفیت یہ تھی کہ روزمرہ کے اخراجات کے لئے ادھار لے رکھا تھا۔

آپ نے جب حج کی درخواست جمع کرانے کا حکم فرمایا اس وقت صرف دو دن باقی تھی کہ جن میں درخواست جمع کروائی جاسکتی تھی۔ ان دنوں چونکہ درخواست پر فوٹو پر پابندی نہ تھی بلکہ کسی مجسٹریٹ کی تصدیق ہی کافی تھی، میں چونکہ فوٹو کے جواز کا قائل نہ تھا۔ تصدیق کے لئے مجسٹریٹ کے پاس کچہری پہنچا۔ اس روز نہ ملا، دوسرے روز مجسٹریٹ مل گیا اور تصدیق کا کام بھی آسانی سے ہوگیا۔ درخواست فارم بھی وقت پر جمع ہوگیا۔ اور زادراہ کا انتظام بھی بآسانی ہوگیا۔ یہ سب کرامت تھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی۔ (۱)

﴿۹﴾

ڈاکٹر محمد اسلم حال مقیم سید پور راولپنڈی بیان کرتے ہیں۔

کہ لائل پور کے قیام کے عرصہ میں میری عادت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی نماز سے فارغ ہوکر مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا قصد فرماتے تو آپ کا جوتا میں حاضر کرتا۔ ایک روز بارش کی وجہ سے آپ کی نعلین بھیگ گئی میں نے جیب سے رومال نکالا اور نعلین کو خشک کیا۔ یہ رومال میرے لئے تبرک بن گیا۔

ایک مرتبہ جب میں پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔ دل میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کے لئے انتہائی تڑپ تھی۔ طبیعت اسی تشنگی میں مضطرب رہتی تھی، ایک مرتبہ رات کو نماز عشا کے بعد سر پر عمامہ باندھا اور اس میں وہی مذکورہ رومال جس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو نعلین کی خشک کیا تھا، باندھ دیا، مصلی پر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوگیا اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ ہوگی، نہ بیٹھوں گا

(۱) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم ایم ایس سی، انچارج افسر آب رسانی، اسلام آباد

اور نہ لیٹوں گا۔ درود شریف پڑھتے پڑھتے کافی وقت گزر گیا۔ اچانک اونگھ آگئی اور پتہ بھی نہ چلا کہ کب اور کیسے مصلیٰ پر گر گیا ہوں۔ اسی دوران سرکار دوعالم ﷺ نے کرم فرمایا اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ بڑے جاہ وحشم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک باجمال ہستی حاضر بارگاہ ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ آنے والا دربار داتا حضور کی طرف سے ہو کر آئے ہیں۔ یہ آنے والے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تھے۔ جو حضور اکرم ﷺ کے سامنے بڑے مودب حاضر ہوئے۔

جب بیدار ہوا تو رومال والی پگڑی سر سے الگ ہو چکی تھی اور اس جگہ پڑی تھی جہاں پر جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کراتے وقت آپ تشریف فرما تھے۔ (۱)

﴿۱۰﴾

درس حدیث میں وقفہ کے دوران حاضرین میں سے کسی نے جرات کی اور عرض کی کہ آپ کو سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتہائی عقیدت ہے پھر بغداد شریف کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا وہاں جانے کے لئے پاسپورٹ پر تصویر لگانا پڑتی ہے جو جائز نہیں۔ ویسے ہماری حاضری تو ہوتی رہتی ہے۔

اسی دوران اس شخص کو اونگھ آگئی۔ ایسی حالت میں اس پر وجد طاری ہو گیا۔ چیخیں مارتا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب اسے افاقہ ہوا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اسے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔ دورہ حدیث کے بعد حاضرین نے اس سے بے ہوش ہونے کا سبب دریافت فرمایا۔ اس نے بتایا کہ جب میں نے جرات کر کے بغداد کی حاضری سے متعلق دریافت کیا تو اونگھ میں دربار غوثیت مآب کی حاضری نصیب ہوگئی۔ دیکھا کہ اولیاء کاملین کا مجمع ہے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں موجود ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مجمع میں انہیں دیکھ کر وجد میں آگیا اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ندامت ہوئی کہ میں نے کس قسم کی جرات کی۔ میں ان کو ایسے مشورے دے رہا ہوں جو دربار غوثیت مآب کے حضوری ہیں۔ (۲)

(۱) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ (۲) قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی

﴿۱۱﴾

جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ فیصل آباد، حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شاہین ایکسپریس گاڑی سے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔ بندہ خود اور دیگر بہت سے احباب لائل پور اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ ادھر گاڑی کی روانگی کا وقت ہو گیا۔ گاڑی نے وسل کر دیا۔ لیکن آپ نے ارشاد فرمایا۔ پلیٹ فارم پر نماز پڑھیں گے۔ کوئی فکر نہیں گاڑی نہیں جائے گی۔ چنانچہ پلیٹ فارم پر نماز با جماعت ہوئی۔ سگنل ہو چکا تھا۔ گاڑی مسلسل وسل کر رہی تھی۔ مگر جب تک نماز ختم نہ ہوئی گاڑی نہ چلی۔

جب حضرت صاحب فرسٹ کلاس میں بہ اطمینان سوار ہو گئے تو گاڑی چل پڑی۔ ہمیں خیال ہوا کہ شاید ریلوے کا کوئی ذمہ دار افسر آپ کا معتقد ہو گا۔ اس لئے گاڑی نے انتظار کیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کوئی عارضی نقص پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے گاڑی آپ کے نماز پڑھنے تک رکی رہی۔ (۱)

﴿۱۲﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ملنے والے سرینگر کے ایک رئیس ہمارے ہاں لائل پور میں تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ کو کچھ دیرینہ مرض تھا۔ بلکہ انہیں گمان تھا کہ آسیب وغیرہ کا کوئی اثر ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی آپ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس لئے چلتا ہوں۔ ان شاء اللہ افاقہ ہو جائے گا۔

میں نے اپنے منشی شوکت علی کو بھیجا کہ پتہ کرے کہ حضرت صاحب گھر موجود ہیں؟ اگر موجود ہیں تو انہیں ملنے کے لئے حاضر خدمت ہونے کی اجازت لے کر آئے۔

چند منٹ بعد میرا منشی بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ میں

(۱) قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ مقیم اسلام آباد، محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

اسے ناراض ہوا کہ تم نے غلطی کی۔حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی، ہم خود ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے، منشی نے کہا حضرت صاحب تو پہلے ہی آپ کی طرف آرہے تھے اور مجھے دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ ہم چوہدری صاحب کی طرف جارہے ہیں۔اتنے میں حضرت صاحب جلوہ افروز ہوئے۔اور مہمان مریضہ کو دم کیا۔آپ کی برکت سے وہ صحت یاب ہوگئی۔(۱)

﴿۱۳﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ میں اور خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے ساتھ نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے۔نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں اپنے گھر آجایا کرتا اور خان صاحب اپنے گھر چلے جاتے۔ایک روز خان صاحب کہنے لگے کہ آج نماز تراویح کے بعد جھنگ بازار والے صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی کھائیں گے۔نماز تراویح کے اختتام اور نماز وتر سے قبل ایک طالب علم نے مجھے آکر کہا کہ حضور فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ان کو مل کر جائیں۔گرمی کا موسم تھا۔میں اور خان صاحب حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق اوپر چھت پر چلے گئے۔جہاں پر حضرت صاحب اکثر ملاقات فرماتے تھے۔اتنے میں صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی آگئی۔حضرت صاحب تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ صوفی کی دکان کی تازہ جلیبی کھائیں۔(۲)

﴿۱۴﴾

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں نماز تراویح کے لئے حضرت صاحب کے پاس جانے لگا تو میرا لڑکا بضد ہوا کہ وہ بھی ساتھ جائے گا۔میں نے سوچا کہ وقت زیادہ لگتا ہے۔چھوٹے سے بچے کو وہاں کون سنبھالے گا۔بچے کی والدہ مجھے کہنے لگی کہ آپ بچے کے لئے حضرت صاحب سے پھولوں کا ہار لائیں۔میں نے کہا ٹھیک ہے میں ہار لاؤں گا، اس پر بچہ راضی ہوگیا۔جب میں مسجد میں پہنچا تو آندھی آگئی اور بجلی فیل ہوگئی۔ابھی نماز

(۱) قلمی یاداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۲) قلمی یاداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

عشاء شروع نہ ہوئی تھی۔ایک طالب علم اندھیرے میں پوچھتا پھر رہا تھا کہ وکیل صاحب کہاں ہیں۔اندھیرے میں اس کی آواز سن کر میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ حضرت صاحب نے آپ کے بچے لئے پھولوں کا ہار بھیجا ہے۔میں نے وہ ہار لے لیا اور نماز کے بعد بچے کے لئے گھر لے گیا۔(۱)

﴿۱۵﴾

موصوف الذکر ہی بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اہل سنت نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے خلاف بہت سازشیں کیں مگر بحمدہ تعالیٰ سب ناکام رہیں۔ایک دفعہ موسم سرما میں رات کے گیارہ بجے ایک شخص جامعہ رضویہ میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔اس وقت حضرت صاحب اکیلے جامعہ کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں محو مطالعہ تھے۔طالب علموں نے کوئی احتیاط نہ کی اور اس شخص کو حضرت صاحب کے کمرہ میں بھیج دیا۔اس شخص نے گرم چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ایک خنجر اس میں چھپایا ہوا تھا۔وہ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آیا تھا، جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو آپ کی ہیبت سے تھر تھر کانپنے لگا۔حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے! اس وقت اس کا چھپا ہوا خنجر زمین پر گر پڑا۔وہ شخص رونے لگا۔بڑی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔حضرت صاحب نے اسے معاف کر دیا۔اسی وقت وہ شخص آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگیا۔اس شخص کے بتانے پر انکشاف ہوا کہ مخالفین اہل سنت نے علمی محاذ پر شکست فاش کھا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔(۲)

﴿۱۶﴾

قدوۃ العارفین حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے مزار پر انوار سے اہل عقیدت کی توجہ ہٹانے کے لئے مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ، لاہور نے ایک چال چلی اور اعلان کیا کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا مزار بادشاہی مسجد کے بالمقابل ہے، موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا نہیں۔مولوی احمد علی نے اپنی متعدد

(۱) قلمی یاداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۲) قلمی یاداشت چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

تقاریر میں کہا کہ انہیں شاہی قلعہ لاہور میں انوار برستے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ متعدد باران سے وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ انوار حضور داتا گنج بخش مظہر نور خدا فیض عالم پر برستے ہیں، جو اس قلعہ میں مدفون ہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا۔

''مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل جو نور فراست بخشا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینہ میں لوح محفوظ کی طرح سے محفوظ ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مزار کس جگہ ہے؟ اور میں بحمد اللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر یہ بتا سکوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔'' (۱)

انہی ایام میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ایک جلسہ کے خطاب کے دوران مولوی احمد علی کی اس سازش سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
ہر آں کو تف کند ریشش بسوزد

آپ نے مولوی احمد علی کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ اے وہابی! آمیرے ساتھ چل کر موجودہ دربار داتا میں قبر انور کے سامنے کھڑا ہو۔ اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر فرمادیا کہ میری قبر یہی ہے تو مان لینا اور اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر نہ فرمایا تو میں خود اعلان کردوں گا کہ اے لوگو! آؤ داتا صاحب کی قبر مبارک قلعہ میں ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اس پر اعتماد بیان نے مولوی احمد علی کو حیرت میں ڈال دیا۔ اب اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ خود اعلان کرے کہ موجودہ مزار ہی داتا صاحب کا ہے۔ (۲)

(۱) روزنامہ آفاق، لاہور، یکم فروری ۱۹۵۹ء ص ۲/ بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ، ۴ شعبان ۱۳۷۸ھ، ص ۷

(۲) روزنامہ زمیندار لاہور، ۵ فروری ۱۹۵۹ء/ بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ، ۴ شعبان ۱۳۷۸ھ ص ۷

﴿۱۷﴾

حاجی نیک محمد خازن مسجد سبحان اللہ، غلام محمد آباد، فیصل آباد کی پہلی زندگی گناہوں سے آلودہ تھی۔ سینما بینی کی عادت بدانہیں ایسی تھی کہ ہر ہفتہ میں اسے پورا کرتے۔

اسی حالت میں وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھی کبھی کبھی حاضر ہوتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے حاجی صاحب مذکور سے دریافت فرمایا کہ آپ سینما تو نہیں دیکھتے؟ حاجی صاحب خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا جتنے پیسے تم سینما بینی پر خرچ کرتے ہو انہیں بچالیا کرو اور کچھ پیسے ملا کر لاہور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دے لیا کرو۔

حضرت کے ان کلمات میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ حاجی صاحب اسم بامسمیٰ بن گئے۔ سینما بینی کی عادت ترک کردی۔ نماز پنج گانہ کے عادی بن گئے اور دربار داتا میں اکثر حاضری دینے لگے۔ (۱)

﴿۱۸﴾

در زندگی تولاف کرامت چہ می زنی
ایماں اگر بگور بری صد کرامت است

جناب بابو عبدالرشید بھوانوی، کالونی ملز اسمٰعیل آباد ملتان میں اوورسیز کے عہدے پر فائز تھے اور تیس برس سے زائد عرصہ ہوا وہیں مقیم تھے، حضرت محدث اعظم شیخ الحدیث قدس سرہ جب بھی ملتان تشریف جاتے تو بسا اوقات اسمٰعیل آباد میں بابو عبدالرشید بھوانوی کے ہاں قیام فرماتے۔ اوورسیز مذکور کی عادت تھی کہ جب بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ان کے ہاں قیام کے دوران غسل فرماتے تو وہ استعمال شدہ کپڑا تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھ لیتے اور نئے کپڑوں کا جوڑا پیش کرتے۔

(۱) روایت مولانا محمد بخش، مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۱۳ ربیع الاخر ۱۴۰۶ھ

اوورسیز صاحب مذکور کسی جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہوگئے، کافی عرصہ مقدمہ چلتا رہا، لیکن فیصلہ نہ ہوا۔ کافی وقت بھی خرچ ہوا، سرمایہ بھی ضائع ہوا، اس لئے اوورسیز صاحب کافی پریشان رہنے لگے۔ ایک دن انہوں نے تازہ وضو کیا، مصلیٰ بچھایا، دو رکعت نماز نفل ادا کر کے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان سامنے رکھی، بعدہ ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں بصد عجز و نیازی یوں دعا مانگی۔

''اے خدائے قدوس! میرے سامنے تیرے ولی کامل کی بنیان ہے جس کی یہ بنیان ہے وہ تیرا محبوب و مقبول ہے۔ بلکہ فنا فی الرسول ہے۔ لہٰذا اپنے ولی کامل کی اس بنیان کے صدقے میری مشکل اور پریشانی اسی طرح حل فرما جس طرح تو نے محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی مشکل حل فرمائی تھی۔ تاکہ اس جھوٹے الزام اور مقدمہ میں میری نجات ہوجائے۔''

بعد ازاں بابو عبدالرشید آئندہ پیشی بھگتنے جب کچہری میں گئے تو جج نے انہیں مقدمہ سے باعزت بری کر دیا۔ اس طرح ان کی دیرینہ مشکل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان کی برکت سے حل ہوگئی۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا جب بھی تذکرہ چھڑتا ہے تو بابو عبدالرشید اس واقعہ کو بڑے محبت بھرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

﴿۱۹﴾

لائل پور (فیصل آباد) کے غیر مقلدین نے دھوبی گھاٹ میں ''اہل حدیث کانفرنس'' منعقد کر کے محبوبان الٰہی بالخصوص حضرت سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان رفیع میں اپنے بغض باطنی کا اظہار کھل کر کیا۔ اس کے جواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے باوجود علالت طبع کے ایک عظیم الشان تین روزہ اجتماع کا اہتمام کروایا۔ اس روحانی و تبلیغی اجتماع کے لئے متعدد نام احباب نے تجویز کیے۔

---

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہد القادری محررہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

آپ نے فرمایا........... ''ایسا ہی ہونا چاہئے کہ مخالفین اس کے نام سے بھی جلیں اور کام سے بھی۔''

چنانچہ اس کا نام آپ کی تجویز پر ''عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ العزیز'' طے پایا۔ (۱)

یہ عظیم الشان اجتماع ۹ تا ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۸۱ھ/ ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء کو دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا (۲)

اس عظیم الشان اجتماع کی نظیر لائل پور کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ''عرس امام اعظم رحمہ اللہ'' کے اس اجلاس میں ملک بھر کے بے شمار جید مشائخ عظام اور جلیل القدر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ عرس مذکورہ کے لئے خوبصورت کتابت عمدہ کاغذ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ طویل و عریض اشتہار شائع فرمایا۔

عرس امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے اس اولین انعقاد پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔

''اب یہ عرس مبارک ہمیشہ ہوتا رہے گا''

وصال کے بعد یہ راز کھلا کہ واقعی عرس امام اعظم اور عرس محدث اعظم قدس سرہما العزیز یک جا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

﴿۲۰﴾

مولانا حافظ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالیٰ خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں دورہ حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے، میں نے بھی آپ سے وہاں دورہ حدیث شریف پڑھا ہے مستقل دارالحدیث نہ ہونے کی بنا پر طلبہ دورہ حدیث شریف ایک برآمدے میں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ دوران تدریس بارہا ایسا ہوتا کہ دن کی روشنی میں برآمدے میں ایک ایسا نور ظاہر ہوتا جس سے سورج کی روشنی مدھم پڑ جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' کی تدریس کی برکت سے دن میں ایک دو مرتبہ ایسا نور ظاہر ہوتا تھا۔ (۳)

---

(۱) روایت مولانا پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی، زیب آستانہ عالیہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کہ اس خوبصورت اشتہار کی نظیر اشاعتی میدان میں شاید ہی مل سکے۔ فقیر قادری عفی عنہ

(۲) روایت مولانا پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ۔

(۳) قلمی یادداشت صوفی عمر دراز قادری، مقیم پرانی غلہ منڈی فیصل آباد محررہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

﴿۲۱﴾

لائل پور (فیصل آباد) میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' العزیز کی تشریف آوری سے شہر کے کونے کونے میں محافل میلاد شریف منعقد ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق ان محافل مبارکہ میں شریک ہوکر اپنے ایمانوں کی جلا کا سامان مہیا کرتے۔ مجمع حدنگاہ تک پھیل جاتا جس میں کوئی تلاطم نہ ہوتا۔ اگر کوئی موج اُٹھتی تو وہ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کی ہوتی۔ آپ کی نورانی تقاریر میں بالعموم شعر شاعری نہ ہوتی تھی۔ اسی نوعیت کی ایک محفل میلاد کا انعقاد گھنٹہ گھر جھنگ بازار میں کیا گیا۔ بعد نماز عشا نعت خوانی کے بعد آپ کا نورانی بیان شروع ہوا، خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا۔

''حضور نبی اکرم ﷺ نور ہیں مگر بے مثل۔ اور بشر بھی بے مثل ہیں۔ نہ انسانوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہے اور نہ نوریوں میں ایسا کوئی نور ہے جو حضور ﷺ کی مثل ہو.........''

تقریر جاری تھی، تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ کی توجہ دائیں طرف لگی ہوئی ایک ٹیوب کی طرف ہوئی، یہ ٹیوب کسی فنی خرابی کے باعث کبھی جلتی، کبھی بجھ جاتی تھی۔ آپ نے ٹیوب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا:

''ارے ٹیوب! تو کبھی جلتی ہے کبھی بجھتی ہے، حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے تمام جہاں روشن ہوگیا۔ اور تو کیوں ناشکری بنتی ہے خبردار! خبردار! تو بجھی تو.........''

آپ کے اس ارشاد سے نعرۂ رسالت کی گونج پڑ گئی۔ تمام حاضرین نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ٹیوب اختتام جلسہ تک متواتر روشن رہی۔ (۱)

﴿۲۲﴾

جناب محمد ابراہیم قادری رضوی مقیم چک نمبر ۵ کمال پور، لائل پو نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہابیوں نے ایک لمبا چوڑا سوال نامہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' کی خدمت میں بھیجا۔ اس سوال نامہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر اعتراضات لکھے تھے اور ساتھ ہی لکھ بھیجا کہ

(۱) قلمی یادداشت صوفی عمر دراز قادری، مقیم پرانی غلہ منڈی فیصل آباد محررہ ۹ تمبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

''اگر ان اعتراضات کا جواب آپ دے دیں تو ہماری عورتوں کو طلاق۔ اگر آپ جواب نہ دے سکیں تو آپ کی بیوی کو طلاق۔''

اس سوال نامہ پر بہت سے وہابی مولویوں نے دستخط کیے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' العزیز نے اس کا انکشاف جمعۃ المبارک کے موقعہ پر کیا اور وہابیوں کی جہالت کو بے نقاب کیا کہ اگر جواب دیدئے تو ان کی عورتوں کو طلاق ہو جائے گی اور یقینی ہو جائے گی کہ انہوں نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اگر بالفرض ان سوالوں کے جواب نہ دے سکوں تو میری اہلیہ کو ہرگز (ان کے کہنے کے مطابق) ہرگز طلاق نہ ہوگی۔ کیوں کہ اسے میں نے تسلیم نہیں کیا۔ وہابیوں کا یہ لکھنا سراسر جہالت ہے۔

پھر فرمایا۔

اِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ''

جمعۃ المبارک کی تقریر کے دوران یہ بیان جاری تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے۔ سخت بارش کا امکان پیدا ہوگیا۔ بوندا باندی بھی شروع ہوگئی۔ ان دنوں مسجد میں چھت کا اہتمام نہیں تھا۔ تمام نمازی کھلے میدان میں محو نظارہ تھے۔ بارش شروع ہونے کی صورت میں نمازیوں کے خلل اور بے چینی کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا۔

''بادلو! ٹھہر جاؤ۔ وہابیوں کی عورتوں کو طلاق ہو لینے دو، بعد میں برسنا۔''

محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' العزیز نے ایک ایک سوال کا جواب دیا اور وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا کہ حاضرین عش عش کر اٹھے اور علی وجہ البصیرت جان لیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت ہی حق ہے۔ اس کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب غلط اور باطل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ' العزیز کی یہ کھلی کرامت تھی کہ دوران بیان بارش بند رہی۔ جمعۃ المبارک سے فارغ ہوتے ہی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت نائب صوبیدار مختار احمد قادری، سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ محررہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد

﴿۲۳﴾

مولانا مفتی محمد ریاض الدین سابق مدرس جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز تبدیلی آب وہوا کی غرض سے جن دنوں جامعہ رحمانیہ ہری پور میں مقیم تھے ان دنوں جامعہ رحمانیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ کافی اجتماع تھا۔ شدید قسم کی بارش آجانے کی وجہ سے جلسہ ناکام ہونے کا احتمال پیدا ہورہا تھا۔ آپ نے مجھے ایک تعویذ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسے بارش میں لٹکا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی بفضلہ تعالیٰ بارش رک گئی اس طرح یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ حاضرین نے آپ کے تصرف کو ملاحظہ فرمایا۔(۱)

﴿۲۴﴾

سند الاصفیاء معتمد الاتقیاء اشرف الفضلاء حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی آمد سے پہلے لائل پور کی مخدوش مذہبی حالت کے پیشِ نظر اکثر اہلِ نظر اس شہر میں سکونت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن آپ کے ورودِ مسعود سے لائل پور کی فضا کس طرح محبت وعشق کا مرکز بنی۔ اس کے لئے تقسیم برصغیر کے بعد بظاہر ہجرت سبب بنی مگر اس کا فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا تھا۔ ''صاحبانِ وقت'' اولیاء کاملین نے اس الجھی ہوئی گتھی کو کس طرح سلجھایا؟ اس سے جناب صوفی محبوب عالم بن صوفی عبدالرحمٰن فیصل آباد اپنے ایک اعتکاف کے دوران کے بیان سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ جناب صوفی محبوب عالم لکھتے ہیں۔

بندہ کے استاذ انگلزیہ جناب مولوی صوفی فتح دین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ شروع میں بندہ دربار غوثیہ حاضر ہوا اور التجا کی کہ بندہ کو آپ کے پاس یا مسجد نور، طارق آباد (خالص صحیح العقیدہ تنہا سنی مسجد) کے ارد گرد جگہ مل جائے تو فبہا۔ فرمایا۔ صبر کرو، ان شاء اللہ شہر لائل پور کو بھاگ لگنے والے ہیں۔ الحمد للہ حضور آقائے نعمت سیدی مرشدی مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ کا ورود مسعود ہوا۔ دل باغ باغ ہوگیا۔ ساری حسرتیں جاتی رہیں، لیکن فرق باطلہ کا رد بلیغ سن کر سخت کوفت ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے پاؤں ہی نہ جمنے دیں۔ فوراً حضرت کرمانوالی سرکار (حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب، نزد اوکاڑہ) کے حضور حاضری دی۔ مدعا عرض کیا۔ فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد ریاض الدین۔ محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

یہ ایک بھید ہے جسے ظاہر نہ کرتا، لیکن تمہارے اصرار پر کہتا ہوں حضرت مولانا محدث اعظم علیہ الرحمہ ایک روز بریلی شریف میں آرام فرما تھے۔ قسمت نے یاوری فرمائی، حضور سید ابوالحسن علی بن عثمان داتا ہجویری قدس سرہ رونق افروز ہوئے اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔

''سردار احمد! آج تم جیسے بریلی میں سوئے ہوئے ہو۔ سوئے رہے تو سرزمین لائل پور ہمیشہ کے لئے سوئی رہے گی۔ اٹھو اور اسے جگا دو۔'' ولی را ولی مے شناسد

استاذ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''دیکھو لو بھیجا کس نے ہے۔ ان شاء اللہ وہی حفاظت فرمائیں گے۔''

اس بات کی تائید حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کا مدینہ منورہ سے تحریر شدہ گرامی نامہ بھی کرتا ہے۔(۱)

﴿۲۵﴾

چوہدری فضل حسین ابن چوہدری احمد یار چک نمبر ۱۱۸ باٹھ (فیصل آباد) کے برادرِ خورد مولانا مشتاق احمد فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز لاہور شہر میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پُرتاثیر کا پروگرام تھا۔ تقریر کی تاریخ معینہ جب آئی تو میرے برادر کبیر تھانہ گڑھی شاہو (لاہور) میں حوالدار کے منصب پر تھے، جب انہوں نے آپ کی تقریر کا اعلان سنا تو اپنے ایک دوست سے کہنے لگے کہ گڑھی شاہو کے قریبی محلہ میں لائل پور کے مولانا سردار احمد صاحب کی تقریر ہو رہی ہے، آپ عاشق رسول، مرد درویش، عالم باعمل اور ولی اللہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس دن ہوا بند ہونے کی وجہ سے سخت گرمی اور حبس کی شدت تھی۔ چودھری صاحب کے پولیس والے دوست اپنی روایات کے مطابق اصرار کرنے لگے کہ اگر مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں، تو یہ گرمی اور حبس ختم ہو جائے اور ٹھنڈک ہو جائے۔ اس کی یقین دہانی کراؤ گے تو ہم چلیں گے۔ بالآخر چودھری صاحب نے اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) کے توکل پر وعدہ کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ مولانا صاحب کے ولی اللہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ رہا معاملہ ناموس ولی کا تو اس کا اللہ تعالیٰ محافظ ونگہبان ہے۔

(۱) قلمی یادداشت صوفی محبوب عالم، فیصل آباد محررہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

اس طرح چوہدری صاحب اپنے احباب کی معیت میں جلسہ گاہ کی طرف چل دیئے۔ چوہدری صاحب حلفیہ بیان کرتے ہیں جونہی ہم جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے، موسم میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا۔ بتدریج موسم تبدیل ہوتا گیا۔ جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو یہ عالم تھا کہ مطلع ابر آلود تھا۔ ہلکی ہلکی بونداباندی ہورہی تھی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر دلپذیر شروع تھی۔ آپ ''ولی کی دعا اور اس کی اجابت'' بیان فرمارہے تھے۔ چوہدری صاحب کا کہنا ہے کہ میرے دوستوں نے جب یہ سماں دیکھا تو نہایت متاثر ہوئے اور بیک زبان مجھ سے کہنے لگے۔

''مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں۔''(۱)

﴿۲۶﴾

مولوی سجاول حسین ابن حیدر علی سدھوپورہ، فیصل آباد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے تصرفات کے ضمن میں ایک کرامت کا تذکرہ کرتے ہیں جس میں آپ کی ولایت اور مقام محبوبیت عیاں ہوتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ چک نمبر ۱۲۳ (فیصل آباد) کا واقعہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے بعض طلبہ سے ایک گستاخ وہابی نے درود شریف ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' کے متعلق بعض گستاخانہ گفتگو کی۔ کج بحثی کے دوران کہنے لگا کہ یہ تو بناوٹی درود ہے (نعوذ باللہ) اور یہ کشمیری درود ہے، (اس لئے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے طلبہ کشمیری تھے) یہ کہنا تھا، نہ صرف اسے فالج ہوگیا، بلکہ قوتِ گویائی سے بھی محروم ہوگیا۔ اس نے اپنے مرض کا بہتیرا علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا، بدستور فالج میں مبتلا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد سدھوپورہ کے سنی حضرات نے حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا پروگرام بنایا۔ حضرت تقریر کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ اس منکر درود شریف کے قریبی رشتہ دار حضرت والا درجت کی خدمت باکرامت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ فریاد کرنے لگے کہ حضور اسے تجدید ایمان کی دولت سے مشرف فرمائیں اور اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ کی رضامندی کے بعد اس گستاخ منکر درود مریض کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا مشتاق احمد، فیصل آباد۔ محررہ ۱۹۹۳ء مخزونہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو، اس نے اشارہ سے ہاں میں جواب دیا۔ بعد ازاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے وہ مریض بتدریج تندرست ہوگیا۔ اس کا فالج ختم ہوگیا۔ آپ کی دعا کی یہ تاثیر حاضرین نے بچشم سر دیکھی کہ آپ نے دعا ختم فرمائی ادھر وہ نو مسلم دیکھتے ہی دیکھتے تندرست ہوگیا۔(۱)

﴿۲۷﴾

مولانا سجاول حسین موصوف الذکر فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے جب کہ میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں زیرِ تعلیم تھا۔ ان دنوں میں شرح ملا جامی اور ہدایہ وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ آدم چوک، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد میں منعقدہ جلسہ سننے کے لئے میں وہاں گیا۔ جلسہ کا سٹیج چوک میں لگایا گیا جو کہ خوب مزین تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ رحمۃ المنان کی تقریر کا پروگرام تھا۔

نماز عشاء کے بعد نعت خوانی شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سخت آندھی آگئی۔ بادل چھا گئے۔ یہ دیکھ کر حاضرین جلسہ منتشر ہونے لگے۔ منتظمین جلسہ نے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی، حضور آندھی سے جلسہ کا نظام درہم برہم ہورہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آغاز تقریر کے طور پر دعا کے لئے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ بلند کئے۔ دعا کے کلمات کچھ اس طرح کے تھے۔

''اے خدائے قدوس! ہم یہاں تیرے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے ذکر خیر کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اس آندھی اور تند و تیز ہوا کو دور فرما اور مطلع کو صاف فرمادے۔''

ابھی آپ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یک لخت آسمان صاف ہوگیا، آندھی رک گئی۔ اس پر حاضرین نے اطمینان محسوس کیا، اور جلسہ میں آپ کی تقریر دلپذیر ہوئی۔ اس طرح آپ کی دعا کی برکت سے یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔(۲)

(۱) قلمی یادداشت مولوی سجاول حسین سدھوپورہ، فیصل آباد۔ محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولوی سجاول حسین سدھوپورہ، فیصل آباد۔ محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۲۸﴾

جناب محمد رفیق شاہد القادری منصرم دفتر دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ العزیز کی ایک کرامت باسعادت کو بیان کرتے ہیں جس میں آپ نے ایک بدعقیدہ نام نہاد پیر کی بدعقیدگی کو اپنے تصرف باطنی سے واضح کردیا۔ شاہد القادری لکھتے ہیں۔

راؤ خورشید علی، چک بیدی ضلع ساہیوال کے رہنے والے ہیں۔ موصوف پہلے ملز اسمٰعیل آباد ملتان میں ملازم ومقیم تھے اور لاڑکانہ کے کسی بدعقیدہ پیر کے مرید تھے۔ حسنِ اتفاق سے راؤ صاحب کے میرے والد ماسٹر عیدو خاں قادری سے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میرے والد صاحب نے راؤ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کن سے بیعت ہیں۔ راؤ صاحب نے اپنے پیر کی نشاندہی کی، والد صاحب نے کہا کہ آپ کے پیر کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ بدعقیدہ ہے۔ آپ صحیح العقیدہ سنی ہیں، پھر یہ بیعت کیونکر؟ راؤ صاحب نے کہا کہ اطمینان کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر والد صاحب نے کہا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ آپ کو خواب میں صحیح حال سے مطلع فرمائیں تو اطمینان ہوجائے گا؟ راؤ صاحب نے اس پر رضامندی ظاہر کردی والد صاحب نے برادر طریقت صوفی رحمت علی قادری رضوی سے دعائے استخارہ لکھوا کردی۔ راؤ صاحب رات کو دعائے استخارہ پڑھ کر سوئے، خواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا۔

’’راؤ صاحب آپ کا پیر واقعی بدعقیدہ ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کرلیں۔‘‘

صبح بیدار ہوکر راؤ صاحب والد صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے سچ کہا تھا۔ خواب میں حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے اس کی تصدیق فرمادی ہے، لہٰذا مجھے انہی سے بیعت کروادیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد احباب اسمٰعیل آباد کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز ملز اسمٰعیل آباد تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ آپ کا قیام صوفی احمد حسن کے کوارٹر میں تھا۔ حضرت صاحب کی آمد کی خبر سن کر احباب کے ہمراہ راؤ صاحب بھی آئے دیکھتے ہی کہنے لگے۔

’’واللہ! جب خواب میں آپ نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا تھا تو بعینہٖ یہی منظر تھا۔‘‘

اس کے بعد راؤ صاحب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے اور سابقہ بیعت سے تائب ہوئے۔(۱)

﴿۲۹﴾

جناب عیدو خاں قادری ساکن بستی غوثیہ بالمقابل ملز اسمٰعیل آباد ملتان اپنی اور اپنے خاندان کی سرگذشت بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے تک میرے خاندان میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا جسے دین سے وابستگی اور لگاؤ ہو اور دیگر اہلِ خانہ افراد کی راہنمائی کرسکے۔ علاوہ ازیں میرے چاروں لڑکے دین سے بیگانہ تھے۔ بالخصوص دو چھوٹے بیٹے عبدالرشید اور محمد رفیق کا تو یہ عالم تھا کہ مڈل درجہ کی جماعتوں میں زیر تعلیم تھے۔ میرے پڑوسی کنور عبدالمجید ڈرامہ نگار کے بہلانے پھسلانے میں آگئے۔ آئے دن کالونی ملز اسمٰعیل آباد میں سالانہ جشن اور دیگر میلوں میں ڈرامہ میں حصہ لینے لگے۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ فکرمند رہنے لگا کہ کس طرح ان لڑکوں کو اس لعنت سے نجات دلاؤں۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

خوش بختی سے کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا ملز اسمٰعیل آباد میں ورود مسعود ہوا تو مجھے آپ سے ملاقات کرنے اور مرید ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ ملاقات سے پہلے میں نے آپ کی تعریف سن رکھی تھی۔ میں اپنے اہل وعیال سمیت بابو عبدالرشید اوورسیز کے ہاں پہنچا۔ حضرت صاحب وہاں تشریف فرما تھے۔ پہلے میں خود بیعت ہوا۔ اس کے بعد چاروں لڑکوں کو مرید کرایا۔ جب دونوں چھوٹے بیعت ہورہے تھے تو میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے حضور اس کے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے توسل سے دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے باری تعالیٰ! ان بچوں کو ڈرامہ سٹیج کرنے کی لعنت سے محفوظ فرما اور اپنی امان میں رکھ۔ میرے بیٹوں کا حضرت صاحب قبلہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا تھا کہ ان کی ساری کدورت دور ہوگئی۔ اب حال یہ تھا کہ ڈرامہ وغیرہ کا نام لینا بھی انہیں پسند نہ تھا۔ اس طرح وہ تاریک مستقبل سے محفوظ ہوگئے۔ دین کی رغبت ان کے سینے میں بحمدہٖ تعالیٰ رچ بس گئی۔ اب وہ اختر القادری اور شاہد القادری کے ناموں سے معروف ہیں۔

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہد القادری منصرم جامعہ رضویہ فیصل آباد محررہ ۱۳۹۴ھ۔

﴿۳۰﴾

جانب ماسٹر عیدو خان مذکور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے تصرف باطنی کا ایک اور واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کبیر والا شہر (ضلع ملتان) کا محمد صادق نامی ایک شخص ملز اسمٰعیل آباد، ملتان میں ملازم تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز پہلی مرتبہ اسمٰعیل آباد تشریف لائے اور مختصر سے قیام کے بعد واپس لائل پور تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب کی واپسی پر محمد صادق کو پتہ چلا تو وہ بہت برہم ہوا۔ اور احباب سے گلہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ آئندہ جب کبھی حضرت تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ محمد صادق مذکور بیعت ہونے سے پہلے شراب نوشی، ڈراموں میں اداکاری کی لعنت میں گرفتار اور صوم وصلوٰۃ سے عاری تھا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے متعلق اطلاع ملی کہ مدرسہ رضویہ انوار القران، نوری محلہ ملتان شہر کے جلسہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ جلسہ کی معینہ تاریخ پر صوفی نظام الدین نظامی محمد صادق اور ناچیز (عیدو خاں) دیگر احباب کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت با کرامت میں حاضر ہوئے اور محمد صادق کو مرید کروایا۔

بعد ازاں اس خدشہ کے پیش نظر کہ کوئی بدعقیدہ یوں نہ کہے کہ سنیوں کے محدث اعظم کا مرید سیاہ کار اور گناہوں میں گرفتار ہے، احباب نے محمد صادق کے لئے خصوصی دعا کے لئے درخواست کی۔ احباب کی درخواست پر حضرت صاحب قبلہ نے محمد صادق کے لئے دعا فرمائی اور کمال شفقت سے اپنا دستِ مبارک محمد صادق کی پشت پر پھیرا۔ بس کیا تھا، حضرت صاحب کی نظرِ کرم سے محمد صادق کی سیاہ کاریاں یکسر ختم ہوگئیں۔ شراب سے نفرت، اداکاری سے بدظن، صوم وصلوٰۃ کا پابند اور سیاکاریوں سے مبرا محمد صادق اسم بامسمی بن گیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے فیضان نے اس کی کایا ہی پلٹ دی۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت محمد رفیق شاہد القادری منصرم جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ محررہ ۱۳۹۴ھ

﴿۳۱﴾

صوفی محمد عمر دراز قادری رضوی، پرانی غلہ منڈی فیصل آباد اپنی اوائل عمری کی غلط روی اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے فیضان نظر اور کرامت سے اس غلط روی سے توبہ کا واقعہ سناتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ نگاہ ولی نے پُر از گناہ زندگی کو کس طرح دامنِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے وابستہ کردیا۔ اولیائے کاملین کی کرامات میں اس نوعیت کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ صوفی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ شادی سے پہلے میں ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار ہوگیا تھا۔ اس سلسلہ میں تحائف کے تبادلہ تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ شدت عشق کے ہاتھوں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس جال سے میرا نکلنا اب بہت مشکل ہے۔ اب میری دنیا صرف وہی لڑکی تھی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی صحبت کی برکت سے یہ نشہ ہرن ہوگیا اور مولا کریم نے مجھے اس گناہ سے محفوظ فرمادیا۔ (۱)

﴿۳۲﴾

ڈی بلاک محمدی چوک، غلام محمد آباد فیصل آباد کے محمد بوٹا کی والدہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی مریدہ تھی۔ ایک دفعہ اسے سخت تپ دق لاحق ہوا مرض اتنا شدید ہوگیا کہ مریضہ قریب المرگ ہوگئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے چارہ سازی سے جواب دے دیا۔ ایک رات مریضہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے محمد بوٹا کی والدہ رحمت بی بی سے مخاطب ہوکر حال پوچھا۔ مریضہ نے اپنے مرض کی اس شدت اور معالجین کی مایوسی کا حال بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

"صبح اٹھ کر گرم پانی سے خوب نہائیں۔"

صبح ہوتے ہی مریضہ نے گھر والوں کو پانی گرم کرنے کو کہا اور بتایا کہ وہ اس پانی سے غسل کرے گی۔ گھر والے

(۱) قلمی یادداشت صوفی عمر دراز قادری، محررہ ۱۹ اگست ۱۹۷۶ء۔ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

حیران تھے کہ اس شدید مرض میں نہانا کس طرح مفید ہوسکتا ہے۔ گھر والوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ مریضہ شاید دماغی توازن بھی کھو چکی ہے۔ مگر مریضہ نے جب خواب کا سارا قصہ بیان کیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اب پانی گرم کیا گیا۔ مریضہ نے غسل کیا۔ غسل کے بعد مریضہ تندرست ہونے لگی۔ چند دنوں بعد مریضہ مکمل طور پر صحت یاب ہوگئی۔ (۱)

﴿۳۳﴾

صوفی محمد عمر دراز، مقیم پرانی غلہ منڈی فیصل آباد، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالرشید جھنگوی خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میانوالی کا ایک شخص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مزار پرانوار پر نہایت خلوص و محبت سے حاضر ہو کر دعا میں مصروف ہوا، حاضری کے بعد میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مرید ہیں؟

اس نے بتایا کہ وہ میانوالی کا رہنے والا ہے اور حضرت صاحب کا مرید تو نہیں مگر میری عقیدت مریدوں سے کم نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا لڑکا ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گیا، بہت علاج کے بعد افاقہ نہ ہوا، ڈاکٹروں اور حکیموں نے لاعلاج سمجھ لیا، اب وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا بسترِ مرگ میں پڑا تھا۔ ہم اس کی تیمارداری سے عاجز آچکے تھے۔ ان دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز میانوالی ایک جلسہ میں تقریر کے لئے تشریف لائے۔

واپسی پر جب آپ کار میں سوار ہو گئے تو ہم بھاگے بھاگے اس لاعلاج مریض کی چارپائی حضرت کی کار کے سامنے لے آئے۔ چارپائی کو دیکھتے ہی آپ اتر آئے اور فرمایا کہ کیا معاملہ ہے؟ ہم نے مریض کی کیفیت عرض کی اور دعا کے لئے فرمائش کی، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے بغداد شریف کی طرف رخ کیا اور دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے او دعا کے کلمات کچھ اس طرح تھے۔

''یا اللہ! نبی پاک صاحب لولاک ﷺ اور سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ سے ان کے صاحبزادہ کو صحت کلی اور شفاء عاجلہ عطا فرما۔''

(۱) قلمی یادداشت محمد بوٹا سالک، محررہ ۱۳۹۴ھ۔ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی دعا کی برکت اسی وقت ظاہر ہوئی اور وہ لاعلاج مریض اسی وقت چارپائی پر اٹھ بیٹھا۔ آہستہ آہستہ چل کر گھر کو روانہ ہوا۔ اور اسے صحت کلی عطا ہو گئی۔

آپ کی اس کرامت کے صدقے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا غلام بے دام ہوں اور میری اس حاضری کا سبب آپ سے عقیدت و محبت ہے۔ (۱)

﴿۳۴﴾

مولانا مفتی محمد اسلم رضوی، مفتی جامعہ رضویہ، فیصل آباد اپنے محلّہ کے حاجی ولی محمد کے آشوبِ چشم اور اس پر مرتب ہونے والے انعام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حاجی ولی محمد ذکر کرتے ہیں کہ حج کی سعادت حاصل کرنے سے پہلے ایک دن بوقت ظہر شاہی مسجد جامعہ رضویہ میں نماز ادا کرنے کے بعد لوگ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں بھی مصافحہ کے لئے آگے بڑھا۔ ان دنوں میری آنکھ پر پھنسی نکلی ہوئی تھی، حضرت نے میری آنکھ کی طرف دیکھ کر فرمایا، تمہاری آنکھ پر پھنسی ہے؟ میں نے عرض کی حضور پھنسی ہے، جس سے تکلیف ہو رہی ہے۔ فرمایا۔ ''اچھا، یہ آنکھ مدینہ شریف کی زیارت کرے گی۔''

حالانکہ فقیر اس وقت آٹھ سو روپے کا مقروض تھا۔ لیکن قربان جایئے آپ کے اس فرمان کے تھوڑے عرصہ میں قرض ادا ہو گیا اور اتنے پیسے بھی جمع ہو گئے کہ اسی پہلے سال حج کا زادِ راہ پورا ہو گیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپ کے ارشاد کے مطابق حج اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت نصیب ہو گئی۔ (۲)

﴿۳۵﴾

صوفی اصغر علی رضوی، بھوانہ بازار فیصل آباد، لکھتے ہیں جڑانوالہ کے میرے دوست محمد سلیمان کا ایک دوست مرگی

(۱) قلمی یادداشت صوفی محمد عمر دراز، محررہ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۴ء۔ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔
(۲) قلمی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، فیصل آباد، محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

کے موذی مرض میں مبتلا تھا۔ بہت علاج اور تعویذات کے استعمال کے باوجود وہ تندرست نہ ہوا۔ محمد سلیمان اپنے دوست کو لے کر بھوانہ بازار میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس مریض کو دم کروانے اور تعویذ لینے کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے پاس لے چلو۔ چنانچہ محمد سلیمان اور اس کا مریض دوست جامعہ رضویہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ آپ نے دم کرنے کے بعد تعویذ دیا۔ مریض پندرہ دن کے بعد واپس آیا اور عرض کی کہ افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے دوبارہ تعویذ عنایت فرمایا۔ تین ماہ بعد وہ پھر آیا اور عرض کی کہ مرگی کا دورہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپ نے تیسری دفعہ تعویذ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

''ان شاء اللہ العزیز اب دورہ نہیں پڑے گا''

چنانچہ مدت ہوئی اسے مرگی کا دورہ نہیں ہوا۔ اب وہ ماشاء اللہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا ہے۔(۱)

﴿۳۶﴾

مولانا کرم دین خطیب جامع مسجد چک نمبر۔۳۵۶ گ۔ب اپنی سرگذشت سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ڈھانہ کھوکھرانوالہ، نزد شرقپور، ضلع شیخوپورہ میں بھینس لینے گیا۔ لیکن اس سفر میں مجھے دردِ شقیقہ نے بہت پریشان کیا۔ دم کرانے کے لئے قریب شرقپور شریف حاضر ہوا، مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ دونوں صاحبزادگان حج پر تشریف لے گئے ہیں۔ آخر مجھے اسی حالت میں واپس آنا پڑا، راستہ میں درد نے انتہائی پریشان کیا۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ نہر کے کنارے چلتے چلتے سامنے ایک کاغذ کا سادہ ٹکڑا نظر آیا۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس پر ولی کامل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا اسم گرامی لکھ کر درد کی جگہ باندھا۔ آپ کے نام کا تعویذ باندھنا ہی تھا کہ درد فوراً جاتا رہا اور طبیعت بالکل تندرست ہوگئی۔(۲)

﴿۳۷﴾

مولانا شمس الزمان قادری خطیب جامع مسجد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اپنی طالب علمی کے زمانہ کے اپنے

(۱) قلمی یادداشت صوفی اصغر علی، بھوانہ بازار فیصل آباد محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا کرم دین، محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

مرض لقوہ کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس بیان کا ایک حصہ یوں ہے کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جب میں منتہی کتب کا سبق پڑھ رہا تھا، مجھے لقوہ ہو گیا۔ چند دن تو میں نے اپنا منہ لپیٹ کر رکھا اور اپنے مرض کی پرواہ نہ کی تاکہ میرے اسباق میں ناغہ نہ ہو۔ بالآخر اپنے استاد مولانا مفتی نواب الدین مدرس کی معرفت میرے مرض لقوہ کی خبر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کو ہوگئی۔

آپ نے ہسپتال سے دوائی لا کر دی۔ اس دوائی سے جب افاقہ نہ ہوا تو آپ نے فرمایا اپنے گھر چلے جاؤ اور وہاں جنگلی کبوتر کھاؤ۔ میں نے اپنے ماموں ملک محمد یعقوب پٹواری کے ہاں گڈیاں گاؤں جانے کی اجازت چاہی، اجازت ملنے پر وہاں چلا گیا۔ علاج ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اس عرصہ میں بعض طلبا کو بھیج کر میری خیریت دریافت فرمائی۔ میں نے اپنا حال عرض کروادیا۔ اور ارادہ ظاہر کیا کہ اسی حالت میں جامعہ رضویہ میں حاضر ہو کر اسباق میں شرکت کروں گا۔ میرے پروگرام کی اطلاع جب حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کو ہوئی تو آپ نے فوراً ایک طالب علم کو ایک تعویذ دے کر روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تندرست ہونے کے بعد اسباق میں شرکت کرو اور کہلا بھیجا کہ آج رات ہم خصوصی دعا فرمائیں گے۔

حضرت صاحب کی طرف سے آمدہ تعویذ اس نے لے لیا اور ایک رات کے لئے والدین کے ہاں چلا گیا ۔رات کو سوتے وقت مجھے پسینہ آیا اور خواب میں دو نرم و نازک اور نورانی ہاتھ ظاہر ہوئے، جنہوں نے میرے منہ کو دبا کر سیدھا کر دیا۔ میں نے خواب میں محسوس کر لیا کہ اب میرے لقوہ کا مرض رفع ہو چکا ہے۔ صبح بیدار ہوا تو واقعی مرض کا نشان تک نہ تھا۔ والدین سمیت سبھی حیران تھے۔ اب میرے دل میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی عقیدت وعظمت پوری طرح سما چکی تھی۔ دوسرے دن جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

''مولانا اب تو ٹھیک ہے!''

ساتھ ہی منہ پر انگلی رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اس کی حقیقت بیان نہ کریں چنانچہ میں خاموش ہو گیا۔(۱)

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد شمس الزمان لاہور، محررہ ۲۱ اگست ۱۹۵۷ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۳۸﴾

حکیم محمد اشرف قادری چشتی انار کلی بازار فیصل آباد اپنی اجاڑ کھیتی کا صد رشک گلستان بننے کا حال سناتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت اور کشف کا اعلان کرتے ہیں۔ حکیم صاحب بتاتے ہیں کہ میری شادی ہونے کے بعد کافی عرصہ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حصول اولاد کے لئے دوائیں استعمال کیں۔ دعائیں مانگیں اور وظائف پڑھے مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا۔

بالآخر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں محرومی اولاد کا تذکرہ کر کے دعا کا طالب ہوا۔ انہی دنوں میرے ہمسائے چودھری عبد الغفور کو متواتر تین روز خواب آتے رہے، تیسرے دن وہ میرے پاس آئے اور خواب کا ذکر کیا کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ نظر آتے ہیں۔ ان کے سامنے آپ کھڑے ہیں اور آپ کی گود میں چاند سا خوبصورت بیٹا ہے۔ ان بزرگوں نے فرمایا، حکیم صاحب ایک بکرا صدقہ دیں۔ جس میں لنگڑے لولھوں کو بھی حصہ ملے۔ چنانچہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں اس خواب کا ذکر کیا اور استدعا کی کہ میرا خیال ہے ایک بکرا ذبح کر کے جامعہ رضویہ کے لنگر کے لئے پیش کردوں۔ آپ نے فرمایا۔

"حکیم صاحب! یہاں تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ بکرے آتے رہتے ہیں، بہتر ہے کہ جمعہ کو گھر میں گوشت اور روٹیاں پکائی جائیں اور جمعہ کی نماز کے بعد ختم شریف پڑھا جائے۔ پکا ہوا گوشت روٹیوں سمیت وہیں غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ تم میاں بیوی بھی کھاؤ اور وہاں کے لنگڑے لولھوں کو بھی اس میں سے حصہ ملے۔"

یاد رہے کہ خواب کا ذکر کرتے وقت میں نے لنگڑوں لولھوں کے متعلق جو بزرگ نے خواب میں فرمایا تھا، عرض نہیں کیا تھا، چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے فضل و کرم اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی دعاؤں کے صدقے بیٹا عنایت فرمایا۔ اس طرح میرا اجڑا ہوا ویران باغ صد رشک جناں بنا۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت حکیم محمد اشرف، انار کلی بازار، فیصل آباد، محررہ ۱۹۷۵ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۳۹﴾

مولانا مقبول احمد رضوی، خطیب جامع مسجد نگہبان پورہ، فیصل آباد اپنے تحریری بیان میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے جنوں پر تصرف کا واقعہ لکھتے ہیں۔

موصوف نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ہمارے ہاں قرآن مجید پڑھانے کے لئے چند مفید طلبہ بھیجے جائیں۔ ان دنوں یہاں جامعہ رضویہ میں ایک طالب علم پڑھتا تھا جو پہلے دیوبندیوں کے مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اس طالب علم نے اس آنے والے شخص کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص تو دیوبندیوں کے مدرسہ سے طلبہ کو اپنے ہاں دعوت پر بلاتا ہے آج یہ سنیوں کے مدرسہ میں کیا لینے آیا؟

وہ طالب علم ہارون شاہ کے نام سے معروف تھا۔ ہارون شاہ نے ناچیز سے کہا کہ تم اس شخص سے دریافت کرو۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا تو اس شخص نے کہا کہ میرا مکان آسیب زدہ ہے۔ اور اکثر یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ مولانا محمد سردار احمد صاحب کے مدرسہ کے طلبہ سے قرآن خوانی کراؤ۔ ورنہ ہم ہرگز یہاں سے نہ جائیں گے۔ اس لئے ہم آپ کے مدرسہ سے طلبا لینے آئے ہیں، یہ قرآن خوانی کریں گے اور ہمارا مکان آسیب کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔ (۱)

﴿۴۰﴾

مولانا مقبول احمد رضوی مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری لڑکی کو جن کا سایہ ہے آپ اس کے لیے تعویذ عنایت فرمائیں۔ آپ نے بڑھیا کو نقش عطا فرما کر ہدایت کی کہ اسے چڑے میں محفوظ کر کے لڑکی کے گلے میں باندھ دے۔ دوسرے دن وہ بڑھیا حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ ابھی میں نے وہ نقش لڑکی کے گلے میں باندھا نہیں مگر جن نے باآواز بلند کہا ہے کہ تم نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے نقش کیوں لیا ہے؟ اگر تم صرف آپ کا نام لے لیتی ہم اس کو چھوڑ جاتے۔ (۲)

(۱) قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

﴿۴۱﴾

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی خطیب جامع مسجد غوثیہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں لاہور میں خطیب تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مزار پُرانوار پر حاضری کے لئے حاضر ہوا، چونکہ ایک عرصہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے زیرسایہ جامعہ رضویہ میں تعلیم پائی تھی اور حضرت کی شفقت خاص مجھے حاصل تھی۔ مزار پرانوار پر حاضری اور فاتحہ کے بعد جب واپس ہونے لگا تو اس وقت دیگر زائرین کے علاوہ ایک خان بابا مراقبہ کی حالت میں تھا۔ جب میں بازار میں پہنچنے ہی والا تھا تو اس خان بابا نے میرا نام لے کر مجھے بلایا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ خان بابا نے مجھے بازو سے پکڑا اور کہا کہ مزار شریف تک واپس چلو۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں بتاتا ہوں آپ مزار پر چلیں مجھے مزار شریف کے قریب بٹھا کر وہ بازار میں چلا گیا اور مجھے کہہ گیا کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہریں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے لے کر آیا اور مجھے پینے کو کہا۔ میں نے خان بابا سے ماجرا دریافت کیا، تو خان بابا نے بتایا کہ ابھی مراقبہ میں تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے مجھے ارشاد فرمایا فلاں نام کے ہمارے مولانا آئے ہیں، ان کو چائے پلاؤ۔ اب تو میں حضرت کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بتاتے ہیں اس وقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی بعد وصال عنایات کو پا کر میرے دل کی حالت ایسی گداز ہوگئی جو زبان و بیان میں نہیں آسکتی۔ (۱)

﴿۴۲﴾

پاکستان بحریہ، کراچی کے محمد اشرف اظہر اپنے والد محترم بشیر احمد قادری کے حوالہ سے تصورِ شیخ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی دست گیری کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہم جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں مقیم ہیں۔ جڑانوالہ میں مولانا محمد الیاس قادری اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے

(۱) قلمی یادداشت محمد عظیم رضوی سرہندی، مقیم سرائے عالمگیر، محررہ ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

شاگرد اور مرید ہیں۔ ہر صبح نماز کے بعد درس قرآن مجید ان کا معمول ہے۔ ان کی عادت یہ ہے کہ جو درس قرآن مجید صبح دینا ہوتا ہے رات کو اس کے متعلق تفاسیر اور دیگر کتب متعلقہ کا مطالعہ کر لیتے ہیں تاکہ درس پوری تیاری کے ساتھ دیا جاسکے اور اگر کوئی مشکل ہو تو کتابوں کی مدد سے اسے حل کر لیا جائے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ درس قرآن مجید سے متعلق ایک لفظ آیا جس کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہو رہا تھا۔ پریشانی ہوئی، لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا ایک فرمان یاد آیا۔

”جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہو اپنے شیخ کا تصور کر کے دعا مانگیں۔ ان شاء اللہ العزیز پریشانی دور ہو جائے گی۔“

مولانا محمد الیاس نے ایسا ہی کیا۔ آپ جس حالت میں تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے کتاب دیکھ رہے تھے۔ اسی حالت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کا تصور کر کے دعا مانگنے لگے۔ اسی دوران آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ شیخ کامل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز تشریف لائے ہیں اور مولانا محمد الیاس سے دریافت کرتے ہیں۔

”ارے بندہ خدا! پریشان کیوں ہو، اس لفظ کو اس طرح کر کے پڑھو سارا مطلب خود بخود واضح ہو جائے گا۔“

مولانا محمد الیاس قادری نے خواب ہی میں شیخ طریقت سے عرض کیا تشریف رکھیں۔ حضرت شیخ کامل نے فرمایا۔

”بندۂ خدا! مجھے ابھی میانوالی پہنچنا ہے۔“

مولانا محمد الیاس بیدار ہوئے۔ وضو کر کے دوبارہ حضرت کی ہدایت کے مطابق وہ لفظ پڑھا تو مطلب واضح ہو گیا۔

مولانا محمد الیاس کچھ عرصہ کے بعد اپنے شیخ طریقت کے آستانہ پر حاضر ہوئے آپ نے اس خواب کا تذکرہ میانوالی کے ایک مولوی صاحب سے کیا (مولوی صاحب کا نام راوی بھول گیا) میانوالی کے مولوی صاحب نے اس خواب کی تصدیق کر دی اور بتایا کہ ٹھیک اسی رات اور اسی وقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز میرے گھر تشریف لائے تھے۔

میانوالی کے مولوی صاحب نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ میری بیوی کے میکے والے وہابی ہیں اور وہ ہر وقت اعتقادی مسائل میں میرے ساتھ بحث وتکرار کرتی رہتی ہے۔ میری بیوی کا موقف یہ ہے کہ وہابی فرقہ سچا ہے، جب کہ میں اسے اپنے مسلک کی حقانیت کا یقین دلاتا ہوں۔ ایک روز ہمارے درمیان اسی مسئلہ پر شرط لگ گئی۔ میری بیوی سوگئی مگر میں مسجد میں چلا گیا اور سر سجدہ میں رکھ کر عرض کی۔

"اے اللہ! اس وقت میرے ایمان کی آزمائش ہے۔ اپنے حبیب پاک ﷺ کی صداقت کا واسطہ مجھے اپنے ایمان میں مضبوطی عطا فرما۔"

آدھی رات ہوچکی تھی، میں سجدہ میں پڑا ہوا تھا کہ میری بیوی بھاگی ہوئی آئی اور مجھے آواز دی۔ میں نے سر کو سجدہ سے اٹھایا۔ میری بیوی نے مجھے مبارک دی کہ تم اعتقادی طور پر درست ہو اور اپنی شرط جیت چکے ہو۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں آپ کے شیخ طریقت تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے مسلک حق کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے بعد اس نے میرے شیخ کا حلیہ مبارک اور دیگر نشانیاں بتائیں۔ میں نے یقین کرلیا۔ فوراً الحمد اللہ کہا۔

میانوالی کے مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چند دنوں بعد میں اپنی بیوی کے ہمراہ لائل پور حاضر ہوا، تاکہ وہ حضرت صاحب کے حلقہ بیعت میں داخل ہوجائے۔ لائل پور پہنچ کر میں نے اپنی بیوی کی بیعت کے لئے استدعا کی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔

"بندہ خدا! تیری بیوی تو اسی رات دین حق کو قبول کرچکی ہے، جب کہ آپ کی آزمائش ہو رہی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے دامن ارادت وبیعت میں قبول کرلیا۔ اس طرح جڑانوالہ کے مولانا محمد الیاس کا علمی مسئلہ بھی حل ہوگیا اور اسی رات میانوالی میں ایک بدعقیدہ عورت کی بدعقیدگی دور فرمادی۔(۱)

(۱) قلمی یادداشت محمد اشرف اظہر مقیم اقبال شہید روڈ کراچی نمبر ۴ محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۴۳﴾

شیخ محمد متین نقشبندی مجددی دھرم پورہ (مصطفیٰ آباد) بیرون چوبچہ، لاہور سند الاولیاء الکاملین، زبدۃ العرفاء الراسخین حضور داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ کے انتہائی عقیدت مند ہیں، اس لئے اپنے نام کے ساتھ "غلام ہجویری" ضرور لکھتے ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات اور لطائفِ مشہورہ اور روحانیت کے مقامات کے حوالہ سے ایک طویل تحریر میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مقامِ باطن آپ کے تصرفات اور فیضان عام کا ذکر بڑے محبت بھرے انداز میں کرتے ہیں۔ ان کی تحریر کا ایک ایک حرف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے روحانی، عرفانی مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

شیخ محمد متین صاحب سلسلہءعالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ مولانا عمر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہیں، جن کا مزار موضع خیر پور سادات، تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی محبت وعقیدت میں کمال درجہ مستغرق ہیں۔ جب بھی بات کہتے ہیں ان کے حرف حرف سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے ان کی محبت عیاں ہوتی ہے۔ ان کی سرگذشت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے متعلق جو کلمات ہیں ان کو بصورت اقتباس پیش کرتا ہوں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اسی دوران (اپنے شیخ طریقت سے توجہ لینے کے بعد) مرکزِ تجلیات، گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا، حضرت علی ہجویری داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف شروع ہوگیا۔ راقم بھی مزار اقدس پر بوسہ دینے لئے حاضر ہوا۔ جب صحن مسجد سے گذر کر سرہانے کی طرف حاضر ہوا تو وہاں ایک بزرگ سر کو جھکائے کھڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے گرد مجمع سر جھکائے کھڑا تھا۔ چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ تھی۔ اس بندۂ حقیر راقم کو خیال گزرا کہ حزب الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث حضرت ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں اور مریدین کے ہمراہ سلام عرض کررہے ہیں۔

راقم مجمع کو چیرتا ہوا جب ان بزرگ کے بالکل قریب پہنچا تو محسوس اور ادراک کیا کہ مزار پاک سے ایک ایسے

نور کا آپ پر ورد ہو رہا ہے جس میں آپ مدہوش و مستغرق محو نظارہ جمال کھڑے ہیں۔ آپ کے بالکل قریب ہوتے ہی وہی انوار اس بندۂ حقیر پر تقصیر راقم کے جسم پر بھی وارد ہو گئے۔ جسم یک دم روئی کے پھائے کی طرح ہلکا پھلکا ہو گیا۔ ہوش ہواس رخصت ہو گئے، سکر و جذب، محویت و استغراق طاری ہو گیا۔ لذت و کیفیت اگر اس حالت کی بیان کی جائے تو علمائے ظاہر فتنہ کھڑا کر دیں، راقم نہیں جانتا کہ آپ کے گرد جن مریدین اور شاگردوں کا مجمع تھا ان میں سے بھی کسی کو ان انوار و لذات کا ادراک تھا یا نہیں۔ لیکن یہ بندہ حقیر پر تقصیر چونکہ پہلے سے کچھ واقفیت رکھتا تھا۔ سمجھ چکا تھا کہ انتہائی بالائی مقام کا فیض ہے۔ اس لئے محو نظارہ جمال ہو کر لطف اندوز ہونے لگا۔ قلب پر رقت طاری ہو گئی۔ آنسو خود بخود ٹپک رہے تھے۔ جان و دل ایک عجیب و غریب نا قابل بیان لذت میں محو تھے۔ کافی دیر کے بعد وہ بزرگ اسی عالم میں آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔ یہ راقم بھی لرزاں و خیزاں ان کے پیچھے پیچھے صحن مسجد کی طرف چلا۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ حزب الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں تھے، بلکہ کوئی اور بزرگ تھے، ان شاگردوں میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ محدث اعظم حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد (رحمۃ اللہ علیہ) لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ آپ صحن مسجد میں تشریف لا کر مصلے پر بیٹھ گئے۔ راقم کو محلے کا ایک شخص نظر آیا۔ اس سے کہا کہ وہ مجھ کو گھر پہنچا دے، کیونکہ میری حالت خراب تھی۔ وہ تانگہ میں بٹھا کر گھر لے آیا۔ پھر یہ راقم آج تک دفتر نہیں گیا۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت بھی ختم ہو گئی۔

(شیخ محمد متین اپنی محویت اور انکشافات کا طویل ذکر کرتے ہیں، جس میں مختلف انوار اور ان کی کیفیات کا تفصیلی بیان ہے، یہ مقام اس تفصیل کا متحمل نہیں۔ اپنے شیخ طریقت کے حضور اسی محویت و مستی کی حالت میں حاضر ہوئے شیخ طریقت نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک اقتباس پڑھئے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مقام عالی کی بلندیوں کا تصور کیجیے)۔

''حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ڈال رہے تھے۔ ان کے طفیل آپ بھی نوازے گئے۔''

اس طویل واقعہ کے اختتام پر محمد متین نقشبندی مجددی اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ قارئین

وسامعین! حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے مراتب روحانی پر اس واقعہ کی روشنی میں غور فرمائیں۔ چونکہ آپ کا شغل ہر وقت تفسیر و حدیث پڑھانا تھا۔ اس کے علاوہ اور عبادات اوراد و وظائف بھی لازماً ادا فرماتے، اس لئے یہ حقیقت محمدی ﷺ آپ پر دائم اور ہر وقت وارد رہتی تھی اور ہر وقت محو نظارہ جمال رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عاشق رسول بھی مشہور تھے۔(۱)

﴿۴۴﴾

نبراس المحدثین عمدۃ العلماء العارفین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی شریعت مطہرہ کے احکام پر پابندی سے عمل کرنا ضرب المثل بن چکی ہے، حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مجبوریاں اگرچہ چاروں طرف سے گھیر لیں مگر آپ عزیمت کا کوہِ گراں ثابت ہوئے ہیں۔

ہماری شریعت میں تصویر بنانا، بنوانا یکساں ممنوع ہے۔ تصویر خواہ دستی ہو یا عکسی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اجلہ علماءِ کرام و مفتیانِ عظام کا یہی موقف ہے، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے زندگی بھر نہ تصویر بنوائی نہ بنانے پر رضا مند ہوئے۔ حتی کہ دو مرتبہ حج کے لئے پاسپورٹ بنوایا مگر ہر مرتبہ بغیر تصویر کے حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی عزیمت کا ایک واقعہ مولانا مفتی محمد ریاض الدین شیخ الجامعہ ریاض الاسلام اٹک بیان کرتے ہیں۔ عزیمت کے اس واقعہ میں آپ کی کرامت بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بانی جامعہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس چھوہر دربار میں منعقد ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز بھی عرس میں مدعو تھے۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب (سابق صدر المدرسین جامعہ ہری پور) تقریر فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز قریب ہی جلوہ افروز تھے۔ محمد رفیق نامی ایک فوٹو گرافر آپ کی تصویر بنانے کے لئے کیمرہ لے کر آگے بڑھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ ''اسے منع کر دو''

فوٹو لینے سے روک دیا گیا مگر وہ دوبارہ موقع پا کر فوٹو لینے کی تیاری میں مصروف نظر آیا، آپ نے سختی سے اسے

(۱) قلمی یادداشت شیخ محمد متین مجددی، مصطفیٰ آباد۔ لاہور، محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

منع کر دیا۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب نے دوران تقریر اسے سختی سے روک دیا کہ وہ آپ کی تصویر نہ بنائے۔ فوٹو گرافر نے تیسری مرتبہ آپ کی تصویر بنانے کی کوشش کی اور کیمرہ کو تصویر بنانے کے لئے مکمل تیار کر لیا۔ مگر یک لخت اس کے کیمرے کا شیشہ ٹوٹ گیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''منع جو کیا تھا''

آپ کی عزیمت نے اس کو لاعلمی میں بھی فوٹو بنانے سے روک دیا۔ (۱)

﴿۴۵﴾

مولانا مفتی محمد اسلم دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد اپنے ایک تحریری بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ مولانا عبدالغفور خطیب سندھیلیانوالی کے اصرار پر وہاں تدریس کی خاطر جانے کے لئے اپنے اس موجودہ منصب سے استعفاد دے دیا اور سندھیلیانوالی چلا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد جب اپنے اہل وعیال کو لے جانے کے لئے واپس آیا تو نمازیوں اور محلہ داروں نے مجھے مجبور کیا کہ وہ میرے سندھیلیانوالی جانے کے لئے راضی نہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ سابقہ حیثیت سے یہاں کام کرتے رہیں۔ جب معاملہ مسجد کے متولی تک پہنچا تو اس نے میرا وہاں بحال ہونا نامنظور کر دیا۔ بلکہ مخالفت کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ سے استعانت کا طالب ہوا۔

اہل محلہ حضور نبراس المحدثین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت عرض کی، آپ نے میری دوبارہ تقرری کو منظور فرمایا لیکن متولی مسجد نے سخت مخالفت کی اور کہنے لگا کہ آپ نے خود استعفیٰ دیا تھا اور اب آپ کی جگہ متبادل انتظام ہو چکا ہے۔ آپ کا دوبارہ تقرر اس مسجد میں ممکن نہیں۔

اس کے بعد متولی مذکور نے اپنی بات پالنے کے لئے نمازیوں اور محلہ داروں کی منت سماجت شروع کر دی۔ لوگوں کو ورغلانے کے حیلے شروع کر دیئے۔ کہتا کہ اب تک بیسیوں مولوی صاحبان تبدیل ہو چکے ہیں، انہیں بھی اگر تبدیل کر دیا جائے تو کیا حرج ہے۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد ریاض الدین اٹک، محررہ ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

مولانا مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس تازہ صورت کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے حضور پیش کر کے اپنے بارے فیصلہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ''جاؤ مولانا! تم ہی رہو گے۔''

آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ متولی مسجد کی سب کوششیں رائیگاں گئیں، آخر کار مسجد کا حساب کتاب چھوڑ گیا جو بعد میں کچھ عرصہ کے لئے میں نے سنبھال لیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامات کی۔

جو بات تیرے منہ سے نکلی ہو کے رہی۔ (۱)

﴿۴۶﴾

مولانا محمد اسلم رضوی مذکور لکھتے ہیں کہ ۱۳۷۴ھ میں بلدیہ فیصل آباد کا چیئرمین اہل سنت و جماعت کی بڑھتی ہوئی شان وشوکت جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر وترقی کا مخالف تھا۔ اپنی بدنیتی کے ہاتھوں مجبور ہو کر بار ہا ڈی۔ سی۔ کے دروازے تک حاضری دیتا رہا۔ آخر کار ڈی۔ سی ایک دن چیئرمین کو لے کر جامعہ رضویہ کے دروازہ پر پہنچا اور پوچھنے لگا کون صاحب انچارج ہیں، ایک خادم نے بڑھ کر کہا کیا کام ہے؟ کہنے لگا، آپ نقشہ کے مطابق چاردیواری قائم رکھیں۔ آگے تجاوز نہ کریں۔

اس کے بعد چیئرمین اے۔ ڈی۔ ایم کو لے کر سنی رضوی جامع مسجد کی طرف گیا اور مسجد کی تعمیر رکوانے کے لئے حیلے بہانے کرنے لگا۔ اے۔ ڈی۔ ایم نے فیتہ سے جگہ کی پیائش کی اور کہنے لگا، اس سے آگے چاردیواری نہ بڑھائی جائے۔ بلدیہ کا چیئرمین مسجد کی مخالفت میں کہنے لگا، اگر یہاں مارکیٹ بن جائے تو بہت اچھی چل سکتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے فیضان کا یہ اثر ہوا کہ اے۔ ڈی۔ ایم کہنے لگا۔

جب لائل پور کی پانچ لاکھ آبادی یہاں مسجد چاہتی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بلدیہ کا چیئرمین اپنے ناپاک

(۱) قلمی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

منصوبوں میں ناکام رہا اور جامعہ رضویہ اور سنی رضوی جامع مسجد اپنی آب وتاب سے آج بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کے گھروں میں بہت کم تشریف لے جاتے اور اگر کسی کا اصرار بڑھتا تو اس کے گھر میں تھوڑا سا قیام فرما کر دعائے خیر کے بعد واپس آجاتے، زیادہ دیر قیام فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ فیصل آباد کے قریب ٹوانہ گاؤں موجودہ نام سہگل آباد کے ایک مرید کے اصرار پر اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ اور چند عقیدت مند اور بھی تھے۔

جب گاؤں کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ سامنے راستہ میں ایک خونخوار ''بولی'' کتا بیٹھا ہے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ راستہ بدل لیا جائے تاکہ یہ کتا کسی پریشانی کا باعث نہ بنے۔ آپ نے فرمایا۔

''ارے بندۂ خدا! یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ان شاء اللہ''

چنانچہ آپ نے اپنا سفر جاری رکھا، کتے نے جب آپ کی نورانی صورت دیکھی تو دوڑتا ہوا آپ کی طرف آیا اور اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ گویا اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے سر جھکا لیا۔

حاضرین نے یہ دیکھ کر یقین کر لیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی عظمت کے سامنے جانور بھی جھک جاتے ہیں۔(۱)

﴿۴۷﴾

ماسٹر مشتاق احمد قادری مدرس گورنمنٹ مڈل سکول ۵۶۹ گ۔ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں چودھری محمد باقر ساکن چک ۶۴۷ گ۔ب کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا نورانی بیان ہوا اور احباب سے ملاقات بھی ہوئی۔ راستہ میں چودھری محمد شریف کے بھائی چودھ

(۱) قلمی یادداشت محمد اشرف اظہر پاک بحریہ، کراچی، محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان

محمد یٰسین کا رقبہ آیا۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ رقبہ بنجر ہے، بلندی ہونے کے باعث نہری پانی اسے سیراب نہیں کرتا، آپ نے ان کے لئے دعا خیر و برکت فرمائی۔ اسی سال گورنمنٹ کی ٹیوب ویل سکیم منظوری ہوئی۔ اور ٹیوب ویل انہی کے رقبہ میں لگا۔ اب اس کی پیداوار دیگر آباد اور زیر کاشت رقبوں سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ احباب آج بھی اپنی کاشت اور زمین کی زرخیزی کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت سمجھتے ہیں۔(۱)

﴿۴۸﴾

صوفی عبدالرحمٰن قادری رضوی ساکن چک ۲۲۲ (چک نمبر ۲۲۲ گھوڑیانوالہ) ضلع جھنگ صدر اپنے ایک تاریخی بیان میں لکھتے ہیں کہ ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس جلسہ میں مولانا احمد بخش ضیائی، مولانا حافظ احسان الحق مدرس جامعہ رضویہ، مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی بھی تشریف لائے۔ ان حضرات نے مذہب حق کی حقانیت اور فرق باطلہ کی تردید میں خوب تقاریر فرمائیں۔ بعد ازاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے اپنا نورانی بیان فرمایا، آپ کے روحانی اور علمی بیان کو حاضرین نہایت توجہ اور شوق سے سن رہے تھے، ماسوائے تقریر کے ہر طرف خاموشی تھی۔ اچانک گاؤں کے ایک طرف کھیتوں میں شور شروع ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ گاؤں کے نمبردار سوہنا خاں گندم کے کھلیان میں کسی نے آگ لگا دی ہے۔ جس سے اس کی گندم جل گئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' مسلمانو! خاموشی سے بیان سنو۔ جن صاحب کا نقصان ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ عطا فرمائے گا۔''

حاضرین خاموش ہو گئے۔ آپ کا بیان دو گھنٹے جاری رہا۔ اس کے بعد صلوٰۃ سلام پڑھا گیا۔ جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے تو کسی نے عرض کی حضور! چور کا پتہ ضرور لگنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر مشتاق احمد قادری، محررہ، ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

''ان شاء اللہ العزیز چور کا پتہ چل جائے گا۔''

جلسہ کے بعد ابھی آپ وہیں تھے کہ آپ کو بتایا گیا کہ اصل چور کا پتہ چل گیا ہے، مجرم نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا ہے۔ اس طرح بطور تاوان اس نے گندم کی قیمت سے زیادہ رقم ادا کرنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ ضمانت پر اس مجرم کو چھوڑ دیا گیا۔ یہ واقعہ مئی ۱۹۶۱ء کا ہے۔

اس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت ظاہر ہوئی۔ (۱)

﴿۴۹﴾

صوفی عبدالرحمٰن قادری مذکور اپنے دوست حضور محمد ابن حاجی اللہ دین مقیم نواں شہر جھنگ صدر کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی ایک اور کرامت بیان کرتے ہیں۔ حضور محمد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ دورۂ حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ تدریس سے فراغت کے بعد آپ نے باہر سے آئے ہوئے احباب کو شرف باریابی سے مشرف فرمایا۔ ہر ایک کی خیریت دریافت فرمائی اور ان کی حاجات کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ حضور محمد بیان کرتے ہیں کہ بڑی جرات کرکے اپنا مدعا عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے اور اسی حمل سے عطا فرمائے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز یہ سوال سن کر مسکرا دیئے۔ کیونکہ میں دیہاتی تھا اور مانگنے کا صحیح ڈھنگ نہ جانتا تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے توقف فرمایا پھر آپ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ، حضور پُرنور ﷺ کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ سے آپ کو اسی حمل سے بیٹا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام محمد رمضان رکھنا اور وہ حافظ قرآن ہوگا۔''

ایک عرصہ بعد حضور محمد اپنے دوست صوفی عبدالرحمٰن کو ملا، اور بتایا کہ ماشاء اللہ محمد رمضان اب قرآن مجید حفظ کرتا

(۱) قلمی یادداشت صوفی عبدالرحمٰن قادری چک نمبر ۲۲۲ ضلع جھنگ صدر، محررہ ۱۳۹۴ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

ہے۔ اور پانچواں پارہ یاد کر رہا ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت سے محمد رمضان اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کے حافظ بنے۔ (۱)

﴿۵۰﴾

محمد فاروق حنفی غلہ منڈی چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں میرے ناخن کسی موذی مرض سے سیاہ ہوگئے، نیز ناخنوں سے گوشت علیحدہ ہوگیا۔ اس کے لئے مروجہ تمام طریقہ ہائے علاج ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی اور یونانی معالجین سے علاج کروایا۔ کئی صاحبوں سے تعویذ کروائے، دم کروائے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ امید کی کوئی کرن نظر نہ آرہی تھی۔ ایک روز بندہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت محدث اعظم قدس سرہ کے حضور ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ دوران گفتگو بیماری کی بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

''حکیم عمر دین صاحب بھوانہ بازار والوں سے دوائی لیں''

اس کے بعد خود دم فرمایا۔ حکیم صاحب میری نگاہ میں ایسے حاذق طبیب نہ تھے۔ لیکن آپ کے ارشاد کے مطابق ان کا علاج شروع کردیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ حضرت نے ان سے علاج کیسے شروع کروادیا۔ اس دوران آپ دم بھی فرماتے رہے۔ بالآخر مجھے مکمل آرام آگیا میرا مرض جاتا رہا آخر عقدہ یہ کھلا کہ مجھے آرام تو آپ کی دواؤں سے آگیا ہے مگر آپ نے کمال اخفائے حال کے پیش نظر بظاہر طبیب کے علاج کا مشورہ دیا۔ (۲)

﴿۵۱﴾

صوفی احمد دین، مکان نمبر ۹۰۵ محلہ ہزاریاں بیرون دہلی گیٹ ملتان اپنے مکتوب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی چند کرامات تحریر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۲ھ/۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء کو میں فیصل آباد جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دارالافتاء میں مجھے اور سیال شریف سے آئے ہوئے ایک

(۱) قلمی یادداشت صوفی عبدالرحمٰن قادری ، چک نمبر ۲۲۲، ضلع جھنگ صدر

(۲) قلمی یادداشت محمد فاروق حنفی چک جھمرہ، محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

اور مہمان کو کھانا کھلایا گیا۔کھانے میں گوشت اور روٹی تھی ۔کھانے کے دوران میں نے خیال کیا کہ آج اگر میں گھر ہوتا تو حلوہ ضرور کھاتا۔کھانا کھانے کے بعد میں خاموشی سے بازار چلا گیا اور ایک ہوٹل سے حلوہ کھایا۔جب واپس آیا تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سامنے موجود تھے۔آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کہاں گئے تھے؟

اب میرے لئے بتانا انتہائی مشکل ہو گیا۔اگر سچ کہتا ہوں تو ندامت ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولتا ہوں تو آپ کی نگاہ بصیرت میرا پول کھول دیتی ہے۔اس حیرانی میں میں نے بات بنانے کے انداز میں عرض کیا،حضرت اخبار پڑھنے بازار گیا تھا۔آپ نے میرا بازو پکڑا اور اپنے حجرہ مبارکہ میں بٹھایا اور حلوہ کی ایک پلیٹ عطا فرمائی اور ساتھ ہی مجھے نصیحت آمیز انداز میں فرمایا، یونہی بازار میں گھومنا پھرنا مناسب نہیں۔اب مجھے بڑی ندامت ہو رہی تھی کہ تو کتنا حریص ہے کہ آستانہ عالیہ کے عمدہ اور نفیس کھانے پر کیوں اکتفا نہ کیا،مگر ساتھ ہی تعجب ہو رہا تھا کہ میرے دل کی حرکات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے مخفی نہیں۔(۱)

﴿۵۲﴾

نائب صوبیدار (ریٹائرڈ) مختار احمد قادری رضوی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ مولانا محمد انور قادری رضوی خطیب لاہور چھاؤنی کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی ایک عجیب کرامت کا حال بیان کرتے ہیں ۔اگرچہ کرامت کا صدور غیر عادی امور اور عقل کی رسائی سے بالاتر ہوتا ہے،تاہم اس نوعیت کی کرامات کا وقوع اولیائے سابقین سے ہو چکا ہے۔

مولانا محمد انور قادری بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے دوران ان کے ذمہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کو بوقت سحر وضو کرانا تھا۔حسبِ معمول ایک سحر کو جب وہ آپ کے کمرے میں داخل ہوئے تو انتہائی خوفناک منظر سے دوچار ہوئے۔دیکھا کہ آپ کے وجود مسعود کے اعضاء جسمانی بکھرے ہوئے ہیں۔یہ منظر دیکھ کر نہایت تعجب اور خوف کے مارے کمرے سے باہر آنے ہی والے تھے کہ کسی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا،ٹھہر جاؤ، میں نے

(۱) قلمی یادداشت صوفی احمد دین، ملتان۔محررہ ۱۳۹۴ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

جب مڑ کر دیکھا تو کندھے پر ہاتھ رکھنے والے خود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز تھے۔آپ نے تبسم کناں ہو کر مجھے تسلی دی جس سے میرا خوف دور ہو گیا۔(۱)

﴿۵۳﴾

مولانا محمد انور موصوف نے بیان کیا ہے۔ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ کی حاضری کے لئے لاہور حاضر ہوا۔(غالباً یہ واقعہ آپ کی علالت اور نقاہت کے ایام کا ہے)دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے صحن سے باہر ایک اجنبی بزرگ حضرت سے بغل گیر ہوئے،جن کا نورانی چہرہ نہایت تاباں تھا۔بغل گیر ہونے کے بعد آپ وہیں سے واپس اسٹیشن کی طرف روانہ ہونے لگے میں نے ہمت اور جرأت کر کے عرض کیا کہ حضور! مزارِ پُر انوار پر حاضری......؟

آپ نے فرمایا۔

''جن سے ہم نے ملنا تھا ان سے ملاقات ہو گئی ہے۔''

☆☆☆☆

سرورِ کون و مکاں،نورِ رب جناں،باعث مکان ولامکاں،رحمت عالمیاں،باعث تخلیق جہاں سرورِ قلب وجاں، شفیع مجرماں،تسکین مریضاں،مختار دوجہان،امام مرسلاں،راحت قدسیاں،آقا و مولا حور وغلماں،حضور پرنور شافع یوم النشور سید عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے معجزات کریمہ میں برکت طعام کا معجزہ بارہا رونما ہوا۔قلیل کھانے میں کثیر برکات رونما ہوئیں۔ارباب سیر نے ان معجزات کو قوی اور صحیح اسناد سے کتب سیر میں جمع کیا ہے۔

سرکار سرِّ ہر کار سرور انبیاء علیہم السلام کی کامل اتباع سے کھانے میں غیر معمولی برکت کے واقعات بطور کرامت اولیائے کاملین کی مبارک زندگیوں میں بھی ان کی برکتوں سے ظاہر ہوئے۔ایسی ہی بے شمار کرامتیں سید المحدثین

(۱) قلمی روایت نائب صوبیدار مختار احمد، سانگلہ ہل، محررہ ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی حیات مبارکہ میں بھی ظاہر ہوئیں۔اسی نوعیت کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

﴿۵۴﴾

جناب مختار احمد قادری رضوی ، سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز میری شادی کی تقریب میں سانگلہ ہل جلوہ افروز ہوئے۔نکاح خوانی مولانا محمد عنایت اللہ خطیب سانگلہ ہل نے کی۔انہوں نے نکاح خوانی میں لڑکی کا نام پوچھا۔اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے مسئلہ ارشاد فرمایا۔

لڑکی کا نام پوچھنے یا نام لینے کی ضرورت نہیں۔اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ فلاں صاحب کی بڑی یا منجھلی لڑکی وغیرہ

شادی کی تقریب میں بلائے ہوئے مہمانوں کے علاوہ علاقہ بھر کے عقیدت مند حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کے لئے امڈ آئے۔

زائرین کی کثرت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ صحن اور گلی میں جگہ پُر ہوجانے کی باعث لوگ چھتوں پر چڑھ گئے تھے۔خطرہ تھا کہ کہیں چھت ہی نہ گرجائے ، یہ خطرہ بھی ٹل گیا، اب دوسرا خطرہ یہ تھا کہ کھانا تو مدعوین کی تعداد کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔اب یہ کثیر تعداد کو کس طرح کفایت کرے گا۔مگر مدعوین اور زائرین کے کھانا کھاچکنے کے بعد معلوم ہوا کہ کھانا تو ابھی خاصی مقدار میں بچ گیا ہے۔سبحان اللہ! یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی برکتوں سے قلیل کھانے میں کثیر برکت پیدا ہوگئی۔(۱)

﴿۵۵﴾

صوفی محمد لطیف ولد گلاب دین، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ب سدھو پورہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کو کھانے کی دعوت دی۔حسبِ وعدہ آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے۔میں نے اندازاً چھ آدمیوں کا کھانا تیار کروا رکھا تھا۔مگر آپ کی آمد کا سن کر عقیدت مند جمع ہوئے۔میں نے کھانے کے انتظام اور آدمیوں کی کثرت کے باعث اپنے قلبی خطرات کا اظہار آپ سے کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) قلمی یادداشت جناب مختار احمد قادری، سانگلہ ہل، محررہ ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ ، فیصل آباد

"گھبرائیں نہیں۔اللہ سبحانہٗ کا نام لے کر کھانا شروع کردیں"۔

جب کھانا شروع کیا تو اس وقت چالیس آدمی موجود تھے۔سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔جب سب حاضرین کھانا کھاچکے تو دیکھا کہ ابھی کھانا بچ گیا ہے۔اس کے بعد وہی کھانا گھر والوں کے لئے کافی تھا۔ (۱)

﴿۵۶﴾

موصوف صوفی محمد لطیف بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ہماری بھینس آٹھ سیر دودھ دیتی تھی، جس سے ہم لسی وغیرہ بنالیتے تھے۔مگر اس دعوت کے موقعہ پر چھ سیر دودھ مہمانوں کی خدمت میں صرف ہوا۔صرف دو سیر دودھ بچا جس سے دہی بنایا گیا۔صبح کو جب میری بیوی نے لسی تیار کی اور مکھن نکالا تو حیران ہوگئی کہ دو سیر دہی سے آج اتنا ہی مکھن نکل آیا ہے، جتنا اس سے پہلے آٹھ سیر دودھ سے نکلتا تھا۔یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت تھی۔(۲)

﴿۵۷﴾

لاہور میں حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے مزار پر انوار کی حاضری کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کثرت سے حاضر ہوتے۔بعض احباب فیصل آباد سے ہمراہ ہوتے۔ایک مرتبہ کی حاضری کے موقعہ پر صوفی عمر دراز قادری پرانی غلہ منڈی فیصل آباد ساتھ تھے۔وہی بیان کرتے ہیں کہ حاضری کے بعد حسب معمول آپ صحن میں جلوہ افروز ہوئے ، زائرین کی ایک تعداد آپ کے گرد جمع ہوگئی۔آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت کررہی تھی۔ساتھ ہی مسائل بیان ہورہے تھے کہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مجاور تشریف لائے۔انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی۔گھر میں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔آپ نے فرمایا۔

"کچھ احباب لائل پور سے میرے ساتھ آئے ہیں اور کچھ دوست یہاں اور بھی موجود ہیں۔ان کو چھوڑ کر اکیلا کھانے کے لئے کیسے چلا جاؤں"۔

(۱) قلمی یادداشت صوفی محمد لطیف، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ب محررہ ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ۔فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت صوفی محمد لطیف، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ب محررہ ۱۳۹۳ھ مخزونہ جامعہ رضویہ۔فیصل آباد

انہوں نے عرض کیا۔

''حضور! میں نے آپ کی دعوت کی ہے۔ آپ اپنی مرضی سے جتنے احباب کو ساتھ لے چلیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ حقیقت میں آپ ہی کا بندوبست ہے۔''

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہمراہ پندرہ سولہ آدمی بھی تھے۔ جب ان کے مکان پر پہنچے تو آپ نے کھانے پر دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد وہی قلیل کھانا حاضرین کے لئے کافی ہوگیا، بلکہ آپ کی برکت سے وہ کھانا بچ بھی گیا۔(۱)

﴿۵۸﴾

مولانا غلام رسول رضوی شارح بخاری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔ کہ طالب علمی کے دور میں حضور پرنور ﷺ کی نورانیت کے مسئلہ میں مجھے یک گونہ تشویش رہتی تھی۔ ذہن عقلی دلائل کی طرف راغب تھا۔ حضرات علمائے کرام کے بیان کردہ دلائل سے تسکین نہ ہو رہی تھی۔ ایک شب میں نے خواب میں حضور امام الانبیاء ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ساتھ وسیع میدان میں کھڑے دیکھا۔ اس اثناء میں خاموشی کا عالم تھا۔ اچانک ایک غیر متعارف شخص کو دیکھا کہ وہ بلند آواز میں کلام کر رہا ہے۔ تینوں حضرات آسمان میں مغرب کی سمت جاتے ہوئے چمکتے نظر آئے۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ آگے آگے چودھویں رات کے بے غبار چاند سے زیادہ منور نظر آرہے تھے۔

یہ سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بین کرامت تھی کہ مسئلہ نورانیت مصطفی ﷺ کے بارے میں میری عقلی تشویش کو عینی مشاہدہ کروا کر دور فرمادیا۔ اس کے بعد اس مسئلہ میں نقلی اور عقلی دلائل اور براہین ساطعہ سے قلب مطمئن ہوگیا۔

''ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ'' (۲)

---

(۱) قلمی یادداشت صوفی محمد عمر دراز، فیصل آباد۔ محررہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

(۲) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول فیصل آباد۔ محررہ ۱۳۹۴ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

﴿۵۹﴾

موصوف مولانا غلام رسول اپنے تحریری بیان میں لکھتے ہیں کہ حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُرملال کے بعد مجھے لاہور سے لائل پور منتقل ہونا پڑا۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں حدیث شریف صحاح ستہ کی تدریس میرے سپرد ہوئی۔ ان دنوں جامعہ رضویہ کے مہتمم وصدر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول چھوٹی عمر کے باوجود حوادث سے دوچار تھے۔ معتبر ہوائیں فضا کو مکدر بنا رہی تھیں، اغیار کی مخالفت اور اپنوں کی چیرہ دستیوں سے آپ کے قویٰ مضمحل ہو رہے تھے۔ ہرسو پریشانی ہی پریشانی نظر آتی تھی۔ مستقبل مخدوش ہو رہا تھا۔ ان ایام میں مجھے سرور کائنات راحت قلب وسینہ سرکار مدینہ ﷺ کے ہمراہ سیدی محدث اعظم قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ خاموش تشریف فرما تھے۔ گفتگو حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔

''فضل رسول کا کیا حال ہے۔'' میں نے کچھ موجود پریشانی کا ذکر کیا۔

اس خواب کے بعد جلد ہی حالات تبدیل ہونے لگے۔ خوشگوار انقلاب آیا اور تمام راہیں ہموار ہوگئیں۔ مخالفتیں دب گئیں اور اطمینان نصیب ہوا۔

حضور سیدی محدث اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد کے یہ تصرفات اور اپنوں کی دستگیری آپ کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔

﴿۶۰﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے روبرو اگر کوئی شخص آپ کی کوئی کرامت بیان کرتا تو آپ اس پر مباہات نہ فرماتے بلکہ تبسم فرما کر اس کا کوئی محل بیان فرما دیتے۔ جس سے حاضرین کوئی تعبیر سمجھ لیتے۔

اسی نوعیت کی ایک کرامت اور اس کی تعبیر مولانا غلام رسول رضوی فیصل آباد بیان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ خواب میں میں نے دیکھا کہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دار الکتب میں چار زانوں تشریف

فرما ہیں اور سرورِ کائنات باعث کون ومکاں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ آپ کی گود میں سر مبارک رکھے آرام فرما رہے ہیں۔ سیدی محدث اعظم آپ کی پیاری پیاری آنکھوں میں سلائی سرمہ سے سرمہ لگا رہے ہیں۔ میں نے اس مبارک خواب کو کسی وقت ذکر کیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل وکرم سے سرورِ کائنات ﷺ کو ہمارے ہاتھوں ٹھنڈک پہنچتی ہے ہماری دینی خدمات سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور آپ ﷺ کو ہم سے راحت ملتی ہے۔(۱)

﴿۶۱﴾

اولیاء اللہ کی کرامت سے بگڑی بنتی ہے، بنی ہوئی سنورتی ہے اور بعض اوقات اس کے ثمرات سے ایک جہاں بہرہ ور ہوتا ہے۔ اسی نوعیت کی کرامات سے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کا قیام ہے۔ اب یہ مدرسہ اپنی تعلیمی اور اشاعتی خدمات میں برصغیر کے نمایاں مدرسوں میں شمار ہوتا ہے۔ اتفاق سے اس کی بنیاد سے لے کر آج تک آپ کے تلامذہ نے اس کی علمی اور تدریسی خدمات نے سب سے زیادہ حصہ لیا، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ مدرسہ آپ کے فیضان علمی کا وارث اور مظہر ہے تو بجا ہوگا، اس مدرسے کی بنیاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی کرامت ہے۔ جسے مولانا علامہ غلام رسول رضوی بانی و مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ یوں بیان کرتے ہیں۔

میں لاہور میں دار العلوم حزب الاحناف میں مدرس تھا۔ اس وقت یہ مدرسہ اندرون دہلی دروازہ تھا۔ اور وہیں کرایہ کے ایک مکان میں میری اقامت تھی۔ ان دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز، حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پرانوار پر فاتحہ کے لئے آئے۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر سٹیشن کی طرف تانگہ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب لوہاری دروازہ کے قریب سے گزرے تو فرمایا۔

''یہاں ایک رضوی مدرسہ بڑا موزوں ہے۔''

میں نے سنا تو سہی مگر چنداں التفات نہ کی۔ کیونکہ اس علاقہ میں نہ تو میں امام وخطیب تھا، نہ رہائش کا کوئی انتظام، اس علاقہ کے کسی شخص سے تعارف بھی نہ تھا۔ میرے لئے اس علاقہ میں سوائے اجنبیت کے اور کچھ نہ تھا، ان اسباب کی بنا پر آپ کے فرمان پر میں پوری سنجیدگی سے غور نہ کر سکا۔

(۱) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد، محررہ ۱۳۹۴ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

اتفاق سے چند روز بعد اندرون لوہاری دروازہ محلّہ خراسیاں کی جامع مسجد کی امامت وخطابت میرے سپرد ہوئی۔ اس مسجد کے جنوب میں ایک متروکہ جگہ بے کار پڑی تھی۔ حضرت موصوف کے ارشاد اور اشارہ پر عنکبوت نسیاں جالا تن چکی تھی۔ ایک شب خواب میں حضور امام الانبیاء ﷺ کو اس متروکہ جگہ تشریف فرما دیکھا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کے عقب میں متواضع دیکھا۔ اسی ویران جگہ کے ایک حصہ میں کسی دوسرے موقعہ پر سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ عربی میں اپنے آپ کو گفتگو کرتے دیکھا۔ اس اثناء میں بھی قطعاً مدرسہ کا خیال نہ آیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ خیال آیا کہ یہاں دینی مدرسہ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ارادہ مصمم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسباب بھی مہیا فرما دیئے اور معمولی مزاحمت کے بعد غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ویران جگہ علمی مرکز میں تبدیل ہو کر جامعہ نظامیہ رضویہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ گذشتہ حالات اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں یہ عقدہ حل ہوا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ آپ کی غیر فانی کرامت ہے۔(۱)

﴿۶۲﴾

جناب مختار احمد قادری رضوی سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ اپنے ایک مشاہدہ کو بیان کرتے ہیں جس میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی حاضر جوابی کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی کرامت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف نمایاں ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز دورۂ حدیث پڑھا رہے تھے۔ بندہ بھی وہاں حاضر تھا۔ حضور نے دوران دورۂ حدیث فرمایا۔

''ایک مرتبہ ایک مجلس میں کچھ دیوبندی ''مالوی'' آ گئے (مالوہ، بھارت کا ایک شہر ہے اس کی طرف نسبت کے حوالے سے آپ دیوبندی مولویوں کو مالوی کہا کرتے تھے۔) ان میں ایک مالوی نے صف کا تنکا توڑا اور پھر اس کے بھی ٹکڑے کر دیئے۔ ان ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا پکڑ کر وہ میرے سامنے کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ کیا حضور ﷺ کو اس کا بھی علم ہے؟''

(۱) قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد، مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

گویا وہ اپنے طور پر حضور انور عالم ما کان وما یکون ﷺ کے علم وسیع پر اعتراض کر رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ یہ سوال سن کر مجھے کچھ توقف ہوا کہ ایسا سوال اس سے پہلے میرے سامنے نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ' کی طرف توجہ کی۔ آپ کی برکت اور تصرف سے میرے دل میں معاً یہ القا ہوا کہ اس مالوی سے یہ پوچھو کہ اس تنکے کو حضور نبی اکرم ﷺ کا علم ہے یا نہیں۔

میں نے ایسا ہی الزامی اعتراض اس پر قائم کیا۔ تو وہ مبہوت ہوگیا۔ نہایت شرمندہ ہو کر اٹھ گیا۔ (۱)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کی طرف توجہ کرنے پر جو مفہوم آپ کے دل میں القا ہوا وہ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ

''سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے دنیا کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں''

حدیث مبارک کے کلمات یوں ہیں۔

''قَالَ مَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ شَیْءٌ اِلَّایَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّاعَاصِی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ'' (۲)

﴿۶۳﴾

مولانا فیض احمد قادری، منڈی فتح پور تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں۔ اس کرامت کا ظہور آپ کے وصال کے بعد ہوا۔ چونکہ اس کا تعلق ایک حدیث شریف کے کلمات سے متعلق ہے اس لئے بڑی دلچسپ اور لطیف ہے۔ مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں جامع مسجد چوک اعظم کے متصل ایک کمرے میں موجود تھا۔ میرے پاس ڈاکٹر نور محمد صدر انجمن فدایان رسول ﷺ چوک اعظم، موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند اور پابند شرع ہیں، ان کے پاس ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان کا نام یاد نہیں رہا۔ البتہ ان کو سیکرٹری صاحب کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چونکہ محدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ظاہری

(۱) قلمی یادداشت مختار احمد رضوی سانگلہ ہل۔ محررہ ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

(۲) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفےٰ ﷺ جلد اول، ص ۳۱۲

زندگی میں آپ کی زیارت نہ کرسکے۔ آپ کے وصال کے بعد لائل پور جانے کا اتفاق ہوا اور مزار پر انوار کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان دنوں اخبارات میں ایک بحث چل رہی تھی کہ ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْبِالصِّیْنِ'' حدیث نہیں۔ میرے ایک ساتھی جن کو کشف قبور حاصل تھا، ہمراہ تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ محدث اعظم کے حضور حاضر ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں ان سے دریافت کرو کہ مراقبہ میں ان کو حضرت محدث اعظم نے بتایا کہ یہ حدیث ہے لیکن قدرے الفاظ میں تبدیلی ہے، میں نے دوبارہ کہا کہ حضرت سے دریافت کریں کہ حدیث کے اصل کلمات کیا ہیں۔ آپ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا کہ چونکہ محدثین نے یہ کلمات ویسے ہی بیان کئے ہیں ان کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ الفاظ نہیں بتائے۔ (۱)

﴿۶۴﴾

مولانا فیض احمد قادری بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں پیپلز کالونی، اے بلاک، فیصل آباد کی قادری مسجد میں خطیب تھا۔ یہ وہی ایام ہیں جن میں حضرت محدث اعظم قدس سرہ' علیل تھے۔ ناچیز ایک روز زیارت کے لئے آپ کی رہائش پر حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ میں درسی کتاب نور الانوار تھی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ کتاب میں نے دوبارہ پڑھنی شروع کر رکھی تھی تاکہ درسی کتابوں کی تدریس آسان ہوجائے۔ حضرت محدث اعظم قدس سرہٗ نے دریافت فرمایا۔

''آج کل کیا کرتے ہو۔''

عرض کیا حضور پڑھتا ہوں۔

ارشاد فرمایا۔

''ارے بندۂ خدا! پڑھاؤ''

میں نے دل میں یہ خیال کیا کہ حضرت صاحب ایسے ہی فرما دیتے ہیں۔ مجھ میں پڑھانے کی استعداد کہاں لیکن

(۱) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور، محررہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

آپ کے ارشاد ''پڑھاؤ'' کا یہ اثر اور تصرف ہوا کہ جو کتابیں پڑھی تھیں اور ان کے پڑھانے کی استعداد نہ تھی، پڑھانے کی استعداد آ گئی۔ اب علاقہ تھل فتح پور میں دارالعلوم حسینیہ رضویہ ادارہ قائم کیا ہے اس میں تدریس کا کام بھی کرتا ہوں۔ (۱)

﴿۶۵﴾

یہی مولانا فیض احمد اپنی طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ بعطائے الٰہی آئندہ کے حالات سے باخبر تھے۔ اور اشارات و کنایات میں دوسروں کو بھی خبردار کرتے۔ مولانا موصوف کا بیان اس طرح ہے کہ جن دنوں بندہ مشکوٰۃ شریف، ملاحسن اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھتا تھا، حضور آقائے نعمت سیدی و مرشدی قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے مجھے بلایا اور فرمایا۔

''کیا پڑھتے ہو؟

میں نے مشکوٰۃ شریف کا نام لیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔

''دورہ حدیث میں شامل ہو جاؤ، مشکوٰۃ شریف کی حدیثیں صحاح ستہ میں آ جائیں گی۔ اور فنون کی دوسری کتابیں بعد میں نکال لینا۔''

میں دورہ حدیث میں شامل ہو گیا۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ آخری دورۂ حدیث تھا جو حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ آپ نے مجھے اس آخری دورہ میں شامل فرما کر حسرتوں سے نجات دی۔ ورنہ ساری عمر اس دورہ حدیث میں شامل ہونے کی حسرتیں تڑپاتیں۔ (۲)

﴿۶۶﴾

ماسٹر غلام یٰسین، پکا کھوہ، فیصل آباد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز سے اپنی بیعت کا واقعہ یوں سناتے ہیں

(۱) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور لیہ، محررہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد
(۲) قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور لیہ، محررہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

کہ ۱۹۵۲ء میں جب میں محکمہ بجلی میں ملازم ہو کر لائل پور متعین ہوا۔ جمعہ کی نماز اکثر کچہری بازار والی مسجد میں ادا کرتا تھا۔ بعد میں ایک دوست کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ العزیز کی تقریر پر تنویر سنی۔ عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا بیان سن کر دل کی یہ کیفیت ہوگئی کہ آئندہ کے لئے آپ کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی محبت دل میں بڑھتی گئی۔ جمعہ کے علاوہ گاہے گاہے بعد عصر مجلس عام میں حاضر ہونے لگا۔ لیکن ابھی تک مکمل تعارف نہ کروا سکا۔

اتفاق سے ان دنوں ہمارے دفتر واقع گجر بستی میں شاہی مسجد میں پانی سپلائی کے لئے بجلی کی موٹر کا کنکشن لاہور سے منظور ہو کر آیا۔ اس منظوری کو لے کر میں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت مسکرائے تعارف ہوا۔ اب روزانہ حاضری کی نوبت آ گئی۔ مگر ابھی تک بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ ایک بار دل میں شیطانی وسوسے پیدا ہونے لگے۔ آخر ایک رات درود تاج شریف کا ورد کر کے سو گیا مگر قسمت بیدار ہو گئی۔ حضور آقائے نامدار فخر موجودات، سرور کائنات، سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ آپ نے مجھے وضو کرنے کی ہدایت فرمائی۔ بعد میں تلاوت قرآن مجید کا ارشاد فرمایا بعد ازاں آپ نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''جھنگ بازار والی ہستی کا دامن نہ چھوڑنا۔''

صبح ہوئی، میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

''رات کیسے گزری؟''

میں نے عرض کی باطن میں تو آپ سے بیعت ہو چکا ہوں، اب صرف ظاہری آداب پورے کرنے باقی ہیں۔ کرم فرمائیے اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے شرف بیعت عطا فرمایا۔ (۱)

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام یٰسین، پکا کھوہ، فیصل آباد، محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

﴿۶۷﴾

ماسٹر غلام یٰسین مذکور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کی ایک کرامت کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

ایک روز بھوانہ بازار (فیصل آباد) میں ایک ریڑھی پر ''میٹھا'' (ایک پھل) نظر آئے۔ چونکہ اس پھل کو میں بہت پسند کرتا ہوں، جی میں آیا کہ دو تین میٹھے خرید لوں، مگر اس وقت جیب بالکل خالی تھی۔ اسی نامکمل آرزو کے ہمراہ حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز عصر سے نماز مغرب تک حاضری رہی۔ نماز مغرب کے لئے مجلس برخاست ہونی لگی، تو آپ نے فرمایا۔

''غلام یٰسین! ذرا ٹھہر جانا''

جب تمام احباب تشریف لے گئے تو آپ نے دو میٹھے مجھے عنایت فرمائے اور فرمایا، ''خود ہی کھا لینا''

اس طرح حضرت نے میری قلبی کیفیات اور احساسات پر مطلع ہو کر تسکین قلب کا سامان بہم پہنچا دیا۔ یہی ذرہ نوازی ہے جو اکابر اولیاء اللہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ (۱)

﴿۶۸﴾

اولیائے کاملین کی نظر لوگوں کی جیب پر نہیں ہوتی و محتاجوں بیکسوں کی نذر قبول نہیں کرتے، بلکہ بعض اوقات ان کی مالی اعانت بھی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ ایک ولی کامل تھے۔ آپ کی سیرت میں ایسے واقعات بارہا مشاہدہ میں آئے۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ جناب غلام یٰسین پکا کھوہ، فیصل آباد سناتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حاضرین اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی خدمت میں نذر پیش کرتے رہے۔

اس وقت میری جیب میں صرف پانچ روپے کا نوٹ تھا، اور انہی دنوں مجھے اپنے گھر بھی آنا تھا۔ اب میں اس

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام یٰسین، پکا کھوہ، فیصل آباد محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

کش مکش میں تھا کہ اگر نوٹ نذر میں پیش کرتا ہوں تو گھر آنے کا کرایہ کہاں سے لاؤں۔ اور اگر نوٹ پیش کر کے یہ عرض کروں کہ حضور روپیہ نذر ہے، بقیہ چار روپے مجھے واپس کر دیں تو یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا کچھ پیش کئے بغیر واپس چلا آیا۔ جب شاہی مسجد کے دروازہ پر پہنچا تو جیب سے پانچ روپے کا نوٹ غائب تھا۔ چار و نا چار واپس حاضر ہوا۔ حضرت مسکرائے اور فرمانے لگے۔

''غلام یٰسین! کیا معاملہ ہے، واپس آ گئے ہو۔''

میں خاموش بیٹھا رہا۔ اچانک جب نگاہ دوبارہ اپنی جیب کی طرف گئی تو وہی نوٹ موجود پایا۔ اب میں نے ندامت کے ساتھ وہ نوٹ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے واپس لوٹاتے ہوئے۔ فرمایا۔

''گھبرایا نہیں کرتے۔'' (۱)

﴿۶۹﴾

مولانا علامہ محمد دین چشتی بیان کرتے ہیں۔

''میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ جامعہ رضویہ میں ابتدائی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ فیصل آباد کی گرمی، چٹائی پر سونا، محلہ خالد آباد کے ایک گھر جا کر صبح و شام کی روٹی کھانا، جامعہ میں پنکھوں کا نہ ہونا وغیرہ کئی دشواریاں تھیں اور میں زمیندار گھرانے سے متعلق تھا۔ ایک رات دھوبی گھاٹ میں میلاد شریف کا جلسہ تھا۔ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی کی تقریر تھی۔ تمام طلبہ و اساتذہ تقریر سننے جا چکے تھے۔ میں نے دل میں مکمل طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ صبح ہوتے ہی گھر چلا جاؤں گا۔ اتنی مشقت و تکلیف میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اساتذہ کی دو چارپائیاں خالی تھیں۔ اسی خیال میں ایک چارپائی پر سو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک صاحب نے جگایا۔ آنکھ کھلی تو سامنے والی چارپائی پر حضرت جلوہ افروز تھے، میں گھبرا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ نے بیٹھنے کا حکم فرمایا تو میں بیٹھ گیا۔ اب آپ فرمانے لگے۔

(۱) قلمی یادداشت ماسٹر غلام یٰسین، پکا کھوہ، فیصل آباد، محررہ، ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء مخزونہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

"میں بھی زمیندار کا بیٹا تھا، کھانے پینے کو اچھا ملتا تھا، مگر سب کچھ چھوڑ کر بریلی شریف چلا گیا، داخلہ تو مل گیا، مگر روٹی کا بندوبست نہ تھا۔ مگر میں نے سب کچھ برداشت کر کے علم دین حاصل کر لیا۔"

حضرت صاحب قدس سرہٗ کے یہ کلمات سننے کے بعد میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ میرے غلط خیال کا رد فرما رہے تھے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ سب کچھ قبلہ حضرت صاحب کو کیسے معلوم ہو گیا؟ جبکہ میں نے اپنے کسی ساتھی کو بھی نہیں بتایا۔ حضور محدث اعظم قدس سرہٗ کھڑے ہوئے اور ازراہ شفقت میرے کاندھے پر دست شفقت رکھ کر فرمایا۔

"خوب پڑھو اور دل لگا کر پڑھو"

پھر روانہ ہو گئے۔ اب میرے فاسد خیالات ختم ہو چکے تھے اور مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ یا پڑھوں گا یا مر جاؤں گا۔ اس سال رمضان المبارک کی چھٹیوں میں بھی گھر نہ گیا۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں حضور محدث اعظم قدس سرہٗ نے مجھے بلا کر دریافت فرمایا۔

"کیا آپ کے پاس عید کے لئے نئے کپڑے ہیں؟"

میں نے نفی میں جواب دیا، آپ نے سوٹ کا کپڑا عطا فرمایا اور سلوانے کا حکم دیا۔ جب وہ کپڑے سلوا کر عید کے دن میں نے پہنے اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور "طیب" فرمایا یعنی بہت اچھا لگتا ہے۔(۱)

﴿۷۰﴾

مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی بیان کرتے ہیں۔

"۱۹۲۵ء میں، میں شیخوپورہ میں رہائش پذیر تھا۔ کچھ ضروری مسائل معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو حضرت

(۱) علامہ محمد دین چشتی، کنز الخطیب، حصہ ہشتم، ص ۲۰۵، باختصار

محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ محمد اسلم سے کہنا کہ وہ خود کسی وقت آئیں اور ان سوالات کا جواب لے جائیں۔ میں تقریباً ایک ماہ بعد فیصل آباد حاضر ہوا، اور نماز جمعہ حضور محدث اعظم قدس سرہٗ کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد گھر جانے لگے۔ کچھ لوگ مصافحہ و زیارت کے لئے قطار در قطار کھڑے ہو گئے، میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔

پیشتر ازیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا تھا۔ جب آپ مصافحہ فرماتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے تو ٹھہر گئے اور فرمایا۔

"کیا آپ کا نام محمد اسلم ہے، آپ شیخوپورہ سے مسائل پوچھنے کے لئے میرے بلانے پر آئے ہیں؟"۔

میں نے جب یہ سب باتیں تسلیم کر لیں تو آپ نے فرمایا کہ مدرسہ میں آؤ تاکہ تمہارے مسائل کا جواب دیں۔ پھر آپ آگے چلے گئے اور میں سوچنے لگا کہ آپ کو میرے نام و پتہ کی کس نے اطلاع دی۔ شاید آپ کے قبضہ میں کچھ جنات ہیں اور وہ آپ کو بتا دیتے ہیں۔ آج حقیقت کا انکشاف ہونا چاہئے۔ میں چپ چاپ شاہی مسجد میں بیٹھ گیا کہ اگر آپ ولی اللہ ہیں تو نور ولایت سے خود ہی جان لیں گے اور بلا لیں گے، کیونکہ میرے دلی خیالات کی اطلاع جنات نہیں پا سکتے۔

نماز عصر اور نماز مغرب بھی وہیں میں نے با جماعت پڑھی۔ حضور محدث اعظم قدس سرہٗ بھی تشریف لاتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ نماز عشاء کے قریب تک مجھے کسی نے نہ پوچھا تو میرے دل میں الٹے سیدھے خیالات پیدا ہونے لگے کہ مولانا صاحب تو بڑے آدمی ہیں، ہم غریبوں کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں ایک مسافر یہاں پریشان ہوں اور مولانا صاحب اپنے گھر آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ ایک شخص نے آواز دی کہ مولوی محمد اسلم شیخوپوری جہاں بھی ہوں حضرت صاحب کے پاس پہنچ جائیں، یہ پیغام سنتے ہی میں حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے فرمایا۔

"مولوی محمد اسلم! آپ نے میرے متعلق غلط خیال کیا ہے، میں بڑا آدمی نہیں بلکہ اہل سنت کا خادم

ہوں۔نماز جمعہ سے اب تک احباب کا ہجوم رہا۔میں انہیں دینی مسائل بتاتا رہا۔آرام ہرگز نہیں کیا میں نے تو نماز کے بعد ہی آپ کو بلایا تھا لیکن آپ خود ہی نہ آئے۔اس میں آپ کی غلطی ہے میری نہیں۔''

حضرت کی یہ باتیں سن کر میں بہت نادم ہوا اور سمجھ گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہیں۔رازہائے دروں کی اطلاع رکھتے ہیں پھر آپ نے میرے تمام مسائل اچھی طرح مجھے سمجھا دیئے۔(۱)

﴿۷۱﴾

یہی مولانا محمد اسلم علوی بیان کرتے ہیں۔

''میں دوبارہ فیصل آباد حاضر ہوا اور شیخ الحدیث کے دست حق پرست پر بیعت ہوا۔آپ نے دو کپ چائے منگوائی۔ایک کپ خود نوش فرمایا اور دوسرا کپ مجھے مرحمت فرمایا۔میں چونکہ چائے نہ پیتا تھا۔اس لئے عرض کی حضور خود نوش فرمالیجئے مجھے چائے نقصان دیتی ہے۔آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کو وہی کپ عنایت فرمادیا۔معاً اس کے بعد مجھے بڑا افسوس ہوا اور سوچا کہ وہ چائے حضرت صاحب کا تبرک تھی اور بزرگان دین کے تبرک بے حد مفید اور بابرکت ہوتے ہیں۔یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں نے تبرک قبول نہ کیا۔میرا صدمہ بڑھتا گیا۔

حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہوا اور نماز میں بھی یکسوئی حاصل نہ ہوئی اور پھر مسجد میں بیٹھا سوچتا رہا کہ اپنا نقصان اپنے ہاتھوں کیا۔یہی تفکرات لے کر میں پیر کامل کے دربار میں حاضر ہوا۔مجھے دیکھتے ہی آپ مسکرائے اور دو مالٹے بخشتے ہوئے فرمایا کہ

''ارے بندۂ خدا! چائے نہ پینا کوئی کبیرہ گناہ ہے؟ کہ جس پر اتنا پریشان ہوئے۔یہاں تک کہ نماز بھی صحیح طور پر نہ پڑھ سکے۔لو یہ مالٹے چائے کا بدل ہیں۔''

(۱) لیاقت علی صادق، سوانح محدث اعظم پاکستان، ص ۱۳۶

میں نے مالٹے لئے اور خدا کا شکر ادا کیا جس نے ایسا پیر کامل دیا جو دل کی باتیں جانتا ہے۔''(۱)

﴿۷۲﴾

گذشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت محدث اعظم لوگوں کے دل کی باتیں جان لیتے تھے۔یونہی آپ لوگوں کے خوابوں سے بھی باخبر ہوجاتے تھے۔یعنی کوئی خواب دیکھتا تھا تو اطلاع حضرت صاحب کو ہوجاتی تھی۔چنانچہ یہی مولانا محمد اسلم علوی بیان کرتے ہیں کہ''ایک دفعہ خواب میں مجھے حضرت صاحب نے شرف زیارت بخشا، منظر کچھ یوں تھا کہ آپ کمرے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس سیب ہیں۔ان میں سے آدھا سیب آپ نے مجھے عطا فرمایا۔تیسرے روز میں فیصل آباد حاضر ہوا تو آپ نے آدھا سیب مجھے دے کر فرمایا۔

''مولوی اسلم صاحب آدھا سیب تمہیں مل چکا ہے اور آدھا یہ تمہارا حصہ باقی ہے۔''()

﴿۷۳﴾

حضرت پیر علاؤالدین صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف بیان کرتے ہیں۔

''مجھے فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی چشم عنایت اور دامن شفقت کے زیر سایہ تقریباً ڈیڑھ سال گذارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔میں ان دنوں کو اگر حاصل زندگی کہہ دوں تو بالکل صحیح ہے۔انہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا۔کیا دیکھتا ہوں کہ میں لاہور سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہ اپنی قبر میں آلتی پالتی مارے تشریف فرما ہیں۔قبر پر کوئی حجاب نہیں۔مجھے خیال آیا کہ میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ گذارشات کروں، تو آپ نے چشم کرم ذرا اٹھائی تو معاً میں محسوس کرتا ہوں کہ میں داتا صاحب کے سامنے قبر شریف میں پاؤں کی جانب ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہوں اور آپ کے پیچھے محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نظر آرہے ہیں۔

(۱) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ص ۹، دسمبر ۱۹۶۳ء

(۲) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ص ۹، دسمبر ۱۹۶۳ء

صبح ہوئی تو میری طبیعت فرحاں وشاداں تھی۔ بڑی کیفیت کے ساتھ میں نے اپنا لباس بدلا، وضو کیا اور دارالحدیث میں جانے کے لئے تیار ہوا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا ''حضور میں نے کچھ کہنا ہے'' آپ نے شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔

''بس رہنے دو''

میں نے پھر عرض کیا ''حضور میں نے کچھ کہنا ہے'' فرمایا ''بس ٹھیک ہے۔''

میں نے جب تیسری مرتبہ کہا تو حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ

''یہی کہو گے نا کہ تم داتا صاحب کے سامنے کھڑے تھے میں پیچھے کھڑا تھا۔''

آپ اندازہ لگائیں جو بزرگ اپنے دسترخوان فیض سے چند ریزے چننے والے کے خواب سے بھی باخبر ہوں۔ ان کی روحانی زندگی کا عالم کیا ہوگا۔'' (۱)

﴿۷۴﴾

مولانا نذیر احمد قادری (آزاد کشمیر) کا بیان ہے۔

میں اور میرا بڑا بھائی دونوں غیر مقلد وہابی تھے۔ جب حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ ہری پور ہزارہ میں تشریف لے گئے تو حضرت علامہ مولانا سید زبیر شاہ صاحب نے ہم دونوں بھائیوں کو محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا، یہ دونوں وہابی ہیں، ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمائیں۔ یہ سن کر حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔

''مولانا! میں اور آپ رہیں یا نہ رہیں، یہ دونوں راہ راست پر آئیں گے اور دین کا خوب کام کریں گے۔''

الحمدللہ! اب ہم سنی صحیح العقیدہ ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ تحصیل باغ میں متعدد مساجد جو کہ غیروں کے قبضہ میں جا چکی تھیں میں نے وہ واپس لے لی ہیں۔ (۲)

(۱) حضور داتا صاحب کی حضرت محدث اعظم پاکستان پر مہربانی، مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، جلد ۴۳، شمارہ ۱۱، ص ۱۴
(۲) مفتی ابوسعید محمد امین، سیدی محدث اعظم پاکستان، ص ۲۹

﴿۷۵﴾

میانوالی کے مولانا محمد نواز فاضل جامعہ رضویہ بیان کرتے ہیں

میں اور قاضی نور احمد اکٹھے دینی درسگاہوں میں پڑھتے رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ قاضی نور احمد نے دیوبندیوں کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا، ان پر دیوبندیت کا رنگ چڑھ گیا اور جب ہم فنون سے فارغ ہوئے تو آپس میں مشورہ کیا کہ دورۂ حدیث پاک کہاں پڑھیں۔ میں نے کہا لاہور حزب الاحناف چلیں اور قبلہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پاک پڑھیں یا پھر سننے میں آیا ہے کہ لائل پور (فیصل آباد) میں ایک مولانا تشریف لائے اور وہ بہت اچھا پڑھاتے ہیں، وہاں چلیں، مگر قاضی نور احمد دیوبندیت کے رنگ میں رنگے جانے کی وجہ سے مصر تھے کہ دورۂ حدیث خیر المدارس ملتان چل کر پڑھیں۔ آخر کار یہ طے پایا کہ بیک وقت تینوں جگہ خط لکھ دیں اور جہاں سے پہلے خط آجائے وہاں چلیں گے۔ یہی قرعہ اندازی ہے، ہم نے تینوں جگہ خط لکھ دیئے اور بیک وقت لیٹر بکس میں ڈال دیئے۔ پھر ہوا یوں کہ سب سے پہلے لائل پور جامعہ رضویہ سے ہمیں خط موصول ہو گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ لوگوں نے دورۂ حدیث شریف پڑھنا ہے تو آجاؤ داخلہ مل جائے گا۔ میں نے قاضی نور احمد سے کہا قاضی صاحب! دیکھ لو فیصلہ ہو گیا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔

ہم نے بستر اٹھائے اور لائل پور (فیصل آباد) آگئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو قاضی نور احمد نے مجھ سے کہا کہ تو حضرت صاحب سے درخواست کر کہ مجھے بیعت کر لیں۔ میں نے از راہ بے تکلفی کہا ''ارے قاضی! تو تو دیوبندی ہے تو اتنی جلدی بیعت ہونے کا کیا سبب ہے۔''

قاضی نور احمد نے بتایا ''کہ بے شک میں دیوبندی مسلک اپنا چکا تھا، مگر میں خاندانی تعلق کی بنا پر درود پاک بہت پڑھا کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے درود پاک پڑھ کر دعا کی تھی۔ ''یا اللہ درود پاک کی برکت سے مجھے کسی ایسے ولی اللہ کی زیارت سے مشرف فرما جو تیرا پیارا ہو، لہٰذا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ کہہ رہے ہیں، چلو جس نے کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی کی زیارت کرنی ہو ہمارے ساتھ چلو، یہ سن کر میں بھی خواب میں ان لوگوں کے ساتھ

چل دیا۔ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں اس کے اندر ایک بہت بڑے ولی اللہ تشریف فرما ہیں۔ ہم اندر گئے اور زیارت کر کے آگئے اور آنکھ کھل گئی۔

اب جو ہم لائل پور (فیصل آباد) حاضر ہوئے ہیں اور حضرت مولانا سردار احمد صاحب کی زیارت کی ہے تو دیکھتے ہی جان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ پھر میرے عرض کرنے پر حضرت صاحب نے قاضی نور احمد کو بیعت کر لیا اس دن سے وہ پکے سنی بریلوی ہیں۔(۱)

﴿۷۶﴾

حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری کے چچا جناب حکیم عبد المجید چغتائی صاحب کا بیان ہے کہ ڈسکہ میں اہل سنت و جماعت کا عظیم الشان اجلاس تھا۔ جس کے لئے کئی دن اعلیٰ پیمانے پر کام ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد خاں علیہ الرحمۃ کا نورانی خطاب تھا اور عشاء کے بعد اجلاس کا آغاز ہونا تھا، لیکن صبح سے ہی شدید بارش کا سلسلہ جاری تھا جو کسی طرح بھی رکنے میں نہیں آ رہا تھا۔ منتظمین جلسہ گھبرائے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کی وجہ سے جلسہ کی ناکامی اور دشمنان دین کی اس پر خوشی کا حال مفصل عرض کیا۔ حضرت شیخ الحدیث نے ایک سادہ کاغذ منگوا کر اس پر " حوالینا ولا علینا" کے الفاظ تحریر کئے۔ اور حکم دیا کہ اس کاغذ کو کسی چھڑی پر لگا کر مکان کی چھت پر یوں نصب کیا جائے کہ عبارت کا رخ آسمان کی جانب رہے۔

منتظمین نے فوراً اس پر عمل کیا۔ یقین کیجئے جیسے ہی یہ کتبہ آسمان کی طرف رخ کر کے لگایا گیا۔ بارش فوراً بند ہو گئی۔ منتظمین اجلاس نے فوراً خشک مٹی پنڈال میں بکھیر کر پنڈال کو خشک کیا۔ دریاں بچھائیں۔ رات کو حضرت شیخ الحدیث کا نورانی خطاب شروع ہوا۔ اور یوں اہل سنت و جماعت کا یہ شاندار اجلاس بھر پور کامیابی سے ہمکنار ہوا۔(۲)

(۱) ابو سعید مفتی محمد امین، سیدی محدث اعظم پاکستان، ص ۶۱

(۲) قلمی یادداشت جناب عبد المجید چغتائی، کالج روڈ، گوجرانوالہ

﴿۷۷﴾

مولانا محمد احسن چشتی نظامی کا بیان ہے کہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ بروز منگل رات کو بندہ اپنے ایک مضمون کی تکمیل کے لئے بخاری شریف کی اس حدیث کی جستجو میں تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عزرائیل علیہ السلام کی حاضری کے وقت "فَلَمَّا جَاءَ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ" کے الفاظ ہیں۔ رات ساڑھے دس بجے تک حدیث مبارک تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ اسی پریشانی کے عالم میں سو گیا۔ تھوڑا ہی وقت گذرنے کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ خواب میں حضرت قبلہ محدث اعظم نے اپنی زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا۔ نظامی صاحب! کیا بات ہے؟ پریشان کیوں ہو؟ بندہ نے واقعہ عرض کیا۔ تو فرمایا۔

"ارے بندۂ خدا اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟ یہ حدیث تو بخاری شریف کے صفحہ ۱۷۸ پر ہے۔ لاؤ بخاری شریف"

میں نے اصح المطابع کی شائع کردہ بخاری شریف پیش کی۔ آپ نے اسے کھولا تو وہی صفحہ ۱۷۸ تھا۔ فرمایا "یہ حدیث شریف ہے۔"

میری آنکھ کھل گئی۔ میں جلدی میں دیکھنے لگا کہ حضرت کہاں تشریف فرما ہیں۔ پھر گھڑی دیکھی تو بارہ بج کر پچیس منٹ تھے۔ اسی وقت وضو کیا۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ فوراً بخاری شریف مطبوعہ اصح المطابع صفحہ ۱۷۸ نکال کر دیکھا بعینہٖ اسی طرح حدیث موجود تھی۔ جس طرح حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دکھائی تھی۔

سبحان اللہ۔ بعد وصال خدمت حدیث اور خادمان دین کی راہنمائی کی کتنی عمدہ مثال ہے۔(۱)

﴿۷۸﴾

حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف کا بیان ہے۔

(۱) مولانا محمد حسن علی رضوی، محدث اعظم پاکستان کی جلالت علمی، مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، ج ۲۵، شمارہ ۵، ۱۴

"کشمیر کے علاقے میں مجھے بعض بے ادب لوگوں سے واسطہ پڑا تو ایک حدیث شریف کے سلسلے میں مجھے صبح دلائل دینے تھے کہ اس کے راوی کون ہیں، کن کن کتابوں میں یہ حدیث شریف موجود ہے، مجھے تشویش لاحق ہوئی، بعد نماز مغرب حلقہ ذکر ہو رہا تھا میں نے احباب سے کہا تاوقتیکہ میں خود نہ کہوں کہ ذکر بند کرو ذکر جاری رہے گا۔ ذکر جاری رہا۔ میں خاموش، نگاہیں بند، اپنی فکر میں پیچاں وغلطاں، مجھے تھوڑی سی اونگھ آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے ہیں اور فرماتے ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ لکھو! میں تمہیں لکھوا دوں، حدیث شریف کہاں ہے اور راوی کون ہیں۔(۱)

آفتاب رضویت تابندہ تھا تابندہ ہے
سن لیں اعداء آج بھی سردار احمد زندہ ہے

(۱) حضور داتا صاحب کی حضرت محدث اعظم پاکستان پر مہربانی، مشمولہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، ج ۴۳، شمارہ ۱۱، ص ۱۴

اخلاف

حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی نرینہ اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے قاضی محمد فضل رسول ہیں۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والدین کے ہاں تین صاحبزادیاں متولد ہوئی۔ ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی نے بریلی شریف میں خواب دیکھا، جس میں حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب ہی میں بیٹے کی ولادت کی بشارت دی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

''نومولود کا نام میرے نام پر رکھنا''

صبح اٹھ کر آپ نے طلباء جامعہ رضویہ مظہر اسلام، بریلی کو جمع فرمایا۔ محفل میلاد منعقد ہوئی۔ اختتام پر آپ نے شیرینی تقسیم فرمائی۔ چند روز بعد اپنے آبائی گاؤں دیال گڑھ میں بذریعہ خط اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں فرزند ارجمند کی ولادت (۹ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ/ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء) ہوئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور ہدایت کے مطابق آپ کا نام ''محمد'' رکھا گیا۔ بلانے کے لئے فضل رسول تجویز ہوا۔ عرف عام میں آپ ''قاضی صاحب'' اور ''پیر صاحب'' کے نام سے متعارف ہیں۔ آپ کی ولادت سے خاندان اور احباب نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ طریقہ مشائخ کرام کے مطابق چار ماہ اور چار دن کی عمر میں رسم بسم اللہ ادا ہوئی۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت آپ نے والدین کے ہمراہ ہجرت کی۔ سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں ہوش سنبھالا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ جب لائل پور (فیصل آباد) میں قیام پذیر ہوئے تو آپ بھی والدین کے ہمراہ لائل پور آگئے اور یہیں سے سکول کی تعلیم شروع کی۔ چھٹی جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔

استاذ القراء قاری علی احمد رہتکی سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ درس نظامی کی ابتدا جامعہ رضویہ لائل پور کے اساتذہ کرام سے کی۔ صرف، مولانا سید محمد منصور حسین شاہ (فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام، بریلی) نحو، مولانا حافظ محمد احسان الحق، فارسی، مولانا حاجی محمد حنیف اور مولانا سید محمد منصور حسین شاہ، فقہ مولانا مفتی نواب الدین، اصول

فقہ مولانا حافظ محمد احسان الحق اور مولانا غلام رسول رضوی سے پڑھا۔ معقول و منقول کی دیگر اعلیٰ کتب کی تعلیم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مولانا علامہ غلام رسول رضوی سے حاصل کی۔ ابھی آپ حصول تعلیم کے آخری مراحل میں تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور والدہ ماجدہ کی علالت نے طوالت اختیار کی۔ ان کی خدمت، تیمارداری، علاج اور گھریلو ذمہ داریوں کے پیش آپ کو گھر آنا پڑا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ طویل علالت کے باوجود جامعہ رضویہ، شاہی مسجد اور سنی رضوی جامع مسجد، لائل پور کا انتظام و انصرام خود فرماتے تھے۔ درس و تدریس کی مصروفیات اور طویل علالت کے پیش نظر آپ نے جامعہ رضویہ کے انتظام کے لئے شہر کے مخلص احباب پر مشتمل ایک جماعت ''جمعیت رضویہ'' کے نام سے تشکیل دی، جس کا پہلا انتخاب (..........) ہوا اس اجلاس میں جمعیت کے پہلے صدر و مہتمم باتفاق رائے حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول منتخب ہوئے۔ اس طرح جامعہ رضویہ کے انتظام کی ذمہ داری براہ راست آپ کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔ والد ماجد (حضرت شیخ الحدیث) کی حیات ظاہری تک اور ان کے وصال کے بعد ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء تک جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور دیگر اداروں کا اہتمام و انتظام اس خوش اسلوبی سے کیا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وصال کے بعد اگرچہ آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات سے معمولی اعصاب والا آدمی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ آپ ہی کی غیر معمولی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے کہ جامعہ رضویہ نہ صرف باقی رہا، بلکہ اعلیٰ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

جامعہ رضویہ کی تعمیر، شاہی مسجد کی تعمیر جدید، جامعہ رضویہ سے ملحق قادری کلاتھ مارکیٹ کی ایک سو کے قریب دکانوں کی تعمیر آپ کے حسن تدبر اور اعلیٰ کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ جامعہ رضویہ کی تعمیر میں آپ نے اپنا ذاتی مکان (ملحقہ جامعہ رضویہ) بھی جامعہ میں شامل کر دیا۔ جذبہ ایثار کی یہ مثال ہمارے ہاں علماء کرام، مشائخ عظام اور ناظمین مدارس کے لئے قابل تقلید ہے۔

جامعہ رضویہ کے مدرسین میں ملک بھر کے ممتاز اور تجربہ کار اساتذہ کا اضافہ کیا۔ جامعیہ رضویہ کی لائبریری میں ہر فن کی کثیر کتب کا اضافہ کر کے جدید انداز سے مرتب کروایا۔

سنی مدارس اسلامیہ کی تنظیم کے لئے جب حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث ملتان نے تحریک کی تو آپ نے اس آواز پر لبیک کہی۔ مدارس اسلامیہ کو مربوط کرنے میں آپ نے بھرپور تعاون فرمایا۔ حضرت علامہ کاظمی، حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور دیگر علماء اکابر سے مل کر تنظیم المدارس کی سند کو سرکاری طور پر منظور کرانے میں اپنے اثر و رسوخ سے بھرپور کام لیا۔ تنظیم المدارس کے نصاب مرتب ہونے پر اس کا نفاذ جامعہ رضویہ میں بھی کر دیا۔ اب طلباء جامعہ رضویہ تنظیم المدارس کے امتحان میں شرکت کرتے ہیں۔

۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء کے عرس رضوی قادری کے موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے علماء و مشائخ کی موجودگی میں اپنے خلف اکبر کو جمیع سلاسل کی خلافت عطا فرما کر اپنا سجادہ نشین مقرر کر دیا۔ دستار سجادگی زیب سر کی گئی۔ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء کو عرس چہلم حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ اور خلفاء حضرت شیخ الحدیث نے آپ کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا سجادہ نشین قرار دیتے ہوئے خراج تحسین و عقیدت پیش کیا۔

۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء کو سالانہ جلسہء دستار فضیلت کے موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے آپ کو جملہ علوم و فنون کی روایت کی سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے مشرف فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، جامعہ رضویہ کے وسیع انتظام کے ساتھ ساتھ مرکزی سنی رضوی جامع مسجد، فیصل آباد، مزار حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور آستانہ عالیہ کی تعمیر و ترقی میں شبانہ روز مصروف رہے، تا آنکہ آپ کی صحت کمزور ہوتی گئی۔ جامعہ رضویہ کے وسیع تر مفاد کی خاطر آپ نے جمعیت رضویہ کے اراکین کو اعتماد میں لے کر ۱۹۸۲ء میں اپنے برادر خورد مولانا غازی فضل احمد کو جامعہ رضویہ کا مہتمم و صدر اور حاجی محمد فضل کریم کو جمعیت رضویہ کا سیکرٹری نامزد کر دیا اور جامعہ رضویہ کے تمام انتظام ان کے سپرد کر دیئے اور خود پوری توجہ سے آستانہء عالیہ حضرت محدث اعظم کی تعمیر و ترقی میں مصرف ہو گئے۔

مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے اپنے عنفوان شباب ہی سے مختلف سیاسی اور مذہبی تحریکات میں حصہ لے کر قوم و ملک سے اپنی قائدانہ حیثیت کا لوہا منوالیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ آپ نے جن تحریکات میں عملی طور پر حصہ لیا، ان کو کامیابی سے ہمکنار کر کے ہی دم لیا۔ چند تحریکات میں آپ کے عملی کردار کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱۹۶۸ء میں سابق صدر پاکستان محمد ایوب خاں کے خلاف اسلام اقدام اور دھاندلیوں کے خلاف جو تحریک چلی، آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ جمہوریت کی اس تحریک میں اکابر سیاسی قائدین کے شانہ بشانہ کام کیا۔

اسی دور میں جمعیت العلماء پاکستان کے جمود کو ختم کرنے اور اس کی تنظیم نو کا مرحلہ پیش آیا۔ آپ نے مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا عبدالنبی کوکب، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالحامد بدایونی کی ہمراہی میں جمعیت علمائے پاکستان کو فعال بنایا اور آپ ہی کی کوششوں سے محمد عبدالغفور ہزاروی جمعیت کے صدر منتخب ہوئے۔ تنظیم نو میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صوبائی صدر منتخب کیا گیا۔ اس حیثیت سے آپ نے جمعیت کو ہر سطح پر فعال بنا دیا۔

۱۹۷۰ء میں سوشلزم، مودودی ازم، اور دیگر باطل نظریات نے سر اٹھایا۔ انتخابات کے اس ہنگامہ خیز دور میں آپ نے ان باطل ازموں کی بلاخوف لومۃ لائم اعلانیہ تردید کی۔ اعلان حق کی خاطر آپ کے جلسوں میں ہنگامہ آرائی کی گئی، مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اسی سلسلہ میں لاہور میں موچی دروازہ سیرت کانفرنس کے جلسہ میں جماعت اسلامی کی ہنگامہ آرائی کی مثال کافی ہے۔ ہنگامہ آرائی کے باوجود آپ نے صدارتی خطبہ جو کلمہ حق کہنا تھا وہ کہہ کر دم لیا۔

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں آپ نے تحریک کے بانی اور مرکزی حیثیت سے کام کیا۔ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین کے ساتھ مل کر مسئلہ ختم نبوت کو ہمیشہ کے لئے طے کروا دیا، اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے حکومت اور قومی اسمبلی پر مسلسل دباؤ ڈالا۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ مسئلہ بھی آپ کے رفقاء کی منشاء کے مطابق حل ہو گیا۔

۱۹۷۷ء میں حکومت کی غیر اسلامی روش کے خلاف جب تحریک نظام مصطفٰے چلی تو آپ نے بنفس نفیس

جلوسوں کی قیادت فرمائی۔حکومت نے مزاحمت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے سر پر چوٹیں آئیں ،مگر آپ نے اپنے موقف سے دستبرداری نہ کی۔اس تحریک میں آپ کے برادر خورد مولانا حاجی فضل کریم آپ کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔عوامی دباؤ اور دیگر علماء کے ساتھ آپ کی مساعی سے نام نہاد عوامی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

بحیثیت سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ ،سالانہ عرس کا انعقاد ،حضرت شیخ الحدیث کے متوسلین ،زائرین کی دلجوئی وغیرہ امور ،سلسلہ عالیہ کے معمولات کی پابندی آپ اپنا اہم فریضہ سمجھ کر ادا فرماتے ہیں۔اس سلسلہ میں آپ کا کردار سجادہ نشین حضرات کے لئے قابل تقلید ہے۔پاکستان کی عظیم ترین مسجد کے متولی کی حیثیت سے سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر وترقی ،تزئین وآرائش اور دیگر انتظامات آپ کی ذاتی توجہ اور سرپرستی میں انجام پاتے ہیں۔ایک عرصہ سے احاطہ مسجد میں مزار شریف سے ملحقہ زمین پر چند خاندانوں نے ناجائز قبضہ کررکھا تھا ،آپ نے ان سے یہ جگہ خالی کروائی۔وہاں مہمان خانہ کی تعمیر شروع کروادی ہے۔

بحمد اللہ بڑی تیزی سے تکمیل کے مراحل طے ہورہے ہیں۔کچھ عرصہ ہوا آپ نے اپنے خلف اکبر قاضی محمد فیض رسول کو سنی رضوی مسجد اور مزار حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا متولی بنادیا ہے تاکہ آپ کی مصروفیات کم ہوسکیں اور پوری توجہ سے سلسلہ شریفہ اور متوسلین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں مصروف رہ سکیں۔چونکہ صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول ابھی زیر تعلیم ہیں ،اس لئے ان اداروں کی سرپرستی ابھی تک خود فرماتے ہیں۔

۱۹۶۶ء میں آپ نے شادی کی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا ہے۔اس وقت تک آپ پانچ مرتبہ حج وزیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوچکے ہیں۔ہندوستان میں مارہرہ شریف ،بریلی شریف ،اجمیر شریف ،دہلی شریف ،کلیر شریف ،فتح پور سیکری شریف ،بدایوں شریف وغیرہ کے علاوہ بغداد شریف ،موصل ،کربلا ،نجف اشرف اور عراق کے دیگر مزارات کی زیارت سے مشرف ہوچکے ہیں۔

آپ قد وقامت ،شکل وصورت اور حسن وجمال میں اپنے والد ماجد کا حسین پرتو ہیں۔آپ کو دیکھ کر الولد سرلابیہ کے قول کی صداقت واضح ہوتی ہے۔اس سلسلے میں صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

پہلی مرتبہ جب آپ بریلی شریف حاضر ہوئے تو آپ کے ہمراہ آپ کے اہل خانہ بھی تھے۔آپ نے

اپنے قیام کے لئے ہوٹل کا کمرہ مخصوص کروایا۔آپ ہوٹل میں داخل ہورہے تھے تو پیچھے سے دیسی سٹور ومرمت کرنے والے ایک مستری نے آپ کا دامن پکڑلیا اور پوچھا۔'' آپ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ نے بتایا کہ پاکستان سے آیا ہوں۔اس نے دوسرا سوال کیا کس شہر سے آئے ہو؟

آپ نے لائل پور کا نام لیا۔اس نے تیسرا سوال کیا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ آپ آپ نے بتایا کہ وہ میرے والد گرامی ہیں۔اتنا کہنا تھا کہ وہ مستری آپ سے لپٹ گیا اور سوجان سے تصدق ہونے لگا۔بعدازاں اس نے قیام بریلی کے عرصہ میں حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے واقعات کو بڑے پیار ومحبت سے بیان کیا اور بتایا کہ میں نے پہلی ہی نظر میں محسوس کرلیا کہ آپ ان کے صاحبزادہ ہیں۔آپ کے بیان نے میرے وجدان کی تصدیق کردی ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد فضل رسول اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔صورت وسیرت ،گفتار وکردار ،جذبہ خدمت ،ایثار ،محبت ،سخاوت ،صبر وتحمل اور دیگر اخلاق فاضلہ میں اپنے والد ماجد کا حسین پرتو ہیں۔طبیعت ہمیشہ ہشاش بشاش رہتی ہے۔مرنجاں مرنج مزاج پایا۔اپنی طبیعت پر ایسا ضبط ہے کہ بڑے بڑے حادثات کے باوجود حاضرین مجلس آپ کے چہرے پر کسی قسم کے حزن وملال کے آثار نہیں پاتے۔کوئی سائل آپ کے دروازہ سے کبھی خالی نہ گیا۔علماء اور طلباء کی حوصلہ افزائی کے علاوہ درپردہ ان کی مالی امداد بھی کرتے ہیں۔

سلسلہ شریفہ کے وظائف ،بڑی باقاعدگی سے ادا فرماتے ہیں۔اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ مانع نہیں بن سکتی۔آپ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو ملک اور بیرون ملک مقیم ہیں۔مریدین کو نماز باجماعت اور دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی کی تاکید فرماتے ہیں۔بے دینوں اور بدمذہبوں سے کی اجتناب کی ہدایت فرماتے ہیں۔اس وقت آپ کے خلفاء میں سے مولانا غازی محمد فضل احمد ،فیصل آباد ،مولانا قاری محمد غفران ،امریکہ ،صوفی نیاز احمد منصور آباد ،فیصل آباد۔کیپٹن ڈاکٹر سید عبدالرشید فیصل آباد ،سید محمد سعید الحسن شاہ چندیاں تلاواں فیصل آباد ،مولانا نذر محی الدین جہانگیر کلاں ،فیصل آباد کے اسمائے گرامی معلوم ہوسکے ہیں۔(۱)

(۱) حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے اپنی زندگی کے حالات خود ایک مجلس میں بیان فرمائے۔اخلاق وسیرت کو آپ کے دیرینہ واقف کار حکیم محمد رمضان فیصل آباد نے بیان کیا ہے۔(فقیر قادری عفی عنہ)

پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی اور

آپ کی خدمات

ازقلم جناب محمد زبیر صاحب

رہنمائے سالکاں، عالم علم ھدیٰ، مایۂ لطف وعطا، ماہر راہ ھدا، جمال اصفیاء، نگار اولیاء، مثال اتقیاء، پیکر صدق وصفا، نازش اہل بصیرت، آفتاب علم وحکمت، افتخار دین وملت، رفیع المرتبت، نائب اعلیٰ حضرت، مظہر صدر الشریعت، امام اہل سنت، شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار آپ نے جس محبت اور جس انداز میں کیا ہے اس کی نظیر عالم میں ملنا مشکل ہے۔ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند اس طرح بچھائی کہ اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ دنیا کے طول وعرض میں آپ کے سینکڑوں تلامذہ وشاگرد آپ کی تعلیمات کو عام کر رہے ہیں۔

پیر طریقت وشریعت، مخدوم اہل سنت آقائے نعمت، نائب محدث اعظم، حضرت علامہ مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان نے اہل سنت کے لئے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ، دنیائے سنیت کو کوئی مشکل درپیش ہوئی ہو یا اس کی تنظیم سازی کا مرحلہ درپیش ہو آپ نے دیگر اکابرین کے شانہ بشانہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنی آواز بلند کی۔ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر دامت برکاتہم ۱۹۴۲ء میں دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے چند یوم قبل بریلی شریف میں حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے سرفراز فرمایا اور بیٹے کی ولادت کی خوش خبری دی اور ارشاد فرمایا کہ بیٹے کا نام میرے نام

پر رکھنا۔ صبح بیدار ہونے پر آپ نے طلباء کو اکٹھا فرمایا اور محفل میلاد کا انعقاد ہوا اور آخر میں شیرینی کا اہتمام کیا گیا۔ چند ہی روز بعد آبائی گاؤں سے بیٹے کی ولادت کی خوش خبری ملی۔ آپ نے محمد نام رکھا اور بلانے کے لئے نام فضل رسول تجویز ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے والد گرامی کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ پہلے سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر ہوئے، پھر حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق لائل پور میں (فیصل آباد) مستقل قیام پذیر ہوئے۔ صاحبزادہ فضل رسول صاحب نے سکول کی ابتدائی تعلیم فیصل آباد ہی میں حاصل کی اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں ناظرہ قرآن حکیم استاذ القراء قاری علی احمد روہتکی علیہ الرحمۃ الرحمٰن سے اور ابتدائی کتب علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ صاحب فاضل بریلوی شریف مولانا حافظ احسان الحق صاحب مولانا حاجی محمد حنیف صاحب اور مولانا مفتی نواب الدین صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور معقول ومنقول کی دیگر کتب شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں پڑھیں۔ حصول تعلیم کے آخری دنوں میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ناسازیٔ طبع کے باعث سنی رضوی جامع مسجد کے انتظام کے لئے آپ کو اس کا متولی مقرر فرمایا۔ جامعہ رضویہ کے انتظام وانصرام کے لئے ایک انجمن تشکیل دی گئی۔ جس کا نام ''جمعیت رضویہ'' رکھا گیا۔ اتفاق رائے سے حضور صاحبزادہ صاحب اس کے پہلے صدر ومہتمم منتخب ہوئے اور ۱۹۸۲ء میں جامعہ رضویہ کے انتظام سے علیحدگی تک بحسن وخوبی آپ نے تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھائیں۔ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر آپ کو حضرت محدث اعظم پاکستان نے جید علماء ومشائخ کی موجودگی میں جمیع سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرمائی اور دستار سجادگی سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ کو سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ ۱۹۶۱ء ہی میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے منعقدہ سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقعہ پر آپ کو دستار فضیلت عطا کی گئی اور جملہ علوم وفنون کی روایت کی سند عطا ہوئی۔

دنیائے سنیت کو جب کبھی بھی ضرورت محسوس ہوئی قبلہ صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر دامت برکاتہم نے دامے درمے، سخنے اس کی آبیاری کی۔ سنیت کا درد آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ جس طرح

حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ممکن طور اہل سنت کو زمانے کی افتاد اور چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کی سعی کی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے کر اہل سنت کو تعلیم دی کہ یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جس سے سنیت گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر روشن و منور صبح کی جانب گامزن ہو سکتی ہے۔ اسی طرح قبلہ صاحبزادہ صاحب نے دنیائے سنیت کی بہتری کے لئے انتھک کوشش کی ہے۔ جب سنی مدارس کی تنظیم قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے غزالیٔ زماں علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، علامہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور دیگر اکابرین کے ساتھ مل کر تنظیم المدارس کی تشکیل کی اور اس کو منظم کرنے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

۱۹۶۸ء میں ایوب خاں کے خلاف چلنے والی تحریک میں آپ نے صف اول کے رہنما کے طور پر حصہ لیا۔ سوشلزم، مودودی ازم اور دیگر باطل نظریات کی سرکوبی کے لئے آپ سینہ سپر ہو گئے۔ ۱۹۷۴ء میں چلنے والی تحریک ختم نبوت میں آپ نے تحریک کے بانی کی حیثیت سے کام کیا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے پارلیمنٹ پر بھرپور انداز میں دباؤ ڈالا اور ہمیشہ کے لئے مرزائی قادیانی فتنہ کا قلع قمع کروایا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفےٰ میں بھرپور انداز میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ جلسے جلوسوں کی قیادت فرمائی۔ حکومتی تشدد کے نتیجہ میں آپ زخمی بھی ہوئے مگر پایہ استقلال میں لغزش نہ آئی۔

حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۹۶۲ء میں وصال فرمانے سے لے کر ۱۹۸۲ء تک جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا انتظام و انصرام آپ نے جس خوبی اور جانفشانی سے کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا جو مقام حضرت محدث اعظم پاکستان کی پرکشش شخصیت اور آپ کے صاحب علم وفضل ہونے کی وجہ سے تھا، اس کو قائم رکھنا ایک مشکل امر تھا، لیکن حضور محدث اعظم کا یہ روحانی فیض تھا کہ جامعہ کا وہ مقام برقرار رہا جو حضور محدث اعظم پاکستان کی زندگی میں تھا۔ ۱۹۸۲ء میں آپ نے پوری توجہ عظیم الشان اور پرشکوہ سنی رضوی جامع مسجد اور آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان کی تعمیر، احباب اہل سنت سے ملاقات اور دعوت وارشاد پر مرکوز کردی، اس کا ثمر آج سب کے سامنے ہے۔ آستانہ عالیہ کی خوبصورت بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے، جس پر زر کثیر خرچ ہوا ہے۔ آستانہ عالیہ پر اٹھنے والے قبلہ پیر صاحب نے اپنی گرہ سے ادا کئے ہیں۔ مسجد کا ایک بھی روپیہ آستانہ عالیہ پر خرچ نہیں ہوا۔ عظیم الشان سنی رضوی جامع مسجد بھی

تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ مزار محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے عقبی حصہ میں عملہ کے مکانات اور مہمان خانہ تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ وہ مسجد جس کا سنگ بنیاد حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ / ۸ نومبر ۱۹۵۴ء کو رکھا تھا، آج تعمیر کا نادر اور شاندار نمونہ ہے، اس کا شمار پاکستان کی چند ایک بڑی مساجد میں ہوتا ہے۔ بطور سجادہ نشین عرس ودیگر محافل وایام وتقریبات کا انعقاد بھی آپ پوری توجہ اور جانفشانی سے فرماتے ہیں۔ سماجی بہبود کے کاموں میں قبلہ پیر طریقت صاحبزادہ قاضی فضل رسول حیدر رضوی صاحب کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ دینی امور کے علاوہ فلاحی کاموں اور سماجی بھلائی کے کاموں پر آپ خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک ٹرسٹ ''محدث اعظم فاؤنڈیشن'' کے نام سے رجسٹرڈ کروایا گیا ہے، آپ اس کے مینجنگ ٹرسٹی ہیں، اس ٹرسٹ کا بنیادی مقصد فلاحی کاموں پر بھرپور توجہ دینا ہے۔ اس ٹرسٹ کے تحت محدث اعظم میڈیکل کمپلیکس قائم کیا گیا ہے، جس میں فری ڈسپنسری، ایکسرے، کلینیکل لیبارٹری، الٹراساؤنڈ، ای، سی، جی اور گائنی (زچہ وبچہ) شعبہ جات کام کر رہے ہیں اور عوام کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ اس کمپلیکس سے اب تک سوا لاکھ کے قریب مریض استفادہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ محدث اعظم پبلک سکول کا آغاز بھی ہو چکا ہے، جس میں طلباء وطالبات دینی ماحول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مستقبل قریب میں محدث اعظم کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کا بھی آغاز کیا جا رہا ہے۔

قبلہ پیر صاحب کی مساعی جمیلہ سے چنیوٹ کے قریب ۹۲ کنال اراضی خرید کر کے عظیم الشان اسلامک یونیورسٹی جامعہ محدث اعظم کی تعمیر بھی شروع کی جا چکی ہے۔ تمام کا تمام سرمایہ قبلہ پیر صاحب نے ذاتی طور پر فراہم کیا ہے۔ ان شاء اللہ یہ یونیورسٹی ہر لحاظ سے ایک مثالی ادارہ ہوگا، جس میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق دینی تعلیم دی جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پیر صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں آپ سے فیض یاب ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین

حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے منجھلے صاحبزادے مولانا فضل احمد کی ولادت ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں ۱۴/شعبان ۱۳۶۹ھ/یکم جون ۱۹۵۰ء بروز جمعرات ہوئی۔ قیام پاکستان اور ہجرت کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان دنوں ساروکی میں مقیم تھے۔

حافظ غلام یٰسین بھیروی مدرس جامعہ رضویہ، لائل پور سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ لائل پور میں سکول کی تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کی تیاری کی، مگر امتحان نہ دے سکے۔

درس نظامی کی ابتداء دارالعلوم نوریہ رضویہ، بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین سے کی۔ بعدازاں جامعہ قطبیہ، قطب آباد ضلع جھنگ میں مولانا حافظ محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی (فاضل جامعہ رضویہ، بریلی) سے کنزالدقائق اور شرح ملا جامی وغیرہ تک کتابیں پڑھیں۔

تعلیم سے فراغت کے ساتھ ہی ۱۹۶۶ء میں آپ کی شادی ہوگئی۔

۱۹۷۸ء کو آپ نے حج کیا اور زیارت گنبد خضراء سے مشرف ہوئے۔

بیعت کا شرف خلف اصغر وخلیفہ امام احمد رضا، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا مفتی اعظم بریلی سے بذریعہ خط حاصل کیا۔ ان دنوں آپ زیر تعلیم تھے۔ بریلی سے واپس آکر حوالدار غازی محمد حسین نے یہ اجازت نامہ آپ کی خدمت میں پیش کردیا۔ بعدازاں برادر اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول نے آپ کو سلاسل طریقت کی اجازت دی۔

مولانا محمد فضل احمد ''غازی صاحب'' کے نام سے مشہور تھے۔ سیاسی بصیرت سے ممتاز اور ملی خدمات کے جذبہ سے سرشار تھے۔ پاکستان میں نظام مصطفےٰ اور مقام مصطفےٰ کے تحفظ کے لئے عملی طور پر متعدد تحریکوں میں حصہ لیتے تھے۔

۱۹۶۹ء میں جمعیت علماء پاکستان کو فعال بنانے اور اس کی تنظیم نو میں اپنے برادر بزرگ مولانا قاضی محمد فضل رسول کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ نے مرکزی مجلس عمل میں بحیثیت صدر انجمن فدایان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ سرگودھا ڈویژن میں آپ مجلس عمل کے صدر منتخب ہوئے۔ دیگر علماء کے ساتھ آپ کی مساعی جمیلہ سے تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ مجلس عمل کے مطالبات کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا۔

اسی دور میں ملک میں فحاشی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ بلیو پرنٹ فلم کے نام سے فحاشی، اور بے حیائی نے فروغ حاصل کرنا چاہا۔ اس صورت حال کا علماء نے سختی سے نوٹس لیا۔ جن علماء نے اس فحاشی کی لہر کو ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، ان میں آپ کا نام نامی سرفہرست ہے۔

جامعہ رضویہ کے صدر ہونے کی حیثیت سے آپ اس کی تعمیر وترقی میں مصروف رہتے۔ مسلسل کام کرنے سے آپ کی صحت کمزور ہوگئی۔ مقامی طور پر بھی علاج معالجہ ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ۱۹۷۶ء کو آپ بغرض علاج برطانیہ تشریف لے گئے۔

باوجود علالت طبع کے آپ کو ملی مفادات کا حصول ہمیشہ عزیز رہا۔ جہاں بھی سنیت کی ترجمانی کا مرحلہ آتا، وہاں آپ غازیانہ حیثیت سے دیکھے جاسکتے تھے۔ فیصل آباد میونسپل کارپوریشن حدود میں مساجد کی الاٹمنٹ کمیٹی کے آپ رکن تھے۔ حکومت نے امن عامہ بحال کرنے کے لئے جو ڈویژنل کمیٹی بنا رکھی تھی، اس میں آپ شامل تھے۔ رویت ہلال کمیٹی اور انسداد منشیات کمیٹیوں کے آپ ممبر رہے۔ محرم اور ربیع الاول کے جلوسوں میں امن عامہ بحال رکھنے اور احترام رمضان کمیٹیوں کے آپ رکن رہے۔(۱)

چند سال قبل خواتین وبچیوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے گلستان کالونی میں عظیم الشان تین منزلہ ''مدرسہ

(۱) یہ تمام واقعات حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ایک مجلس میں خود بیان فرمائے۔ فقیر قادری عفی عنہ

سلطانیہ بنات الاسلام'' کا اجراء فرمایا۔ جہاں الحمدللہ کثیر تعداد میں طالبات قرآن وحدیث کی تعلیم سے اور فیضان اعلیٰ حضرت اور محدث اعظم سے بہرہ مند ہو رہی ہیں۔ آپ کی اکلوتی صاحبزادی اس کی ناظمہ ہیں۔ دیگر اسلامی تقریبات کے علاوہ آپ ہر سال ۱۰ ربیع الآخر کو عرس غوث اعظم علیہ الرحمۃ اور مدرسہ سلطانیہ کا جلسہ چادر فضیلت و تقسیم انعامات بڑی دھوم دھام سے منعقد فرماتے جو کہ وصال سے ۲۴ روز قبل بھی بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوا۔ ۱۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء بروز جمعرات آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جمعۃ المبارک کو بعد نماز عصر اقبال پارک دھوبی گھاٹ میں آپ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی نے پڑھائی اور بعد نماز عشاء محدث اعظم کے جوار میں دفن کیا گیا۔ کافی وقت گذرنے کے باوجود لحد میں اتارتے وقت تک آپ کا چہرہ چمک دمک رہا تھا۔

حضرت مولانا حاجی محمد فضل کریم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سب سے بڑے چھوٹے صاحبزادے مولانا حاجی محمد فضل کریم کی ولادت شب برات (۱۵ شعبان) ۱۳۷۳ھ/ ۱۹ اپریل ۱۹۵۴ء بروز پیر لائل پور میں ہوئی۔ ان دنوں آپ کے والد گرامی بغرض تبلیغ ہارون آباد تشریف لے گئے تھے۔ نماز عشاء کے بعد تقریر فرمائی اور رات کو سو گئے۔ خواب میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت با کرامت سے مشرف ہوئے۔ بچے کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی ایک نورانی تختی پر سنہری حروف سے ''محمد شفیع'' لکھا دکھائی دیا۔ لائل پور واپسی پر بچے کی پیدائش کی نوید ملی۔ محمد نام رکھا گیا اور بلانے کے لئے فضل کریم تجویز ہوا۔ بچپن ہی سے آپ ''حاجی صاحب'' کے عرف سے مشہور ہوئے۔

ہوش سنبھالا، تو حضرت مولانا مفتی نواب الدین مدرس جامعہ رضویہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا ۔ درسیات کی تعلیم اساتذہ جامعہ رضویہ مولانا سید منصور حسین شاہ (فاضل مظہر اسلام بریلی) مولانا علامہ غلام رسول (فاضل مظہر اسلام بریلی) اور دیگر علماء سے حاصل کی۔ والد ماجد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے انہیں بچپن ہی میں دیگر بھائیوں کی طرح حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا نوری بریلوی سے بیعت کروا دیا تھا۔

لائل پور ہی میں آپ نے سکول کی تعلیم حاصل کی۔ حاجی صاحب نے جس علمی وروحانی ماحول میں آنکھ کھولی، اس کا تقاضہ تھا کہ آپ ملک وملت کی مذہبی خدمت سے سرشار قلب عطا فرمایا ہے۔ اپنوں کے لئے ریشم سے نرم دل اور باطل قوتوں کے لئے آہنی پنجہ کے مالک ہیں۔ زبان وبیان کی حلاوت اور قوت فیصلہ اور قوت اظہار کی بے کراں دولت ودیعت ہوئی۔

آپ نے اس جوانی کے عالم میں اب تک جتنی مذہبی وسیاسی تحریکوں میں حصہ لیا ہے، ان سے آپ کے درخشاں مستقبل کا پتہ چلتا ہے۔ سیاسی مدبرین جہاں حکومت کی ہر قسم کی مزاحمت سے بے بس نظر آتے ہیں، وہاں آپ کے جوہر کھلتے ہیں۔ حکومت کی ہر قسم کی مزاحمت اور دباؤ کے باوجود آپ اپنے عزائم کو پورا کر کے دم لیتے

ہیں۔اس وقت اعلیٰ حکام اور سیاسی مدبرین آپ کی کارکردگی پر حیرت کناں ہوتے ہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر آپ کی ملی، مذہبی اور سیاسی خدمات کو مختصر انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۹۷۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کا عملی کردار، غیرت ایمانی کا آئینہ دار تھا۔ مجلس عمل کی تنظیم، مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے میں حکومت پر مسلسل دباؤ کے لئے شبانہ روز جلسوں جلوسوں میں شرکت اور قیادت بڑی تفصیل کی متقاضی ہیں۔ان جلسوں، جلوسوں میں ولولہ انگیز تقاریر نے تحریک تحفظ نبوت کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

۱۹۷۷ء میں حکومت کے غیر آئینی اور غیر اسلامی اقدام کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی، اسلامی آئین اور نظام مصطفیٰ کے مکمل نفاذ کے جذبہ وجنون نے ایک مرتبہ پھر آپ کو فعال بنا دیا۔ حکومت نے تحریک نظام مصطفیٰ کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے جتنے حربے استعمال کئے وہ سب آپ کی راہ نہ روک سکے۔جلسوں جلوسوں پر مکمل پابندی اور انتظامیہ کے سخت حفاظتی تدابیر کے باوجود آپ نے ان جلوسوں کی قیادت کی۔سیاسی مدبرین بھی آپ کے طرز عمل سے حیران رہ گئے۔حکومت کے تشدد سے آپ زخمی بھی ہوئے۔گرفتاری بھی عمل میں آئی، مگر یہ سب حربے آپ کے لئے مہمیز کا کام دیتے تھے۔بالآخر حکومت کا تشدد رہا نہ حکومت رہی۔

۱۹۷۸ء میں کل پاکستان سنی کانفرنس، ملتان کے عدیم المثال اجتماع کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اہل سنت کی غیر سیاسی ایک ایسی تنظیم کا ہونا ضروری ہے جو اہل سنت کے مفادات کا تحفظ کر سکے۔جماعت اہل سنت اگرچہ ایک عرصہ سے قائم ہو چکی تھی، مگر اس کی حیثیت محض علاقائی جماعت کی تھی۔اس موقع پر ملک بھر کے مقتدر جید علماء کی موجودگی میں جماعت اہل سنت کی تنظیم نو کی گئی اور اس کو پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں سنیت کے تحفظ کے لئے فعال بنایا گیا اور ملتان کانفرنس کے موقع پر حضرت سید احمد سعید کاظمی کو جماعت اہل سنت کا مرکزی صدر اور مولانا حاجی محمد فضل کریم کو جنرل سیکرٹری نامزد کیا گیا۔

جماعت اہل سنت کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے آپ نے سنی مفادات کا تحفظ فرمایا۔حضرت علامہ

کاظمی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد جب جماعت اہل سنت کا دوبارہ انتخاب ہوا تو آپ کو دوبارہ جنرل سیکرٹری چن لیا گیا۔یہ آپ کی اسلامی آئین اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کی کوششوں کی بدولت قوم نے آپ کو یہ اعزاز دیا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ کی مساعی جمیلہ کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں۔جماعت اہل سنت کی تنظیم اور اس کو فعال بنانے کے لئے آپ ملک بھر کے دوروں کے علاوہ بیرونی ممالک برطانیہ، مصر اور دیگر ممالک کا بھی متعدد بار دورہ کر چکے ہیں۔

ان مصروفیات کے علاوہ آپ ان دنوں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ، فیصل آباد کے مہتمم ہیں۔آپ کے اہتمام سے جامعہ رضویہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔

۱۹۷۷ء میں آپ کی شادی ہوئی۔آپ صاحب اولاد ہیں۔

خلفاء

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے جن خوش نصیب حضرات کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا ان میں سے چند حضرات کا علم ہوسکا ہے وہ یہ ہیں۔

۱ مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی، خلف اکبر

۲ مولانا حافظ محمد احسان الحق، مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد

۳ مولانا حافظ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، ماریشس

۴ مولانا اللہ بخش واں بھچراں، ضلع میانوالی

۵ مولانا اکبر جان

۶ مولانا محمد اسلم ڈچکوٹ روڈ فیصل آباد

۷ مولانا ابوسعید مفتی محمد امین، مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد

۸ مولانا محمد الیاس ہزاروی، جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

۹ مولانا حافظ سید جلال الدین، شیخ الحدیث بھکھی ضلع منڈی بہاؤالدین

۱۰ مولانا محمد حسن علی میلسی

۱۱ مولانا سید زبیر، چکوال

۱۲ مولانا سید زاہد علی شاہ، فیصل آباد

۱۳ مولانا شمس الزمان قادری رضوی، لاہور

۱۴ مجاہد ملت مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی، گوجرانوالہ

۱۵ مناظر اعظم مولانا عنایت اللہ قادری رضوی، سانگلہ ہل

۱۶ مولانا حافظ عبدالرشید، جھنگوی، خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد

۱۷ مولانا عبدالقادر احمد آبادی، فیصل آباد

۱۸ مولانا سید محمد عبداللہ قادری رضوی، مہتمم انوار الابرار ملتان

۱۹ مولانا غلام رسول مہتمم انوار القرآن ملتان

۲۰ مولانا حافظ فضل احمد، ضلعی خطیب محکمہ اوقاف، فیصل آباد

۲۱ مولانا محمد شریف، ملتان

۲۲ مولانا معین الدین شافعی مہتمم جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

۲۳ مولانا محمد حسین، مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

۲۴ مولانا سید مراتب علی، عارف والا ضلع ساہیوال

۲۵ مولانا حافظ منظور حسین خطیب راجہ چوک فیصل آباد

۲۶ مولانا محمد یوسف نگینہ، فیصل آباد

۲۷ مولانا مفتی نواب الدین، جامعہ رضویہ فیصل آباد

۲۸ مولانا حکیم سید وارث جیلانی، فیصل آباد

۲۹ مولانا سید محمد یعقوب، پھلروان (۱)

---

(۱) ا۔ موت کا پیغام (دیباچہ از مولانا محمد اصغر علوی) مطبوعہ راست گفتار پریس لائل پور۔ ص ۴۶

ب۔ ماہنامہ نوری کرن، بریلی (مضمون حسن علی میلسی)۔ مارچ اپریل ۱۹۶۳ء۔ ص ۶۰

ج۔ قلمی یادداشت مولانا شمس الزمان قادری، لاہور مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

د۔ قلمی یادداشت مولانا علی احمد سندیلوی، لاہور، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

ہ۔ قلمی یادداشت مولانا غلام رسول، فیصل آباد مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

و۔ ماہنامہ فیضان، لائل پور دسمبر ۱۹۶۹ء

﴿خلفاء عرب﴾

﴿پرتو تجلیات سیرت مصطفیٰ ﷺ﴾

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی سیرت وسوانح پر صاحب خلق عظیم، محبوب رب کریم، حضور نبی رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت طیبہ کی بے شمار تجلیات پڑیں اور انہیں اپنے رنگ سے منور فرمادیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے زندگی بھر حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات افعال واعمال پر اس طرح عمل کیا کہ گویا وہ آپ کی عادات بن گئیں۔ اسی کمال اتباع کی برکت سے مولا کریم جل وعلا نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے سوانح کو ایسا شرف بخشا کہ وہ احوال رسول کریم ﷺ سے مستنیر ہوگئے۔ مثلاً

﴿۱﴾

حضور اکرم ﷺ کا شباب کا دور ایسا پاکیزہ تھا کہ دوست ودشمن اس کی طہارت وعظمت کے قائل تھے۔ دور جاہلیت میں ہر طرف اخلاقی گراوٹ کے باوجود آپ کی طہارت، شرافت اور امانت دیانت اعلان نبوت کے بعد آپ کی صداقت وعدالت کی علامت ٹھہری۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا بچپن اور جوانی ایسا حسن اخلاق سے گزرا کہ دوست ودشمن سبھی آپ کی اخلاقی طہارت اور نفاست کے معترف ہیں۔

﴿۲﴾

اعلان نبوت سے کچھ عرصہ قبل حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ماحول سے خلوت اختیار فرمائی۔ غار حرا کا کئی کئی دنوں بلکہ ہفتوں کا قیام اسی خلوت گزینی کے لئے تھا۔ یہ خلوت گزینی توجہ الی اللہ اور یکسوئی سے اپنے مقاصد عالیہ کے حصول کی ایک صورت تھی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی زیارت کے بعد رسوخ علم وعمل کی اعلیٰ منزل کے حصول کے لئے اپنے خاندان اور ماحول سے اس طرح خلوت اختیار فرمائی کہ کئی سال مرکز عشق ومحبت بریلی اور دارالخیر اجمیر میں کمال یکسوئی سے علم وفضل کے حصول میں صرف فرمائے۔ تاآنکہ باوجود عالم شباب کے علم وفضل میں آپ اپنے دور کے اکابر علماء میں محسوب ہونے لگے۔

﴿۳﴾

طائف کے ناسمجھ کفار نے حضور اکرم ﷺ پر اس وقت پتھر برسائے جب آپ انہیں دین حق کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ پتھر کھا کر بھی آپ نے ان کے لے دعائے ہدایت فرمائی۔

لائل پور کے قیام کے ابتدائی دور میں بعض مقامات پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ پر عین اس وقت پتھر برسائے گئے جب آپ ان کے سامنے عظمت و محبوبیت مصطفٰی ﷺ کا بیان فرمارہے تھے۔ اغیار کی اس انتہائی نازیبا اور ناروا حرکت کے باوجود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ان کے لئے دعائے ہدایت فرمائی۔ زبان سے بددعا کا کوئی کلمہ نہ نکلا اور نہ ہی ان سے بدلہ کا تصور پیدا ہوا۔ بالآخر آپ کی برکت سے گرد آلود ابر سے حق وصداقت کا آفتاب جب طلوع ہوا تو ہر طرف عشق ومحبت کی لہر پھیل گئی۔

﴿۴﴾

غزوہ احد میں حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا اور دندان مبارک شہید ہوئے۔ قیام بریلی کے دوران ایک مرتبہ آپ کے چہرہ انور پر زخم آگیا۔ جس سے خون بہہ گیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت بھی پوری کرلی۔ اس طرح آپ شان اویسی کا مظہر بن گئے۔

﴿۵﴾

کفار کے حملہ کی شدت اور صحابہ کرام کے منتشر ہوجانے سے احد ہی میں ایک لمحہ ایسا بھی آگیا کہ جس میں حضور اکرم ﷺ کی خبر شہادت غلط طور پر مشہور ہوگئی۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد حقیقت حال واضح ہوگئی اور خبر شہادت کی تردید ہوگئی۔

تحریک قیام ریاست الٰہیہ (تحریک قیام پاکستان) کے دوران بریلی میں ہندوؤں کے فسادات اور حملوں کی وجہ سے یہ خبر بھی بطور غلط مشہور ہوگئی کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شہید ہوگئے ہیں۔ مگر چند دنوں بعد اخبارات کو خبر شہادت کی تردید کرنا پڑی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر شہادت اور پھر تردید نے آپ پر ایسی تجلی فرمائی کہ اسی نوعیت کا واقعہ آپ کے سوانح میں بھی موجود ہے۔

﴿۶﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی سنت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے قیام پاکستان کے وقت ہجرت کر کے پوری کرلی۔

﴿۷﴾

ہجرت کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مدت بعد مکہ معظمہ میں نزول اجلال فرمایا۔ مگر مکہ معظمہ میں یہ قیام ثانی چند روز کا تھا............ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ گورداسپور سے ہجرت کے بعد پاکستان سے دوبارہ بریلی تشریف لے گئے۔ ارادہ تھا کہ بریلی ہی میں قیام کریں گے۔ مگر حضور نبی کریم ﷺ کی سنت یوں پوری ہوئی کہ آپ کا بریلی کا یہ قیام ثانی قلیل عرصہ رہا۔ پاسپورٹ اور ویزا کی پابندی کے باعث آپ کو پاکستان آنا پڑا اور پھر یہیں قیام رہا۔

﴿۸﴾

غزوہ بدر کے بعد قریش مکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے لئے صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو زہر آلود تلوار دے کر مدینہ روانہ کیا۔ دربار رسالت میں حاضری کے بعد یہی عمیر مسلمان ہوگئے۔

ایک رات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ مطالعہ کتب حدیث میں مصروف تھے کہ مخالفین اہل سنت نے ایک شخص آپ کے قتل پر آمادہ کیا۔ یہ شخص خنجر چادر میں چھپائے آپ پر قاتلانہ حملہ کے لئے آیا۔ مگر آپ کی صورت دیکھتے ہی کانپ گیا۔ قدموں میں گر کر معافی کا طالب ہوا۔ بالآخر آپ سے بیعت ہوا۔ اس طرح سیرت مصطفٰی کی یہ سنت بھی آپ نے پوری کرلی۔

﴿۹﴾

فتح خیبر میں نبی اکرم رسول معظم ﷺ کو ہدیہ کے روپ میں زہر کھلانے کی کوشش کی گئی۔ آپ نے زہر آلود گوشت کو چکھ کر چھوڑ دیا اور زہر دینے والی یہودی عورت کو معاف کردیا۔

اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے پیش آیا۔ مخالفین نے دوستی کے بہروپ میں آپ کو

چائے میں زہر ڈال کر دیا۔لیکن بحمدہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔

﴿۱۰﴾

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت خیبر کا زہر عود کر آیا۔اس طرح آپ کا وصال شہادت سری کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنے وطن سے دور کراچی میں (غریب الوطنی کی حالت) میں وصال فرمایا۔ بفحوائے حدیث ''مَوْتُ الْغَرِیْبِ شَهَادَةٌ'' (ابن ماجہ وطبرانی عن ابن عباس) آپ کا وصال بھی شہادت سری تھا۔

﴿۱۱﴾

قریش مکہ نے اسلام دشمنی میں ...... حضور اکرم ﷺ کے قتل کے بار ہا منصوبے بنائے۔مگر ناکام رہے۔

مولوی عبدالرحمن دیوبندی، فیصل آباد نے اعتراف کیا کہ ہمارے ہاں مولوی غلام غوث ہزاروی نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنایا۔(۱)

﴿۱۲﴾

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے موقعہ پر صحابہ کرام آخری زیارت اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے میں مصروف ہوئے۔ یہ سلسلہ تین روز تک جاری رہا۔تیسرے روز حضور اکرم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے کراچی میں وصال فرمایا۔آپ کے جنازہ کو لائل پور لایا گیا۔نماز جنازہ کے بعد تیسرے روز آپ کو لحد میں رکھا گیا۔اس طرح آپ نے زندگی بھر اور بعد وصال بھی حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو ادا فرمایا۔رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

(۱) منصوبہ کی تفصیل کے لئے روزنامہ رہبر تجارتی، فیصل آباد کی ۶ نومبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت خاص ''علامہ کائناتی نمبر'' کا صفحہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

عکس نوادرات

مزید عکس وخطوط ''نوادرات محدث اعظم پاکستان''
میں ملاحظہ فرمائیں۔

[illegible]

سند اجازت جمیع سلاسل وجمیع علوم دینیہ وخلافت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بریلوی بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز، محررہ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ [illegible] وبعد فانی قد اجزت الاخ الفاضل الحاج محمد سردار احمد البریلوی فی صحیح البخاری والصحاح والمسانید والسنن والاجزاء وکل [illegible] روایۃ بسندنا الی رواتہا الی سید الخلق المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وقد اجازنا العلامۃ الامام الشیخ بدر الدین الحسنی شیخ دار الحدیث بدمشق وھو عن الشیخ ابراھیم السقا عن الشیخ الامیر الصغیر عن الشیخ الامیر الکبیر وثبتہ مطبوع واجازنا العلامۃ السید محمد عبد الحی الکتانی الفاسی ولہ ثبت مطبوع والسید [illegible] اللہ عن والدہ الحافظ الشیخ عبد الغنی الدہلوی وثبتہ [illegible] نفع اللہ بھم آمین والحمد للہ [illegible] آخرا وصلی اللہ [illegible] سیدنا محمد

والہ

کتبہ [illegible] التیجانی

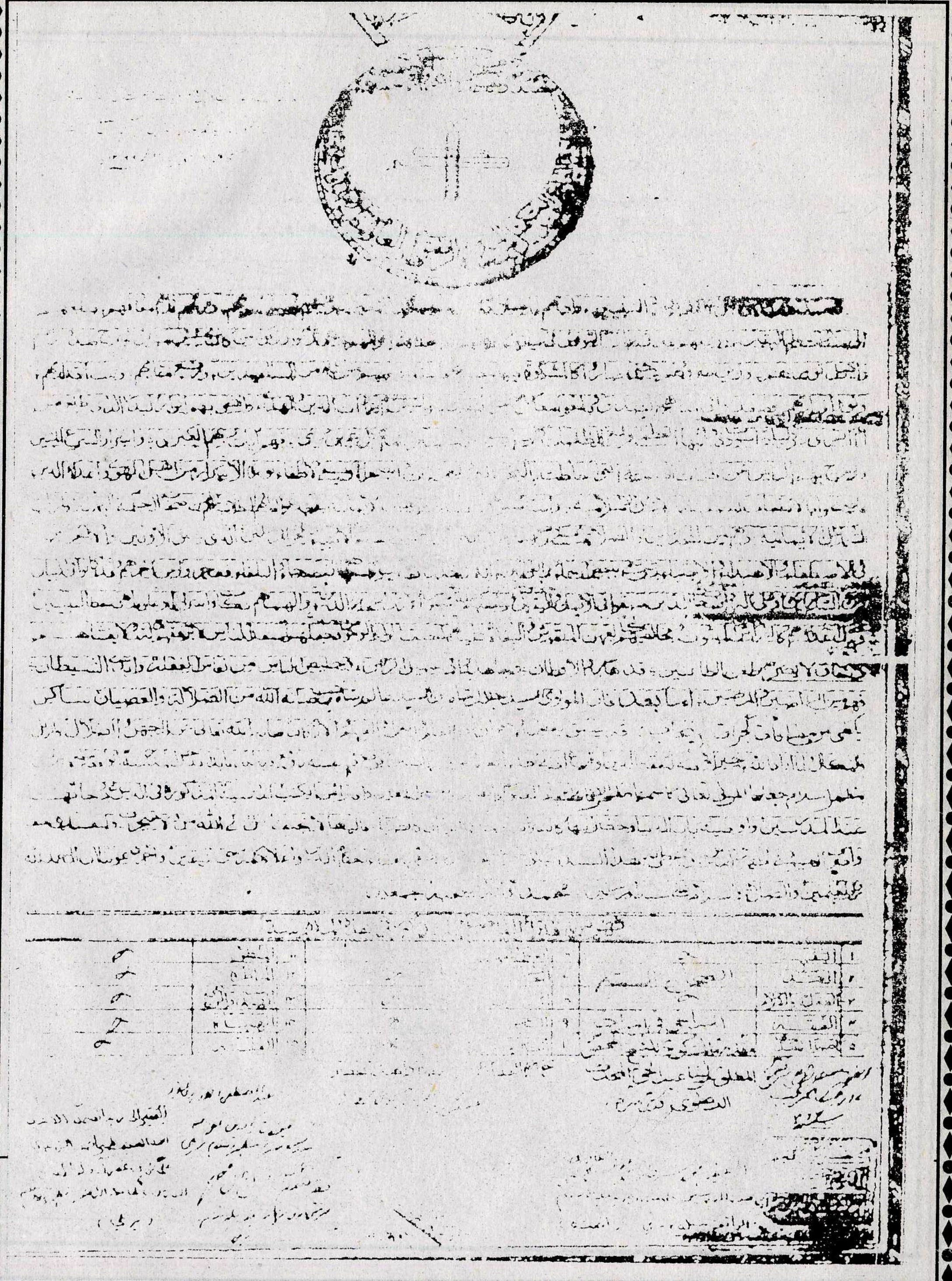
فی یوم الاحد [illegible] سنۃ [illegible]

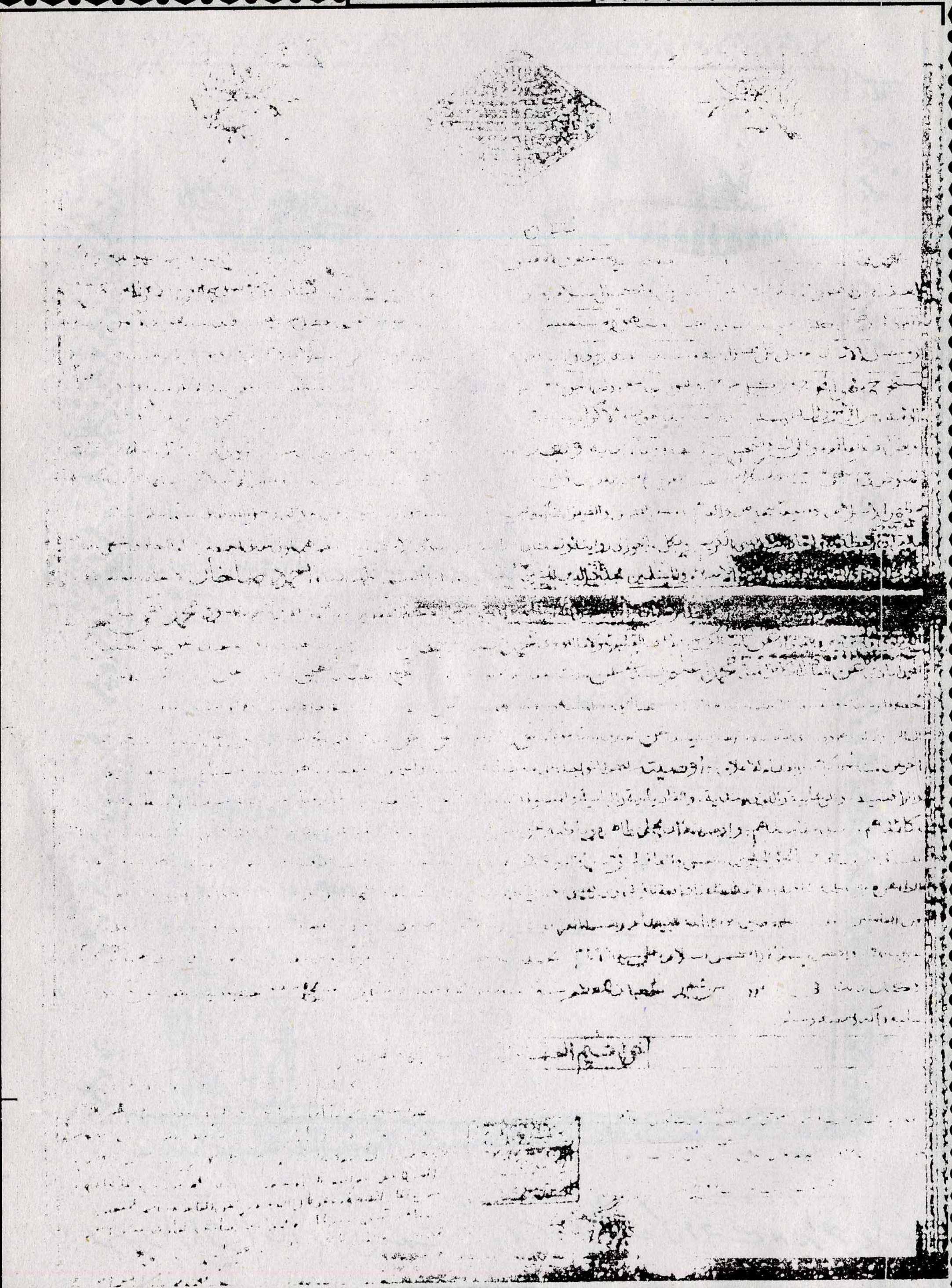
حررنا بروضۃ الشریفۃ بالمدینۃ منورۃ

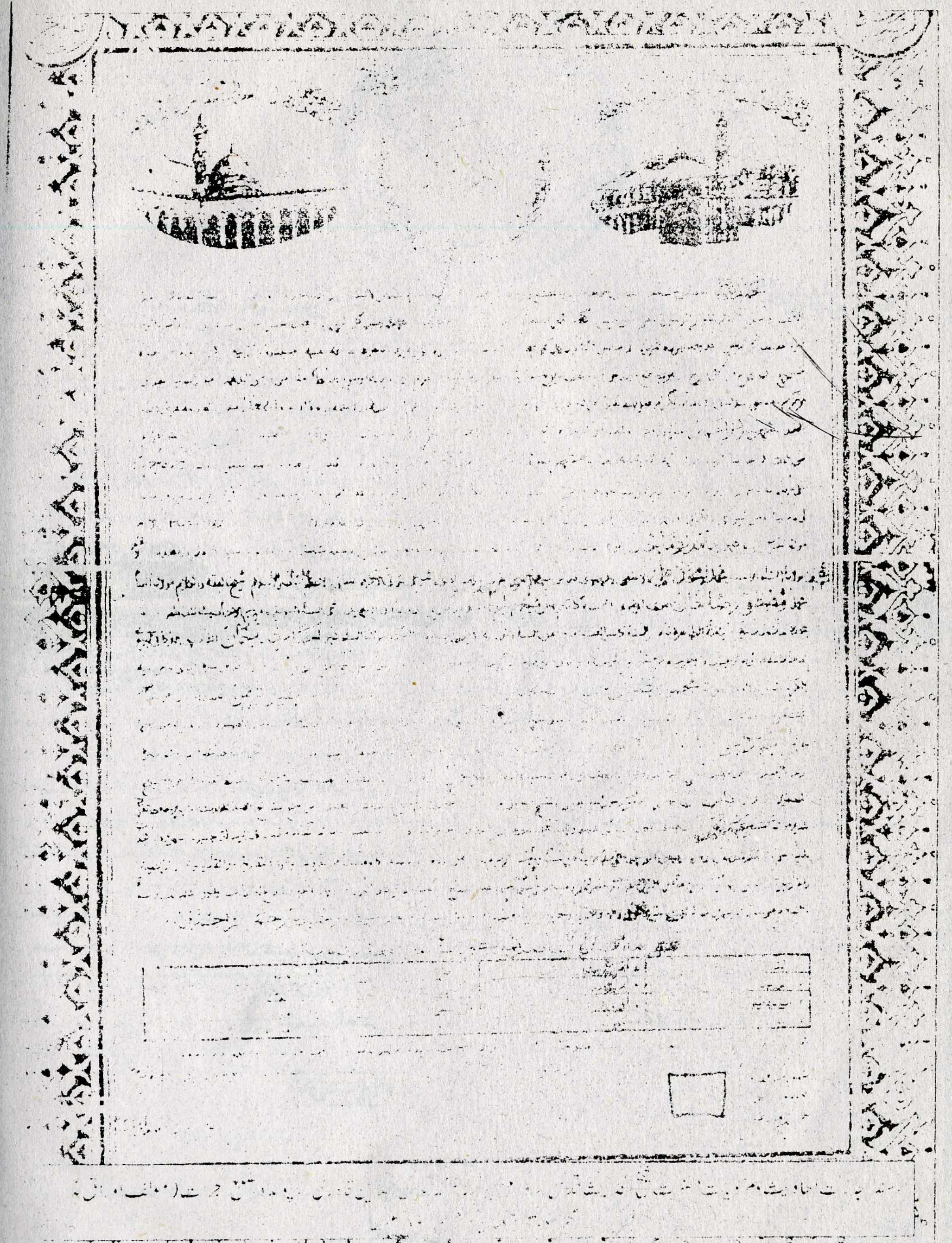
علی صاحبہا [illegible]

323

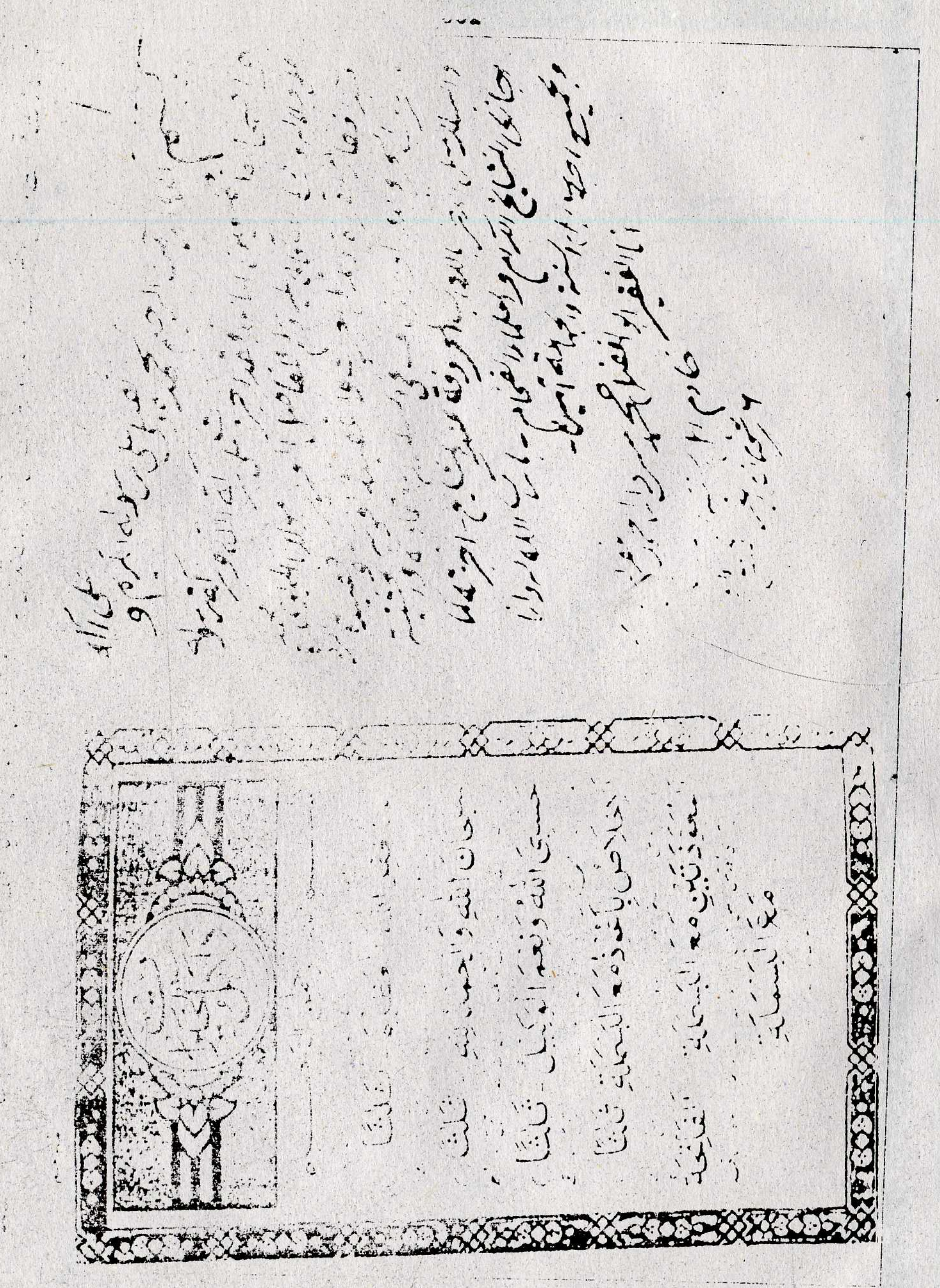
فهرس ما قرأ الفاضل المذكور في هذه المدرسة







"محمد سردار احمد، خادم اہل سنت" مہر مدہم ہونے کی وجہ سے نہ پڑھی جاسکی



(۱) سورۃ واقعہ شریف

(۲) لا الٰہ الا اللہ

تسبیح

(۳) یا

(۴) استغفر اللہ الذی

و اتوب الیہ

تسبیح

یہ جاری رکھیں

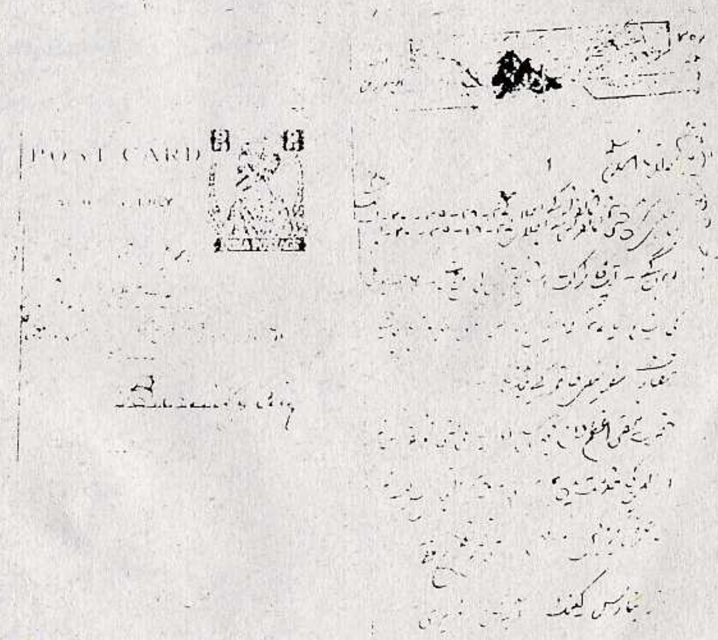
مکتوب حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی بنام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز

مولانا المکرم سلمہٗ

بنارس سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷‘۲۸‘۲۹‘۳۰‘ اپریل [illegible] وہاں کے آپ کی شرکت اس کانفرنس کی رونق ہے ۲۶ اپریل کی شام یا ۲۷‘ دن میں بنارس رونق افروز ہو جایئے‘ مصارف سفر کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔

حضرت مفتی اعظم دام مجدہم اور بریلی سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں بھی میری طرف سے التجائے شرکت کے لئے عرض کر دیجئے۔ جواب کا انتظار ہے۔ والسلام محمد نعیم الدین عفی عنہ از بنارس کینٹ اسٹیشن ڈیری

(پتہ) بریلی‘ محلہ بہاری پور‘ مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ مدرسہ مظہر اسلام‘ بملاحظہ جلیس مولانا الحاج مولوی سردار احمد صاحب صدرالمدرسین مدرسہ مذکورہ Bareilly City



Certificate of Registration of Societies

ACT XXI OF 1860

No. [illegible] of 1955 - 1956.

I hereby certify that "Anjuman [illegible]-e-Rasul [illegible]"

has this day been duly registered under the Societies Registration Act, XXI of 1860.

Given under my hand at Lahore

this [illegible] day of November 1955.

ONE THOUSAND NINE HUNDRED & fifty five.

Fee: Rs. [illegible] (Rupees [illegible] only).

[illegible] Seal.

[illegible]

Assistant Registrar

Joint Stock Companies, [illegible]

Lahore Region.

[illegible] dated 23 [illegible]

[illegible] Sunnat Wa [illegible]

[illegible] Rizvia [illegible]

[illegible] principles and [illegible]

[illegible] thought in the [illegible] Ahl-e-Sunnat Wa Jamaat. To preach [illegible] faith of Hazrat [illegible] Abdul Haq [illegible] Mohaddis Dehlavi [illegible] Mujaddid-o-Din-o- [illegible] Ahmad Raza Khan Bareilvi.

[illegible] To set up, [illegible] Darul-Aloom [illegible] Rizvia Mazhar-ul-Islam [illegible] to impart [illegible] education [illegible] to set up, maintain and manage [illegible] Darul Ifta, [illegible] Darul [illegible]

4. [illegible] and lodging for the [illegible]

5. [illegible] of the Holy Prophet and meetings in [illegible] occasions and thereby infusing [illegible] bring about the [illegible]

[illegible] to Islam, state [illegible]

[illegible] true religion [illegible]

[illegible] Islamic activities [illegible]

[illegible] different places [illegible]

10. [illegible] publication of religious books and [illegible] Islamic doctrines.

11. [illegible] and other true Muslims in order [illegible] to follow their footsteps after [illegible]

[illegible]

e) In case of emergency, the Sadar will be empowered to take any prompt action as he deems necessary.

f) The Sadar can enlarge the number of Executive by adding to it any number out of the members and can also appoint a Naib Sadar out of the members.

g) [illegible] casting Vote in case of tie.

6. [illegible]

a) In the absence of [illegible] the Naib Sadar shall exercise all the powers of the Sadar.

b) In the absence of [illegible] and Naib Sadar, any one of the office bearers [illegible] the chair.

7. [illegible]

8. [illegible]

[illegible] of the Jamiat [illegible]

a) To [illegible] all the meetings and to record the proceedings.

b) To carry out the orders and decisions of the executive and General meetings.

c) The Secretary is authorised to spend up to Rs. 25/- in one month for [illegible] of the Jamiat.

d) [illegible] record of all papers, correspondence [illegible] of the Jamiat.

9. General.

a) The quorum [illegible] members.

b) All the matters shall be decided by the majority of Votes.

c) There shall be an Annual General Meeting to be held on a date to be fixed by the [illegible] Committee for the purpose of considering [illegible]

1) [illegible] report of the Executive Committee.

2) To elect the [illegible] of the Governing Body.

3) To approve [illegible] annual statements of accounts.

4) To approve the annual budget.

5) [illegible] meeting of the Jamiat may be convened by the [illegible] in case of emergency or on a requisition in writing signed by [illegible] members specifying the objects for such meeting. On

Contd........ 3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

... لنبی محمد ... [illegible] ... و اہلہ

لا بد اجازۃ ... [illegible] ... تعالیٰ

... [illegible] ...

جمیع الکتب ... [illegible]

... [illegible] ...

یحیی بتقوی اللہ عز و جل ... [illegible]

البدع والخلاعۃ ... [illegible]

... [illegible] ...

تعالیٰ علی خیر خلقہ ... [illegible]

... [illegible] ...

مرکزی دار العلوم ... اہلسنت ... [illegible]

فارم داخلہ

بخدمت اقدس حضرت ... محدث اعظم پاکستان ... [illegible] ... جھنگ بازار ... [illegible]

ہدیۂ سلام مسنون!

گذارش ہے کہ میں ... بحیثیت طالب علم داخل ... [illegible] ... کا بخوشی پابند رہوں گا ... [illegible] ... کا اختیار ہے۔

[illegible]

تاریخ [illegible]

اندراجات ذیل کی خانہ پری خود طالب علم کو اپنے ہاتھ سے کرنا ہوگی

نام طالب علم [illegible]

قومیت [illegible]

سکونت معہ پتہ [illegible]

پہلے کون کونسی کتابیں کس مدرسہ میں پڑھی ہیں [illegible]

اب کیا پڑھنا چاہتا ہے [illegible]

اجازت نامہ

میں اجازت دیتا ہوں کہ طالب علم [illegible]

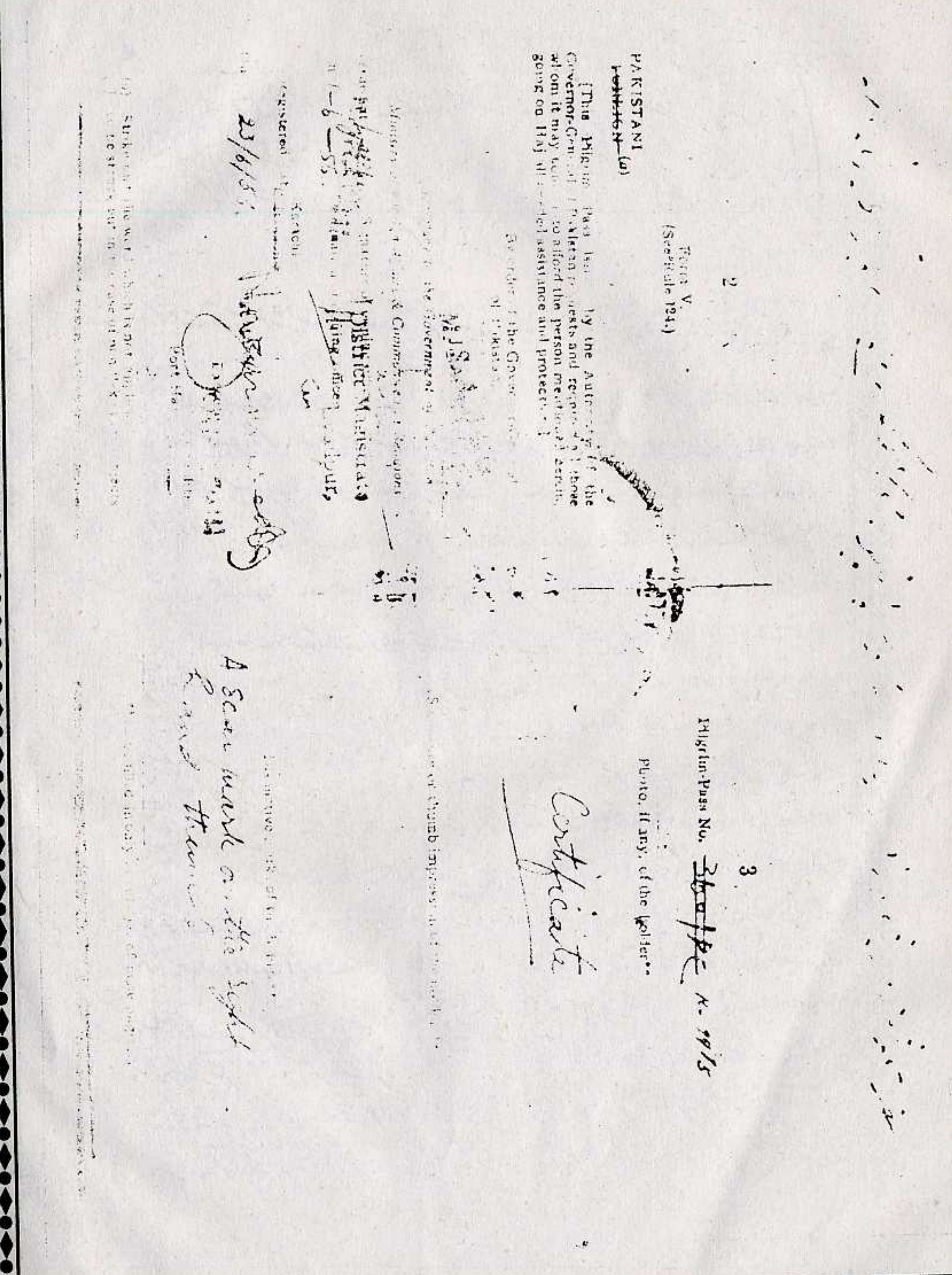
اس کی تعلیم وغیرہ کا مناسب انتظام کیا جائے۔

دستخط حضرت بانی [illegible]

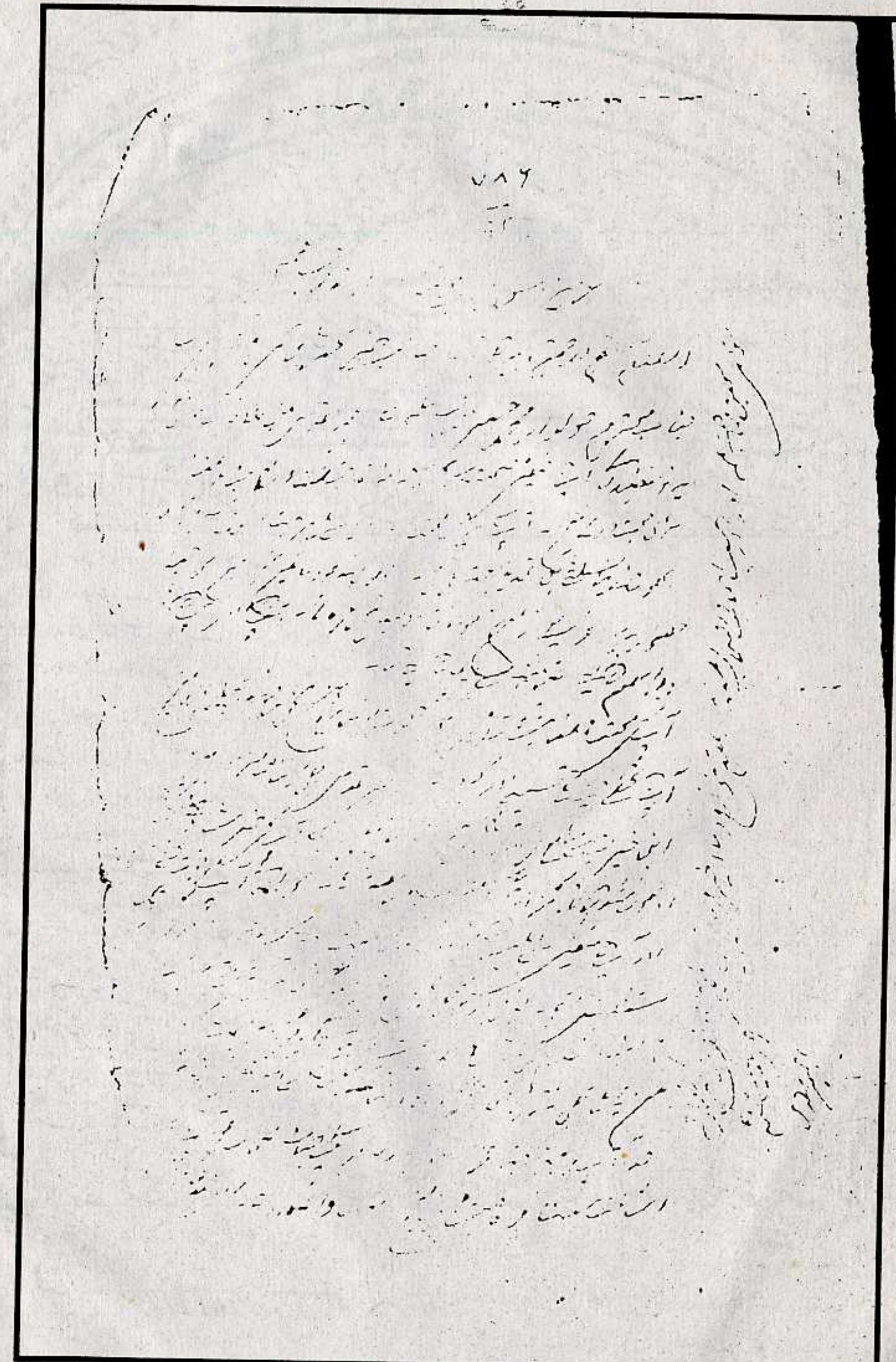
دستخط ناظم صاحب [illegible] تاریخ [illegible]

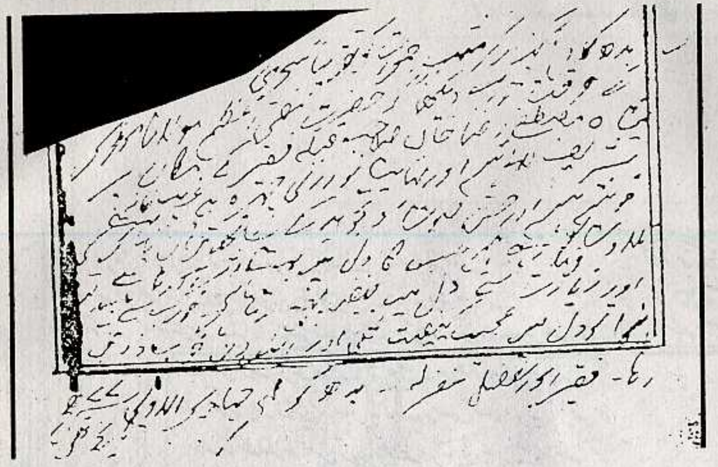
دستخط ناظم شعبہ تعلیم [illegible]

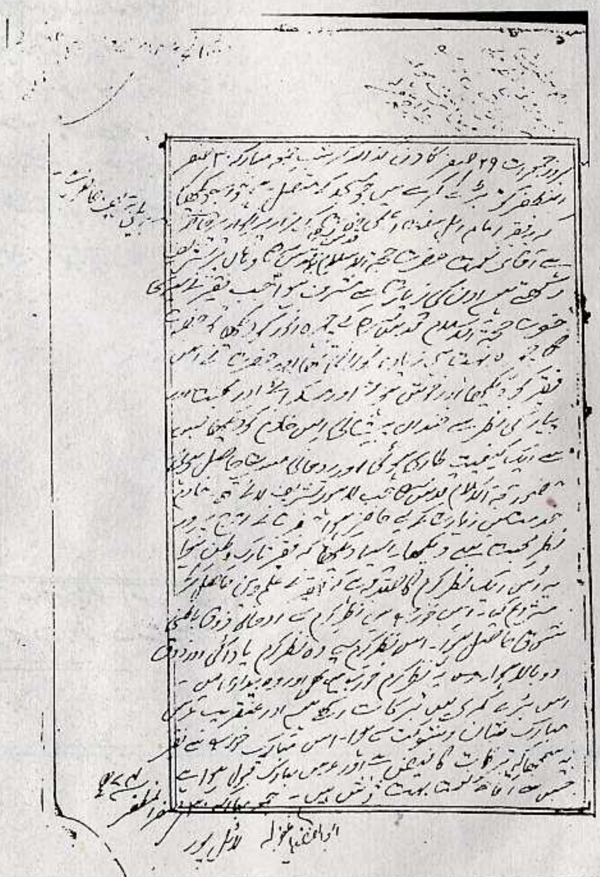
تاریخ داخلہ [illegible]

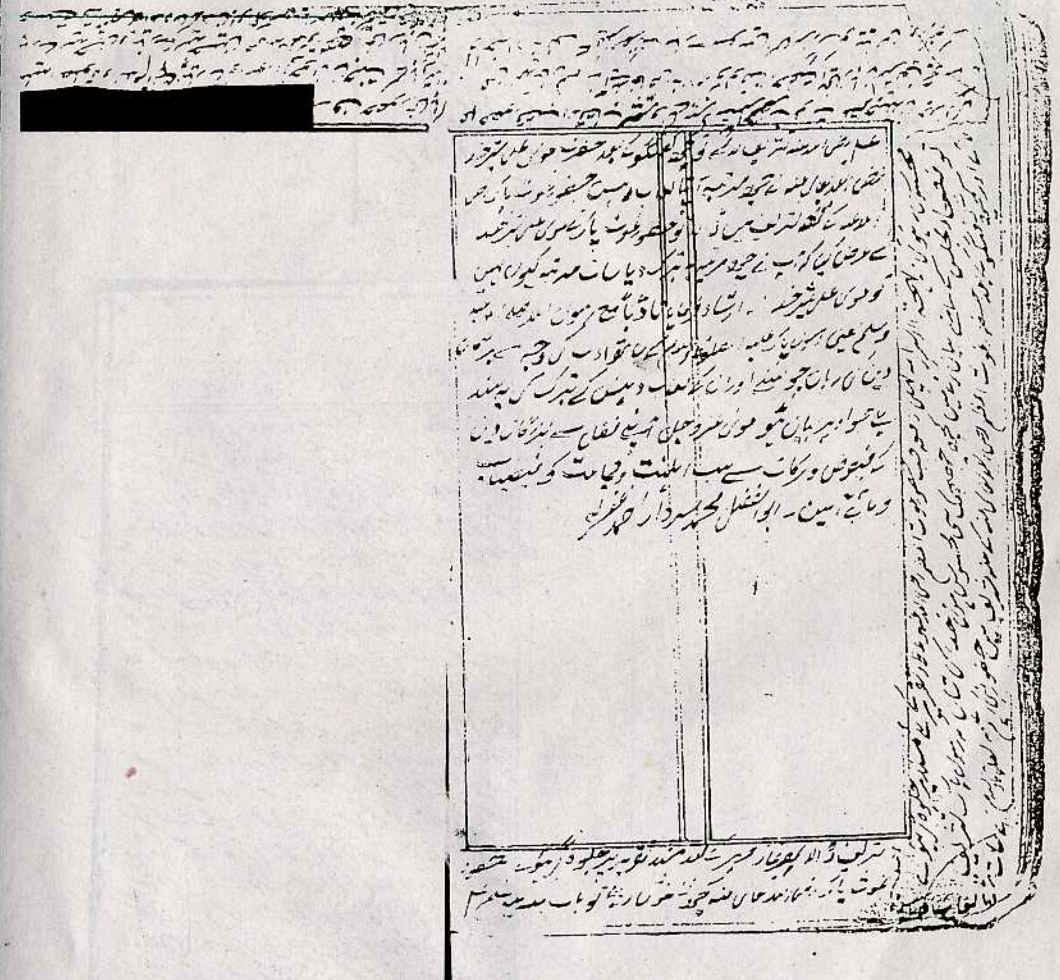

PAKISTANI
Pilgrim-Pass No.
Photo, if any, of the holder
Certificate



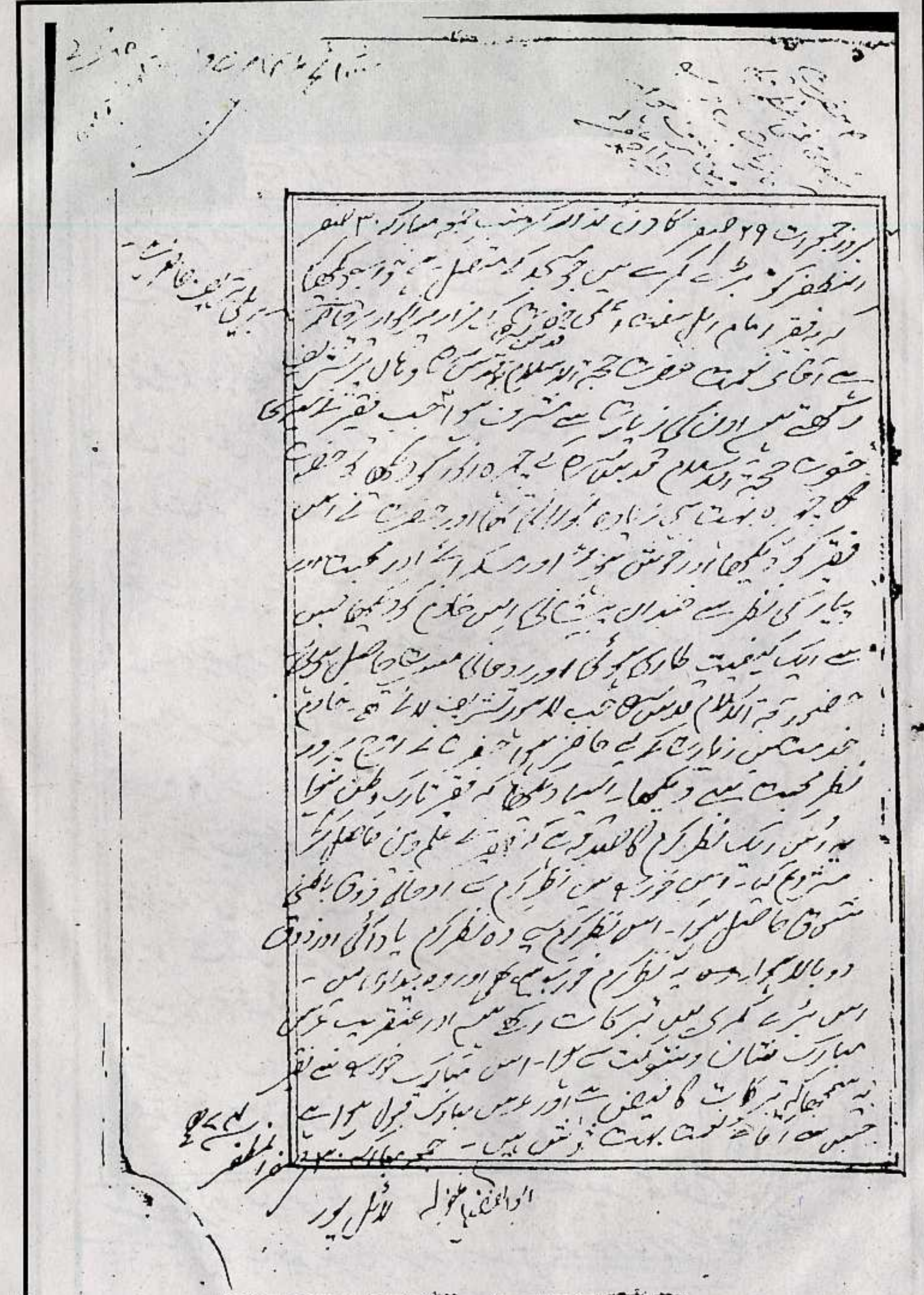








تذکرہ محدث اعظم پاکستان



[redacted]

بروز ہفتہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ یکم جنوری ۱۹۵۵ء
چک مستی سے بذریعہ جانبوالا اسٹیشن مغرب کے وقت
فقیر وہاں پہنچا مگر یہاں مولانا عنایت اللہ صاحب و مولانا
احسان الحق صاحب و مولوی محمد اشرف صاحب سلمہم نے کھانا
نماز عشاء کے بعد نعت خوانی اور تقریر میں ہوئیں
تقریباً بارہ بجے تب سے سونا ہوا اس رات خواب
دیکھا کہ فقیر بریلی شریف اعلیٰحضرت عظیم البرکت قدس
سرہ العزیز کے پھاٹک میں موجود ہے مسجد کی حضرت
حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز مکان کے اندر سے باہر پھاٹک
میں تشریف لائے فقیر کو دیکھا کہ کمزور ہے فقیر کے دل میں
یہ بات تھی کہ اب بہت کمزوری لاحق ہو گئی ہے اور زندگی کی وجہ
اکثر دانت نکل گئے ہیں اب تقریر و بیان مشکل ہے حضرت
حجۃ الاسلام قبلہ فقیر کے قریب تشریف لا کر بیٹھ گئے اور اپنی زبان
شریف کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اسے چوسو جب کہ
فقیر نے حضرت قبلہ کی زبان شریف کو چوسا جس سے طبیعت کو
سکون و قرار حاصل ہوا ایسا فیض ملا کہ جس سے فقیر کے دل میں
یہ بات آگئی کہ اب فقیر بیان و تقریر کر سکتا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد
بلا تکلف

آج صبح نماز کے بعد بیان ہے مظفر آباد کی طرف جھڑو مبل
چوک تک گیا پھر واپس آیا صوفی اللہ رکھا صاحب فقیر کے ہمراہ تھے پھر واپس
آ کر ناشتہ کیا پھر حافظ ایوب سلمہ نے پانی گرم کیا پھر غسل کیا
پھر حاضرین کے ساتھ دعوت شعبان نبوی کے چند مسائل
بیان کئے۔ پھر کھانا کھایا پھر بارہ بجے قیلولہ کیا آنکھ
لگ گئی اور دیر تک اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت
علامہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں رہا
اور اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کچھ علمی اجازتیں عطا فرمائیں
خدمت میں خوب حاضر رہا آنکھ کھلی تو دو پہر کے دو بجے تھے
جب آنکھ کھلی تو زبان پر اعلیٰحضرت کا ذکر خیر تھا اور دل میں
بھی یہ تھا کہ خوب حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے
حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے حضور غوث پاک کے فیض
سے ایسا کرم ہوا۔ فقیر ابو الفضل عفی عنہ بقلم خود

معرفت جناب امان اللہ خان صاحب
سنی بنک۔ مری۔

۹ ربیع الاول شریف
بروز پیر


فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم